مصباح الشریعة

فی شرح الروضة البهیة

شرح لُمعہ کی اُردو شرح

کتاب الطهارة

تحریر :

سجاد حسین قائمی

مصباح الشریعة

فی شرح الروضة البهیة

ج ۱: (کتاب الطهارة)

تحریر	:	سجاد حسین قائمی
موضوع	:	فقه
ناشر	:	الزہراء پبلشرز
اشاعت اول	:	۲۰۰۷ء/۱۴۲۸ھ
تعداد	:	۱۰۰۰

اسٹاکسٹ:

الزہراء پبلشرز اینڈ سی ڈی سینٹر

افشاں آرکیڈ، نزد سولجر بازار سگنل، کراچی

Ph. No. 021-2242474

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم كن لوليك الحجة
بن الحسن صلواتك عليه
وعلى آبائه في هذه الساعة و
في كل ساعة وليا وحافظا
وقائدا وناصرا ودليلا وعينا
حتى تسكنه أرضك طوعا
وتمتعه فيها طويلا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ●

● ــــــ وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً

فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ

وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ●

(القرآن الکریم : سورۂ مبارکۂ توبہ : ۱۲۲)

مومنین کیلئے مناسب نہیں ہے کہ سب کے سب (اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کیلئے اپنے گھروں سے) نکل کھڑے ہوں تو ان میں سے ہر گروہ کی ایک جماعت (اپنے گھروں سے) کیوں نہیں نکلتی تاکہ علمِ دین حاصل کرے اور جب اپنی قوم کی طرف پلٹ کر آئے تو ان کو (عذابِ آخرت سے) ڈرائے۔ شاید یہ لوگ ڈرنے لگیں (اور خدا کی نافرمانی سے پرہیز کریں)۔

● ــــــ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ قَالَ :

اِذَا اَرَدَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْراً فَقَّهَهٗ فِى الدِّيْنِ ●

(الامالی للشیخ المفیدؒ : ص ۱۵۸)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا :

جب خدا اپنے بندوں میں سے کسی بندہ کیلئے خیر و سعادت چاہتا ہے

تو اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کردیتا ہے۔

● ــــــ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامِ اَنَّهٗ قَالَ :

لَوَدَدْتُ اَنَّ اَصْحَابِىْ ضُرِبَتْ رُؤُوْسُهُمْ بِالسِّيَاطِ حَتّٰى يَتَفَقَّهُوْا ●

(الکافی :ج ۱ ص۳۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

میں پسند کرتا ہوں کہ (اگر اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتو) میرے اصحاب کے سروں پر کوڑے

برسائے جائیں تاکہ وہ دین شناس ہوجائیں۔

فہرست مطالب

تقریظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ، وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَ آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْنَ، وَ اللَّعْنَةُ عَلٰی اَعْدَاءِ هِمْ اَجْمَعِیْنَ .

اَمَّا بَعْدُ ،

''علم فقہ'' وہ پاکیزہ ترین علم ہے جس کے بارے میں مالک دو جہاں نے اپنی مقدس کتاب ، قرآن مجید میں تاکید فرمائی ہے کہ کچھ لوگوں کو اس کے حصول کے لئے لازمی طور سے گھر سے نکلنا چاہیے تا کہ حصولِ علم کے بعد وہ لوگوں تک حق کا پیغام پہونچائیں۔

جیسا کہ ارشاد قدرت ہے :

وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَافَّةً ، فَلَوْ لاٰ نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ .

''تمام مومنین کے لئے تو یہ (فرض) نہیں ہے کہ نکل پڑیں ، پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ہر گروہ سے کچھ لوگ نکلیں ، دین میں بصیرت حاصل کریں اور جب واپس آئیں تو اپنی قوم کو ڈرائیں ، تا کہ ان میں خوف (خدا) پیدا ہو''۔

(ملاحظہ فرمایئے سورۂ مبارکہ التوبہ)

قرآن مجید کی اس آواز پر لبیک کہنے والوں نے اپنے وطن کو چھوڑا۔ ماں باپ ، بھائی بہنوں کی سالہا سال جدائی برداشت کی ،سختیوں سے گذرے ، زمانہ کے حالات کا سامنا کیا ، اور روز و شب کی محنت سے علم کا چراغ بن کر اُبھرے جس کی روشنی سے سب نے فیض حاصل کیا۔

عزیزم حجۃ الاسلام سجاد حسین قائمی صاحب کو بھی پروردگار نے یہ توفیق مرحمت فرمائی کہ وہ حصولِ علم کے لئے عالم تشیع کے مرکز حوزۂ علمیہ قم (ایران) تشریف لے گئے اور علم کے بلند مرتبے پر فائز ہونے

کے بعد اب علمی خدمات کا آغاز ایک نہایت اہم کام سے کیا ہے۔

''شرح لمعہ'' ہماری فقہی دنیا کی وہ عظیم الشان کتاب ہے جس سے ''مبتدی یا منتہی'' کوئی بھی مستغنی نہیں ہے۔

عالم اسلام کے دو بلند مرتبہ مجتہدین : جناب شہید اولؒ اور جناب شہید ثانیؒ نے کچھ ایسے اخلاص کے ساتھ ''لمعہ'' اور ''شرح لمعہ'' لکھی کہ سیکڑوں برس گذر جانے کے باوجود یہی کتاب ، دنیا بھر کے دینی مدارس میں فقہ کی اہم ترین کتاب کی حیثیت سے پہچانی جاتی ہے۔

برادرم عزیز حجۃ الاسلام سجاد حسین قائمی صاحب نے شرح لمعہ کی شرح اُردو زبان میں لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے جو حقیقتاً ایک بڑا ، قابل قدر ، اور لائقِ تحسین علمی کارنامہ ہے۔

اِس کے ذریعہ سے نہ صرف اُردو زبان کے تشنگانِ علم ، فیض حاصل کریں گے ، بلکہ شرحِ لمعہ کی تدریس کرنے والے علماء و مدرسین کو بھی آسانی ہوگی۔

میری دعا ہے کہ پروردگار عالم بتصدق معصومینؑ ، عزیزم حجۃ الاسلام مولانا سجاد حسین قائمی صاحب زاد مجدہ کی اس عظیم خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے تشنگانِ علم کے لئے چشمۂ فیض قرار دے۔

آمین ، بجاہ محمد و آلہ الطاہرین

احقر : رضی جعفر نقوی

۱۴ ر ذیقعدہ، ۱۴۲۷ھ

نذرانۂ عقیدت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں اپنی اس ناچیز کوشش کو :

⌘ ــــــ اپنے والد مرحوم کی پاکیزہ روح کی تسکین کیلئے ، جن کے سایۂ شفقت سے محروم ہو چکا ہوں،

⌘ ــــــ اپنی شفیق اور ہمدرد والدۂ گرامی کی تندرستی اور درازئ عمر کیلئے ، جن کی دعاؤں نے میرے ڈگمگاتے قدموں کو ہمیشہ سہارا دیا ہے ،

⌘ ــــــ اپنے مہربان بھائیوں کی سلامتی کیلئے ، جنہوں نے باپ کی طرح میری پرورش کی ہے ،

⌘ ــــــ اپنی بہنوں کیلئے جو ماں کی طرح مجھ پر قربان رہی ہیں ،

⌘ ــــــ اپنی بنت عم مرحومہ ڈاکٹر افشاں اظہر کی بلندئ درجات کیلئے ، جن کی زندگی دکھی انسانیت کی خدمت کیلئے وقف تھی ،

⌘ ــــــ اپنے اُن اساتذہ کے توفیقاتِ علم وعمل میں اضافہ کیلئے، جنہوں نے علوم محمد و آل محمد علیہم السلام سے آشنا کر کے میرے دل کو نورانیت بخشی۔ خصوصاً :

- ❖ فقیہِ اہلبیتؑ حجۃ الاسلام والمسلمین سید مصطفی فاطمی نیا مدظلہ العالی
- ❖ فقیہِ اہلبیتؑ حجۃ الاسلام والمسلمین شیخ شبیرحسن میثمی صاحب مدظلہ العالی
- ❖ حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا حافظ احمد رضا نجفی صاحب مدظلہ العالی
- ❖ حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا بشیرحسین مومن نجفی صاحب قدس سرہ الشریف
- ❖ حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا محمد سلیم محمدی صاحب مدظلہ العالی
- ❖ حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا غضنفر علی حیدری صاحب مدظلہ العالی
- ❖ حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید غضنفر فائزی صاحب مدظلہ العالی

❖ حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا اختر حسین نسیم صاحب مدظلہ العالی

❖ حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا ظفر حقانی صاحب مدظلہ العالی

❖ زینۃ القراء و الحفاظ قاری حافظ غلام رسول صاحب مدظلہ العالی

⌘ ـــــ تمام شہداءِ راہِ اسلام کے درجات کی بلندی کیلئے بالخصوص :

۞ شہید قائد علامہ عارف حسین الحسینی قدس سرہ الشریف ،

۞ شہید علامہ ضیاء الدین رضوی قدس سرہ الشریف ،

۞ شہید آیت اللہ باقر الصدر قدس سرہ الشریف ،

۞ شہید آیت اللہ مطہری قدس سرہ الشریف ،

۞ شہید آیت اللہ باقر الحکیم قدس سرہ الشریف ،

⌘ ـــــ ایران کے عظیم اسلامی انقلاب کے رہبر اور عظیم فقیہ اہلبیتؑ حضرت آیت اللہ العظمیٰ السید روح اللہ الموسوی خمینیؒ کی پاکیزہ روح کے بلند درجات کے مزید بلند ہونے کیلئے ،

⌘ ـــــ نیز اُمتِ اسلامیہ کے عظیم رہبر :

❁ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای حفظہُ اللہ

❁ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی سیستانی حفظہُ اللہ

نیز فخرِ ملّتِ پاکستان ،

❁ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ حافظ بشیر حسین نجفی حفظہُ اللہ

کی طول عمر اور توفیقات و تائیدات میں اضافہ کیلئے ـــــــــــــــــــ ،

اپنے آقا و مولا ، فرزند حضرت زہرا سلام اللہ علیہا ، وارث انبیاء علیہم السلام ، نجات دہندۂ عالم انسانیت ، لنگر زمین و آسمان : **حضرت حجۃ ابن الحسن العسکری** علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں ہدیہ کرتا ہوں۔

آنحضرت (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) سے اُمیدوار ہوں کہ اپنے غلام سے اس ناچیز ہدیہ کو قبول فرماتے ہوئے اپنی دعاءِ خیر میں شریک فرمائیں گے۔

سجاد حسین قائمی

چند باتیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم●

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى آلاَ ئِهٖ وَ لَهُ الشُّكْرُ عَلٰى نَعْمَآئِهٖ ، وَ اَفْضَلُ صَلَوَاتِهٖ وَ تَحِيَّاتِهٖ عَلٰى سَيِّدِ رُسُلِهٖ وَ خَاتَمِ أَنْبِيَائِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ خُلَفَآئِهٖ وَ اَوْصِيَآئِهٖ وَ عَلٰى أَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ نَصَرُوْهُ فِيْ حَيَاتِهٖ وَ تَمَسَّكُوْا بِثِقْلَيْهِ بَعْدَ وَفَاتِهٖ .

نہایت ادب و احترام کے ساتھ معزز قارئین کی خدمت میں عرض ہے کہ جب راقم الحروف نے شرح لمعہ پڑھنا شروع کی تھی تو تلاش کے باوجود اردو زبان میں ، نہ اس کا ترجمہ مل سکا اور نہ ہی کوئی شرح۔ البتہ فارسی زبان میں موجود شرح ، مدرسہ کی لائبریری میں ہی مل گئی۔ الحمدللہ ، فارسی زبان سے واقفیت کی بدولت اس سے کافی مدد ملی۔ لیکن سوچتا تھا کہ وہ جن کیلئے فارسی زبان سمجھنا مشکل ہے ، وہ کیا کریں؟

کتنے ہی طلباء و طالبات ایسے ہیں جو میری طرح ، اپنے دلوں میں اس کسک کو محسوس کرتے ہوں گے کہ کم از کم شرحِ لمعہ کا ترجمہ ہی میسر آجائے تا کہ جو باتیں اُستاد کے حضور میں سمجھنے سے رہ جائیں ، انہیں کتاب کے ترجمہ کی مدد سے حل کرنے کی کوشش کی جاسکے۔ اور اگر ترجمہ کے ساتھ شرح بھی میسر آجائے پھر تو نُورٌ علیٰ نُور ہوجائے۔

اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا جتنا بھی شکر ادا کروں ، کم ہے کہ اس نے مجھ جیسے ضعیف و ناتواں طالبِ علم کو اس خدمت کی توفیق عطا فرمائی جس کے نتیجہ میں آج آپ کے ہاتھوں میں شرحِ لمعہ کی شرح موجود ہے جس کا نام میں نے "مصباح الشریعة فی شرح الروضة البهیة" رکھا ہے۔

میں نہیں سمجھتا کہ کسی بھی درسی کتاب کے فقط ترجمہ سے طلباء میں اتنی صلاحیت پیدا ہوجائے کہ وہ کتاب میں بیان کئے گئے عمیق اور دقیق مسائل کو سمجھ سکیں۔ ان مسائل کو ایک اُستاد کامل کی رہنمائی میں ہی حل کیا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی طالب علم اُستاد کامل تک رسائی نہ رکھتا ہو تو اس کی ہدایت کیلئے ایک 'ایسی کتاب' کا ہونا ضروری ہے جو استاد کی طرح نہ سہی لیکن ممکنہ حد تک اس کیلئے معاون ثابت ہوسکے۔ اور اگر طالب علم میں قابلیت ہو تو یہی کتاب اس کیلئے رہنما اُستاد بن جائے۔

انہیں باتوں کے پیشِ نظر ، میں نے کتاب کے ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ کوشش کی ہے کہ اس کے سنگین مطالب کو آسان کرکے پیش کروں۔ چنانچہ آپ کو قدم قدم پر قوسین کے درمیان مشکل عبارت کی

تشریح ملے گی جو عبارت کی سنگینی کو کم کرتی ہوئی نظر آئے گی۔

شرحِ لمعہ کی عبارت کے ترجمہ اور شرح میں کوشش کی گئی ہے کہ دونوں کو الگ الگ پیش کرنے کی بجائے مکس شکل میں پیش کیا جائے ، تاکہ طلباء کو عبارت سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔ چنانچہ آپ عبارت کے ترجمہ کے دوران ہی قوسین میں اس کی شرح بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہ بالکل وہی روش ہے جسے شہید ثانیؒ نے متنِ لمعہ کی شرح میں اختیار کیا ہے۔ البتہ وہاں آپ کو متن قوسین میں نظر آئے گا اور یہاں شرح۔

اس کے علاوہ ، شرح لمعہ کا عربی متن بھی اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں دو باتیں قابل ذکر ہیں :

❋ ایک تو یہ کہ عربی متن کو کاملاً اعراب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

❋ دوسرا یہ کہ کوشش کی گئی ہے کہ عربی متن کو اس ترتیب سے پیش کیا جائے کہ اگر عزیز طلباء تھوڑی سی توجہ کریں تو عبارت کا حل کرنا مشکل نہیں رہے گا۔

یہ کوشش کس حد تک مفید ثابت ہوتی ہے اس کا فیصلہ تو عزیز طلباء ہی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں عزیز طلباء کی آراء کا انتظار رہے گا تاکہ مصباح الشریعۃ کی آئندہ تالیفات کو بہتر سے بہتر انداز میں پیش کیا جاسکے۔ میرا ای میل ایڈریس یہ ہے : [busmala@gmail.com]

آخر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنے محسن حضرت علامہ سید رضی جعفر نقوی مدظلہ العالی کا شکریہ ادا کروں جنہوں نے مجھے اپنی دینی تعلیم کے سلسلہ کو جاری رکھنے کیلئے قم المقدسہ لوٹ جانے کی ہدایت کی تھی۔ خدا انہیں جزائے خیر عطا کرے اور بابرکت طولانی عمر عطا فرمائے۔

آخر میں صاحبان علم و مطالعہ سے گذارش ہے کہ اگر دوران مطالعہ کوئی غلطی نظر آئے تو اسے دامنِ عفو میں جگہ دیتے ہوئے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن ان غلطیوں سے پاک ہو۔

أَسْتَغْفِرُ اللهَ لِيْ وَ لَكُمْ وَ أَتُوْبُ اِلَيْهِ ، اَلسَّلاٰمُ عَلَيْنَا وَ عَلىٰ عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ ،
اَلسَّلاٰمُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ

محتاجِ دُعا : سجاد حسین قائمی
عید ولایت ، ۱۸ / ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ
قم المقدسہ ، جمہوری اسلامی ایران
بوقت اذان صبح : ۵:۵۰

علمِ فقہ ــــــــــــــ اور،
آسمانِ فقاہت کے درخشاں ستارے

... هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ، اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ●

(سورة الزمر : ۹)

علم کی فضیلت کے بارے میں جس قدر بھی گفتگو کی جائے کم ہے۔ یہ وہ نور ہے جسے خدا ان دلوں میں قرار دیتا ہے جو اس کے اہل ہوتے ہیں۔ یہ وضاحت ضروری ہے کہ ''علم'' فقط ''مجہولات سے آگاہی'' کونہیں کہتے ، بلکہ آگاہی کے ساتھ نورانیت کا ہونا بھی شرط ہے۔ اگر موجودہ دور میں رائج ، مختلف علوم کو''علم'' کا نام دیا جاتا ہے تو یہ بطورِ مجاز ہے ، ورنہ حقیقی علم وہی ہے جو نورانیت میں اضافہ کا سبب ہو۔

شیطان ، وجودِ خدا کا بھی قائل ہے ، روزِ قیامت کا بھی علم رکھتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی ملعون ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ ان امور سے آگاہی کے باوجود اس کا دل یقین کی نورانیت سے خالی ہے۔

خدا کی کسی سے رشتہ داری نہیں ہے اور نہ ہی خدا کو کسی سے ذاتی عداوت ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم خود کو اس قابل بنائیں کہ خدا ،علم کے نور کو ہمارے سینوں میں جاگزین کردے۔ جب دل ،علم کے نور سے جگمگانے لگتے ہیں تو خوفِ خدا بڑھ جاتا ہے۔ انسان میں تواضع اور انکساری بڑھ جاتی ہے۔ حقیقی عالم جب علم کی بلند منزلوں تک پہنچتا ہے تو اس پر یہ راز کھلتا ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا۔

اصولِ دین کی معرفت کے بعد علمِ فقہ باقی تمام علوم پر ایک خاص امتیاز کا حامل ہے۔ اور اس کا یہ امتیاز اس وجہ سے ہے کہ باقی علوم کی نسبت اس علم کا ، انسان کے عمل سے گہرا تعلق ہے۔ علمِ فقہ کی تعلیم پر آیات و روایات میں جو شدید تاکید وارد ہوئی ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ انسان مسائل فقہیہ کو سیکھ کر اُن پر عمل کرے ورنہ اگر عمل مقصود نہ ہو تو کاغذ پر سیاہی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ کتنی ہی قرآنی آیات ہیں جو انسان کو عمل پر اُبھارتی ہیں اور بے عملی کی سختی سے مذمت کرتی ہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام اپنے ماننے والوں کیلئے فرماتے ہیں :

اِنَّا لَا نُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئاً اِلَّا بِالْوَرَعِ وَ اِنَّ وِلَایَتَنَا لَا تُدْرَکُ اِلَّا بِالْعَمَلِ وَ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَسْرَۃً مَنْ وَصَفَ عَدْلاً وَ اَتیٰ جَوْراً

(بحار الانوارج ۷۵،ص۱۸۸)

''یعنی اے ہماری محبت کا دم بھرنے والو! جان لو کہ اگر پرہیزگاری اختیار نہیں کرو گے تو ہم خدا کے حضور تمہارا دفاع (یعنی شفاعت) نہیں کریں گے۔ (ہماری شفاعت ہمارے محبّ لوگوں کو نصیب ہوگی، لیکن) بیشک ہماری محبت، عمل کے بغیر درک نہیں کی جاسکتی۔ قیامت کے دن اس شخص سے زیادہ حسرت کرنے والا کوئی نہ ہوگا جو (دنیا میں) مذہب حق کا اظہار کرتا رہا ہو (یعنی اہلبیتؑ سے محبت کا دم بھرتا رہا ہو) لیکن (اپنے عمل سے ان کی مخالفت کی وجہ سے) ستمگار محشور ہو۔''

عمل کے بغیر علم کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک شخص مریض ہو اور جانتا ہو کہ کونسی دوا کھانے سے اس کا مرض دور ہوسکتا ہے، لیکن اس کے باوجود وہ یہ گمان کرے کہ چونکہ وہ طریقہ علاج جانتا ہے لہٰذا اسے دوا کھانے کی ضرورت نہیں ہے اور وہ بغیر دوا کھائے ہی ٹھیک ہوجائے گا۔ یا یہ سوچے کہ: میں چونکہ سب کچھ جانتا ہوں لہٰذا دوائی کی کم مقدار بھی میرے لیے کافی ہوگی اور اگر کچھ بدپرہیزی بھی کرلوں تب بھی خیر ہے۔ جبکہ دوا کا نہ کھانا اور پرہیز نہ کرنا، بالآخر اس کی ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کیا میں تمہیں فقیہ کے بارے میں نہ بتاؤں جیسا کہ فقیہ کو ہونا چاہیے؟

فقیہ وہ ہے جو بندوں کو خدا کی رحمت سے مایوس نہ کرے۔ اور انہیں خدا کے عذاب سے امان نہ دلائے، انہیں خدا کی نافرمانی کی چھوٹ نہ دے۔ خدا کے غیر کی خاطر قرآن سے رابطہ نہ توڑ لے۔

جان لو کہ ایسے علم کا کوئی فائدہ نہیں ہے جو فہم سے خالی ہو۔ اور ایسی قرائت میں کوئی خوبی نہیں ہے جو تدبر سے خالی ہو۔ اور ایسی عبادت کسی کام کی نہیں ہے جو غور فکر سے خالی ہو۔''

علم فقہ ہی وہ علم ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اُسے خدا کے اوامر اور نواہی سے آگاہ کرتا ہے۔ اُسے عبادت کا سلیقہ سکھاتا ہے۔ اُسے ان راہوں کی ہدایت کرتا ہے جن پر چل کر انسان کامیابی سے ہمکنار ہوسکتا ہے۔

یہ علمِ فقہ ہی ہے جو انسان کو بتاتا ہے کہ:

- طہارت کے احکام پر عمل کرکے اپنی صحت کو کیسے برقرار رکھا جائے !؟
- موت کے بعد بھی انسان قابلِ احترام ہے۔ موت فنا کا نام نہیں ہے کہ میت کا احترام ساقط ہوجائے۔ بلکہ احتضار سے لے کر دفن اور دفن کے بعد بھی میت کے احترام کو کس طرح ملحوظ رکھا جائے!؟
- انسان نماز کے ذریعہ کس طرح اپنے خالق و مالک سے رابطہ برقرار رکھ سکتا ہے !؟
- روزہ کی حالت میں بھوک کی وجہ سے جو بے چینی ہوتی ہے ، فقراء و مساکین پورا سال اُس بے چینی کو کیسے تحمل کرتے ہوں گے !؟
- زکوٰۃ اور خمس کے ذریعہ معاشرہ کے نادار لوگوں کی کیسے مدد کی جائے تا کہ معاشرے سے غربت و افلاس کا خاتمہ کیا جاسکے !؟
- اعتکاف کے ذریعہ کیسے اپنے رب سے مناجات اور عبادت کرکے اُسے کیسے راضی کیا جائے !؟
- حج کے ذریعہ پوری دنیا میں بکھرے ہوئے مسلمانوں کے درمیان پائی جانے والی وحدت کا کیسے اظہار کیا جائے !؟
- جہاد کے ذریعہ کیسے ملت اور ناموس کی حفاظت کی جائے ، اور یہ کہ خدا کی راہ میں جان دینے والے زندہ ہیں اور ذلت کے ساتھ زندہ رہنے والے مردہ ہیں!؟
- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ معاشرتی برائیوں کا کیسے خاتمہ کیا جائے ، اور یہ کہ اگر کسی امت میں یہ دو امور نہ ہوں تو وہ کیسے ہلاک ہوجاتی ہے !؟
- نکاح کے ذریعہ نسل کی پاکیزگی کا کیسے تحفظ کیا جائے نیز یہ کہ کفو میں معیار تقویٰ اور شرافت ہے نہ مال و دولت ، جیسا کہ بعض جاہل لوگ گمان کرتے ہیں !؟
- اگر میاں بیوی کے درمیان توافق پیدا نہ ہوسکے اور ایک دوسرے سے جدائی کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہے تو کن شرائط کے تحت ، میاں بیوی طلاق کے ذریعہ ایک دوسرے سے جدا ہوسکتے ہیں !؟
- حلال اور حرام معاملات میں پہچان کے ذریعہ کس طرح انسان اپنے عیال کیلئے لقمۂ حلال مہیا کرسکتا ہے!؟
- وقف اور صدقات کے ذریعہ اپنی موت کے بعد بھی معاشرہ کی کیسے خدمت کرسکتا ہے!؟

● ہبہ کے ذریعہ رشتوں کے بندھن کو کیسے مضبوط سے مضبوط تر کیا جاسکتا ہے ، اور کیسے روٹھے ہوؤں کو منایا جاسکتا ہے!؟

● سبق ، رمایہ اور سباحہ وغیرہ کے ذریعہ انسان کیسے مال کما سکتا ہے تاکہ اپنی زندگی کے معیار کو بلند کرسکے اور اپنے اہل وعیال کیلئے خوشحالی کا سامان فراہم کرسکے !؟

● سود ، غنا اور جوے وغیرہ سے کیسے اپنی روح کو آلودہ ہونے سے بچایا سکتا ہے!؟

● عتق کے ذریعہ سے کس طرح انسان اپنے جیسے دوسرے انسانوں کی آزادی کا احترام کرسکتا ہے!؟

● نذر ، عہد اور قسم کے ذریعہ سے انسان جب کسی سے وعدہ کرے تو مردانگی کے ساتھ اسے کیسے وفا کرے!؟

● شکار اور ذبح کے وقت جانوروں سے کیسے نرمی اور مہربانی کے ساتھ پیش آئے !؟

● اطعمہ اور اشربہ میں احکام اسلامی کی رعایت کرکے کیسے اپنے شکم اور بدن کو بیمار ہونے سے بچا سکتا ہے کیونکہ حرام شئے میں کبھی برکت نہیں ہوتی!؟

● وراثت کے احکام پر عمل کرتے ہوئے ، اپنی موت کے بعد وارثوں کو جھگڑنے سے کیسے روک سکتا ہے!؟

● قصاص کے ذریعہ صاحبانِ عقل کی زندگی کی کیسے تضمین کی جاسکتی ہے !؟

● حدود وتعزیرات وغیرہ کے ذریعہ مجرم لوگوں سے کیسے نمٹا جاسکتا ہے !؟

مختصر یہ کہ علمِ فقہ شہ رگِ حیات کی مانند ہے ، جس سے اُمت کا تغذیہ ہوتا ہے۔

فقہِ امامیہ کی تاریخ میں غیبتِ امام زمان علیہ السلام کے بعد شیخ صدوقؒ سے لے کر موجودہ دور تک یعنی بارہ سو سال کے اس طویل عرصہ میں سینکڑوں فقہاء نے آسمانِ فقاہت پر طلوع کیا ہے۔ ان کی فقہی تالیفات کی تعداد تین سو سے زیادہ ہے۔ لیکن ان فقہاء میں ، صرف چند فقہاء ہی اس قابل ہوئے کہ اپنی دقت نظر ، کثرت علم اور دلائل کی مقبولیت کی وجہ سے ، تاریک شب میں درخشاں ستارے کی مانند ابھر سکے۔ ان نابغۂ روزگار افراد کے تالیفات حوزہ ہائے علمیہ میں علماء اور طلاب کے درمیان موردِ بحث رہی ہیں۔ ان فقہاء کی مثال یہ شخصیتیں ہیں :

نمبر شمار	اَسماءِ گرامی	وفات	بعض فقہی تالیفات
﴿۱﴾	شیخ صدوق قدس سرہ	۳۸۱ھ	المقنع ، الهداية
﴿۲﴾	شیخ مفید قدس سرہ	۴۱۳ھ	المقنعة ، مختلف فقہی رسائل
﴿۳﴾	سید مرتضیٰ قدس سرہ	۴۳۶ھ	الانتصار ، الناصريات ، مختلف فقہی رسائل
﴿۴﴾	ابو الصلاح حلبی قدس سرہ	۴۴۷ھ	الكافى فى الفقه
﴿۵﴾	شیخ طوسی قدس سرہ	۴۶۰ھ	النهاية ، الخلاف ، المبسوط ، الاقتصاد
﴿۶﴾	ابوالمکارم ابن زہرہ حلبی قدس سرہ	۵۸۵ھ	غنية النزوع
﴿۷﴾	ابن ادریس حلی قدس سرہ	۵۹۸ھ	السرائر
﴿۸﴾	محقق حلی قدس سرہ	۶۷۶ھ	المعتبر، شرائع الاسلام، المختصر النافع
﴿۹﴾	علامہ حلی قدس سرہ	۷۲۶ھ	ارشادالاذهان ، قواعدالاحكام ، مختلف الشيعة ، نهاية الاحكام
﴿۱۰﴾	شہید اول قدس سرہ	۷۸۶ھ	البيان ، دروس ، ذكرىٰ ، لمعة ، الفية، نفلية، غاية المراد، القواعد والفوائد
﴿۱۱﴾	شیخ علی بن حسین کرکی ، محقق ثانی قدس سرہ	۹۴۰ھ	جامع المقاصد ، فوائد الشرايع، رسائل الكركى ، تعليق الارشاد
﴿۱۲﴾	شہید ثانی قدس سرہ	۹۶۶ھ	روض الجنان ، مسالک الأفهام ، الروضة البهية
﴿۱۳﴾	مقدس اردبیلی قدس سرہ	۹۹۳ھ	مجمع الفائدة والبرهان فى شرح ارشاد الاذهان ، زبدة البيان فى احكام القرآن
﴿۱۴﴾	محقق بحرینی قدس سرہ	۱۱۸۶ھ	الحدائق الناضرة

﴿۱۵﴾	وحید بہبہانی قدس سرہ	۱۲۰۵ھ	حاشية مجمع الفائدة ، الرسائل الفقهية
﴿۱۶﴾	شیخ محمد حسن نجفی قدس سرہ	۱۲۶۶ھ	جواهر الكلام
﴿۱۷﴾	شیخ جعفر کاشف الغطاء قدس سرہ	۱۲۲۸ھ	كشف الغطاء
﴿۱۸﴾	شیخ انصاری قدس سرہ	۱۲۸۱ھ	كتاب الطهارة ـــــ الصلاة ، الصوم ، الزكوٰة ، الخمس ، المكاسب، النكاح

اور شیخ انصاریؒ کے بعد کے چند جلیل القدر فقہاء۔

ہم نے جو تفصیل پیش کی ہے اس سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ شہید اول اور شہید ثانیؒ درجۂ اول کے فقہاء میں سے ہیں۔

انسان جب ان جیسی عظیم ہستیوں کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کرتا ہے تو خود کو بہت حقیر محسوس کرتا ہے اور عظمت کی ان بلند چوٹیوں کو سر کرنے کی خود میں ہمت نہیں پاتا۔ لیکن یہ سوچ کر اطمینان محسوس کرتا ہے کہ وہ ان ہی کے بتائے ہوئے راستے پر چل رہا ہے۔

ان عظیم ہستیوں کی یہ شہرت صرف ان کے علم کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ علم کے علاوہ ان کا عمل انسان کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ جب منبر پر درس دینے کیلئے بیٹھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے ان سے بڑا عالم کوئی نہیں۔ اور جب مصلّائے عبادت پر آتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے ان سے بڑا عابد و زاہد کوئی نہیں۔ بندگان خدا سے ان کا ملنا دیکھئے تو سچ مچ معصومین علیہم السلام کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ یہ سب کچھ خدا کی عنایتِ خاص کا اثر ہے جو ان بزرگان کی ذات میں نظر آتا ہے۔

مناسب نہیں سمجھتا کہ شرح لمعہ جیسی عظیم کتاب کی تعلیم اس حالت میں شروع کریں جبکہ ہم شہیدین (عطّر اللہ مرقدھما) کی سوانح حیات کی الف ب سے بھی واقف نہ ہوں؟ نہ ان کے علمی مقام سے واقف ہوں اور نہ یہ ہی جانتے ہوں کہ کن مشکل حالات میں رہ کر انہوں نے یہ عظیم علمی سرمایہ ہم تک منتقل کیا ہے؟

چنانچہ کوئی قباحت نہیں ہے اگر ہم چند صفحوں میں ان بزرگ ہستیوں کی بابرکت زندگی پر ایک نگاہ ڈال لیں۔ تو شروع کرتے ہیں۔ پہلے شہید اولؒ کے حالاتِ زندگی!

شہید اوّلؒ
(مؤلف کتاب : اللمعة الدمشقیة)

اسلام کی ابتدا سے لے کر اب تک کے علماء کو ان کے دور کے اعتبار سے تین گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے :

﴿۱﴾ علماء کے پہلے گروہ کو علمائے متقدمین کہتے ہیں۔

غیبت امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے لے کر نجم المحققین ابی القاسم جعفر بن حسن یعنی ''محقق حلّی'' (وفات : ۶۷۶) تک ، جتنے بھی علماء گزرے ہیں ، وہ علمائے متقدمین کہلاتے ہیں۔

﴿۲﴾ علماء کے دوسرے گروہ کو علمائے متاخرین کہتے ہیں۔

اس دور کے پہلے عالم علامہ حلی ہیں اور آخری عالم شیخ مرتضیٰ انصاری ہیں۔

﴿۳﴾ علماء کے تیسرے گروہ کو علماء متاخر المتاخرین کہتے ہیں۔

شیخ مرتضیٰ انصاریؒ کے بعد سے موجودہ دور تک جتنے بھی علماء گذرے ہیں انہیں متاخر المتاخرین کہتے ہیں۔

شہید اول کو شہید اول اس لئے کہتے ہیں کہ یہ فقہاءِ امامیہ میں شہادت پانے والے پہلے عالیقدر فقیہ ہیں۔ شہید ثانی کی شہادت سے قبل انہیں صرف شہید کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا لیکن شہید ثانی بھی چونکہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے تھے لہٰذا دونوں شہیدوں کی شناخت کی خاطر، شیخ شمس الدین محمد بن جمال الدین مکی کو شہید اول اور شیخ زین الدین ابن علی کو شہید ثانی کہا جانے لگا۔

اسی تفصیل کے مطابق ''محقق حلی'' کو محقق اول کہتے ہیں اور ''محقق کرکی'' کو محقق ثانی کہتے ہیں۔

عام حالات :

شہید اول کا نام ان کے والد جناب جمال الدین نے ''محمد'' رکھا۔ آپ کی ولادت ۷۳۴ ہجری قمری میں لبنان کے مشہور و معروف علاقے جبل عامل کے ایک چھوٹے سے قصبہ میں ہوئی جسے جزین کہا جاتا تھا۔ مشہور ہے کہ جبل عامل میں شیعیت کی تبلیغ رسول خدا ﷺ کے عظیم صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ

کے ہاتھوں انجام پائی جب خلافت ثالثہ میں انہیں ملک شام کی طرف جلا وطن کر دیا گیا تھا۔ جبل عامل کا علاقہ صدیوں سے شیعہ افراد کا مسکن رہا تھا لیکن کوئی پچاسی سال پہلے عیسائیوں نے اس علاقہ پر حملہ کیا اور یہاں کے تمام اسلامی آثار کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ اس علاقے میں ایک یا دو مسلمان گھروں کے علاوہ پورے علاقے پر غیر مسلم افراد کا قبضہ ہے۔

شہید اولؒ کا خاندان صاحبِ فضیلت اور علمی خاندان تھا۔ آپ کے والد جمال الدین مکی ، شام کے علماء میں اپنے علمی فضیلت کی وجہ سے مشہور تھے۔ اسی طرح آپ کے جدّ بزرگوار جناب احمد بن طی بھی اس علاقہ کے علماء اور بزرگوں میں سے تھے۔

تعلیم و تربیت :

شہید اولؒ کے والد شیخ جمال الدین مکی نے اپنے فرزند ''محمدؒ'' یعنی شہید اولؒ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ شہیدؒ کے ابتدائی استاد ، خود ان کے والد محترم ہی تھے۔ انہوں نے اپنے فرزند کی تربیت میں علم دوستی اور اجتہاد کی روح پھونک دی۔

اس کے علاوہ شہیدؒ کی تربیت میں جبل عامل کی مخصوص علمی فضا کا بہت زیادہ دخل ہے۔

شیخ حر عاملیؒ اپنی کتاب امل الآمل میں بیان کرتے ہیں کہ :

''جبل عامل کے علماء کی تعداد کل شیعہ علماء کی تعداد کا پانچواں حصہ ہے (یعنی ہر پانچویں عالمِ دین کا تعلق جبل عامل سے ہے) جبکہ جبل عامل کا علاقہ کل شیعہ نشین علاقوں کے دسویں حصہ کا بھی دسواں حصہ ہے''۔

لوگ اپنی عام محفلوں میں بھی علمی اور ادبی مسائل پر گفتگو کیا کرتے تھے۔ مساجد کی کثرت تھی۔ علم و ادب کا زور تھا۔ لوگ شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے۔ ایک دوسرے کے گھروں پر علمی محفلیں سجائی جاتی تھیں۔ الغرض! گھر سے باہر اور باہر سے گھر ، ہر طرف علم ہی کا چرچا تھا۔ ایسے علمی ماحول میں اگر طوطے بھی حافظ قرآن نظر آئیں تو تعجب کیسا!؟

شہید اولؒ نے ابتدائی تعلیم جبل عامل ہی میں حاصل کی۔ بعد ازاں اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کیلئے عراق کیلئے عازمِ سفر ہوئے اور حلّہ تشریف لے گئے۔ حلّہ اس وقت اسلامی علوم کے اہم مراکز میں سے ایک تھا۔ خاص طور پر شیعوں کا عظیم علمی اور فکری مرکز تھا۔ جب آپ حلّہ پہنچے تو آپ کی عمر مبارک صرف

سولہ برس تھی۔ یہاں پہنچ کر آپ نے مرحوم علامہ حلیؒ کے بیٹے فخر المحققینؒ کے درس میں شرکت شروع کر دی۔ اور صرف ایک سال کی قلیل مدت کے بعد شہید کو ان کے استاد فخر المحققینؒ ابن علامہ حلیؒ کی طرف سے روایت کتب کا اجازہ مل گیا۔

عراق میں پانچ سال رہنے کے بعد شہید ۲۱/سال کی عمر میں اپنے اساتذہ سے ''اجازات'' لیکر واپس اپنے وطن جزین تشریف لے آئے۔

شہید اولؒ نے بہت سے سفر کئے۔ آپ کے یہ سفر خالصتاً علمی سفر تھے۔ ان کی غرض و غایت علمی اور فکری آراء پر ملکہ حاصل کرنا تھا۔ چنانچہ آپ نے کربلاء، بغداد، مصر، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، شام، قدس اور مقام خلیل ابراہیم علیہ السلام تک کے سفر کئے۔ شہید اول نے ان سفروں کے دوران فقط شیعہ مکتب فکر کی ہی تعلیم حاصل نہیں کی بلکہ اسلام کے دیگر مکاتب فکر کے اساتذہ سے بھی کسب فیض کیا۔ آپ نے اہل سنت کے بزرگ علماء سے حدیث اور فقہ کی اہم کتابیں پڑھیں جن میں صحاح، مسانید اور سنن وغیرہ شامل ہیں۔ اپنے شاگرد ابن خازن کو دیئے گئے اجازہ کے مطابق شہیدؒ کو انکے چالیس اہل سنت اساتذہ نے اجازۂ روایت عطا کیا تھا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ شہیدؒ کو مختلف اسلامی مذاہب کے علوم پر کس قدر عبور حاصل تھا۔

شہیدؒ کے یہ سفر ظاہر کرتے ہیں کے وہ علم دین کے حصول کا کس قدر ذوق و شوق رکھتے تھے اور کس قدر بلند ہمت کے مالک تھے۔ چنانچہ ۵۲ سال کی عمر میں شہید نے جو علمی آثار چھوڑے ہیں ان کی مثال ان سے کئی برس طویل عمر پانے والے علماء میں بھی نہیں ملتی۔

اساتذہ :

شہید اولؒ نے جزین میں جن اساتذہ سے کسب فیض کیا ان میں سے چند معروف نام یہ ہیں :

﴿۱﴾ جمال الدین مکی (شہید اولؒ کے والد محترم)

عربی ادب اور فقہ کی ابتدائی تعلیم شہیدؒ نے اپنے والد ہی سے حاصل کی۔

﴿۲﴾ اسد الدین الصائغ

عظیم عالم تھے جو تیرہ سے زیادہ علوم پر دسترس رکھتے تھے۔ یہ شہیدؒ کے خسر بھی تھے اور ان کے والد کے چچا بھی۔

حلّہ میں شہید کے معروف اساتذہ کے نام یہ ہیں :

﴿۱﴾ فخر المحققین ابن علامہ حلیؒ

ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بلوغت سے قبل ہی مجتہد بن گئے تھے۔ جب انہوں نے شہیدؒ میں اپنے دیگر طالب علموں کی نسبت غیر معمولی ذوق وشوق ، ذہانت اور قابلیت کا مشاہدہ کیا تو انہیں خود سے قریب کر لیا اور ان پر خصوصی توجہ مبذول کرنے لگے۔ شہید نے ان سے روایت حدیث اور متقدمین علماء کی کتابوں کی روایت کیلئے ۷۵۱ھ میں اجازہ طلب کیا تو ان کے استاد نے بخوشی انہیں اجازہ دے دیا۔ فخر المحققین نے اپنے لائق شاگرد کو اس کے بعد بھی بہت مرتبہ اجازہ عطا کیا۔ پہلی مرتبہ دیئے گئے اجازہ کے وقت شہیدؒ صرف سترہ برس کے تھے۔

﴿۲﴾ سید عمید الدین عبدالمطلب ابن سید مجد الدین

علامہ حلیؒ کے بھانجے اور خاص شاگردوں میں سے تھے۔ انتہائی بلند اخلاق کے مالک اور جلیل القدر شخصیت کے مالک تھے۔ حلہ کے بزرگ فقہاء اور علماء میں سے تھے۔ جس سال شہیدؒ کو ان کے استاد فخر المحققین نے اجازہ عطا کیا ، اسی سال سید عمید الدین نے بھی انہیں کربلاء میں اجازہ عطا فرمایا۔

﴿۳﴾ شیخ محمد بن نما

حلّہ کے اکابر علماء میں سے تھے ۔۷۵۲ھ میں انہوں نے شہیدؒ کو اجازہ عطا کیا۔

﴿۴﴾ السید تاج الدین ابن معیة الحسنی

حلّہ کے اکابر علماء میں سے تھے جو علامہ حلیؒ کے عظیم شاگرد تھے۔ ۷۵۳ھ میں شہیدؒ نے اپنے اس عظیم استاد سے اجازہ حاصل کیا۔

﴿۵﴾ قطب الدین رازیؒ

حکیم وفقیہ ، علامہ حلیؒ کے شاگرد ، شرح مطالع ، شرح قواعد اور حکمت ، تفسیر اور فقہ کے موضوع پر بہت سی قیمتی کتابوں کے مؤلف ہیں۔ شہیدؒ شام میں ان سے متعارف ہوئے اور ان کی علمی شخصیت سے بہت متاثر ہوئے۔ شہید ان کی کلاس میں شرکت کرنے لگے اور ان سے فلسفہ اور علم کلام کی تعلیم حاصل کی۔ استاد نے انہیں اپنی تمام کتابوں کی روایت کی اجازت دی۔

مذکورہ بالا پانچ شخصیتیں وہ ہیں جنہوں نے شہیدؒ کے ذہن کو ایک خاص فکر عطا کی۔ شہیدؒ نے

اپنے ان تمام اساتذہ سے اجتہاد اور روایت حدیث کی اجازت لی۔

شہید اولؒ نے فقہ اور فلسفہ و کلام کی تعلیم جن اساتذہ سے حاصل کی وہ سب علامہ حلیؒ کے شاگرد تھے۔ چنانچہ شہید اولؒ علوم عقلی اور علوم نقلی دونوں میں علامہ حلیؒ کے وارث ہیں۔ اگر ہم ایک قدم اور پیچھے کی طرف جائیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ خود علامہ حلیؒ نے فقہ کی تعلیم محقق حلیؒ اور فلسفہ و کلام کی تعلیم محقق طوسیؒ سے حاصل کی۔ چنانچہ شہید ان دو عظیم ہستیوں کے بھی وارث ہیں۔ شہید اولؒ نے اپنے ان اساتذہ کے نظریات کو نہ صرف باقی رکھا بلکہ ان میں مزید نکھار پیدا کیا۔

﴿۶﴾ السید علاء الدین بن زهرة الحسینی

علامہ حلیؒ کے شاگرد تھے جنہیں علامہ نے اجازہ عطا فرمایا تھا۔

﴿۷﴾ السید مهنا بن سنان المدنی

﴿۸﴾ الشیخ علی رضی الدین علی بن احمد المشتهر بالمزیدی

﴿۹﴾ شیخ جلال الدین محمد بن شیخ شمس الدین الحارثی

محقق حلی کے شاگردوں میں سے تھے۔

﴿۱۰﴾ الشیخ محمد بن جعفر المشهدی

﴿۱۱﴾ احمد بن الحسین الکوفی

اس کے علاوہ شہید نے جن اہل سنت علماء سے تعلیم حاصل کی ان کی تعداد چالیس سے زیادہ ہے جنہوں نے شہید کو روایت حدیث کا اجازہ عطا کیا تھا۔

علمی آثار :

شہید اولؒ نے اپنی گوناگوں علمی، تحقیقی، تدریسی، تربیتی اور تبلیغی مصروفیات کے باوجود ہمارے لیے جو قیمتی علمی آثار چھوڑے ہیں اُن کی تعداد ۳۲ کے قریب ہے۔ شہید کے یہ علمی آثار ان کی بلند فکری، اعلیٰ ذہنیت اور ذوق سلیم کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں :

﴿۱﴾ اللمعة الدمشقیة فی فقه الامامیة :

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے شہیدؒ نے یہ کتاب دمشق میں اپنے قیام کے دوران لکھی۔ شہیدؒ نے اس رسالۂ فقہیہ میں تمام ابوابِ فقہ کا خلاصتاً احاطہ کیا ہے۔ آپ نے اسے حاکم خراسان علی بن مؤید کے خط

کے جواب میں تحریر کیا تھا جس میں اس نے آپ سے خراسان تشریف لانے کی التماس کی تھی تا کہ آپ وہاں کے دینی مرجع قرار پائیں۔ شہیدؒ چونکہ ان دنوں حاکم دمشق کے حکم پر قید کی زندگی گزار رہے تھے لہٰذا خراسان آنے سے اپنی معذوری ظاہر کرتے ہوئے کتاب لمعہ تحریر کی تا کہ یہ اہل خراسان کیلئے رسالۂ عملیہ قرار پائے۔ اس کتاب کی تالیف کے دوران کچھ ایسے غیر معمولی حالات پیش آئے جن سے کتاب کی تکمیل آسان سے آسان ہوتی چلی گئی۔

کہا جاتا ہے کہ لمعہ کی تالیف کے وقت شہیدؒ کے پاس مراجعہ کیلئے سوائے محقق حلیؒ کی کتاب ''مختصر نافع'' کے، دوسری کوئی فقہی کتاب موجود نہیں تھی۔ جبکہ ایک مجتہد کو فتویٰ دینے کیلئے بہت سی کتابوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے تا کہ اشتباہ نہ ہو۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ شہیدؒ کو فقہ پر کس قدر مہارت حاصل تھی۔ فقہاء میں ان جیسے ماہر فقیہ کی مثال بہت کم ہے۔

کتاب لمعہ میں شہید اولؒ کی روش یہ رہی ہے کہ آپ نے کسی بھی چیز سے پہلے ہر باب کے احکام کو بیان کیا ہے۔ پھر اس کے ملحقات کو بیان کیا ہے۔ پھر ان احکام سے مربوط ذیلی مسائل کو بیان کیا ہے۔ پھر کسی باب میں مستحبات اور مکروہات موجود تھے، تو ان کو بیان کیا ہے۔

لمعہ کی مقبولیت کی وجوہات :

آخر کیا بات ہے کہ آٹھویں صدی میں لکھی گئی کتاب لمعہ موجودہ پندرہویں صدی میں بھی فقہ کی اہم درسی کتاب ہے؟ شہید کے علمی نظریات آج بھی فقہاء کے زیر بحث ہیں؟ متن لمعہ کو شیعہ فقہی متون پر آج بھی فوقیت حاصل ہے؟

وجہ یہ کہ لمعہ میں :

- فقہ کے ابواب ، احکام اور مسائل کو منظم شکل میں پیش کیا گیا ہے۔
- طویل اور پیچیدہ جملوں سے بچتے ہوئے کوتاہ اور عام فہم جملے استعمال کیے گئے ہیں۔
- شہیدؒ نے اپنے عمیق افکار اور نظریات کو انتہائی ٹھوس اور مدلّل طریقے سے پیش کیا ہے۔
- اپنے وقت کی رائج فقہی تعبیرات پر جمود اختیار نہیں کیا بلکہ جدت نظر سے کام لیتے ہوئے نئی فقہی تعبیرات متعارف کرائی ہیں۔
- فقہی اصطلاحوں کی نہایت دقیق تعریف بیان کی ہے جن کی مثال شہیدؒ سے ماقبل کے فقہاء

میں بھی کم نظر آتی ہے۔

﴿۲﴾ **ذکری الشیعه فی احکام الشریعه :**

طہارت اور نماز کے بیان پر مشتمل فقہی کتاب ہے۔

﴿۳﴾ **الدروس الشرعیه فی فقه الامامیه :**

شہیدؒ کی جلیل القدر تالیف ہے جو فقہ کے بہت سے ابواب پر مشتمل ہے۔ افسوس کہ شہیدؒ کی شہادت کی وجہ سے یہ کتاب مکمل نہ ہوسکی۔ اس کتاب کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت سے علماء نے اس پر شرحیں اور تعلیقیں لکھی ہیں۔ کتاب اگرچہ مختصر ہے لیکن اس میں شہیدؒ نے وہ کچھ جمع کیا ہے جو ضخیم کتابوں میں بھی دیکھنے میں نہیں آتا۔

﴿۴﴾ **البیان فی الفقه:**

طہارت، نماز، زکات، خمس اور روزے کے ان چار ابتدائی ارکان کے بیان پر مشتمل کتاب ہے جن سے روزہ کی حالت میں پرہیز ضروری ہے۔

﴿۵﴾ **غایة المراد فی شرح نکت الارشاد :**

علامہ حلیؒ کے متن پر تعلیقہ ہے۔ کتابِ طہارت سے کتابِ ایمان تک۔

﴿٦﴾ **القواعد والفوائد :**

شہیدؒ کی جلیل القدر تالیف ہے جس میں ۳۰۰ کے قریب فقہی قاعدے بیان کے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان فقہی قاعدوں کے فائدے اور تنبیہات بھی بیان کیے گئے ہیں۔ اس پر بھی بہت سی شرحیں اور تعلیقیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں کچھ کا ذکر آغا بزرگ طہرانی قدس نفسه الزکیه نے اپنی کتاب "**الذریعه الی تصانیف الشریعة**" میں کیا ہے۔

﴿۷﴾ **الاربعون حدیثا :**

چالیس حدیثوں پر مشتمل ہے جن میں سے اکثر حدیثیں روز مرہ عبادات سے متعلق ہیں۔

﴿۸﴾ **شرح التهذیب الجمالی فی اصول الفقه**

علامہ حلی کی کتاب تہذیب پر شہیدؒ کی شرح ہے۔

﴿۸﴾ **مزار الشهید** (زیارتوں پر مشتمل کتاب ہے).

﴿۹﴾ الالفية:

اس کتاب میں نماز کے ایک ہزار واجبات کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک مقدمہ، تین فصلیں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ اس پر بھی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں۔

﴿۱۰﴾ النفلية :

نماز کے تین ہزار نوافل پر مشتمل ہے جسے شہیدؒ نے الفیہ کے بعد تالیف کیا۔ اس پر بھی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں۔

﴿۱۱﴾ شرح قصيدة الشفهينی:

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں کہا گیا قصیدہ ہے جس کی شہیدؒ نے شرح کی ہے۔

﴿۱۲﴾ مسائل ابن مکی :

فقہ کے ابواب پر مشتمل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ شہیدؒ کی آخری تالیف ہے۔

﴿۱۳﴾ مجموعة الشهيد الاول :

تین بڑی جلدوں پر مشتمل ہے۔ کثیر الفوائد مجموعہ ہے۔

﴿۱۴﴾ حاشية علی الذکریٰ :

شہیدؒ کا اپنی ہی کتاب ذکریٰ پر حاشیہ ہے۔

﴿۱۵﴾ احکام الاموات :

فقہی رسالہ ہے۔ اس میں وصیت سے لے کر زیارت تک، میت کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔

مدرسه جزين :

شہیدؒ نے اپنے وطن جزین میں فقہ کی تعلیم کے لیے ایک عظیم الشان مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ فاضل مقدادؒ اور ابن فہد حلیؒ جیسے جلیل القدر علماء اس مدرسہ کے فارغ التحصیل علماء میں سے ہیں۔ یہ مدرسہ تین اہم خدمات انجام دے رہا تھا:

- عراق اور ایران کے شیعہ مراکز کو ایک دوسرے سے متصل کرنا،
- آس پاس کے عرب ممالک میں نشاطِ فکری پیدا کرنا،
- اور علوم شیعہ میں سے بالخصوص فقہ و اصول کی حفاظت اور اسے ترقی دینا۔

شاگرد :

شہید اولؒ نے حلہ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا تو طلاب ان کے درس میں کھچ کھچ کر آنے لگے۔ شہیدؒ نے قواعد علامہ ، کتاب تہذیب ، علل الشرائع اور فقہ و اصول اور حدیث کی دیگر کتابیں تدریس کیں۔

شہیدؒ نے فقط حلّہ یا جزین میں اپنے تاسیس کردہ عظیم الشان مدرسہ میں ہی تدریس نہیں کی بلکہ اپنے علمی سفروں کے دوران بھی شہیدؒ نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

شہیدؒ کے تربیت یافتہ شاگرد تو بہت ہیں لیکن ہم یہاں صرف چند کے ذکر کو کافی سمجھتے ہیں :

﴿۱﴾ شیخ رضی الدین ابو طالب محمد بن شهید اولؒ

﴿۲﴾ شیخ ضیاء الدین ابوالقاسم بن شهید اولؒ

﴿۳﴾ شیخ جمال الدین ابومنصور حسن بن شهید اولؒ

یہ تینوں شہید اولؒ کے بیٹے ہیں جنہیں شہیدؒ نے اجازہ دیا تھا جس کا عکس بحارالانوار میں موجود ہے۔

﴿۴﴾ مجتہدہ فاضلہ ام علیؒ

یہ شہیدؒ کی بیوی ہیں جن کی کنیت ام علی ہے۔ ان کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔ انتہائی بافضیلت ، صاحبِ اجتہاد اور عبادت گذار خاتون تھیں۔ شہیدؒ ، دینی مسائل سیکھنے کیلئے ، خواتین کو ان کی طرف رجوع کا حکم دیا کرتے تھے۔

﴿۵﴾ مجتہدہ فاضلہ ام الحسن فاطمہؒ

یہ شہید اولؒ کی انتہائی بافضیلت بیٹی ہیں جو ست المشائخ یعنی سیدة المشائخ کے نام سے معروف تھیں۔ شہیدؒ ان پر فخر کیا کرتے تھے اور خواتین کو ان کی اقتداء اور ان کی طرف رجوع کا حکم دیا کرتے تھے۔ لوگوں کے دلوں میں ان کا ایک خاص مقام تھا۔ شہیدؒ کے علاوہ ، شہیدؒ کے استاد ابن معیہؒ نے بھی انہیں اجازہ عطا کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے انتقال پر جبل عامل کے ستر فقہاء نے ان کے جنازے کی مشایعت کی۔

﴿٦﴾ شیخ جمال الدین احمد بن النجار

انہوں نے علامہ حلیؒ کی قواعد الفقہیہ پر حاشیہ لکھا جس میں انہوں نے فقہ میں اپنے استاد اور اپنی

آراء کو بیان کیا ہے۔

﴿۷﴾ سید ابو طالب احمد بن القاسم بن زهره الحسینی

﴿۸﴾ سید بدرالدین الحسن بن ایوب

ابن اعرج کے نام سے مشہور ہیں۔ شہیدؒ کے معروف اور ممتاز شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ شہید ثانیؒ کے استاد سید بدرالدین حسن بن جعفرؒ کے دادا تھے۔

﴿۹﴾ شیخ عبدالرحمن عتائقی

انہوں نے شہیدؒ سے بہت سے علوم کی تعلیم حاصل کی۔ بہت سی کتابوں کے مؤلف ہیں۔

﴿۱۰﴾ شیخ شرف الدین ـــــ المعروف به فاضل مقداد

شہیدؒ کے انتہائی لائق شاگرد ہیں جنہوں نے علامہ حلیؒ کی ''باب حادی عشر'' کی شرح لکھی ہے۔

شهید اولؒ کے بارے میں علماء کی آراء :

شہید اولؒ کے اساتذہ، شاگردوں اور متاخر علماء نے شہید اولؒ کے بارے میں جن آراء کا اظہار کیا ہے ان سے شہیدؒ کے علمی مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔

۞ شہید اولؒ کی شان میں علماء کے جتنے بھی اقوال ہیں ان سب میں سے بہترین قول ان کے استاد فخر المحققین ابن علامہ حلیؒ کا ہے جسے انہوں نے اپنے والد کی کتاب ''قواعد'' پر لکھ کر شہیدؒ کو دیا:

قرأ علی مولانا الامام العلامة الاعظم، افضل علماء العالم، و سید فضلاء بنی آدم مولانا شمس الحق والدین محمد بن مکی بن حامد ادام الله أیامه، من هذا الکتاب مشکلاته و أجزت له روایة جمیع کتب والدی قدس سره و جمیع ما صنفه أصحابنا المتقدمون رضی الله عنهم عنی و عن والدی عنهم بالطرق المذکورة لها .

محمد بن مکی بن حامد، خدا انہیں طولِ عمر عطا فرمائے! امامِ اعظم، دنیا بھر کے علماء میں افضل، اولاد آدمؑ میں سے فاضل لوگوں کے سردار اور ہمارے پیشوا ہیں۔ مذہب حقہ کیلئے آفتاب کی مانند ہیں، انہوں نے مجھ سے اس کتاب (یعنی قواعد) کی مشکل عبارات پڑھی ہیں، میں انہیں اپنے والد قدس سرہ اور علماء متقدمین رحمہم اللہ کی تمام کتابوں کو اپنے اور اپنے والد کے حوالہ سے روایت کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

☜ ان الفاظ میں کسی شاگرد کا اپنے استاد کی تعریف کرنا تو ایک رائج بات ہے لیکن ایک استاد کا اپنے کسی شاگرد کیلئے ان الفاظ میں تعریف کرنا معمولی بات نہیں ہے۔ یہ الفاظ شاگرد کے بلند مقام کی دلالت کرتے ہیں جس نے اپنے استاد کے دل و دماغ میں گھر کر لیا تھا۔

۞ شہید ثانیؒ ، شیخ حسین بن عبدالصمدؒ والد جناب شیخ بہائیؒ کو دیئے گئے اجازہ میں شہید اولؒ کی مدح سرائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

شیخنا الامام الاعظم محیی ما درس من سنن المرسلین و محقق الاولین والآخرین ، الامام السعید ، ابی عبدالله ، الشهید .

ابوعبداللہ (محمد بن جمال الدین مکی) ، شہید (اولؒ) ، ہمارے بزرگ ، امام اعظم ، انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو زندہ کرنے والے ، اولین و آخرین کے محقق اور باسعادت امام ہیں ۔

۞ علامہ نوریؒ صاحب مستدرک الوسائل اپنی کتاب مذکور میں شہیدؒ کی مدحت میں یوں رطب اللسان ہوتے ہیں :

تاج الشریعة و فخر الشیعة ، شمس الملة و الدین ابوعبدالله محمد بن الشیخ جمال الدین مکی افقه الفقهاء عند جماعة من الاساتیذ، جامع فنون الفضائل ، و حاوی صنوف المعالی ، و صاحب النفس الزکیة القویة .

(شہید اولؒ ، وہ تو:) شریعت کے تاج ، شیعیت کے لئے مایۂ افتخار ، آفتاب دین و شریعت، ابوعبداللہ محمد بن شیخ جمال الدین مکی ، اہل فن استادوں کے عقیدہ کے مطابق وہ دانشمندترین فقیہ ، مختلف علوم وفنون کو یکجا کرنے والے ، بلند فضائل کے مالک ، پاکیزہ اور قدرتمند روح کے مالک ہیں۔

۞ محدث عالیقدر جناب شیخ یوسف علی بحرینی اپنی کتاب لؤلؤۃ البحرین میں لکھتے ہیں :

" شہیدؒ کی فضیلت اور دانشمندی محتاجِ بیان نہیں ہے۔ کوئی ان کے فضائل کا منکر نہیں ہوسکتا۔ ماہر عالم، مجتہد فقیہ اور علومِ عقلی و نقلی کے سمندر تھے۔ زاہد ، عابد اور منفرد شخصیت کے مالک تھے۔"

۞ عالم بزرگوار محقق خوانساریؒ اپنی کتاب روضات الجنات میں ، شہیدؒ کو ان الفاظ میں خراجِ

تحسین پیش کرتے ہیں :

" اگر کوئی شہیدؒ کی زندگی کی طرف توجہ کرے جو۵۲ سال سے زیادہ کی نہ تھی ، پھر ان کے کئے گئے سفروں اور ان کے علمی آثار کی طرف نظر کرے تو اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ وہ ان گنے چنے علماء میں سے ہیں جنہیں خدا اپنے بندوں کیلئے منتخب کرلیتا ہے۔ شہیدؒ کی تعریف میں جتنا بھی کہا جائے کم ہے۔

پھر لکھتے ہیں کہ شہید اولؒ :

- روایات کے نقل کرنے میں شیخ صدوقؒ کی مانند تھے ،
- علم کلام میں شیخ مفیدؒ اور سید مرتضٰی (علم الہدیٰؒ) کی مانند تھے ،
- ذخیرۂ معلومات میں شیخ طوسیؒ کی مانند تھے ،
- علمی اور فقہی مسائل کی چھان بین میں ابن ادریسؒ کی مانند دقیق تھے ،
- مشکل علمی مسائل کے حل کرنے میں خواجہ نصیر الدین طوسیؒ کی مانند تھے ،
- صرف ونحو اور ادبیات میں نجم الائمہ شریف رضیؒ کی مانند تھے۔

شهید کی شاعری :

شہیدؒ کے اشعار اگرچہ قلیل مقدار میں ہیں لیکن جو بھی ہیں وہ اعلیٰ ادب کا شاہکار ہیں۔ ہم یہاں نمونہ کے طور پر شہیدؒ کے چند اشعار تبرکاً پیش کر رہے ہیں :

شہیدؒ کے مناجات پر مشتمل اشعار :

عَظُمَتْ مُصِيبَةُ عَبْدِكَ الْمِسْكِيْنِ ... فِيْ نَوْمِهِ عَنْ مَهْرِ حُوْرِ الْعِيْنِ

اَلْاَوْلِيَآءُ تَمَتَّعُوْا بِكَ فِي الدُّجىٰ ... بِتَهَجُّدٍ وَ تَخَشُّعٍ وَ حَنِيْنِ

فَطَرَدْتَنِيْ عَنْ قَرْعِ بَابِكَ دُوْنَهُمْ ... أَتَرىٰ لِعَظْمِ جَرَآئِمِيْ سَبَقُوْنِيْ

أَوَجَدْتَهُمْ لَمْ يُذْنِبُوْا فَرَحِمْتَهُمْ ... أَمْ أَذْنَبُوْا فَعَفَوْتَ عَنْهُمْ دُوْنِيْ

اِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْعَفْوِ عِنْدَكَ مَوْضِعٌ ... لِلْمُذْنِبِيْنَ فَأَيْنَ حُسْنُ ظُنُوْنِيْ

خدایا! تیرے مسکین بندے پر پڑنے والی مصیبت سخت ہوگئی ہے ،

کہ ایک رات نیند میں رہ کر نماز شب سے محروم ہوا اور جنت کی حوروں کا مہر ادا نہ کرسکا۔

تیرے دوست تو تاریکی میں تہجد ، خوف اور شوق کے وسیلہ سے بہرہ مند ہوئے ۔

پس تو نے انہیں دروازہ کھٹکھٹانے دیا اور مجھے دور کر دیا۔
کیا تو نے میرے سابقہ عظیم گناہوں کی طرف دیکھتے ہوئے ایسا کیا ہے؟
کیا تو نے ان پر اس لئے رحم کیا ہے کہ تو نے انہیں گناہ کرتے ہوئے نہیں پایا۔
یا انہوں نے گناہ کئے تو تو نے انہیں معاف کردیا اور مجھے معاف نہیں کیا۔
خدایا اگر تیرے پاس گناہگاروں کو معاف کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔
تو میرے حُسنِ ظن کیا ہوئے!

علامہ سبط ابن جوزی کے اشعار ہیں:

أَقُسَمُتُ بِاللهِ وَ آلَائِهٖ — اِلَيُهِ أُلُقیٰ بِهَا رَبِّی
اِنَّ عَلِیَّ ابُنَ أَبِیُ طَالِبٍ — اِمَامُ أَهُلِ الشَّرُقِ وَالُغَرُبِ
مَنُ لَّمُ يَكُنُ مَذُهَبُهٗ مَذُهَبِیُ — فَاِنَّهٗ أَنُجَسُ مِنَ الُكَلُبِ

خدا اور اس کی نعمتوں کی قسم، میرے رب نے اسی کی طرف ہدایت کی ہے۔
بیشک علی ابن ابی طالبؑ مشرق و مغرب والوں کے امام ہیں۔
جس کا عقیدہ میرے اس عقیدے جیسا نہیں ہے، وہ کتے سے زیادہ نجس ہے۔

شہیدؒ نے ابن جوزی کے مذکورہ بالا اشعار کے جواب میں یہ اشعار کہے:

لِأَنَّهٗ صَنُوُ نَبِیِّ الُهُدیٰ — مِنُ سَيُفِهٖ الُقَاطِعِ فِیُ الُحَرُبِ
وَ قَدُ وَقَاهُ مِنُ جَمِيُعِ الرِّدیٰ — بِنَفُسِهٖ فِیُ الُخَصُبِ وَالُجَدُبِ
وَالنَّصُّ فِیُ الذِّكُرِ وَ فِیُ ”اِنَّمَا — وَلِيُّكُمُ“ كَافٍ لِذِیُ لُبٍّ
مَنُ لَّمُ يَكُنُ مَذُهَبُهٗ هٰكَذَا — فِاِنَّهٗ أَنُجَسُ مِنُ كَلُبٍ

ایسا اس لئے ہے کہ وہ صاحبِ ہدایت نبی کے بھائی ہیں۔
جنگ میں ہر نرمی اور سختی کے موقع پر جان پر کھیل کر،
انہیں اپنی تیز دھار تلوار سے تمام مصیبتوں سے بچایا ہے،
نصِ قرآنی اور انما ولیکم عقل مند (کی ہدایت) کیلئے کافی ہے
(کہ حضرت علی بن ابی طالبؑ مشرق اور مغرب میں رہنے والے سب انسانوں کے امام ہیں)۔
جس کا عقیدہ یہ نہیں ہے، وہ کتے سے زیادہ نجس ہے۔

شهادت :

انسان دوطرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو کسی ہدف اور مقصد کے تحت زندگی گزارتے ہیں؛ اور دوسرے وہ جن کے سامنے زندگی گزارنے کا کوئی ہدف نہیں ہوتا کہ جس کے حصول کیلئے وہ اپنے آپ کو زحمت میں ڈالیں۔ ایسے لوگ صرف اپنے پیٹ کی فکر میں رہتے ہیں اور زمین پر بوجھ ہوتے ہیں۔ باہدف انسان وہ ہوتا ہے جو صرف اپنی ذات کیلئے نہیں سوچتا۔ وہ وسیع سوچ کا مالک ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کی زندگیاں ہمیشہ مشکلات اور زحمتوں کا شکار رہتی ہیں۔ لیکن انجام کے اعتبار سے یہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی تعداد اگرچہ قلیل ہوتی ہے لیکن یہی لوگ تاریخ ساز ہوتے ہیں۔

شہید اولؒ بھی ایک ایسی ہی بلند شخصیت کے مالک تھے جو امت مسلمہ کی بہتری اور اتحاد بین المسلمین کے خواہاں تھے۔ اپنی علمی قابلیت اور دلسوزی کی بدولت بہت جلد لوگ ان کے اطراف میں جمع ہونے لگے۔ ان میں عام طبقے کے لوگوں کے علاوہ علماء ، فضلاء ،طلباء اور بعض سیاسی شخصیتیں بھی شامل تھیں۔ روز بروز شہیدؒ کے مقام ومنزلت میں اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ شہید کا گھر علماء ،طلباء اور سیاسی شخصیتوں سے بھرا رہنے لگا۔ شہیدؒ نے اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت تھی۔ آپ اپنی گفتگو میں بھی ایسی کوئی بات نہیں کرتے تھے جو سنی شیعہ کے درمیان اختلافی ہو۔ چنانچہ ہر روز آپ کے گھر شیعہ سنی علماء کا ہجوم رہتا تھا جو آپ سے علمی استفادہ کرتے تھے۔

شہیدؒ نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ شام کے علاقوں میں گزارا۔ شام میں اس وقت ایک مستقل حکومت تھی جو اپنے آپ کو مرکز کے تابع نہیں سمجھتی تھی۔ شام کا بادشاہ محمد بیدمر تھا۔ بیدمر اور دمشق کا قاضی ابن جماعت شہیدؒ کی اس بڑھتی ہوئی اہمیت سے خوف زدہ تھے کیونکہ حکومت کی بنیادیں مضبوط نہیں تھیں اور وہ کسی سیاسی تحریک کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی۔ چنانچہ شہیدؒ کی روز افزوں فضیلت نے ان کے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجادیں۔

قاضی ابن جماعت حکومت کا نمک خوار ، اعلیٰ عہدہ دار اور لمبے القاب کا مالک تھا۔ لیکن ادھر دمشق میں اپنے قیام کے کچھ ہی عرصہ بعد، شہید عوام کے دلوں پر حکومت کرنے لگے تھے جس کی وجہ سے قاضی ابن جماعت شہیدؒ کو اپنے مقام و منصب کے لئے خطرہ سمجھ رہا تھا۔ پھر ایک واقعہ ایسا پیش آیا جس نے قاضی ابن جماعت کو شہیدؒ کے خلاف اور بھی غضبناک کردیا۔

ایک دن شہیدؒ اور قاضی ابن جماعت کے درمیان بعض مسائل پر بحث چل رہی تھی۔ علماء کی ایک کثیر تعداد بھی موجود تھی۔ابن جماعت اورشہیدؒ ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ شہیدؒ کے سامنے ایک دوات رکھی تھی۔ ابن جماعت ایک ہٹا کٹا آدمی تھا جبکہ ہمارے شہیدؒ بہت ہی کمزور جسم کے مالک تھے۔ چنانچہ جب ابن جماعت کو اپنی شکست نظر آنے لگی تو اس نے شہیدؒ پر طنز کرتے ہوئے کہا :

''مجھے تو دوات کے پیچھے سے صرف آواز سنائی دے رہی ہے (یعنی جسم نظر نہیں آرہا)۔ چنانچہ میں اس آواز کا مفہوم سمجھنے سے قاصر ہوں۔''

شہیدؒ نے اس طنز کے جواب میں کہا :

''بات تو صحیح ہے ! ابن واحد (جس کا باپ ایک ہو، وہ) تو اس سے بڑا نہیں ہوسکتا''۔

شہیدؒ کے اس جواب سے ابن جماعت (جماعت کا بیٹا) بے انتہا شرمندہ ہوا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد غیظ وغضب اور بغض وعناد اس کے دل میں پروان چڑھتا رہا۔

شہیدؒ کے دور میں اسلامی ممالک کے اجتماعی اور سیاسی حالات بے حد مخدوش تھے۔ شہیدؒ اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں موقع کی تلاش میں لوگ دین اسلام میں باطل عقائد اور شیعہ سنی میں اختلافات پیدا نہ کردیں، دمشق میں تشریف لے آئے۔ دمشق شام کا مرکز تھا۔ چنانچہ یہاں رہتے ہوئے آپ بہتر طور پر اسلام کا دفاع کرسکتے تھے۔ آپ کو اطلاع ملی کہ جبل عامل کے علاقہ میں ایک شخص محمد جالوش یا یالوش نامی ایک نئے مذہب کا پرچار کر رہا ہے۔تحقیق سے جس بات کا گمان ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ شاید یہ تصوف کا پرچار کر رہا تھا اور وحدت الوجود پر یقین رکھتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ شخص بہت اچھا خطیب اور شیریں بیان تھا۔ شہیدؒ اس بات سے ڈرے کہ کہیں یہ فتنہ زور نہ پکڑ لے چنانچہ آپ نے حکومت وقت سے رابطہ کرکے اسے قائل کیا کہ اس فتنہ کی سرکوبی کی جائے۔ حکومت دمشق نے آپ کی بات قبول کرتے ہوئے ایک لشکر یالوش کی طرف بھیجا اور اسے قتل کرادیا۔

یالوش کی موت سے بھی یہ فتنہ ختم نہیں ہوا۔ یالوش کی موت کے بعد اس فرقے کی قیادت تقی الدین جبلی نے سنبھال لی۔ اس شخص نے جب دیکھا کہ شہیدؒ ان کے فرقے کی نابودی کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس سے پہلے کہ شہیدؒ ایسا کر پاتے، اس نے دمشق کے حاکم کے پاس ایک تحریر بھجوائی جس میں شہیدؒ پر انتہائی گھٹیا الزامات لگاتے ہوئے حاکم سے شہیدؒ کے خلاف کاروائی کی گذارش کی تھی۔

شہیدؒ کو راستے سے ہٹانے کیلئے بیدمر اور ابن جماعت کو بھی ایک بہانہ مل گیا۔لیکن شہیدؒ کوئی معمولی شخص نہیں تھے کہ انہیں آسانی سے یہ لوگ اپنے راستے سے ہٹا سکتے۔اس لئے پہلے مرحلہ میں ان کو لوگوں سے دور کرکے دمشق کے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔

کہتے ہیں کہ شہیدؒ نے لمعہ اسی قید کے دوران لکھی۔ جب شہیدؒ کی قید طولانی ہوتی گئی اور ایک سال تک لوگوں سے آپ کا تعلق کٹا رہا تو لوگوں نے آوازِ احتجاج بلند کی۔ حاکم دمشق بیدمر ڈرا کہ کہیں لوگ مشتعل ہو کر قید خانہ پر حملہ نہ کردیں اور شہیدؒ کو آزاد کرا کے حکومت پر قبضہ نہ جما لیں۔ چنانچہ اس نے شہیدؒ کا کام تمام کرکے ان سے اپنی جان چھڑا لینے کا فیصلہ کرلیا۔

اس کام کیلئے اس نے فرقۂ یالوش کا سہارا لیا۔ اس وقت اس فرقہ کی قیادت یوسف بن یحییٰ کے پاس تھی۔ اس نے بھی شہیدؒ پر چند گھٹیا الزامات لگائے کہ ان کے عقائد (معاذ اللہ) بگڑ گئے ہیں اور مرتد ہو چکے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ستر یالوشیوں نے شہیدؒ کے خلاف اپنی اپنی گواہی لکھ دی۔ اس کے علاوہ ابن جماعت کے ہزار آدمیوں نے بھی شہیدؒ کے خلاف اپنی گواہی لکھوادی۔ یہ تحریر بادشاہ بیدمر ـــــــ بیروت ، حلب اور دمشق کے قاضیوں کے پاس بھیجی گئی۔

آخرکار شہیدؒ کا مقدمہ ابن جماعت کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ ابن جماعت خود شافعی مذہب کا عالم تھا۔ چنانچہ اس نے مالکی مذہب کے قاضی برہان الدین مالکی کو کہا کہ تم اپنے مذہب کے مطابق فیصلہ کرو اور خلاف ورزی کی صورت میں اسے معزول کردینے کی دھمکی بھی دی۔ بادشاہ بیدمر ، امراء ، علماء اور قاضی حضرات جمع ہوئے۔شہیدؒ کو بھی حاضر کیا گیا اور آپ پر لگائے گئے الزامات پڑھ کر سنائے گئے۔شہیدؒ نے ان الزامات کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ اس خوف سے توبہ بھی نہیں کی کہ اس طرح آپ پر یہ الزامات ثابت ہوجاتے۔ آپ سے کہا گیا کہ ہمارے نزدیک یہ الزامات ثابت ہیں۔آپ کا انکار بے فائدہ ہے۔شہیدؒ نے کہا:

الغائب علی حجته فان اتی بما يناقض الحكم جاز نقضه و الا فلا ، و ها انا ابطل شهادات من شهد بالجرح ، و لی علیٰ كل واحد حجة بينة .

''میری غیر موجودگی میں تم نے حکم بھی سنا دیا ، مجھے اتنا تو حق دو کہ میں گواہوں پر جرح کرکے انہیں جھوٹا ثابت کرسکوں۔''

لیکن آپ کی بات کو کسی نے قبول نہیں کیا۔ شہید نے جب یہ دیکھا کہ ان کی بات نہیں سنی جارہی تو انہوں نے ابن جماعت سے کہا کہ تم شافعی مذہب کے قائد اور قاضی ہو، تم اپنے مذہب کے مطابق میرا فیصلہ کرو۔ شہیدؒ نے ایسا اس لئے کہا کیونکہ شافعی مذہب میں مرتد کی توبہ قابل قبول ہوتی ہے جبکہ مالکی مذہب میں مرتد کی توبہ قبول نہیں کی جاتی اور اس کی سزا موت ہوتی ہے۔

ابن جماعت نے جب یہ سنا تو کہا:

میرے مذہب کے مطابق تمہاری سزا یہ ہے کہ تمہیں ایک سال تک قید رکھا جائے اور ایک سال بعد تم سے توبہ طلب کی جائے گی۔ جہاں تک ایک سال قید کی بات ہے تو وہ تم کاٹ چکے ہو۔ لہٰذا توبہ استغفار کرو تا کہ میں تمہارے اسلام کا حکم لگا سکوں۔

شہیدؒ نے اس سے کہا:

''میں نے ایسا کیا کیا ہے جس کی وجہ سے مجھے استغفار کرنا پڑے؟''

ایسا اس خوف کی وجہ سے کہا کہ اگر وہ خود پر لگائے گئے جرم کا اقرار کر لیتے تو گناہ ان پر ثابت ہوجاتا۔

ابن جماعت ان سے توبہ استغفار کیلئے اصرار کرتا رہا۔ لیکن شہیدؒ نہ مانے۔ ابن جماعت نے جب دیکھا کہ شہیدؒ مسلسل انکار کر رہے ہیں تو وہ شہید کو اپنے ہمراہ تنہائی میں لے گیا اور کہا کہ تنہائی میں توبہ کرلیں میں آپ کی توبہ قبول کرنے کا حکم دے دوں گا۔

ناچار شہیدؒ نے ابن جماعت کے سامنے تنہائی میں اپنے ناکردہ گناہ کی توبہ کی۔ کیونکہ جان بچانا بھی واجب تھا۔ لیکن ابن جماعت تو چال چل رہا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی دونوں سب کے سامنے حاضر ہوئے، ابن جماعت نے کہا:

''انہوں نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا ہے''۔

یہ کہہ کر شہیدؒ کو قاضی برہان الدین مالکی کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ:

''اب تم ان کا اپنے مذہب کے مطابق فیصلہ کرو۔''

قاضی برہان الدین کھڑا ہوا، وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر کہا:

''میں حکم دیتا ہوں کہ ان کا خون بہا دیا جائے''۔

چنانچہ ۹/جمادی الاولی سنہ ۷۸۶ھ بروز جمعرات، شام کے والی بیدمر کی حکمرانی میں، دمشق کے قلعہ میں، آپ کو پہلے تلوار کے ذریعہ قتل کیا گیا۔ پھر آپ کے جسد اطہر کو میخوں میں گاڑ کر سولی پر لٹکایا گیا۔ پھر آپ کے جسد نازنین کو اتار کر سنگسار کیا گیا اور آخر میں آپ کے جسد پاک کو آگ میں جلا دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ شہید کا مزار موجود نہیں ہے۔ شہید کے جسد پاک کی اس بے حرمتی سے ان لوگوں کے سینوں میں بھری ہوئی کینہ کی آگ کا اندازہ ہوتا ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ●

وَ سَلَامٌ عَلَیْہِ ـــــــــ یَوْمَ وُلِدَ ،

وَ یَوْمَ اسْتُشْهِدَ ،

وَ یَوْمَ یُبْعَثُ حَیّاً .

شہید ثانیؒ
(مؤلف کتاب: الروضۃ البھیۃ فی شرح اللمعۃ الدمشقیۃ)

شیخ زین الدین بن نور الدین علی بن احمد بن جمال الدین بن تقی الدین صالح بن مشرف العاملی معروف بہ شہید ثانی آسمان فقاہت کے درخشاں ستاروں میں سے ہیں۔ آپ ۱۳/شوال سنہ ۹۱۱ھ بروز منگل، جبل عامل کے علاقے ''جبع'' میں متولد ہوئے۔ آپ کا گھرانہ ایک علمی گھرانہ تھا۔ ان کے والد اپنے دور کی بزرگ شخصیتوں میں سے تھے۔ اسی طرح ان کے جدّ شیخ صالح، علامہ حلیؒ کے شاگردوں میں سے تھے۔

شہید ثانیؒ نے اپنی زندگی کا ایک لحہ بھی ضائع نہیں کیا۔ عام بچوں کی طرح دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل میں مصروف نہیں رہتے تھے۔ ان کے دن تدریس، تالیف اور مطالعہ میں گذرتے تھے جبکہ راتیں محبوب کے عشق میں مصلّے پر قیام کی حالت میں گذرتیں۔ اپنی عظیم علمی منزلت کے باوجود انتہائی متواضع تھے۔ صبح کے وقت مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔ اور تمام دن تدریس میں مشغول رہتے۔ عشاء کی نماز، جماعت کی صورت میں پڑھتے تھے۔ رات کے وقت اپنے عیال کیلئے گدھے پر لکڑیاں لے جایا کرتے تھے۔ ان کی شخصیت میں ایسی کشش تھی کہ دیکھنے والا جب انہیں دیکھتا اور ان کے شیریں الفاظ سنتا تو ہرگز ان سے جدا ہونا پسند نہ کرتا۔

شہید ثانیؒ نے جب اپنی تعلیم کا آغاز کیا تو آپ بہت چھوٹے سے تھے۔ آپ کے والد آپ کے ساتھ بہت مہربانی اور شفقت کے ساتھ پیش آتے۔ کبھی بیٹے کو نہیں مارا۔ بلکہ شہیدؒ کے استاد کو بھی سفارش کی کہ انہیں مارنے سے گریز کریں۔ نو سال کی عمر میں قرآن پاک کی تعلیم مکمل کرلی۔ ختم قرآن کے بعد آپ نے اپنے والدمحترم سے عربی ادب اور فقہ کی تعلیم کا آغاز کیا۔ آپ نے اپنے والدگرامی سے فقہ میں یہ کتابیں پڑھیں:

﴿۱﴾ النافع مختصر الشرائع

﴿۲﴾ اللمعۃ الدمشقیۃ

۹۲۵ھ میں جب آپ ۱۴ سال کے تھے آپ کے والدمحترم اس جہانِ فانی سے انتقال کر گئے۔

والد کے انتقال کے بعد آپ نے حصول علم کی غرض سے قریبی علاقہ ''میس'' کی طرف ہجرت کی۔ یہاں آپ، جلیل القدر فقیہ شیخ علی بن عبدالعالی کرکیؒ کی علمی صحبت سے فیض پاتے رہے۔

شرائع ، ارشاد اور قواعد کا زیادہ تر حصہ آپ نے انہیں سے پڑھا۔ شیخ کرکیؒ نے جب اپنے شاگرد میں روشن فکری اور ذہانت کا مشاہدہ کیا تو انہیں اپنے دوسرے شاگردوں سے زیادہ توجہ دینے لگے۔

۹۳۳ھ میں آپ نے میس سے کرک نوح علیہ السلام کی طرف ہجرت کی۔ یہاں آپ نے سید حسن بن جعفر سے مختلف علوم سیکھے۔ آپ نے ان سے جو کتابیں پڑھیں وہ یہ ہیں :

﴿۱﴾ قواعد ابن میثم البحرانی (علم کلام)

﴿۲﴾ تهذيب (اصول الفقه)

﴿۳﴾ العمدة الجليلة فى الاصول الفقهية

﴿۴﴾ الكافية فى النحو

۹۳۴ھ میں آپ اپنے وطن جبل عامل واپس آگئے۔ یہاں اپنی ایک سالہ اقامت کے دوران آپ تبلیغ و مطالعہ میں مصروف رہے۔

پھر آپ نے دمشق کی طرف ہجرت کی۔ یہاں آپ شیخ شمس الدین محمد بن مکی سے مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں :

﴿۱﴾ غاية القصد فى معرفة الفصد (علم طب)

﴿۲﴾ فصول الفرغانى (علم هيئت)

﴿۳﴾ ''حکمت الاشراق'' کا کچھ حصہ

۹۳۸ھ میں دمشق سے جبل عامل لوٹ آئے اور ۹۴۱ھ تک یہیں مقیم رہے۔

۹۴۲ھ میں آپ مصر تشریف لے گئے۔ مصر اس وقت اسلامی ثقافت کا مرکز تھا۔ مصر کی علمی اور فکری فضا میں شہید مختلف اسلامی مذاہب کے بزرگ فقہاء ، محدّثین اور مفسّرین کی علمی محفلوں میں شرکت کیا کرتے تھے۔ ان بزرگان کی مفید اور مؤثر علمی اور فکری روش سے آگاہی حاصل کی تا کہ اسے شیعہ حوزوں میں رواج دے سکیں۔ اسی ثقافت سے آشنائی کی وجہ سے آپ اس قابل ہوئے کہ :

- مذہب امامیہ میں پہلی مرتبہ ''درایتِ حدیث'' پر کتاب لکھی۔

- تمہید القواعد الاصولیہ والعربیہ لتفریع الاحکام الشرعیہ جیسی کتاب لکھی۔
- شیعہ تصانیف میں پہلی مرتبہ ''شرحِ مزجی'' تصنیف کی۔

مصر میں اپنے ڈیڑھ سالہ قیام کے دوران آپ نے مختلف اساتذہ سے مختلف علوم میں جو کتابیں پڑھیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے :

﴿۱﴾ منهاج النووی	(فقه اهل سنت)
﴿۲﴾ مختصر الاصول ابن حاجب	
﴿۳﴾ شرح العضدی	
﴿۴﴾ مختصر المعانی	(معانی بیان)
﴿۵﴾ شرح تصریف	(علم صرف)
﴿۶﴾ شرح الورقات	(اصول فقه)
﴿۷﴾ شرح تجرید ملا علی قوشجی	
﴿۸﴾ شرح اشکال التاسیس	(علم هندسه)
﴿۹﴾ شرح الجغمینی	(علم هیئت)
﴿۱۰﴾ المطول	(علم المعانی والبیان)
﴿۱۱﴾ جامی (شرح کافیه)	
﴿۱۲﴾ شرح شافعیه جاربردی	
﴿۱۳﴾ شرح خزرجیه	(علم عروض و قوافی)
﴿۱۴﴾ شرح منهاج شیخ ابوالحسن بِکری	
﴿۱۵﴾ الفیه ابن مالک	(علم نحو)
﴿۱۶﴾ بیضاوی	(علم تفسیر)
﴿۱۷﴾ شاطبیه	(علم قرأت)
﴿۱۸﴾ یاسمینیه	(علم جبر و مقابله)
﴿۱۹﴾ شرح مقنع	(علم جبر و مقابله)

﴿۲۰﴾ صحیح بخاری (حدیث)

﴿۲۱﴾ صحیح مسلم (حدیث)

﴿۲۲﴾ توضیح ابن ھشام (علم نحو)

اور دوسرے بہت سے علوم کی بہت سی کتابیں جن کا ذکر باعث طول ہوگا۔

مذکورہ بالا بیان سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ شہید ثانیؒ نے صرف دینی علوم کے حصول پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دوسرے علوم میں بھی مہارت حاصل کی۔

شوال ۹۴۳ھ میں اپنے واجب حج وعمرہ کی ادائیگی کیلئے مصر سے حجاز روانہ ہوئے اور حج وعمرہ کی سعادت سے فراغت کے بعد آپ صفر ۹۴۴ھ میں ایک مرتبہ پھر اپنے وطن جبل عامل لوٹ آئے۔ اس وقت آپ کی شہرت اور فضیلت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ علماء اور فضلاء آپ کے گرد جمع ہونے لگے۔ چنانچہ آپ نے تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۳۳ سال تھی اور آپ میں احکام شرعی کے استنباط کی صلاحیت پیدا ہوگئی تھی۔ لیکن ابھی آپ اپنی اس صلاحیت کو ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ یہاں تک کہ خدا نے چاہا کے اس چیز کو آشکار کردیں جسے شہیدؒ چھپائے رکھنا چاہتے تھے تاکہ اہل علم حضرات شہیدؒ کی شان ومنزلت سے آگاہ ہوجائیں۔ ۹۴۸ھ میں آپ کا یہ راز کھل گیا اور لوگ آپ کی تقلید کرنے لگے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۳۷ سال کی تھی۔

ربیع الاول ۹۴۶ھ میں آپ عتبات عالیہ کی زیارت کی غرض سے عازم عراق ہوئے اور اسی سال شعبان کے مہینہ میں لوٹ آئے۔ ذی الحجہ ۹۴۸ھ میں بیت المقدس کی زیارت کیلئے گئے۔ اس سفر میں شہیدؒ شیخ شمس الدین بن ابی لطف مقدسی سے ملے۔ ان سے آپ نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا کچھ حصہ پڑھا اور اجازۂ عمومی حاصل کیا۔ زیارت سے فراغت کے بعد وطن لوٹ آئے اور ۹۵۱ھ تک یہیں مقیم رہے۔

۹۵۱ھ میں آپ خدا کی طرف سے ملنے والے اشاروں کے تحت روم کی طرف عازم سفر ہوئے۔ اس سفر میں آپ سلطان سلیمان بن عثمان سے ملے۔ شہیدؒ کہتے ہیں کہ یہ امر میرے مزاج کے خلاف تھا۔ لیکن خدا نے جو چیز مقدر کی ہے، انسان کی کمزور فکر اور قلیل معرفت اس کی حقیقت اور انجام تک کہاں پہنچ سکتی ہے!؟ خدا کے احکام میں بندوں کیلئے مصلحت ہوتی ہے۔ پس خدا کی حمد ہے اس کے انعامات اور احسانات پر۔

پہلے آپ دمشق پہنچے جہاں چند روز رہنے کے بعد آپ حلب کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپ حلب پہنچے تو آپ یہاں قیام کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔لیکن خدا کی مصلحت کا تقاضا کچھ اور ہی تھا۔ چنانچہ آپ روم (ترکی۔قسطنطنیہ) جانے کیلئے قافلہ کی تلاش میں تھے۔ حلب سے قسطنطنیہ جانے کیلئے اس وقت دو راستے تھے۔ ایک راستہ شہر ''اذنہ'' سے گزرتا ہوا قسطنطنیہ پہنچتا تھا۔ جبکہ دوسرا راستہ ''ملوقات'' کیطرف سے تھا۔ اذنہ والا راستہ معروف تھا۔ اکثر قافلے اسی راستے سے جاتے تھے۔قسطنطنیہ جانے والے قافلے ملوقات والے راستے کو بہت کم استعمال کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ایک قافلہ روم جانے کیلئے آمادہ ہے۔ اسے معروف راستہ سے ہوکر روم پہنچنا تھا۔ آپ نے اس قافلہ کے ہمراہ جانے کیلئے استخارہ کیا تو اس کام میں بہتری نظر نہیں آئی۔

اتفاق کی بات ہے کہ روم کے چند طالب علم بھی حلب میں موجود تھے جو روم واپس جا رہے تھے۔لیکن یہ لوگ ملوقات والے راستے سے روم جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ شہیدؒ نے جب ان کے ساتھ جانے کیلئے استخارہ کیا تو استخارہ خوب آیا۔ خدا کا کرنا کچھ ایسا ہوا کہ بعض وجوہات کی بنا پر قافلہ کی روانگی میں کچھ تاخیر ہوگئی۔ آپ نے ایک بار پھر کتابِ خدا سے تمسک اختیار کیا تو یہ آیت نکلی :

وَاصۡبِرۡ عَلٰی نَفۡسِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّھُمۡ بِالۡغُدُوِّ وَالۡعَشِیِّ
یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡھَہٗ وَ لَا تَعۡدُ عَیۡنَاکَ عَنۡھُمۡ

''اور (اے رسولؐ) جو لوگ اپنے پروردگار کی صبح سویرے اور جھٹ پٹے وقت شام کو یاد کرتے ہیں اور اسی کی خوشنودی کے خواہاں ہیں ، ان کے ساتھ تم (خود بھی) اپنے نفس پر جبر کرو اور ان کی طرف سے اپنی نظر (توجہ) نہ پھیرو''۔

کہتے ہیں کہ اس آیت سے میں مطمئن ہوگیا۔

کچھ عرصہ بعد ایک اور قافلہ تیار ہوا جو معروف راستے سے ہوتا ہوا روم جانے کا قصد رکھتا تھا۔ دوستوں نے اس قافلہ کے ساتھ جانے کا مشورہ دیا تو ایک بار پھر اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کی۔لیکن خیر ظاہر نہیں ہوئی۔ چنانچہ میں نے ''پہلے قافلہ کے منتظر رہنے ، اگرچہ انہیں کتنی ہی دیر ہوجائے'' ، کے قصد سے استخارہ کیا تو یہ جواب ملا :

وَ مَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ ... فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللهِ

''اور جو شخص بھی اس دن ان کی طرف سے اپنی پیٹھ پھیرے گا ... وہ یقیناً غضب خدا کا شکار ہوا۔''

کچھ عرصہ بعد معروف راستہ سے روم جانے کیلئے ایک تیسرا قافلہ تیار ہوا۔ لیکن اس بار بھی قدرت کی طرف سے سفر کرنے کیلئے اشارہ نہیں ملا۔ کہتے ہیں کہ میں رنجیدہ خاطر ہوا اور اپنے قیام سے اکتانے لگا۔ ایک بار پھر استخارہ کیا تو سورہٴ مبارکہ یونس کی آخری آیت ظاہر ہوئی :

وَاتَّبِعْ مَا يُوحىٰ اِلَيْکَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللهُ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ .

''تمہارے پاس جو وحی بھیجی جاتی ہے تم بس اس کی پیروی کرو اور صبر کرو یہاں تک کہ خدا فیصلہ فرمائے۔ اور وہ تو تمام فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔''

پھر مذکورہ راستے سے روم جانے کے لئے ایک چوتھا قافلہ روانہ ہوا۔ ان کے ہمراہ جانے کیلئے جب استخارہ کیا تو بہتری ظاہر نہیں ہوئی۔

شہیدؒ فرماتے ہیں کہ جس قافلے کے ساتھ ہمیں جانے کا حکم ملا تھا، معلوم ہوا کہ آج کے دن وہ روانہ ہونے والا ہے۔ چونکہ اس بارے میں جھوٹی خبریں زیادہ تھیں ، پس ہفتہ کی صبح میں جب میں نے استخارہ کی غرض سے قرآن کھولا تو سورہٴ مبارکہٴ انبیاء کی یہ آیت ظاہر ہوئی :

وَ تَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ .

''اور فرشتے ان سے ملاقات کریں گے (اور خوشخبری دیں گے کہ) یہی وہ تمہارا (خوشی کا) دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔''

شہیدؒ کہنے لگے کہ مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے کہا کہ اگر قافلہ آج کے دن روانہ ہوتا ہے تو یہ انتہائی عجیب اور خوشخبری کی بات ہوگی۔ پس جب خبر کی تصدیق ہوئی تو ہم نے خدا کی اس عظیم نعمت پر اس کا شکر ادا کیا اگرچہ ہم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے پر قادر نہیں ہیں۔ حلب میں قیام کے دوران جو فوائد اور اسرار شہیدؒ نے ملاحظہ کیئے ، شہید کے بقول' وہ قابلِ شمار نہیں ہیں۔ ان فوائد میں سے معمولی ترین فائدہ جو حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ شہیدؒ اگر معروف راستے سے سفر کرتے تو ان کا تمام زادِ راہ خرچ ہوجاتا۔ کیونکہ اس راستہ میں موجود تمام علاقے زبردست قحط کا شکار تھے۔ یہاں تک کے جانوروں کیلئے چارہ بھی دس عثمانی دینار میں مل رہا تھا جو اس وقت کے اعتبار سے ایک بڑی قیمت تھی۔

شہیدؒ ۷ربیع الاول ۹۵۲ھ کو سلامتی کے ساتھ قسطنطنیہ پہنچ گئے۔ رہنے کیلئے بھی بہت اچھی جگہ مل گئی۔ شہیدؒ یہاں قاضی محمد بن قطب الدین سے ملے جو ایک فاضل ادیب اور انتہائی خوش اخلاق شخص تھے۔ ان سے ملاقاتوں کے دوران ، بہت سے مسائل پر مباحثہ ہوتا رہا۔ یہ شخص آپ سے بہت متاثر ہوا۔ یہاں اپنے قیام کے دوران آپ نے ایک بہترین رسالہ تحریر فرمایا جو دس عظیم مباحث پر مشتمل تھا۔ ہر بحث فنونِ عقلی ، فقہی اور تفسیری وغیرہ پر مشتمل تھی۔ آپ نے یہ رسالہ قاضی موصوف کو بھیجا۔ قاضی نے آپ کی خدمت میں ایک دفترچہ بھیجا جو وظائف اور مدارس پر مشتمل تھا اور آپ کو اختیار دیا کہ جسے چاہیں انتخاب کرلیں۔ شہیدؒ نے حالات کے تقاضہ کے مطابق بعلبک میں واقع مدرسہ نوریہ کا انتخاب کیا۔ آپ کے اس انتخاب میں خدا کی مصلحتیں بھی شامل تھیں۔ قاضی نے سلطنت عثمانیہ کے خلیفہ سلیمان سے آپ کی تقرری کیلئے شہادت نامہ بھی حاصل کرلیا۔

شہیدؒ فرماتے ہیں کہ بعلبک میں قیام کے دوران ان پر خدا کے وہ اسرار و الطاف ظاہر ہوئے جن کی تحریر سے ہاتھ؛ اور بیان سے زبان قاصر ہے۔

قسطنطنیہ میں قیام کے دوران شہیدؒ بعض دوستوں کے ہمراہ شہر سے کچھ دور واقع حضرت ابوایوب انصاریؓ صحابی رسول خدا ﷺ کے مرقد کی زیارت کیلئے روانہ ہوئے۔ یہ جمادی الاول کا مہینہ چل رہا تھا۔ وہاں پہنچ کر جب آپ تلاوت قرآن سے فارغ ہوئے تو دل میں خیال آیا کہ بیوی کو وطن میں حاملہ چھوڑ کر آیا ہوں۔ جمادی الاول میں ہی بچے کی ولادت متوقع تھی۔ چنانچہ آپ نے بیوی کی حالت سے آگاہی حاصل کرنے کیلئے استخارہ کیا تو یہ آیت ظاہر ہوئی :

وَ بَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ .

شہیدؒ سجدۂ شکر میں گر پڑے۔ اور خدا سے دعا کی کہ یہ بات ان کیلئے حقیقت ثابت ہو اور خدا انہیں اولاد نرینہ عطا فرمائے! شہیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آیت اور وقت کو محفوظ کر لیا۔ رجب کے مہینے میں جب آپ ''اسکدار'' شہر میں مقیم تھے تو آپ کو اپنے دوست کی طرف سے خط موصول ہوا جس میں مذکورہ تاریخ میں بیٹے کی ولادت کی مبارک باد دی گئی تھی۔ شہیدؒ نے اس شہر کی خوبصورتی کی بے حد تعریف کی ہے۔ اس شہر میں آپ اپنے شاگرد شیخ بہائیؒ کے والد محترم کے منتظر تھے۔ جب وہ یہاں پہنچ گئے تو آپ دونوں عراق کی طرف روانہ ہوگئے۔ راستے میں ''سیواس'' نامی ایک شہر پڑتا تھا۔ یہاں تک شیخ بہائیؒ

کے والد محترم آپ کے ہمراہ رہے اور اس کے بعد آپ سے جدا ہوگئے۔ جب آپ اس شہر سے خارج ہوئے تو برف باری ہورہی تھی اور غضب کی سردی پڑ رہی تھی۔

شہیدؒ فرماتے ہیں کہ جب اس رات میں تھوڑی سی دیر کیلئے سویا تو میں نے خواب میں شیخ کلینیؒ کو دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرے ہمراہ میرے کچھ دوست بھی ہیں جن میں شیخ عبدالصمدؒ (والد شیخ بہائیؒ) بھی شامل ہیں۔ ہم نے شیخ کلینیؒ سے ان کی کتاب کافی کا اصلی نسخہ طلب کیا۔ شیخ کلینیؒ گھر کے اندر گئے اور (چار حصوں میں سے) کافی کا پہلا حصہ لے آئے۔ جب انہوں نے اسے کھولا تو ہم نے دیکھا کہ وہ انتہائی خوبصورت خط میں سونے سے لکھا ہوا تھا۔ ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ اصلی نسخہ ان صفات کا مالک ہے۔ میں نے شیخ کلینیؒ سے کافی کے باقی حصے بھی مانگے۔ انہوں نے کہا کہ آپ اسے دیکھیں جب تک میں کافی کے باقی حصے لاتا ہوں۔ جب آپ کافی کے باقی حصوں کو لائے تو ہم نے دیکھا کہ وہ انتہائی خراب لکھائی میں خراب کاغذ پر لکھے گئے تھے۔ شیخ ؒ نے یہ حصے ہمیں دیتے ہوئے تکلیف کی حالت میں کہا کہ لوگوں نے اس کی کتابت میں کس قدر غفلت کا مظاہرہ کیا ہے۔

اسی محفل میں میرے رشتہ کے بھائی شیخ زین الدین فقعانیؒ بھی تشریف فرما تھے۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس کافی کے اصلی نسخہ کا ایسا ہی خوبصورت خط میں لکھا ہوا ایک حصہ موجود ہے۔ اور انہوں نے وہ حصہ مجھے دکھایا۔ اسے دیکھ کر میں بہت خوش ہوا۔ وہ ایک بار پھر گھر میں داخل ہوئے اور ڈھونڈ کر ایسا ہی ایک اور حصہ لے آئے۔ یہاں تک کہ کافی کا نسخہ اچھے خط کے ساتھ تقریباً مکمل ہوگیا۔ ہم شیخ کلینیؒ کی خدمت میں پہنچے جو ہمیں مقام سابق پر بیٹھے ہوئے مل گئے۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ دمشق شہر میں ہمارے ایک دوست ہیں جن کا نام زین العابدین غرابیلیؒ ہے جنہوں نے آپ کی اس کتاب کا بہترین نسخہ تیار کیا ہے۔ اور اسے دو جلدوں میں تیار کیا ہے۔ ہر جلد شرائع کے سائز کے مطابق ہے۔ یہ سن کر شیخ کلینیؒ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ ہاتھوں کو بلند کرکے کاتب کیلئے دعا کی۔ یہاں تک کہ میں خواب سے بیدار ہوگیا۔

بعلبک پہنچنے سے پہلے، آپ سامرا، کاظمین، کربلا، حلہ، کوفہ اور نجف کی زیارات کیلئے روانہ ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ شہیدؒ جب زیارت کیلئے مسجد کوفہ اور حرم حضرت امیر المومنین علیہ السلام پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ یہاں قبلہ اپنی صحیح جگہ سے کچھ منحنی ہوگیا ہے۔ چنانچہ جب آپ سے نماز پڑھانے کیلئے کہا گیا تو

آپ نے اپنے اجتہاد کے مطابق درست سمت میں نماز پڑھانا شروع کردی۔ لوگوں کیلئے یہ بات باعثِ تعجب تو تھی لیکن شہیدؒ کے علمی مقام کی وجہ سے کسی نے آپ کی مخالفت نہیں اور آپ کی اقتداء میں اُسی سمت میں نماز پڑھنے لگے جس سمت آپ نماز پڑھا رہے تھے۔ لیکن ان میں ایک شخص جماعت سے الگ ہوگیا اور آپ کی اقتداء نہیں کی۔ گویا وہ آپ کی اس تحقیق کا مخالف تھا۔ لیکن کچھ ہی دنوں بعد یہ شخص شہیدؒ کی زیارت کو آتا ہے اور شہیدؒ سے اپنے فعل کی معذرت چاہتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس شخص نے خواب میں رسول خدا ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ حرمِ حضرت امیر المومنین علیہ السلام میں داخل ہوتے ہیں اور نماز کو اُسی سمت جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں جس سمت میں شہید ثانیؒ نے نماز ادا کی تھی۔ پس کچھ لوگوں نے رسول خدا ﷺ کی اقتدا میں اپنا رُخ اسی سمت موڑ لیا جس سمت رسول خدا ﷺ نماز پڑھ رہے تھے جبکہ بعض دوسرے لوگوں نے آپ ﷺ کی مخالفت کی۔ نماز سے فراغت کے بعد رسول خدا ﷺ نے لوگوں سے مخاطب ہوکر کہا:

''جو شخص نماز پڑھے اور اپنے آپ کو اس سمت نہ موڑلے جس سمت میں، میں نے نماز پڑھی ہے، تو اس کی نماز باطل ہے''۔

صفر ۹۵۳ کو شہیدؒ بعلبک پہنچ گئے۔ یہاں آپ نے مالکی، شافعی، حنفی، حنبلی اور جعفری مذاہب کا درس دینا شروع کیا۔ اس کے علاوہ بھی آپ فنون عقلی ونقلی کی تدریس کرتے رہے۔

یہاں آپؒ ۹۵۵ھ تک تدریس و تصنیف میں مشغول رہے۔ جب آپ کو اپنے وطن سے جدا ہوئے کئی سال گزر گئے تو رشتہ داروں اور دوستوں سے ملاقات کی شدید خواہش سبب بنی کہ آپ ایک بار پھر جبل عامل لوٹ آئے۔ البتہ وطن واپسی کی ایک وجہ حکومت وقت کی ان پر خصوصی نظر اور جاسوسی بھی تھی جو بالآخر ان کی شہادت پر تمام ہوئی۔

گذشتہ تمام واقعات شہید ثانیؒ نے خود اپنے شاگرد ابن عودی کو ۹۵۶ھ میں ان کے گھر میں سنائے جب آپ دشمنوں سے فرار کرکے ابن عودی کے وطن جزین میں ان کے ہاں پناہ گزین ہوئے۔ شہید ثانیؒ کی زندگی کے بعد کے واقعات واضح نہیں ہیں۔ لیکن اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ ان کی زندگی کے بقیہ دن مصیبتوں اور پریشانیوں ہی میں گزرے۔

علمی خدمات :

شیخ حر عاملیؒ کے بقول شہید ثانیؒ نے اپنی مختصر عمر میں تقریباً دو ہزار علمی یادگاریں چھوڑیں۔لیکن افسوس ان کی اکثر کتابیں دشمنوں کے حسد کے نتیجہ میں ضائع ہوگئیں۔شہید ثانیؒ کی موجود یادگاروں میں سے بہت سی اب تک مختلف حوزہ ہائے علمیہ اور یونیورسٹیوں میں پڑھائی جارہی ہیں۔

﴿ ۱ ﴾ روض الجنان فی شرح ارشاد الاذھان

علامہ حلیؒ کی کتاب الارشاد کی شرح مزجی ہے۔شہیدؒ کی یہ سب سے پہلی تالیف ہے۔

﴿ ۲ ﴾ روضة البهية فی شرح اللمعة الدمشقية

عجب اتفاق ہے کہ شہید ثانیؒ نے شہید اولؒ کی تالیفات کی شرح لکھنے میں خاص اہتمام سے کام لیا جیسے وہ جانتے ہوں کہ دونوں ایک ہی راستے کے مسافر ہیں۔

شہیدؒ کے تالیفات میں سے شرح لمعہ ایسی کتاب ہے جس سے ، اپنی تالیف کے وقت سے لے کر آج تک ، لاکھوں طالب علم مستفید ہو چکے ہیں۔ ابھی بھی یہ کتاب حوزۂ علمیہ کے نصاب میں شامل ہے۔

شہیدؒ نے یہ کتاب صرف چھ ماہ اور چھ دنوں میں تالیف کی جو اس بات کا مظہر ہے کہ شہیدؒ کو فقہ پر کس قدر مہارت حاصل تھی۔

شرح لمعہ میں شہید ثانیؒ کی روش یہ رہی ہے :

- لمعہ میں بیان کئے گئے مخصوص مسائل کے بارے میں شہید اولؒ نے اپنی دوسری کتابوں (ذکریٰ ، دروس اور بیان وغیرہ) میں جو رائے پیش کی ہے ، اسے تطبیق کے طور پر پیش کیا ہے۔
- اختلافی مسائل میں ، گذشتہ مشہور فقہاء کی آراء کو بیان کیا ہے۔
- مسائل میں موجود اختلاف بیان کرنے کے بعد اپنے فتوے کو بھی بیان کیا ہے۔
- بعض مقامات پر متن لمعہ پر تنقید کرتے ہوئے کہاہے کہ اگر عبارت یوں ہوتی تو زیادہ بہتر تھا۔
- شہید اولؒ کی ابتکاری آراء پر دل کھول کر دادِ تحسین دی ہے ۔

﴿ ۳ ﴾ مسالک الافھام الی تنقیح شرائع الاسلام

محقق حلیؒ کی کتاب شرائع الاسلام فی مسائل الحلال والحرام کی شرح ہے۔ شہیدؒ نے اسے سات بڑی جلدوں میں تالیف کیا۔ یہ کتاب' شہیدؒ کی سب سے ضخیم تالیف ہے۔

﴿ ۴ ﴾ تمهيد القواعد الاصوليه والعربيه لتفريع الاحكام الشرعية

دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصے میں اصول کے سو قاعدے ذکر کئے ہیں۔ دوسرے حصے میں عربی ادب کے سو قاعدے بیان کئے ہیں۔ اس کتاب کی شان میں شہیدؒ خود فرماتے ہیں کہ بحمداللہ یہ اپنے فن کی واحد کتاب ہے اور ہماری اس بات کا اندازہ پڑھنے والے کو ہوجائے گا۔

﴿ ۵ ﴾ منية المريد في آداب المفيد والمستفيد

ایک لطیف اخلاقی کتاب ہے جو عالم اور طالب علم دونوں کیلئے ضروری ہے۔

﴿ ٦ ﴾ بغية المريد مختصر منية المريد

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے منیۃ المرید کا خلاصہ ہے جسے شہیدؒ نے خود تیار کیا۔

﴿ ۷ ﴾ مُسَكِّنُ الفؤاد في فقد الاحبة والاولاد

مصائب و آلام میں مبتلا شخص کی تسلی اور صبر کیلئے، شہیدؒ نے یہ کتاب لکھی جبکہ وہ خود بھی اولاد کے فقدان کا شکار تھے۔

﴿ ۸ ﴾ مُبَرِّدُ الاكباد في مختصر مسكن الفؤاد

مسکن الفواد اگرچہ خود ایک مختصر کتاب ہے لیکن اکثریت کی ضرورت تھی لہٰذا شہیدؒ نے اس کا بھی خلاصہ کر دیا تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اسے پڑھ سکیں۔

﴿ ۹ ﴾ التنبيهات العلية على وظائف الصلاة القلبية

شہید ثانیؒ نے اسے شہید اولؒ کی کتاب الفیہ کی ترتیب کے مطابق لکھا۔ اس کتاب میں نماز کے رموز اور نماز کے دوران دل کے مختلف وظائف پر گفتگو کی ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ اسرار الصلاۃ کے نام سے علامہ سید مرتضیٰ حسین صدرالافاضل لکھنویؒ نے کیا ہے جو پڑھنے کے قابل ہے۔

﴿ ۱۰ ﴾ كشف الريبة عن احكام الغيبة والنميمة

اس کتاب کے مقدمے میں شہیدؒ بیان کرتے ہیں کہ جب انہوں نے دیکھا کہ بعض لوگ اپنے مومن بھائیوں کی برائیاں بیان کرنے سے پرہیز نہیں کرتے تو انہوں نے یہ کتاب تالیف کی۔

﴿ ۱۱ ﴾ المقاصد العلية في شرح الالفية

شہید اولؒ کی کتاب الفیہ کی شرح ہے جس میں نماز کے ایک ہزار واجبات کا ذکر ہے۔

﴿ ۱۲ ﴾ بداية الدراية

علم درایت کے موضوع پر شہیدؒ کی پہلی کتاب۔علم درایت وہ علم ہے جس میں حدیث کے متن پر، اسکے صحیح یا سقیم ہونے کے اعتبار سے بحث کی جاتی ہے۔اس کے مقابل ہے علمِ رجال جس میں حدیث کی سند اور اس کے راویوں کے حالات ـــ ان کے ضعیف یا معتبر ہونے کے اعتبار ـــ سے بحث کی جاتی ہے۔

﴿ ۱۳ ﴾ الدراية

بدایۃ الدرایۃ کی شرح ہے۔ یہ کتاب حوزہ علمیہ میں مشہور ہے۔

﴿ ۱۴ ﴾ حقائق الايمان (أو تحقيق الاسلام و الايمان)

اصول دین ، ایمان اور اسلام کے بیان میں لکھی گئی کتاب ہے۔

﴿ ۱۵ ﴾ حاشية على قواعد الاحكام

علامہ حلیؒ کی کتاب قواعد الاحکام پر شہید ثانیؒ کا حاشیہ ہے۔اسی میں شہید اولؒ کا حاشیہ بھی جاری ہے۔

﴿ ۱٦ ﴾ حاشية على المختصر النافع

محقق حلیؒ کی کتاب مختصر نافع پر شہیدؒ کا حاشیہ ہے۔

﴿ ۱۷ ﴾ غنية القاصدين فی اصطلاح المحدثين

شہیدؒ کی تالیفات تو بہت زیادہ ہیں لیکن ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں شہیدؒ کی بہت سی کتب دشمنوں کے ہاتھوں ضائع ہوگئیں۔

شهيد کے اساتذہ :

ذیل میں ہم شہیدؒ کے اساتذہ کی اجمالی فہرست بیان کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں :

﴿۱﴾ شيخ نور الدين علی بن احمد (شہیدؒ کے والدمحترم)

﴿۲﴾ شيخ علی بن عبدالعالی الميسی

عظیم فقیہ جو محقق ثانیؒ یا محقق کرکیؒ کے ہم عصر تھے۔ انہوں نے جب اپنے لیے اور اپنے بیٹے کیلئے محقق کرکیؒ سے اجازہ طلب کیا تو انہوں نے کمالِ شفقت سے دونوں کیلئے اجازہ تحریر فرما دیا۔

﴿۳﴾ سيد حسن بن سيد جعفر حسينی عاملی كركی

محقق ثانیؒ یعنی محقق کرکیؒ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔

﴿۴﴾ محقق شیخ شمس الدین محمد بن مکی

﴿۵﴾ شیخ ابوالحسن بِکری

شہید ثانیؒ ان کے تعریف میں کہتے ہیں کہ یہ عجیب حافظہ کے مالک تھے۔تفسیر اور حدیث جیسے ہر وقت ان کی آنکھوں کے سامنے ہو۔عوام میں ان کی مقبولیت کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے ہی کسی علمی مذاکرہ یا مسجد میں داخل ہوتے ، لوگ ان کے ہاتھوں اور پیروں کا بوسہ لینے کیلئے دوڑ پڑتے۔شہید ثانیؒ پر بے حد مہربان تھے۔۹۵۳ھ میں وفات پائی اور امام شافعی کے قبہ کے نزدیک دفن ہوئے۔

﴿٦﴾ شیخ ناصر الدین لقانی مالکی

ان کے بارے میں شہیدؒ فرماتے ہیں : اپنے وقت کے محقق اور اپنے شہر کے فاضل شخص تھے۔ میں نے مصر میں علوم عقلیہ اور عربیہ میں ان سے زیادہ کوئی ماہر نہیں دیکھا۔

﴿۷﴾ شیخ شمس الدین محمد ابی النجار النحاس

مصر کے بافضیلت لوگوں میں سے تھے۔ انتہائی بااخلاق اور متواضع شخص تھے۔

﴿۸﴾ شیخ عبد الحمید سمهودی

شہیدؒ ان کے علم اور سخاوت کی تعریف کرتے ہیں۔ ماہ مبارک رمضان میں لوگ انہیں کے ہاں افطار کیا کرتے تھے۔

شهید کے شاگرد :

شہیدؒ کے اہم شاگردوں کے اسماءِ گرامی درج ذیل ہیں :

﴿۱﴾ شیخ حسین بن عبد الصمد

شیخ بہائیؒ کے والد محترم ہیں۔ یہ طویل عرصہ تک شہیدؒ سے کسب فیض کرتے رہے۔ بہت سی کتابیں شہیدؒ کے پاس پڑھیں جن میں سے ایک قواعدِ علامہ حلیؒ ہے جو انہوں نے شروع سے لے کر آخر تک شہیدؒ کے پاس پڑھی۔مصر میں تحصیل علم کے دوران شہیدؒ کے ہمراہ تھے۔شہیدؒ کے پہلے سفر استنبول میں ان کے ہمراہ تھے۔شہیدؒ نے انہیں اجازہ بھی دیا تھا جس میں ان کی تعریف بھی کی ہے۔

﴿۲﴾ شیخ علی بن زهره جبعی

شیخ حسین بن عبد الصمدؒ کے چچازاد بھائی تھے۔

﴿۳﴾ شیخ محمد بن حسین حر عاملی

مشہور محدث شیخ حر عاملیؒ کے پردادا اور شہیدؒ کے خسر تھے۔ شہیدؒ نے انہیں عمومی اجازہ دیا تھا۔

﴿۴﴾ سید نور الدین بن السید فخر الدین عبد الحمید کرکی

شہیدؒ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ انہوں نے شہیدؒ سے فقہ اور دوسرے علوم کی تعلیم حاصل کی۔ شہیدؒ کے معتمد شخص تھے۔ شہیدؒ نے انہیں اجازہ بھی عطا کیا تھا۔

﴿۵﴾ سید علی بن حسین بن ابی الحسن عاملی جبعی

صاحب مدارک کے والد گرامی ہیں۔ شہیدؒ کے داماد بھی تھے۔ انہوں نے شہیدؒ کے پاس فقہ، علوم عقلی اور علوم ادب کے علاوہ اور بھی بہت کچھ پڑھا۔ شہیدؒ نے انہیں بھی عمومی اجازہ عطا کیا تھا۔

﴿٦﴾ سید علی بن سید حسین صائغ عاملی

﴿۷﴾ محمد بن علی بن حسن عودی

شہیدؒ کے خاص الخاص شاگردوں میں سے تھے۔ انہوں نے شہیدؒ کے حالات زندگی قلمبند کئے تھے۔ لیکن افسوس کے اس کا اکثر حصہ ضائع ہوگیا۔ جو حصہ ضائع ہونے سے بچ گیا تھا اسے شہیدؒ کے پوتے فاضل عالم علی بن محمد بن حسن بن شہید ثانیؒ نے اپنی کتاب درمنثور میں نقل کیا ہے۔ جو شہیدؒ کے حالات زندگی کے بارے میں ایک بہترین مصدر ہے۔ شہیدؒ سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔

اولاد :

شہیدؒ کی مختصر زندگی غموں اور پریشانیوں کا شکار رہی۔ شہیدؒ کی نرینہ اولاد میں سے صرف شیخ حسن ہی زندہ رہے جن سے شہیدؒ کی پاکیزہ نسل کا سلسلہ جاری رہا۔ شہیدؒ کی نسل سے بہت قابل فخر علماء ظاہر ہوئے۔ جبکہ خود شیخ حسن عظیم علماء میں سے تھے جنہوں نے معالم الدین فی الاصول جیسی عظیم کتاب لکھی جو آج بھی بعض مدارس میں نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہے۔ آپ عالم دین ہونے کے علاوہ شاعر بھی تھے۔ اپنے والد کی شہادت کے وقت ان کی عمر مبارک صرف چھ سال تھی۔

شھید کے بارے میں علماء کی آراء :

❀ عظیم محدث شیخ حر عاملی صاحب وسائل الشیعہ اپنی کتاب امل الآمل میں فرماتے ہیں :

و محاسنه و أوصافه الحميدة اكثر من أن تحصى و تحصر ، و مصنفاته كثيرة

مشهـورة. كان فقيها محدثا نحويا قارئا متكلما حكيما جامعا لفنون العلم و هو ا ول من صنف من الامامية فى دراية الحديث " .

"اور ان (یعنی شہید ثانیؒ) کی خوبیاں اور پسندیدہ صفات اس سے زیادہ ہیں کہ انہیں شمار کیا جاسکے۔ اور ان کی تصانیف بہت زیادہ ہیں جو کہ مشہور ہیں۔ فقیہ، محدث، نحوی، قاری، متکلم، حکیم، علم کے مختلف شعبوں کو جمع کرنے والے ہیں۔ اور یہ علماءِ امامیہ میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے درایتِ حدیث کے علم پر کتاب تصنیف کی۔"

۞ محدث بحرانی اپنی کتاب "الحدائق" میں کہتے ہیں :

" و كان هذا الشيخ من أعيان هذه الطائفة و رؤسائها و أعاظم فضلائها و ثقاتها و هـو عالم عامل محقق مدقق زاهد مجاهد و محاسنه اكثر من أن تُحصٰى و فضائله أجل من أن تُستَقْصى" .

"اور یہ شیخ (یعنی شہید ثانیؒ) اس گروہ (یعنی علماءِ امامیہ) کے سرداروں، رئیسوں، عظیم فاضل لوگوں اور ثقہ افراد میں سے تھے۔ اور یہ صاحب علم و عمل، محقق، گہری نظر رکھنے والے، زاہد اور مجاہد شخص تھے۔ ان کی خوبیاں اس سے زیادہ ہیں کہ انہیں شمار کیا جاسکے، اور ان کے فضائل اس سے بلند ہیں کہ ان تک پہنچا جا سکے۔"

۞ محقق شیخ اسد اللہ تستری اپنی کتاب مقابس الانوار کے مقدمہ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں :

أفضل المتأخرين و أكمل المتبحرين ، نادرة الخلف و بقية السلف ، مفتى طوائف الامـم والـمـرشـد الـى التى هى أقوم ، قدوة الشيعة و نور الشريعة ، الذى قصرت الاكـارم الاجـلاء عن استقصاء مزاياه و فضائله السنية و حارت الاعاظم الالباء فى مـنـاقبه و فواضله العلية ، الجامع فى معارج الفضل والكمال والسعادة بين مراتب الـعلم و العمل والجلالة والكرامة والشهادة ، المؤيد المسدد بلطف الله الخفى و الجلى ، الشيخ زين الدين بن على بن أحمد الشامى العاملى قدس الله نفسه الزكية و أفـاض عـلـى تـربته المراحم الابدية . و قد تلمذ على كثير من علماء الخاصة و الـعـامة و روى عـن جم غفير منهم معظم كتب الفريقين فى العلوم العقلية والنقلية

والـفـنـون الادبية ، و لـه كتـب و رسـائـل كثيـرة فاخرة مهذبة فی فنون مختلفة و مطالب متشعبة ".

(شہید ثانیؒ) متاخرین علماء میں افضل ، متبحر علماء سے کامل تر ، علماءِ ماخلف میں کم نظیر ، اور علماءِ ماسلف کے باقیات میں سے ہیں۔ مختلف گروہوں کے مفتی ، اور ایسی راہ کی راہنمائی کرنے والے جو سب سے زیادہ سیدھی ہے ، علماءِ شیعہ کے مثالی شخص ، شریعت کے نور جن کے مزایا اور بہترین فضائل کی غایت تک پہنچنے سے صاحب جود و عظمت ہستیاں قاصر ہیں ، عظیم اور صالح لوگ ان کے مناقب اور بلند فضیلتوں کے بارے میں حیرت زدہ ہیں، فضیلت ، کمال اور سعادت کی بلندیوں کو مراتب علم و عمل، جلالت ، کرامت اور شہادت کے ساتھ جمع کرنے والے ہیں ، خدا کے خفی اور جلی لطف سے ان کی تائید اور حفاظت ہوتی تھی ، یعنی شیخ زین الدین بن علی بن احمد شامی عاملی خدا ان کے پاک نفس کو مقدس کرے ، اور ان کی تربت پر ابدی رحمتیں نچھاور کرے۔ انہوں نے بہت سے علماء خاصہ و عامہ کی شاگردی اختیار کی اور فریقین کی علوم نقلیہ ، عقلیہ اور ادبیہ کی عظیم کتابوں سے روایت کی ہے۔ مختلف علوم و مطالب کے بارے میں ان کی بہت سی قابل فخر، بہترین کتابیں اور رسالے ہیں۔

۞ علامہ سید محسن امین اپنی کتاب اعیان الشیعہ میں فرماتے ہیں :

"كـان عـالـمـا فـاضـلا جليل القدر عظيم الشأن ، رفيع المنزلة تقيا ، نقيا ، ورعا ، زاهـدا ، عابدا ، حائزا صفات الكمال متفردا منها بما لا يشاركه فيه غيره، مفخرة مـن مفاخر الكون و حسنة من حسنات الزمان . كان فقيها ماهرا فی الدرجة العليا بيـن الفقهاء ، محدثا أصوليا مشاركا فی جميع العلوم الاسلامية ، لم يدع علما من الـعلوم حتى قرأ فيه كتابا أو اكثر على مشاهير العلماء من النحو والصرف والبيان والـمـنـطـق واللغة والادب والعروض و القوافی والاصول والفقه والتفسير و علم الـحـديث و علم الرجال و علم التجويد و أصول العقائد والحكمة العقلية والهيئة والهندسة والحساب و غير ذلک ...".

(شہید ثانیؒ) عالم ، فاضل ،جلیل القدر ،عظیم الشان ، بلند مقام کے مالک ،متقی ، پاکیزہ ، پرہیزگار ، زاہد ، عابد ، ایسی منفرد صفات کے مالک جن میں ان کا کوئی شریک نہیں تھا۔ کائنات کی قابلِ فخر ہستیوں میں سے ایک اور زمانہ کی خوبیوں میں سے ایک خوبی تھے، فقہاء میں بلند درجے کے ماہر فقیہ تھے۔ محدث ، اصولی اور تمام علوم اسلامی کے جاننے والے تھے،کسی علم کو نہیں چھوڑا مگر یہ کہ اس کے بارے میں مشہور علماءِ نحو ، صرف ، بیان ، منطق ، لغت ، ادب ، عروض ، قوافی ، اصول ، فقہ،تفسیر ،علم حدیث ،علم رجال ،علم تجوید ، اصول عقائد ، حکمت عقلیہ ، ہیئت ، ہندسہ اور حساب وغیرہ سے ایک یا ایک سے زیادہ کتابیں پڑھیں۔

شہادت :

شہیدؒ کے حالات زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شہیدؒ دشمنوں اور حاسد لوگوں میں گھرے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ آپ اپنی علمی حیثیت اور اپنی کتابوں کو بھی مخفی رکھتے تھے کہ کہیں دشمنوں کے حسد کا شکار نہ ہوجائیں۔ آپ کے شدید ترین دشمنوں میں سے ایک قاضی معروف تھا۔

شہیدؒ کے قریبی شاگرد ابن عودی ، بعلبک میں شہیدؒ کی مرجعیت کے دنوں کی بات بیان کرتے ہیں:

''میں ان دنوں شہیدؒ کی خدمت میں ہوا کرتا تھا۔ شہیدؒ ان دونوں مرجعیت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ شیعہ سنی ہر فرقے کے لوگوں کو ان کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔ مذاہب خمسہ کی کتابیں بھی پڑھایا کرتے تھے۔ دور دراز سے لوگ ان کے درس میں شرکت کرنے کیلئے آتے تھے۔''

شہیدؒ یہاں ۹۵۵ھ تک مشغول رہے۔ اس کے بعد شہیدؒ اپنے علاقہ 'جبع' لوٹ گئے۔ بس اس وقت کے بعد سے شہیدؒ کا سکون وچین چھن گیا۔ پھر ان پر وہ مصیبتیں پڑیں ، جو پڑیں۔

ان کی شہادت کی کیفیت میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ شیخ حر عاملیؒ نے اپنی کتاب امل الآمل میں شہادت کی جو کیفیت بیان کی وہ زیادہ صحیح محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

''ان کے قتل کا سبب ، جیسا کے میں نے بعض بزرگان سے سنا ہے یہ ہے کہ ان کے پاس دو شخص فیصلہ کے لیے لائے گئے۔ چنانچہ آپ نے ایک کے حق میں دوسرے کے خلاف فیصلہ سنا دیا۔ جس

کے خلاف فیصلہ سنایا گیا وہ غضبناک ہوگیا اور صیدا کے قاضی ، قاضی معروف کے پاس پہنچا۔ ان دنوں شہیدؒ شرح لمعہ کی تالیف میں مشغول تھے۔

قاضی معروف نے روم کے بادشاہ کے نام خط لکھا اور اسے بتایا کہ شام کے علاقے میں ایک شخص ہے جو مذاہب اربعہ سے خارج ہے۔ بادشاہ نے شہید کی تلاش میں ایک شخص بھیجا اور اسے تاکید کی کہ شہید کو اپنے ساتھ زندہ لے کر آنا۔ میں یہاں کے علماء اور ان کے درمیان مذاکرہ کرواؤں گا تاکہ معلوم ہوسکے کہ ان کا مذہب کیا ہے؟ اور میں اپنے مذہب کے مطابق ان کا فیصلہ کرسکوں۔

وہ شخص جب شہید کے علاقے میں پہنچا تو اسے بتایا گیا کہ شہید حج کی خاطر مکہ کی طرف روانہ ہوئے ہیں۔ وہ شخص بھی مکہ چل پڑا یہاں تک کہ اس نے شہید کو راستے ہی میں پا لیا۔ شہید نے اس سے کہا کہ میرے ساتھ رہو تاکہ میں حج کرلوں پھر جیسے تم کہو گے میں کروں گا۔ وہ شخص اس بات پر راضی ہوگیا۔ شہید حج سے فارغ ہونے کے بعد اس کے ساتھ روم کی طرف چل پڑے۔

جب روم پہنچے تو راستے میں ایک شخص ملا۔ اس شخص نے شہید کے ہمراہ شخص سے دریافت کیا:

یہ کون ہیں؟

شہید کے ہمراہ شخص نے بتایا: یہ شیعہ عالم دین ہیں۔ میں انہیں بادشاہ کے پاس لے جارہا ہوں۔

اس شخص نے کہا:

کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ یہ شخص بادشاہ سے تمہاری شکایت کردے کہ تم نے ان کی خدمت میں کوتاہی کی ہے اور انہیں اذیت پہنچائی ہے۔ وہاں ان کے دوست ہیں جو ان کی مدد کریں گے۔ اس طرح یہ شخص تمہاری ہلاکت کا سبب بن جائے گا۔ میری مانو تو انہیں قتل کرکے ان کا سر بادشاہ کے پاس لے جاؤ۔

چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ اور انہیں ساحل سمندر کے قریب قتل کر دیا۔

نزدیک میں ہی ترکمان لوگوں کا ایک گروہ موجود تھا۔ وہ لوگ کیا دیکھتے ہیں کہ رات کے وقت آسمان سے زمین پر نور کی آمد و فت جاری ہے۔ چنانچہ جب یہ لوگ قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک بے سر کا لاشہ ہے جس کے اردگرد نور پھیلا ہوا ہے۔ چنانچہ انہوں نے شہید ثانیؒ کو اسی مقام پر دفن کردیا اور ایک قبہ بنا دیا۔

ادھر یہ شخص جب شہیدؒ کا سر لے کر بادشاہ کے پاس پہنچا تو بادشاہ نے قبول کرنے سے انکار

کردیا۔ اور کہا : ''میں نے تم سے کہا تھا کہ انہیں میرے پاس زندہ لے کر آنا اور تو انہیں قتل کر کے ان کا سر میرے پاس لے آیا ہے''۔ بادشاہ اس قدر غضبناک ہوا کہ اس شخص کو بھی قتل کروا دیا۔

شیخ حر عاملیؒ کا یہ بیان زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

شہادت کی خبر :

کہا جاتا ہے کہ شہید ثانیؒ نے اپنی زندگی ہی میں خود اپنی شہادت کی خبر دی تھی۔

سید محسن امینؒ شیخ بہائیؒ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ شیخ بہائیؒ نے فرمایا :

'' میرے والد قدس سرہ نے مجھے بتایا کہ ایک صبح وہ شہید ثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ شہیدؒ کچھ فکر مند ہیں۔ انہوں نے شہیدؒ سے فکرمندی کی وجہ پوچھی۔ شہیدؒ نے کہا : بھائی ! میرا خیال ہے کہ شہید ثانی بنوں گا۔ کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ:

'' سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے اپنے گھر پر ایک دعوت کا اہتمام کیا ہے جس میں تمام شیعہ علماء موجود ہیں۔ جب میں سید کے گھر پہنچا تو سید میری طرف بڑھے اور مجھ سے کہا:

اے شخص! شہید اولؒ کے پہلو میں موجود خالی جگہ پر بیٹھ جاؤ۔ پس میں شہید اولؒ کے پہلو میں بیٹھ گیا۔''

میرا یہ خواب دلیل ہے کہ ان کے بعد مجھے شہید ہونا ہے۔''

شیخ بہائیؒ کے والد گرامی ہی سے شہیدؒ کی ایک اور کرامت بھی مذکور ہے۔

استنبول کے سفر میں شیخ بہائیؒ کے والد شہید ثانیؒ کے ہمراہ تھے۔ دوران سفر جب وہ اس مقام پر پہنچے جہاں شہیدؒ کو قتل کیا گیا تو شہید ثانیؒ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ شیخ بہائیؒ کے والد سے متوجہ ہوکر کہا :

اس جگہ کو دیکھ رہے ہو ! یہاں ایک عظیم شخص کا خون بہایا جائے گا۔''

بعد میں معلوم ہوا کہ اس شخص سے مراد خود ان کی اپنی ذات تھی۔

شہیدؒ کی شہادت کے سال میں اختلاف ہے۔

نقد الرجال میں لکھا ہے کہ آپ ۹۶۶ھ میں شہید ہوئے۔ لیکن در المنثور میں شہید کے بیٹے شیخ حسنؒ کے حوالے سے ۹۶۵ھ کو سال شہادت بتایا گیا ہے اور یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

رحمہ اللہ و اسکنہ جنان الخلد و حشرہ مع الائمۃ الطاھرین

تحقیق کے مصادر

﴿۱﴾ امل الآمل — شیخ حر عاملیؒ

﴿۲﴾ اعیان الشیعه — علامہ سید محسن امینؒ

﴿۳﴾ روضات الجنات — سید محمد باقر خوانساریؒ

﴿۴﴾ الدر المنثور — شیخ علی بن محمد بن حسن بن شہید ثانیؒ

﴿۵﴾ مقدمه شرح لمعه — تحقیق : سید محمد کلانترؒ

﴿۶﴾ مقدمه مسالک الأفهام — تحقیق : السید مرتضیٰ المہری

شرح لمعہ

کتاب طہارت

﴾ كِتَابُ الطَّهَارَةِ ﴿

(طہارت کی تعریف)

متن 01 :

((اَلـطَّهَـارَةُ)) : مَصْدَرُ ((طَهُرَ)) بِـضَـمِّ الْعَيْنِ وَ فَتْحِهَا ، وَالْإِسْمُ : ((اَلطُّهْرُ)) بِالضَّمِّ ﴾ **وَ هِيَ لُغَةً : اَلنَّظَافَةُ** ﴿ وَالنَّزَاهَةُ مِنَ الْاَدْنَاسِ ﴾ **وَ شَرْعاً** ﴿ بِنَاءً عَلىٰ ثُبُوْتِ الْـحَـقَـائِقِ الشَّرْعِيَّةِ ﴾**اِسْتِـعْـمَـالُ طَهُـوْرٍ مَشْرُوْطٌ بِالنِّيَّةِ**﴿ . فَـالْاِسْـتِـعْـمَـالُ بِمَنْزِلَةِ الْـجِـنْـسِ ، وَالـطَّـهُـوْرُ مُبَـالَـغَـةٌ فِى الطَّاهِرِ ، وَالْمُرَادُ مِنْهُ هُنَا: ((اَلطَّاهِرُ فِىْ نَفْسِهٖ ، اَلْمُطَهِّرُ لِغَيْرِهٖ)) . جُعِلَ بِحَسَبِ الْاِسْتِعْمَالِ "مُتَعَدِّياً" وَّ اِنْ كَانَ بِحَسَبِ الْوَضْعِ اللُّغَوِيِّ "لَازِماً" ، كَالْاَكْلِ .

متن 02 :

وَ خَـرَجَ بِقَـوْلِـهٖ : ((مَشْـرُوْطٌ بِـالـنِّيَّةِ)) اِزَالَةُ النَّجَاسَةِ عَنِ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ وَ غَيْـرِهِـمَـا ، فَـاِنَّ الـنِّيَّةَ لَيْسَتْ شَرْطاً فِىْ تَحَقُّقِهٖ ، وَ اِنِ اشْتُرِطَتْ فِىْ كَمَالِهٖ ، وَ فِىْ تَرَتُّبِ الثَّوَابِ عَلىٰ فِعْلِهٖ .

وَ بَـقِيَـتِ الـطَّـهَـارَاتُ الثَّلَاثِ مُـنْـدَرِجَةٌ فِى التَّعْرِيْفِ ، وَاجِبَةً وَ مَنْدُوْبَةً ، مُبِيْحَةً وَ غَيْرَ مُبِيْحَةٍ ، اِنْ أُرِيْدَ بِالطَّهُوْرِ مُطْلَقُ الْمَاءِ وَالْاَرْضِ ، كَمَا هُوَ الظَّاهِرُ .

متن 03 :

وَ حِيْنَئِذٍ ــــــــــ فَفِيْهِ اخْتِيَارُ:
أَنَّ الْمُرَادَ مِنْهَا ـــــــــــــ مَا هُوَ اَعَمُّ مِنَ الْمُبِيْحِ لِلصَّلَاةِ ،
وَ هُوَ خِلَافُ اصْطِلَاحِ الْاَكْثَرِيْنَ ، وَ مِنْهُمُ الْمُصَنِّفُ فِىْ غَيْرِ هٰذَا الْكِتَابِ.

متن 04 :

أَوْ يُنْتَقَضُ فِيْ طَرْدِهِ :

- بِالْغُسْلِ الْمَنْدُوْبِ ،
- وَالْوُضُوْءِ ــــــ غَيْرِ الرَّافِعِ مِنْهُ ،
- وَالتَّيَمُّمِ ، بَدَلاً مِّنْهُمَا ــــــ اِنْ قِيْلَ بِهِ .

متن 05 :

وَ يُنْتَقَضُ فِيْ طَرْدِهِ اَيْضاً :

- بِاَبْعَاضِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الثَّلاثَةِ ــــــ مُطْلَقاً ،

فَاِنَّهُ : اسْتِعْمَالٌ لِلطَّهُوْرِ ، مَشْرُوْطٌ بِالنِّيَّةِ ، مَعَ اَنَّهُ : لَا يُسَمّٰى "طَهَارَةً" .

متن 06 :

وَبِمَا :

- لَوْ نَذَرَ تَطْهِيْرَ الثَّوْبِ وَ نَحْوِهِ مِنَ النَّجَاسَةِ ــــــ نَاوِياً ،

فَاِنَّ النَّذْرَ مُنْعَقِدٌ ــــــ لِرُجْحَانِهِ .

متن 07 :

وَ مَعَ ذٰلِكَ فَهُوَ مِنْ اَجْوَدِ التَّعْرِيْفَاتِ ـ لِكَثْرَةِ مَا يَرِدُ عَلَيْهَا مِنَ النُّقُوْضِ ـ فِيْ هٰذَا الْبَابِ .

متن 08 :

﴿ **وَالطَّهُوْرُ** ﴾ بِفَتْحِ الطَّاءِ ﴿ **هُوَ: الْمَآءُ وَالتُّرَابُ . قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ :**

((وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْراً)) ﴾.

وَ هُوَ دَلِيْلُ طَهُوْرِيَّةِ الْمَآءِ . وَالْمُرَادُ بِالسَّمَآءِ هُنَا جِهَةُ الْعُلُوِّ .

متن 09 :

﴿ وَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ :

((جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِداً وَّ طَهُوْراً)) ﴾

وَ هُوَ دَلِیْلُ طَهُوْرِیَّةِ التُّرَابِ . وَ کَانَ الْاَوْلیٰ : اِبْدَالَهٗ بِلَفْظِ ((الْاَرْضِ)) کَمَا یَقْتَضِیْهِ الْخَبَرُ ، خُصُوْصاً عَلیٰ مَذْهَبِهٖ مِنْ جَوَازِ التَّیَمُّمِ بِغَیْرِ التُّرَابِ مِنْ اَصْنَافِ الْاَرْضِ.

متن 10 :

﴿ فَالْمَآءُ ﴾ بِقَوْلٍ مُطْلَقٍ ﴿ مُطَهِّرٌ مِنَ الْحَدَثِ ﴾ ــ وَ هُوَ : " الْاَثَرُ الْحَاصِلُ لِلْمُکَلَّفِ وَ شِبْهِهٖ عِنْدَ عُرُوْضِ اَحَدِ اَسْبَابِ الْوُضُوْءِ ، وَالْغُسْلِ ، الْمَانِعُ مِنَ الصَّلٰوةِ ، الْمُتَوَقِّفُ رَفْعُهٗ عَلَى النِّیَّةِ ، ﴿ وَالْخَبَثِ ﴾ وَ هُوَ : "النَّجَسُ"۔ بِفَتْحِ الْجِیْمِ ۔ مَصْدَرُ قَوْلِكَ ((نَجِسَ الشَّیْءُ)) ــ بِالْکَسْرِ ، یَنْجُسُ فَهُوَ نَجِسٌ ــ ، بِالْکَسْرِ .

﴿ وَ یَنْجُسُ ﴾ الْمَآءُ مُطْلَقاً ﴿ بِالتَّغَیُّرِ بِالنَّجَاسَةِ ﴾ فِیْ اَحَدِ اَوْصَافِهِ الثَّلَاثَةِ : اللَّوْنِ ، وَ الطَّعْمِ ، وَالرِّیْحِ ــــ ، دُوْنَ غَیْرِهَا مِنَ الْاَوْصَافِ .

متن 11 :

وَاحْتَرَزَ بِتَغَیُّرِهٖ 'بِالنَّجَاسَةِ' عَمَّا لَوْ تَغَیَّرَ 'بِالْمُتَنَجِّسِ' خَاصَّةً ، فَاِنَّهٗ لَا یَنْجُسُ بِذٰلِكَ ، کَمَا لَوْ تَغَیَّرَ طَعْمُهٗ بَالدِّبْسِ الْمُتَنَجِّسِ مِنْ غَیْرِ اَنْ تُؤَثِّرَ نَجَاسَتُهٗ فِیْهِ ،

وَالْمُعْتَبَرُ مِنَ التَّغَیُّرِ : "الْحِسِّیُّ " لَا "التَّقْدِیْرِیُّ" ــــ عَلَى الْاَقْویٰ .

متن 12 :

﴿ وَ یَطْهُرُ بِزَوَالِهٖ ﴾ أَیْ بِزَوَالِ التَّغَیُّرِ وَ لَوْ بِنَفْسِهٖ أَوْ بِعِلَاجٍ ﴿ اِنْ کَانَ ﴾ الْمَآءُ ﴿ جَارِیاً ﴾ وَ هُوَ: النَّابِعُ مِنَ الْاَرْضِ مُطْلَقاً ، غَیْرَ الْبِئْرِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ .

متن 13 :

وَاعْتَبَرَ الْمُصَنِّفُ فِيْ الدُّرُوْسِ فِيْهِ : "دَوَامَ نَبْعِهِ" .

وَ جَعَلَهُ الْعَلَّامَةُ وَ جَمَاعَةٌ ـــ كَغَيْرِهِ :

- فِيْ انْفِعَالِهِ بِمُجَرَّدِ الْمُلَاقَاةِ ــــــــ مَعَ قِلَّتِهِ،

وَالدَّلِيْلُ النَّقْلِيُّ يَعْضُدُهُ ،

- وَ عَدَمِ طُهْرِهِ بِزَوَالِ التَّغَيُّرِ مُطْلَقاً ،

بَلْ بِمَا نَبَّهَ عَلَيْهِ بِقَوْلِهِ ﴿ اَوْ لَاقىٰ كُرّاً ﴾ ، وَالْمُرَادُ :

اَنَّ غَيْرَ الْجَارِيْ لَابُدَّ فِيْ طُهْرِهِ ـــ مَعَ زَوَالِ التَّغَيُّرِ ـــ مِنْ:

■ مُلَاقَاتِهِ كُرّاً طَاهِراً ،

■ بَعْدَ زَوَالِ التَّغَيُّرِ ــــــــ أَوْ مَعَهُ ،

متن 14 :

وَ اِنْ كَانَ اِطْلَاقُ الْعِبَارَةِ قَدْ يَتَنَاوَلُ مَا ـ لَيْسَ بِمُرَادٍ : وَ هُوَ :

- طُهْرُهُ مَعَ زَوَالِ التَّغَيُّرِ ،
- وَ مُلَاقَاتِهِ الْكُرَّ ــــــــ كَيْفَ اتَّفَقَ ،

وَ كَذَا الْجَارِيْ عَلَى الْقَوْلِ الْآخَرِ .

وَ لَوْ تَغَيَّرَ بَعْضُ الْمَاءِ وَ كَانَ الْبَاقِيْ كُرّاً ، طَهُرَ الْمُتَغَيِّرُ بِزَوَالِهِ اَيْضاً كَالْجَارِيْ عِنْدَهُ ،

وَ يُمْكِنُ دُخُوْلُهُ فِيْ قَوْلِهِ ((لَاقىٰ كُرّاً)) لِصِدْقِ مُلَاقَاتِهِ لِلْبَاقِيْ .

متن 15 :

وَ نَبَّهَ بِقَوْلِهِ : ((لَاقىٰ كُرّاً)) عَلىٰ اَنَّهُ: لَا يُشْتَرَطُ ـ فِيْ طُهْرِهِ بِهِ ـ

" وُقُوْعُهٗ عَلَيْهِ ـــــــــــ دَفْعَةً "،

كَمَا هُوَ الْمَشْهُوْرُ بَيْنَ الْمُتَأَخِّرِيْنَ ـــ بَلْ تَكْفِيْ مُلَاقَاتُهٗ لَهٗ مُطْلَقاً ،

لِصَيْرُوْرَتِهِمَا بِالْمُلَاقَاةِ ـــــــــ " مَآءً وَاحِداً "،

وَ لِاَنَّ الدَّفْعَةَ ـــــــــــ لَا يَتَحَقَّقُ لَهَا مَعْنىً :

- ■ لِتَعَذُّرِ الْحَقِيْقَةِ ،
- ■ وَ عَدَمِ الدَّلِيْلِ عَلَى الْعُرْفِيَّةِ ،

وَ كَذَا لَا تُعْتَبَرُ مُمَازَجَتُهٗ لَهٗ ، بَلْ يَكْفِيْ مُطْلَقُ الْمُلَاقَاةِ لِاَنَّ مُمَازَجَةَ جَمِيْعِ الْاَجْزَاءِ لَا تَتَّفِقُ ،

وَاعْتِبَارُ بَعْضِهَا دُوْنَ بَعْضٍ تَحَكُّمٌ ـــــ وَالْاِتِّحَادُ مَعَ الْمُلَاقَاةِ حَاصِلٌ .

متن 16 :

وَ يَشْمُلُ اِطْلَاقُ الْمُلَاقَاةِ مَا ـــــ لَوْ تَسَاوىٰ سَطْحَاهُمَا وَاخْتَلَفَ ، مَعَ عُلُوِّ الْمُطَهِّرِ عَلَى النَّجِسِ وَ عَدَمِهٖ ،

وَالْمُصَنِّفُ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَا يَرَى الْاِجْتِزَآءَ بِالْاِطْلَاقِ فِيْ بَاقِيْ كُتُبِهٖ ، بَلْ يَعْتَبِرُ :

- الدَّفْعَةَ ،
- وَالْمُمَازَجَةَ ،
- وَ عُلُوَّ الْمُطَهِّرِ ـــــــ اَوْ مُسَاوَاتَهٗ ،

وَاعْتِبَارُ الْاَخِيْرِ ظَاهِرٌ دُوْنَ الْاَوَّلَيْنِ اِلَّا مَعَ عَدَمِ صِدْقِ الْوَحْدَةِ عُرْفاً .

متن 17 :

﴿ وَالْكُرُّ ﴾ الْمُعْتَبَرُ فِي الطَّهَارَةِ وَ عَدَمِ الْاِنْفِعَالِ بِالْمُلَاقَاةِ هُوَ :

﴿ اَلْفٌ وَّ مِائَتَا رِطْلٍ ﴾ بِكَسْرِ الرَّآءِ عَلَى الْاَفْصَحِ ، وَ فَتْحِهَا عَلىٰ قِلَّةٍ

﴿ بِالْعِرَاقِى ﴾ ،

وَ قَدْرُهُ : مِائَةٌ وَّ ثَلَاثُوْنَ دِرْهَماً ـــــــ عَلَى الْمَشْهُوْرِ فِيْهِمَا ،

وَ بِالْمَسَاحَةِ : مَا بَلَغَ مُكَسَّرُهُ ـــ "اثْنَيْنِ وَاَرْبَعِيْنَ شِبْراً وَ سَبْعَةَ اَثْمَانٍ"، شِبْرَ مُسْتَوِى الْخِلْقَةِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ ، وَالْمُخْتَارِ عِنْدَ الْمُصَنِّفِ ،

وَ فِىْ الْاِكْتِفَاءِ بِسَبْعَةٍ وَّ عِشْرِيْنَ ـــ، قَوْلٌ قَوِىٌّ .

متن 18 :

﴿ وَ يَنْجُسُ ﴾ الْمَآءُ ﴿ الْقَلِيْلُ ﴾ وَ هُوَ مَا : دُوْنَ الْكُرِّ ،

﴿ وَالْبِئْرُ ﴾ وَ هُوَ : مَجْمَعُ مَآءٍ نَابِعٍ مِنَ الْاَرْضِ ، لَا يَتَعَدَّاهَا غَالِباً ، وَ لَا يَخْرُجُ عَنْ مُسَمَّاهَا عُرْفاً ﴿ بِالْمُلَاقَاةِ ﴾ عَلَى الْمَشْهُوْرِ فِيْهِمَا ، بَلْ كَادَ اَنْ يَّكُوْنَ اِجْمَاعاً .

متن 19 :

﴿ وَ يَطْهُرُ الْقَلِيْلُ بِمَا ذُكِرَ ﴾ وَ هُوَ : مُلَاقَاتُهُ الْكُرَّ عَلَى الْوَجْهِ السَّابِقِ .

وَ كَذَا يَطْهُرُ : بِمُلَاقَاةِ الْجَارِىْ ـــ مُسَاوِياً لَهُ اَوْ عَالِياً عَلَيْهِ ، وَ اِنْ لَّمْ يَكُنْ كُرّاً ـــــ عِنْدَ الْمُصَنِّفِ وَ مَنْ يَّقُوْلُ بِمَقَالَتِهِ فِيْهِ ،

وَ بِوُقُوْعِ الْغَيْثِ عَلَيْهِ اِجْمَاعاً .

متن 01 :

کتاب طہارت

(عام طور پر فقہ کا ہر باب ، کتاب کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ جیسے کتابِ طہارت ، کتابِ صلاۃ وغیرہ۔ لفظِ کتاب ، ثلاثی مجرد کا بھی مصدر ہے کَتَبَ یَکْتُبُ کَتْباً ،کِتَاباً وَ کِتَابَۃً اور ثلاثی مزید فیہ کا بھی مصدر ہے جیسے : کَاتَبَ یُکَاتِبُ مُکَاتَبَۃً وَ کِتَاباً۔ مصدر 'کِتَــاب' کا معنی ہے : فرض ہونا ، جمع کرنا ، مکاتبہ یعنی لکھنا وغیرہ۔ تو کیا کتابِ طہارت سے مراد ''طہارت کا لکھنا'' ہے؟ واضح ہے کہ یہ معنی مراد نہیں ہوسکتا۔ بلکہ بقول صاحب مجمع البحرین مصدر سے کبھی مفعول مراد ہوتا ہے ، پس کتاب یعنی 'مکتوب'۔ تو کتابِ طہارت سے مراد ہوگا : **مکتوب فیه الطهارة**، یعنی جس میں طہارت لکھی گئی ہو ، لیکن طہارت تو لکھی نہیں جاسکتی پس معنی یہ ہوگا : '**مکتوب فيه احكام الطهارة**' یعنی اس میں طہارت کے احکام لکھے گئے ہیں)۔

(طہارت کی تعریف :)

''طهارت'' مصدر ہے ''**طَهُرَ**'' کا ، عین کی ضمہ اور فتحہ کے ساتھ ،

(طہر دو باب سے آتا ہے یعنی طَهَرَ ـ یَطْهُرُ اصول کے باب سے ، اور طَهُرَ یَطْهُرُ فروع کے باب سے) ،

اس کا اسمِ مصدر ''**الطُّهر**'' ہے ، (حرف طاء کی) ضمہ کے ساتھ۔

(طہارت مصدر ہے اور طُہر اسمِ مصدر۔ مصدر اور اسمِ مصدر کے درمیان پائے جانے والے فرق کے بارے میں کہا گیا ہے کہ : مصدر کام کے انجام دینے پر دلالت کرتا ہے جبکہ اسمِ مصدر کیے گئے کام سے حاصل ہونے والے نتیجہ پر دلالت کرتا ہے۔ مثلاً غَسْل مصدر ہے جو دلالت کرتا ہے 'دھونے' پر جبکہ غُسل اسمِ مصدر ہے جو فاعل کے کیے گئے کام سے حاصل ہونے والے نتیجہ پر دلالت کرتا ہے اور وہ 'پاکیزگی' ہے) ،

لغت میں ''طہارت'' ــــــــــــــ ،

- نظافت (یعنی معنوی نجاسات سے پاک ہونے) ،
- نیز نزاہت (یعنی ظاہری نجاسات سے دوری اختیار کرنے) کو کہتے ہیں۔

اور شرعاً (یعنی اس فرض کی) بنیاد پر کہ یہ کلمہ حقیقتِ شرعیہ رکھتا ہے :

[شہید ثانیؒ کے فرزند، شیخ حسنؒ نے اپنی کتاب معالم الاصول میں حقیقتِ شرعیہ کی جو وضاحت کی ہے، ہم یہاں بعینہٖ ان کی عبارت کو نقل کررہے ہیں۔ فرماتے ہیں :

'' حقیقتِ لغویہ اور حقیقتِ عرفیہ کے وجود میں کوئی شک نہیں ہے، لیکن حقیقتِ شرعیہ کے اثبات اور نفی میں علماء ، اختلافِ نظر رکھتے ہیں۔ کچھ حقیقتِ شرعیہ کے اثبات کے قائل ہوئے ہیں اور کچھ نے اس کے وجود سے انکار کیا ہے۔

اثبات و نفی کے بارے میں پیش کیے گئے دلائل میں غور و خوض سے پہلے، ضروری ہے کہ جو چیز اختلاف کا باعث ہے اُسے بیان کیا جائے۔ پس ہمارا یہ کہنا ہے کہ :

اس بات میں تو کوئی اختلاف نہیں کہ اہل شرع کی زبان پر رائج الفاظ جنہیں وہ ان کے لغوی معانی کے برخلاف معانی میں استعمال کرتے ہیں، یہ الفاظ اُن معانی میں حقیقت بن گئے ہیں (یعنی مجاز نہیں رہے کہ اُن برخلاف معانی پر دلالت کرنے کیلئے کسی قرینہ کی ضرورت پڑے)، جیسے 'صلاۃ' کے لفظ کو 'افعال مخصوصہ' کیلئے استعمال کرنا اگرچہ لغت میں صلاۃ کو 'دعا' کے معنی کیلئے وضع کیا گیا ہے۔ اور 'زکاۃ' کے لفظ کو 'مخصوص مقدار میں نکالے گئے مال' کیلئے استعمال کرنا اگرچہ لغت میں زکاۃ کو 'پھلنے پھولنے' کے معنی کیلئے وضع کیا گیا ہے، اور 'حج' کے لفظ کو 'مخصوص مناسک کے ادا کرنے' کیلئے استعمال کرنا اگرچہ لغت میں حج کو 'ہر قسم کے ارادہ' کے معنی کیلئے وضع کیا گیا ہے۔

اختلاف اس بات میں ہے کہ ان الفاظ کا غیر لغوی معانی کیلئے مخصوص ہوجانا،

- کیا اس وجہ سے ہے کہ شارعؑ نے ان الفاظ کو مذکورہ غیر لغوی معانی کیلئے وضع اور معیَّن کیا ہے (یعنی کیا وضع ، وضعِ تعیینی ہے؟) کہ یہ کسی قرینہ کے بغیر اُن (غیر لغوی معانی) پر دلالت کرتے ہیں تاکہ یہ الفاظ ان معانی میں حقیقتِ شرعیہ بن جائیں؟

- یا اس وجہ سے ہے کہ یہ الفاظ ، اہل شرع افراد کی زبانوں پر مذکورہ (غیر لغوی) معانی میں غلبہ پیدا کر چکے ہیں (یعنی وضع ، وضعِ تعیّنی ہے) ، اور شارعؒ نے ان الفاظ کو مذکورہ معانی میں بطورِ مجاز ، قرینوں کے ہمراہ استعمال کیا ہے ، (اگر ایسا ہے) تو یہ الفاظ (مذکورہ معانی میں) حقیقتِ عرفیہ ہوں گے نہ حقیقتِ شرعیہ۔

اور اس اختلاف کا فائدہ وہاں ظاہر ہوتا ہے جب یہ الفاظ شارعؒ کے کلام میں قرینے کے بغیر استعمال ہوں ، پس یہ الفاظ معانی مذکورہ (یعنی غیر لغوی معانی) پر حمل کیے جائیں گے پہلے احتمال کی بناء پر ، اور لغوی معانی پر حمل کیے جائیں گے دوسرے احتمال کے مطابق۔ لیکن اگر یہ الفاظ اہل شرع کے کلام میں استعمال ہوں تو بغیر کسی اختلاف کے انہیں مذکورہ غیر لغوی معانی پر حمل کیا جائے گا'' (پس اگر اہل شرع صلاۃ کہیں تو اس سے مراد نماز ہی ہوگی نہ کہ دعا) ،

پس اگر حقیقتِ شرعیہ ثابت نہ ہو تو مصنفؒ کے قول شرعاً کو عُرفاً یا متشرعاً سے بدلنا پڑیگا]۔

(شرعاً ، طہارت کی تعریف یہ ہے :)

'' طہور (یعنی وسائلِ پاکیزگی : پانی اور مٹی) کو استعمال کرنا ہے ،

(پانی کو وضو اور غسل کیلئے اور مٹی کو وضو اور غسل کے بدلے میں انجام دیئے جانے والے تیمّم کیلئے) ،

اس شرط کے ساتھ کہ نیت (یعنی قصدِ قربت بھی اس استعمال کے) ہمراہ ہو''۔

پس (مصنفؒ کی تعریف میں ، لفظِ) ''استعمال'' جنس کے قائم مقام ہے۔

(علمِ منطق کے اعتبار سے کسی بھی چیز کی بہترین تعریف وہ ہے جو جنس اور فصل پر مشتمل ہو اور مُنعَکِس اور مُطَّرِد یعنی جامع اور مانع ہو۔ جامع سے مراد یہ ہے کہ تعریف ، مُعَرِّف یعنی تعریف کی جانے والی چیز کے تمام افراد کو شامل ہو اور یہ کام جنس کے ذمہ ہوتا ہے کہ تعریف میں تمام افراد کو شامل کرلے۔ اور مانع سے مراد یہ ہے کہ تعریف میں مُعَرّف کے افراد کے علاوہ کوئی فرد شامل نہ ہو اور یہ کام فصل کے ذمہ ہوتا ہے کہ تعریف سے غیر ضروری افراد کو خارج کرے۔

شارحؒ کا یہ کہنا کہ استعمال جنس نہیں بلکہ جنس کے قائم مقام ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جنس یا حقیقی ہوتی ہے یا اعتباری۔ جنسِ حقیقی وہ ہے جس کے افراد خارج میں وجود رکھتے ہوں تاکہ جنس ان افراد کیلئے جامع قرار پاسکے، جیسے انسان کی تعریف میں کہا جاتا ہے: ''حیوان ناطق'' تو یہاں 'حیوان' جنس حقیقی ہے کیونکہ اس کے افراد مثلاً انسان، گدھے اور گھوڑے وغیرہ خارج میں وجود رکھتے ہیں جنہیں آنکھوں سے ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ جنسِ اعتباری وہ ہے جس کے افراد خارج میں وجود نہ رکھتے ہوں مثلاً لفظِ استعمال ہی کو لے لیجیے جو خارج میں اپنا وجود نہیں رکھتا۔ اس جیسی چیزیں صرف انسانی ذہن میں ہی وجود رکھتی ہیں۔ چنانچہ اگر ان سے تعریف کیلئے جامعِ افراد کا قصد کیا جائے تو یہ جنس کے قائم مقام ہی قرار پاسکتی ہیں)۔

اور ''طہور'' مبالغہ (کا صیغہ) ہے طاہر سے۔

(مبالغہ کے تمام صیغوں میں اصول یہ ہے کہ استعمال کے اعتبار سے یہ لازم ہوتے ہیں اگرچہ جس مادہ سے انہیں مشتق کیا گیا ہو وہ متعدی ہی کیوں نہ ہو، جیسے زَیْدٌ ضَرَّابٌ، یعنی زید مارنے کی صفت میں مبالغہ رکھتا ہے اور بہت مارنے والا ہے۔ اس سے غرض نہیں ہے کہ مضروب کون ہے)۔

اور اس (طہور) سے یہاں (یعنی مذکورہ تعریف میں) مراد:

''وہ چیز ہے جو خود پاک ہو اور ــــــ، دوسری چیز کو پاک کرنے والی ہو''۔

(لفظِ طہور کو) استعمال کے اعتبار سے متعدی قرار دیا گیا ہے ــــــ (یعنی اس قدر پاک ہے کہ اس کی پاکیزگی دوسری چیزوں کو بھی متاثر کرتی ہے) ــــــ اگرچہ وضع لغوی (یعنی لغت) کے اعتبار سے (لفظِ طہور) لازم ہے، اکول کی مانند ہے۔

(طہور کا استعمال کے اعتبار سے متعدی ہونا خلافِ قاعدہ ہے۔ کیونکہ ہم نے ابھی ذکر کیا ہے کہ مبالغہ کے صیغہ میں اصول یہ ہے کہ اسے استعمال کے اعتبار سے لازم ہونا چاہیے جبکہ یہاں یہ متعدی استعمال ہورہا ہے۔ اس وضاحت سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ شارحؒ کا طہور کو اکول کا مماثل قرار دینا، نقیض کو نقیض پر تشبیہ دینے کے

عنوان سے ہے۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ :

- طہور کو ایسے مادہ سے مشتق کیا گیا ہے جو لازم ہے لیکن اس کے باوجود متعدی استعمال ہوتا ہے ،
- جبکہ اکول کو ایسے مادہ سے مشتق کیا گیا ہے جو متعدی ہے لیکن اس کے باوجود لازم استعمال ہوتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی نقیض ہیں)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فَتُحِهَا	هَا	عین	عین کی فتحہ کے ساتھ
۲۔	وَ هِيَ لُغَةً	هِيَ	طهارت	اور طہارت، لغت کے اعتبار سے
۳۔	وَالْمُرَادُ مِنْهُ	هُ	طهور	طہور سے مراد
٤۔	جُعِلَ	هُوَ ، نائب فاعل	طهور	قرار دیا گیا ہے طہور کو
٥۔	وَ اِنْ كَانَ	هُوَ	طهور	اگرچہ طہور

متن 02 :

اور مصنفؒ نے ''مشروط بالنیّۃ'' کی قید لگا کر (طہارت کی تعریف سے) خارج کیا ہے :

''کپڑے ، بدن اور دوسری چیزوں (مثلاً قالین اور زمین) سے نجاست کے زائل کرنے کو''۔۔۔،

کیونکہ نیت شرط نہیں ہے (ان اشیاء سے) نجاست کے زائل کرنے میں ،

اگرچہ عمل کو کامل کرنے اور اس سے ثواب حاصل کرنے کیلئے نیت کو شرط قرار دیا جاسکتا ہے۔

(جیسا کہ طہارت کی تعریف میں استعمالِ طہور ، جنس کے قائم مقام تھا ، اسی طرح 'مشروط بالنیہ' بھی فصل کے قائم مقام ہے۔ مشروط بالنیہ کی قید نے بعض چیزوں کو جو طہارت کی تعریف میں داخل ہونا چاہتی تھیں ، خارج کردیا)۔

اگر ''طہور'' سے مراد ـــــــــــ ، پانی اور زمین مطلقاً مراد ہوں (یعنی خواہ ان کا استعمال مبیح نماز ہو یا مبیح نہ ہو) ، جیسا کہ یہ بات (مصنفؒ کی عبارت سے) ظاہر ہے ،

(کیونکہ مصنفؒ نے طہور کو بغیر کسی قید کے ذکر کیا ہے ، تو طہارت کی تعریف میں)

تین چیزیں (یعنی وضو، غسل اور تیمّم) باقی رہ جاتی ہیں جو تعریف میں داخل ہیں (خواہ یہ:)

- واجب ہوں ـــــ یا مستحب،
- مبیح نماز ہوں ـــــ یا غیر مبیح۔

	قول	ضمير	مرجع	يعني
١۔	خَرَجَ بِقَوْلِهِ	ہ	مصنفؒ	خارج ہوا مصنفؒ کے قول سے
٢۔	وَ غَيْرِهِمَا	هما	ثوب و بدن	کپڑے اور بدن کے علاوہ
٣۔	لَيْسَتْ شَرْطاً	هي	نيت	یعنی نیت شرط نہیں ہے ...
٤۔	فِيْ تَحَقُّقِهِ	ہ	ازالة النجاسة (مذکر کی اس ضمیر کا مرجع ازالہ ہے کیونکہ ازالہ مصدر ہے، اور مصدر کی طرف مذکر کی ضمیر کا پلٹنا جائز ہوتا ہے)	بدن اور کپڑے وغیرہ سے نجاست کو دور کرنے کے تحقق ہونے میں
٥۔	اِنِ اشْتُرِطَتْ	هِيَ	نيت	اگرچہ نیت شرط ہے ...
٦۔	فِيْ كَمَالِهِ	ہ	تحقق	تحقق کے کمال میں
٧۔	عَلىٰ فِعْلِهِ	ہ	ازالة نجاست	نجاست کے دور کرنیکے عمل میں
٨۔	كَمَا هُوَ	هُوَ	مطلق الماء والارض	پانی اور مٹی کا مطلق مراد ہونا

[طہارت کی مذکورہ تعریف پر اشکالات(یعنی اعتراضات)]

متن03 :

(پہلا اشکال :)

(اگر "طہور" سے مراد، پانی اور زمین مطلقاً مراد ہوں، یعنی خواہ ان کا استعمال نماز کیلئے مبیح ہو یا مبیح نہ ہو)،

تو اس صورت میں اختیار ہے کہ اس (طہارت) سے وہ معنیٰ مراد ہو جو مبیح نماز سے وسیع تر ہو (یعنی غیر مبیح کو بھی شامل ہو)،

لیکن یہ (یعنی طہارت کا غیر مبیح کو بھی شامل ہونا) اکثر فقہا کی اصطلاح کے خلاف ہے اور مصنفؒ بھی اس کتاب کے علاوہ (اپنی دیگر کتاب یعنی دروس میں) ان فقہاء میں سے ہیں (جو طہارت کے غیر مبیح ہونے کے خلاف ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں : **استعمال طهور مشروط بالنية لاباحة الصلاة**)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فَفِيْهِ اخْتِيَارٌ	ہ	ظاهر یا ظهور	جب طہور کا مطلق ہونا ظاہر ہے تو اختیار ہے کہ ...
۲۔	اَنَّ الْمُرَادَ مِنْهَا	ها	طهارت	کہ طہارت سے مراد ہو ...
۳۔	وَ هُوَ	هُوَ	اختيار	طہور کا غیرِ مبیح کو بھی شامل ہونا

متن04 :

(دوسرا اشکال :)

یا ،

(اگر طہور سے مراد پانی اور زمین مطلقاً مراد نہ ہوں یعنی وہ پانی اور زمین مراد ہوں کہ جن کا استعمال نماز کیلئے مبیح ہو، تب بھی تعریف پر) ،

مانعِ اغیار نہ ہونے کی وجہ سے اشکال وارد ہوتا ہے ــــــــــ ، (کیونکہ :)

- غسلِ مستحب (مثلاً غسلِ جمعہ اورغسلِ زیارت وغیرہ) ،
- اور وہ وضو جو رافع نہیں ہوتا حدث سے ،

(یعنی مبیح نماز نہیں ہوتا ، مثلاً حائض عورت کا ذکرِ خدا کہنے کیلئے وضو کرنا) ،

اس تعریف میں شامل ہوجاتے ہیں۔ نیز وہ ،

- تیمّم (بھی تعریف میں شامل ہوجاتا ہے) جو ان دونوں (یعنی ''غسل مستحب'' اور ''حدث کو رفع نہ کرنے والے وضوٗ'') کے بدلے انجام دیا گیا ہو، البتہ اگر ہم ایسے تیمّم کے جائز ہونے کے قائل ہوجائیں۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	یُنْتَقَضُ	هُوَ	تعریف	تعریف لغو یا باطل قرار پاتی ہے
۲۔	فِیْ طَرْدِهٖ	هٖ	تعریف	تعریف اپنے مُطَّرِد یعنی مانعِ اغیار (نہ) ہونے میں
۳۔	غَیْرِ الرَّافِعِ مِنْهُ	هُ	حدث	جو حدث کو دور نہیں کرتا
٤۔	بدلاً مِنْهُمَا	هُما	غسل مستحب+ غیرِ رافع وضو	درحالانکہ تیمّم ، غسل مستحب اور غیرِ رافع وضو کے بدلے میں ہو
٥۔	اِنْ قِیْلَ بِهٖ	هٖ	تیمم	اگر غسل مستحب اور غیرِ رافع وضو کے بدلے میں تیمّم کیے جانے کا قائل ہوا جائے

متن 05 :

(تیسرا اشکال :)

(اس بات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے کہ طہور و طہارت ـــــــ ، مبیح ہوں یا غیر مبیح تب بھی)
تعریف پر مانعِ اغیار نہ ہونے کی وجہ سے اشکال وارد ہوتا ہے کیونکہ :
''طہارتِ سہ گانہ (وضو، غسل ، تیمّم ، خواہ مبیح ہوں یا غیر مبیح) ، میں سے ہر ایک کے بعض افعال''
تعریف میں شامل ہوجاتے ہیں ،اس لیئے کہ ،

(طہارتِ سہ گانہ میں سے ہر ایک کے بعض افعال ، مثلاً وضو کی نیت سے صرف چہرہ دھونے میں بھی) ،

طہور (پانی اور زمین) کو استعمال میں لایا جاتا ہے ، نیت بھی شامل ہوتی ہے ،
لیکن اس کے باوجود بھی یہ (استعمالِ طہور جس کے ساتھ نیت بھی موجود ہو) طہارت نہیں کہلاتا ،

(کیونکہ جب تک وضو یا غسل مکمل نہ ہو ، اس سلسلہ میں انجام دیئے گئے بعض افعال ، وضو یا غسل نہیں کہلاتے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فَاِنَّهٗ	ہٗ	ابعاض کل واحد	کیونکہ ہر ایک کے بعض حصے
۲۔	مَعَ اَنَّهٗ	ہٗ	ابعاض کل واحد	جبکہ ہر ایک کے بعض حصے

متن 06 :

(چوتھا اشکال :)

(اسی طرح تعریف پر ایک اور اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ کہ):
اگر کوئی شخص اپنے لباس یا اس جیسی کسی اور چیز کو نجاست سے پاک کرنے کی نذر کرے ،
در حالانکہ (وہ قصدِ قربت کی) نیت رکھتا ہو کیونکہ ایسی نذر کرنا صحیح ہے اس لیئے کہ (شرعاً اور عقلاً)
اس (یعنی لباس کو قصدِ قربت کے ساتھ پاک کرنے) میں رجحان پایا جاتا ہے ،
(تب بھی تعریف ـــــــــ، مانع اغیار نہیں ہے ، کیونکہ لباس کو قصدِ قربت سے دھونا ،
طہارت نہیں کہلاتا ، اس کے باوجود بھی یہ طہارت کی تعریف میں شامل ہورہا ہے
کیونکہ :لباس دھونے میں طہور یعنی پانی استعمال ہوتا ہے ، اور نیت یعنی قصدِ قربت بھی
اس کے ہمرا ہوتی ہے'')۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ نَحوِہٖ	ہٖ	الثوب	کپڑے کی مانند کوئی اور چیز مثلاً قالین
۲۔	لِرُجحَانِہٖ	ہٖ	تطھیر الثوب ناویاً	نیت کے ساتھ کپڑا پاک کرنے کے سلسلہ میں شرعاً رجحان پائے جانے کی وجہ سے

متن 07 :

اور باوجود اس کے (کہ تعریف پر مذکورہ بالا چند اشکال وارد ہوتے ہیں، پھر بھی مصنفؒ نے طہارت کی جو تعریف بیان کی ہے) وہ (ان) تمام تعریفوں میں سے بہترین تعریف ہے (جو فقہاء نے طہارت کے سلسلہ میں بیان کی ہیں) ، کیونکہ (مصنفؒ کی بیان کردہ تعریف ـــــــــ ، اُن) اکثر اشکالات (سے محفوظ ہے) جو(باقی) تعریفوں پر وارد ہوتے ہیں۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنی
۱۔	مَعَ ذٰلِکَ	x	x	ان اشکالات کے باوجود
۲۔	فَهُوَ	هُوَ	تعريف	مصنفؒ کی تعریف
۳۔	عَلَيْهَا	هَا	تعريفات	دوسری تعریفوں پر جو اشکال وارد ہوتے ہیں
٤۔	هٰذَا الباب	x	x	بابِ تعریف یا بابِ طہارت

متن 08 :

اورطہور ۔طاء کی فتحہ کے ساتھ ۔ پانی اور مٹی کیلئے بولا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور ہم نے آسمان سے بہت پاک پانی برسایا۔''

(سورۂ مبارکہ فرقان: ۴۸)

اور یہ آیت پانی کی طہوریت (پاک ہونے اور پاک کرنے) پر دلیل ہے ،

(اگرچہ پاک کرنے پر آیت کی دلالت واضح نہیں ہے۔ بہتر ہوتا اگر مصنفؒ درج ذیل آیت کو بطورِ دلیل پیش کرتے جیسا کہ بعض فقہاء نے کیا ہے :

وَ يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَآءِ مآءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ ... سورۂ مبارکہ انفال : آیت ۱۱)۔

آیۂ مبارکہ میں سماء سے مراد ـــــــــ ، بلندی کی سمت ہے۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنی
۱۔	وَ هُوَ	هُوَ	الآية	اور مذکورہ آیت
۲۔	هُنَا	x	x	آیت میں سماء سے مراد...

متن 09 :

پیغمبر اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

'' زمین کو میرے لیے جائے سجدہ اور طہور (پاک کرنے والی) قرار دیا گیا ہے۔''

[حدیث مذکور کو شیخ صدوقؒ نے الفقیہ کی پہلی جلد ص۲۴۰ میں کتاب الصلاۃ کے ذیل میں نقل کیا ہے : قَالَ النَّبِيُّ (ص) أُعْطِيتُ خَمْساً لَمْ يُعْطَهَا اَحَدٌ قَبْلِيْ :

- جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِداً وَ طَهُوْراً ،
- وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ ،
- وَ أُحِلَّ لِیَ الْمَغْنَمُ ،
- وَ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ ،
- وَ اُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ .

یعنی : رسول خدا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جنہیں مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کیا گیا :

- زمین کو میرے لیے جائے سجدہ اور پاک کرنے والی قرار دیا گیا ہے۔
- خدا نے میرے دشمنوں کے دلوں پر میرا رعب ڈال دیا ہے جس سے میں ان پر غالب ہوجاتا ہوں۔
- غنائم مجھ پر حلال ہیں۔
- مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔
- مجھے امت کی شفاعت کا حق دیا گیا ہے]،

اور یہ (روایت) مٹی کی طہوریت (طاہر اور مطہّر ہونے) پر دلیل ہے۔

(کیونکہ زمین گذشتہ تمام انبیاء کیلئے پاک تو تھی لیکن اس کا مطہر یعنی ''پاک کرنے والا'' ہونا صرف ہمارے نبی ﷺ کے امتیازات میں سے ہے)۔

بہتر تھا کہ (مصنفؒ) اسے(یعنی لفظِ تراب کو) لفظِ ارض سے بدل دیتے جیسا کہ روایت بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے۔خصوصاً جبکہ مصنفؒ کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ تیمّم ،مٹی کے علاوہ زمین کے دیگر اجزا پر بھی جائز ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ هُوَ	هُوَ	قول الرسولؐ	رسول خدا ﷺ کا قول
۲۔	اِبْدالُهٗ	هٗ	تراب	تراب کو بدل دینا

٣۔	يَقْتَضِيهِ	ہِ	ابدال	بدل دینے کا تقاضا کرتی ہے
٤۔	عَلیٰ مَذْهَبِهِ	ہِ	مصنفؒ	مصنفؒ کے عقیدہ کے مطابق

متن 10 :

پس پانی مطلق کی قید کے ساتھ (یعنی جب وہ مضاف نہ ہو) حدث سے پاک کرتا ہے ؛

اور یہ (حدث) وہ اثر ہے جو:

● مکلّف اور شبیہ مکلّف (وہ شخص جو مکلّف ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو لیکن کسی رکاوٹ کی وجہ سے فی الحال تکلیفِ شرعی اس سے ساقط ہو جیسے بچہ، وہ شخص جو سو رہا ہو، دیوانے اور بیہوش وغیرہ) کو وضو اور غسل کے اسباب (پیشاب ، پائخانہ ، ریح ، نیند اور بیہوشی وغیرہ) میں سے کسی ایک کے عارض ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔

● (یہ اثر یعنی حدث) نماز (میں داخل ہونے) سے مانع ہوتا۔

● اس (حدث) کا دور ہونا نیت پر موقوف ہوتا ہے۔

(اسی طرح مطلق پانی ــــــــ ، پاک کرتا ہے) خبث سے ، اور وہ (یعنی خبث) نجس (شئ) ہے ۔ جیم کی فتحہ کے ساتھ ۔

جو آپ کے قول: (نَجِسَ الشَّيْءُ) - (جیم کی) کسرہ کے ساتھ -(میں لفظ نَجِسَ) کا مصدر ہے۔

(اور نَجِسَ کا مضارع) يَنْجَسُ (ہے) ،

(اور اس کا اسم فاعل) نَجِسٌ ہے، (جیم کی) کسرہ کے ساتھ۔

اور پانی مطلقاً (خواہ قلیل ہو یا کثیر، جاری ہو یا غیر جاری وغیرہ) نجس ہوجاتا ہے :

■ جب وہ نجاست کے سبب متغیر ہوجائے (یعنی نجاست کے پانی سے ملاقات کے سبب) اس کے اوصاف ثلاثہ یعنی: اس کا رنگ ، بو یا ذائقہ میں سے کوئی وصف بدل جائے ،

(لیکن اگر نجاست پانی سے ملاقات نہ کرے اور پانی کے اوصاف ثلاثہ میں تبدیلی آ جائے تو پانی نجس نہیں ہوگا)۔

(البتہ پانی کے) ان تین اوصاف کے علاوہ ،

(کسی اور وصف کی نجاست سے تبدیلی کی صورت میں پانی نجس نہیں ہوتا۔ پانی کے دوسرے اوصاف میں اُس کی غلظت و رقّت اور اس کا حجم وغیرہ شامل ہیں)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ هُوَ	هُوَ	حدث	اور حدث یہ ہے کہ
۲۔	شِبْهِهٖ	ہٖ	مکلف	شبہِ مکلّف
۳۔	اَلْمُتَوَقَّفُ رَفْعُهٗ	ہٗ	الاثر	اثر کا دور ہونا موقوف ہے
٤۔	اَوْصَافِهِ الثَّلَاثَهِ	ہِ	الماء	پانی کے تین اوصاف
٥۔	غَيْرِهَا	هَا	اوصاف ثلاثة	تین اوصاف کے علاوہ کوئی اور وصف

متن 11 :

''نجاست سے متغیر ہونے'' کی شرط لگا کر مصنف بچا ہے اس سے کہ اگر پانی محض کسی متنجس (نجس شدہ چیز) کے سبب متغیر ہوجائے۔

پس نجس نہیں ہوتا پانی اس (قسم کے تغیر) کے سبب سے۔

مثال کے طور پر اگر پانی کا ذائقہ متنجس شیرہ کی وجہ سے تبدیل ہوجائے ______،

بغیر اس کے کہ شیرہ میں موجود نجاست پانی میں تاثیر پیدا کرے ______،

(تو ایسی صورت میں پانی پاک رہے گا)۔

اقویٰ یہ ہے کہ ______، تغیر (جو پانی کے نجس ہونے کا سبب ہوتا ہے) سے مراد:

حسی تغیر ہے نہ کہ تقدیری۔

(تغیر دو طرح کا ہوتا ہے، ایک حسی اور دوسرا تقدیری۔ حسی تغیر یہ ہے کہ تبدیلی کو ظاہری حواس یعنی قوتِ باصرہ، سامعہ، لامسہ، ذائقہ اور شامّہ (کی مدد) سے محسوس کیا جاسکے، جبکہ تقدیری تغیر ایسا نہیں ہوتا بلکہ اسے ایک چیز کو فرض کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔ مثلاً شیرہ ہی کی مثال لیجئے۔ اگر شیرہ پانی میں گرجائے تو پانی کا رنگ بھی بدل جائے گا اور ذائقہ بھی۔ اب اگر معلوم نہ ہو کہ پانی کے اوصاف، شیرہ کی وجہ سے

بدلے ہیں یا اس میں موجود نجاست سے ، تو مثلاً فرض کیا جاسکتا ہے کہ پانی شیرہ میں موجود نجاست کی وجہ سے متغیر ہوا ہے۔ لیکن اس فرض سے پانی نجس قرار نہیں پائے گا)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
١۔	وَاحتَرَزَ	ھُوَ	مصنفؒ	بچا ہے مصنفؒ
٢۔	بِتَغَیُّرِہٖ	ہٖ	الماء	پانی کے متغیر ہونے سے
٣۔	لَوْ تَغَیَّرَ	ھُوَ	الاوصاف الثلاثة	اگر پانی کے تین اوصاف متغیر ہو جائیں
٤۔	فَاِنَّہٗ	ہٗ	الماء	کیونکہ پانی
٥۔	بِذٰلِکَ	x	x	پانی کا متنجس سے مل کر متغیر ہوجانا
٦۔	طَعْمُہٗ	ہٗ	الماء	پانی کا ذائقہ
٧۔	نَجَاسَتُہٗ	ہٗ	الدبس	شیرہ کی نجاست
٨۔	فِیْہِ	ہِ	الماء	پانی میں

متن 12 :

(نجس پانی یا بہتر ہے کہ کہا جائے : متنجس پانی) پاک ہوجاتا ہے:

■ تغیر کے زائل ہوجانے سے ، خواہ یہ زوالِ تغیر خودبخود ہو یا کسی بیرونی وسیلہ کے سبب سے۔

(البتہ اس شرط کے ساتھ کہ :)

■ جب وہ (یعنی متغیر پانی یا کہا جائے نجس پانی) ، جاری پانی ہو ،

اور یہ (جاری پانی) وہ ہے جو زمین سے اُبلتا ہے مطلقاً۔

(مطلقاً سے جاری پانی کی مختلف اقسام کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی جاری پانی وہ ہے جو زمین سے اُبلے اور جس پر کنویں کا اطلاق نہ ہوتا ہو خواہ اس کا جریان پورے سال جاری رہے یا نہ ، خواہ اس کا اُبلنا جوش کے ساتھ ہو یا بغیر جوش کے ، وغیرہ وغیرہ) ،

درحالانکہ ، شہرت کی بنا پر ، کنویں کا غیر ہو۔

[مرحوم محمد جواد حسینی عاملی اپنی کتاب مفتاح الکرامۃ میں فرماتے ہیں کہ شارحؒ کے کلام میں علی المشهور کے بارے میں تین احتمال پائے جاتے ہیں :

- احتمال ہے کہ یہ نابع کیلئے قید ہو ، یعنی مشہور فقہاء اُس پانی کو جاری سمجھتے ہیں جو نابع ہو یعنی زمین سے ابلنے والا ہو خواہ اس کا ابلنا جوش کے ساتھ ہو یا بغیر جوش کے۔
- نیز احتمال ہے کہ مطلق کیلئے قید ہو یعنی اگرچہ جاری پانی کے نابع ہونے کو فقہاء معتبر سمجھتے ہیں لیکن مشہور فقہاء اور دوسرے فقہاء میں اس کے مطلق اور مقید ہونے میں اختلاف ہے : یعنی مشہور فقہاء پانی کے نابع ہونے کو مطلقاً معتبر سمجھتے ہیں جبکہ دوسرے فقہاء اس سلسلہ میں قید لگاتے ہیں کہ : جاری پانی کا نابع ہونا سال کے اکثر حصہ میں ہو ، یا پورا سال ہو وغیرہ وغیرہ۔
- نیز احتمال ہے کہ غیر بئر کیلئے قید ہو یعنی مشہور فقہاء جاری پانی کو کنویں کا غیر سمجھتے ہیں یعنی جاری پانی اور کنواں دو الگ الگ چیزیں ہیں]۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنى
۱۔	وَ يَطْهُرُ	هُوَ	الماء	وہ پانی جو عینِ نجاست کے سبب متغیر ہوا ہو
۲۔	غَيْرَ الْبِئْرِ	x	x	نابع سے حال واقع ہونے کی بنا پر منصوب ہے

متن 13 :

مصنفؒ نے اپنی کتاب دروس میں جاری پانی کے ہمیشہ (یعنی پورا سال) اُبلتے رہنے کو معتبر جانا ہے۔

اور علامہ حلّیؒ اور فقہاء کے ایک گروہ نے اسے (یعنی جاری پانی کو درج ذیل دو چیزوں میں) غیر جاری پانی کی مانند قرار دیا ہے ــــــــــ ،

- جو (یعنی غیر جاری پانی) محض (نجاست سے) ملاقات کے سبب منفعل (یعنی نجس) ہوجاتا ہے ، (خواہ اس کے تین اوصاف تبدیل ہوں یا نہ ہوں) ،

(اس شرط کے ساتھ کہ) جب وہ (یعنی جاری پانی کی مقدار) قلیل (یعنی کُر سے کم) ہو۔

اور دلیل نقلی (یعنی روایت) اس نظریہ ،

(یعنی غیر جاری پانی محض نجاست سے ملاقات کے سبب نجس ہوجاتا ہے)

کی تائید کرتی ہے۔ (اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شارحؒ ، علامہ حلیؒ مرحوم کے ہم خیال ہیں)۔

- نیز یہ کہ جاری پانی (جبکہ اس کی مقدار کُر سے کم ہو، قلیل پانی کی مانند ہے جو محض) تغیر کے زائل ہونے سے پاک نہیں ہوتا مطلقاً ، (یعنی خواہ یہ زوال تغیر فی نفسہٖ ہو یا کسی وسیلہ کے سبب ہو)۔

بلکہ (''قلیل جاری پانی'' پاک ہوگا) اس چیز سے جس کی طرف مصنفؒ نے اشارہ کیا ہے اپنے قول: '' او لاقیٰ کرا'' کے ساتھ۔

اور مراد یہ ہے کہ غیر جاری پانی کے پاک ہونے میں ضروری ہے کہ:

تغیر کے زائل ہونے کے بعد وہ ایک پاک کر پانی سے ملے، خواہ یہ ملاقات ———— ،

تغیر کے زائل ہونے کے بعد ہو یا اس کے ہموقت ہو۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فِیْهِ	هِ	الماء الجاری	جاری پانی میں
۲۔	نَبْعِهٖ	هٖ	الماء الجاری	جاری پانی کا جریان
۳۔	جَعَلَهُ	هُ	الماء الجاری	جاری پانی کو قرار دیا ہے
٤۔	کَغَیْرِهٖ	هٖ	الماء الجاری	جاری پانی کے غیر کی مانند
٥۔	فِی انْفِعَالِهٖ	هٖ	غیر الجاری	غیر جاری پانی کے نجس ہونے میں
٦۔	مَعَ قِلَّتِهٖ	هٖ	الماء الجاری	جب جاری پانی قلیل ہو
۷۔	یَعْضُدُهٗ	هٗ	قول علامة	علامہ حلیؒ مرحوم کے قول کی تائید کرتا ہے
۸۔	عَدَمِ طُهْرِهٖ	هٖ	الماء الجاری القلیل	قلیل جاری پانی کا پاک نہ ہونا
۹۔	نَبَّهَ	هُوَ	مصنفؒ	مصنفؒ نے اشارہ کیا ہے/آگاہ کیا ہے
۱۰۔	عَلَیْهِ	هِ	ما الموصولة	اس پر ، جس کے بارے میں مصنفؒ نے اپنے قول ...
۱۱۔	اَوْ لَاقیٰ کُراً	هُوَ	الماء الجاری القلیل	قلیل جاری پانی ، کر پانی سے ملے

۱۲۔	وَالْمُرَادُ	x	x	یہاں الف لام ، مضاف الیہ کے عوض میں ہیں جو اصل میں تھا: مراد المصنفؒ
۱۳۔	فِيْ طُهْرِهٖ	ہٖ	غیر الجاری	غیر جاری پانی کے پاک ہونے میں
۱٤۔	مُلَاقَاتِهٖ	ہٖ	غیر الجاری	غیر جاری پانی کا ملنا
۱۵۔	اَوْ مَعَهٗ	ہٗ	زوال التغیر	یا زوال تغیر کے ہمراہ ہو

متن 14 :

اگرچہ ممکن ہے کبھی عبارت کا اطلاق ایک ایسے معنٰی کو بھی شامل ہو جو مصنفؒ کی مراد نہیں ہے اور وہ ـــــ پیدا شدہ تغیر کے زائل ہونے کے ساتھ نجس پانی کا پاک ہونا ہے اور اس (نجس پانی) کا کُر پانی سے ملنا ہے خواہ یہ ملنا کیسا بھی ہو ،

(یعنی خواہ یہ ملاقات تغیر کے زائل ہونے سے پہلے ہی کیوں نہ ہو ، جو کہ مصنفؒ کی مراد نہیں ہے۔)

اور ایک اور قول (جس کے قائل علامہ مرحوم اور فقہاء کی ایک جماعت ہے) کے مطابق جاری پانی بھی (اپنے پاک ہونے میں) یہی حکم رکھتا ہے (یعنی : زوال تغیر اور پاک کر پانی سے ملنا) ،

(شارح کا مصنفؒ پر اشکال :)

(مصنفؒ نے جو حکم بیان کیا ہے کہ غیر جاری پانی جو کُر سے کم ہو اور نجس ہو جائے تو اس کے پاک ہونے میں دو چیزیں ضروری ہیں : تغیر کا زائل ہونا اور پاک کُر پانی سے اتصال ، تو یہ حکم کلیّت نہیں رکھتا ، کیونکہ مثلاً اگر کسی حوض میں ڈیڑھ کر پانی ہو ، اور اس کا ایک تہائی یعنی آدھا کر نجاست سے متغیر ہوجائے جبکہ ایک کُر سالم رہے تو اس کے پاک ہونے میں فقط زوال تغیر کافی ہے ، کر پانی سے اتصال ضروری نہیں ہے) ،

اور اگر پانی کے کچھ حصے کا رنگ ، بو یا ذائقہ بدل جائے اور باقی پانی کی مقدار کُر کے برابر ہو تو متغیر پانی ـــــ ، پاک ہو جائے گا ـــــ ، (فقط) تغیر کے زائل ہوجانے کے سبب ـــــ ،جاری پانی کی مانند، مصنفؒ کے عقیدہ کے مطابق۔

(جن کا عقیدہ یہ ہے کہ جاری پانی اگر نجس ہوجائے تو تغیر کے زائل ہوجانے کے بعد یہ پاک ہوجاتا ہے)۔

(شارحؒ کا جواب :)

اور ممکن ہے یہ صورت داخل ہو مصنف کے قول "او لاقی کـرا" میں کیونکہ متغیر پانی کے باقی پانی سے ملنے پر لاقی کرا صادق آتا ہے (کیونکہ باقی پانی کر ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ هُوَ	هُوَ	ما ليس بمراد	وہ جو مصنفؒ کی مراد نہیں ہے
۲۔	طُهْرُهُ	هُ	غير الجاری	غیر جاری پانی کا پاک ہونا
۳۔	مُلاقَاتِهِ الْكُرَّ	هِ	غير الجاری	غیر جاری پانی کا کر پانی سے ملنا
٤۔	بِزِوَالِهِ	هِ	تغير	تغیر کے زائل ہونے سے
٥۔	عِنْدَهُ	هُ	مصنفؒ	مصنفؒ کے نزدیک
٦۔	دُخُوْلُهُ	هُ	تغير بعض الماء	پانی کے کچھ حصہ کے متغیر ہونے کا داخل ہونا
۷۔	مُلاقَاتِهِ لِلْبَاقِيْ	هِ	بعض الماء المتغير	متغیر پانی کا باقی پانی سے ملنا

متن 15 :

(نجس پانی کے پاک ہونے میں ممازجت اور دفعة شرط نہیں ہے :)

اور مصنفؒ نے اپنے قول "لاقی کرا" سے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ بیشک نجس پانی کے کر پانی سے پاک ہونے میں یہ بات شرط نہیں ہے کہ :

"کر پانی کو، نجس پانی پر دفعۃً (یعنی آنِ واحد میں) انڈیل دیا جائے"۔

جیسا کہ علماءِ متاخرین کے درمیان یہ بات مشہور ہے۔

بلکہ (مصنفؒ کے بقول) کافی ہے کہ نجس پانی کُر پانی سے مل جائے مطلقاً، (خواہ یہ ملنا دفعۃً ہو یا دفعۃً کے بغیر ہو) کیونکہ :

نجس پانی اور کر پانی کے مل جانے سے دونوں "ایک پانی" میں تبدیل ہوجاتے ہیں،

اور اس لیے بھی کہ پانی کے تمام اجزاء کا ایک ساتھ نجس پانی سے ملنا اس معنٰی میں عقلاً ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ :

- حقیقی معنی کا حاصل ہونا محال ہے۔
- اور (اگر کہا جائے کہ عرفاً دفعۃً حاصل ہوجائے تو) اس پر دلیل (یعنی روایت موجود) نہیں ہے۔

اور اسی طرح کر پانی کا نجس پانی سے مخلوط ہوجانا بھی معتبر (یعنی شرط) نہیں ہے۔

[ممازجت تین معنی سے خالی نہیں ہے :

یا اس سے مراد ممازجت حقیقی ہے یعنی کر پانی کے تمام ذرات کا نجس پانی کے تمام ذرات سے مل جانا۔

یا اس سے مراد، ممازجت عرفی ہے یعنی عرفاً کہا جائے کہ دونوں پانی ایک دوسرے سے مخلوط ہوگئے ہیں۔

یا اس سے مراد، کر پانی کے بعض اجزاء کا نجس پانی کے بعض اجزاء سے مخلوط ہوجانا ہے]

بلکہ کافی ہے کہ کر پانی، نجس پانی سے مل جائے (خواہ دونوں کے اجزاء ایک دوسرے سے مخلوط ہوجائیں یا نہ ہوں) کیونکہ (کر پانی کا نجس پانی کے) تمام اجزا سے مخلوط ہوجانا حاصل نہیں ہوتا۔

اور (کر پانی کے) بعض اجزاء کا (نجس پانی کے) بعض اجزاء سے مخلوط (ہو کر صرف ان بعض اجزاء کو پاک کردینے) کو معتبر جاننا (اور یہ ممازجت کا تیسرا معنی ہے اور) دعویٰ بلا دلیل ہے۔

جبکہ کر پانی اور نجس پانی کے مل جانے سے دونوں کے درمیان اتحاد حاصل ہوجاتا ہے،

(اور عرفاً ان دو پانی کو ایک پانی ہی شمار کیا جاتا ہے، نیز ممازجت کے بغیر فقط اتصال کے کافی ہونے پر یہ روایت بھی دلالت کرتی ہے کہ : **الماء اذا بلغ قدر کر لم ینجّسه شیء** ۔یعنی جب پانی کی مقدار کر کے برابر ہوجاتی ہے تو وہ پاک ہوجاتا ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	عَلیٰ اَنَّهُ	هُ	شأن	ضمیر شان، یعنی شان یہ ہے کہ
۲۔	فِیْ طُهْرِهٖ	هٖ	الماء المتنجس	متنجس پانی کے پاک ہونے میں

۳۔	بِهِ	ہِ	الكر الطاهر	پاک کُر پانی سے
٤۔	وُقُوْعُهٗ	ہٗ	الكر الطاهر	پاک کر پانی کا واقع ہونا
٥۔	عَلَيْهِ	ہِ	الماء المتنجس	متنجس پانی پر
٦۔	كَمَا هُوَ	هُوَ	وقوع كر على المتنجس دفعةً	جیسا کہ کر پانی کا متنجس پانی پر دفعۃً واقع ہونا
٧۔	مُلَاقَاتُهٗ	ہٗ	الماء المتنجس	متنجس پانی کا ملنا
٨۔	لَهٗ	ہٗ	الكر الطاهر	پاک کر پانی سے
٩۔	لِصَيْرُوْرَتِهِمَا	هِما	الماء المتنجس + الكر الطاهر	کیونکہ متنجس پانی اور پاک کر پانی ہوجاتے ہیں
١٠۔	لَهَا مَعْنىً	هَا	دفعة	دفعۃً معنی نہیں رکھتا
١١۔	مُمَازَجَتُهٗ	ہٗ	الماء المتنجس	متنجس پانی سے مخلوط ہونا
١٢۔	لَهٗ	ہٗ	الكر الطاهر	پاک کر پانی کا
١٣۔	بَعْضِهَا	هَا	بعض الأجزاء	کر پانی کے بعض کا نجس پانی کے بعض اجزاء سے مخلوط ہونا

متن 16 :

(ایک نکتہ :)

(جیسا کہ معلوم ہوچکا ہے کہ قلیل نجس پانی کی تطہیر میں ، اُس کا فقط کُر پانی سے مل جانا کافی ہے ، تو یہ اطلاق درج ذیل تین صورتوں کو شامل ہوگا ...!) ،

مصنفؒ کا ملاقات کو مطلق بیان کرنا ، شامل ہے ــــــــــ ، اس صورت کو کہ :

(اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا) اگر کر پانی اور نجس پانی کی سطح :

- مساوی ہو ،
- یا مختلف ــــــــ ، (اور مختلف ہونے کی صورت میں:)

- پاک پانی ،نجس پانی سے بلند ہو،
- یا پاک پانی نجس پانی سے بلند نہ ہو (یعنی نجس پانی پاک پانی سے بلند ہو) ،

البتہ مصنفؒ اپنی دیگر کتابوں میں ملاقات کے مطلق ہونے کا نظریہ نہیں رکھتے بلکہ :

- دفعۃً ،
- ممازجت ، اور ،
- علوِ مطہّر، یا ''مُطہِّر اور نجس پانی'' کی سطحوں کے مساوی ہونے کو معتبر سمجھتے ہیں۔

آخری (شرط یعنی علو مطہّر یا مساوات) کا معتبر ہونا واضح ہے جبکہ پہلی دو (شرطوں) کا (معتبر ہونا اس وقت واضح ہے) جب دو پانی (یعنی پاک اور نجس) کا ایک پانی میں تبدیل ہونا عرفاً صادق نہ آئے (ایسی صورت میں ہمیں کسی حد تک دفعۃً اور ممازجت کا قائل ہونا پڑے گا) ۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	سَطْحَاهُمَا	هُمَا	الماء المتنجس + الكر الطاهر	متنجس پانی اور کر پانی کی سطحیں
۲۔	وَ عَدَمِهِ	هِ	علو مطهر على المتنجس	مطہر کا متنجس پانی سے بلند نہ ہونا
۳۔	مُسَاوَاتُهُ	هُ	المطهر مع المتنجس	مطہر کا متنجس کے مساوی ہونا

متن 17 :

(وزن اور مساحت/پیمائش کے اعتبار سے کر کی مقدار:)

کر پانی جو (نجس پانی کو) پاک کرنے اور (نجاست کے) ملنے کے سبب منفعل (یعنی نجس) نہ ہونے میں معتبر ہے :

(اس شرط کے ساتھ کہ نجاست سے ملنے کے سبب، اس کے تین اوصاف تبدیل نہ ہوں) ،

وہ بارہ سو (1200) رِطلِ عراقی ہے ،

(رِطل کی) راء کو اگر مکسور پڑھیں تو زیادہ فصیح ہے جبکہ مفتوح (پڑھنا بھی اگرچہ صحیح ہے لیکن) کم فصیح ہے ،

(یہ جان لینا شاید مفید ہو کہ رِطلِ عراقی ، رِطلِ مدینہ سے ہلکا ہوتا ہے کیونکہ ایک رِطلِ

مَدَنی مساوی ہوتاہے ڈیڑھ رِطلِ عراقی کے۔ جبکہ ایک درہم مساوی ہوتا ہے چھ دانق کا اور ایک دانق مساوی ہوتا ہے جَو کے آٹھ متوسط دانوں کا)۔

اور ہر رِطل کی مقدار (130) درہم کے مساوی ہے، رطل عراقی اور اسکی مقدار میں مشہور قول کے مطابق۔ اور پیمائش کے اعتبار سے کر کی مقدار یہ ہے جس کا حاصل ضرب:

42 7/8 (بیالیس صحیح سات بٹا آٹھ) بالشت ہو۔

(3x1/2 x 3x1/2 x 3x1/2 = 42 7/8 = 42.875 اگر ساڑھے تین بالشت کا لحاظ کیا جائے، اور اگر تین بالشت کا لحاظ کیا جائے تو حاصل ضرب یہ ہوگا: 27 = 3 x 3 x 3)،

اور مشہور قول کے مطابق ضروری ہے کہ: بالشت، جس سے پیائش کی جائے:

''مستوی الخلقت ہو (یعنی نہ بہت چھوٹی ہو اور نہ ہی بہت بڑی، بلکہ متوسط سائز کی ہو)۔''

عقیدۂ مصنفؒ بھی یہی ہے (کہ کر 1200 رِطل عراقی ہے)۔

البتہ کر کی مقدار میں 27 بالشت کی مقدار پر اکتفا کرنا ایک ایسا نظریہ ہے جو قوی و محکم ہے۔

(پیائش کے اعتبار سے کر کی مقدار میں دو طرح کی روایات پائی جاتی ہیں۔ ایک روایت میں کر کی مقدار میں ساڑھے تین بالشت کو معتبر جانا گیا ہے جبکہ دوسری روایت میں تین بالشت پر اکتفا کیا گیا ہے۔ روایات یہ ہیں:

● عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ، قَالَ: سَئَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنِ الْكُرِّ مِنَ الْمَآءِ، كَمْ يَكُوْنُ قَدْرُهُ؟

قَالَ (ع): اِذَا كَانَ الْمَآءُ ثَلَاثَةَ اَشْبَارٍ وَ نِصْفاً، فِیْ مِثْلِهٖ ثَلَاثَةُ اَشْبَارٍ وَ نِصْفٌ فِیْ عُمْقِهٖ فِی الْاَرْضِ، فَذٰلِكَ الْكُرُّ مِنَ الْمَآءِ. (الکافی ج٣ ص٣)

● عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ، عَنِ الْمَآءِ الَّذِیْ لَا یُنَجِّسُهُ شَیْءٌ؟

قَالَ (ع): كُرٌّ.

قُلْتُ: وَ مَا الْكُرُّ؟

قَالَ (ع) : ثَلاَثَةُ اَشْبَارٍ فِیْ ثَلاَثَةِ اَشْبَارٍ . (الکافی ج۳ ص۳)]۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ فَتْحِهَا	هَا	راء	راء کی فتحہ کے ساتھ
۲۔	وَ قَدْرُهٗ	هٗ	رطل عراقی	عراقی رطل کی مقدار
۳۔	فِیْهِمَا	هِمَا	رطل عراقی + قدره	رطل عراقی اور اس کی مقدار میں

متن 18 :

(محض نجاست کے ملنے کے سبب):

قلیل پانی نجس ہوجاتا ہے اور :

(قلیل پانی) وہ ہے کہ جس کی مقدار کر کی مقدار سے کم ہو۔

اور کنویں کا پانی بھی یہی حکم رکھتا ہے۔

اور کنواں اس جگہ کو کہتے ہیں:

● جہاں زمین سے اُبلنے والا پانی جمع ہوتا ہے ،

(پس اگر کسی گڑھے میں بارش کے سبب پانی جمع ہوجائے تو اسے کنواں نہیں کہیں گے بلکہ کنویں کیلئے پانی کا زمین سے ابلنا شرط ہے) ،

● اور معمولاً یہ پانی کنویں کے کناروں تک نہیں پہنچتا کہ اُس سے باہر بہہ نکلے ،

(یعنی کنویں کا پانی جاری پانی کے برعکس اپنی سطح برقرار رکھتا ہے)،

● اور یہ کہ (مذکورہ بالا دو شرطوں کے علاوہ) عرف کے اعتبار سے وہ اپنے نام ''کنواں'' ہونے سے خارج نہ ہو (یعنی ضروری ہو کہ لوگ اسے کنواں کہتے ہوں)۔

قلیل پانی اور کنویں کے پانی کے نجس ہونے کے بارے میں یہ مشہور نظریہ ہے۔ بلکہ قریب ہے کہ اس پر اجماع ہو۔

(لیکن شیعہ علماء میں سے ابن ابی عقیل ، اور اہل سنت علماء میں سے مالک ،قلیل پانی کے محض نجس یا متنجس سے ملنے کے سبب نجس نہ ہونے کے قائل ہوئے ہیں۔

اسی طرح بعض متاخر علماء کنویں کے محض نجاست کے ملنے کے سبب نجس ہونے کے قائل نہیں ہوئے ہیں ، ان کی دلیل اسماعیل بن بزیع کی یہ روایت ہے :

... اِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيْعٍ ، عَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ : مَاءُ الْبِئْرِ وَاسِعٌ ، لَا يُفْسِدُهُ شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَتَغَيَّرَ (وسائل الشيعة ج۱ ص ۱۴۰)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ الْبِئْرُ وَ هُوَ	هُوَ	بئر	اس ضمیر کا مرجع یعنی بئر مؤنث سماعی ہے لیکن ضمیر مذکر کی ہے ، اور ایسا ، خبر سے مطابقت کی وجہ سے ہے اگرچہ مرجع کی مطابقت بھی جائز ہے
۲۔	لَا يَتَعَدَّاهَا	هَا	بئر	پانی کنویں سے متعدی نہیں ہوتا
۳۔	عَنْ مُسَمَّاهَا	هَا	بِئر	اپنے نام کنواں ہونے سے
٤۔	فِيْهِمَا	هِمَا	الماء القليل + البئر	قلیل پانی اور کنویں کے پانی کے بارے میں

متن 19 :

اور قلیل پانی پاک ہوجاتا ہے :

اس طریقہ کے مطابق جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے یعنی یہ کہ قلیل پانی :

- کر پانی سے مل جائے گذشتہ بیان کی گئی صورت کے مطابق ،

(یعنی یہ ملنا ، تغیر زائل ہونے کے بعد ہو ، یا زوالِ تغیر کے ہمراہ ، اور یہ کہ کر پانی کی سطح نجس پانی کی سطح سے بلند ہو یا اس کے مساوی ہو) ،

- یا یہ کہ قلیل نجس پانی ، جاری پانی سے مل جائے اس طرح کہ جاری پانی کی سطح نجس پانی کی سطح کے مساوی ہو یا اس سے بلند ہو، اگرچہ جاری پانی کی مقدار کر سے کم ہی کیوں نہ ہو۔

مصنفؒ اور اُن فقہاء کے نزدیک جو اس بارے میں مصنفؒ کے نظریہ کے قائل ہیں (قلیل نجس پانی کے پاک ہونے کا یہی طریقہ ہے)۔

☐ یا یہ کہ قلیل نجس پانی پر بارش برسے ،
(اور بارش کے پانی کا قلیل پانی پر برس کر اسے پاک کر دینے کا نظریہ) بطورِ اجماعِ (فقہاء ہے) ۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	مُلَاقَاتُهُ الْكُرَّ	ۂ	القلیل	قلیل پانی کا کر پانی سے ملنا
۲۔	مُسَاوِياً لَهُ	ۂ	القلیل	درحالانکہ جاری پانی قلیل پانی کے مساوی ہو
۳۔	اَوْ عَالِياً عَلَيْهِ	ہِ	القلیل	یا قلیل پانی سے بلند ہو
٤۔	اِنْ لَّمْ يَكُنْ كُرّاً	ھُوَ	الجاری	اگرچہ جاری پانی کی مقدار کر نہ ہو
٥۔	بِمَقَالَتِهٖ	ہٖ	مصنفؒ	مصنفؒ کے ہم خیال ہوں
٦۔	فِيْهِ	ہِ	الجاری	کہ جاری پانی کی مقدار ، خواہ کر سے کم ہو
۷۔	عَلَيْهِ	ہِ	القلیل	قلیل پانی پر

(کنویں کو پاک کرنے کی کیفیت)

متن 20:

﴿ وَ ﴾ يَطْهُرُ ﴿ الْبِئْرُ ﴾ بِمُطَهِّرٍ غَيْرِهٖ مُطْلَقاً ،

وَ ﴿ بِنَزْحِ جَمِيْعِهٖ لِلْبَعِيْرِ ﴾ وَ هُوَ : مِنَ الْاِبِلِ بِمَنْزِلَةِ الْاِنْسَانِ يَشْمُلُ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ، الصَّغِيْرَ وَالْكَبِيْرَ . وَالْمُرَادُ ۔ مِنَ نَجَاسَتِهٖ ۔ الْمُسْتَنَدَةُ اِلٰى مَوْتِهٖ .

﴿ وَ ﴾ كَذَا ﴿ الثَّوْرِ ﴾ قِيْلَ : هُوَ ذَكَرُ الْبَقَرِ ، وَالْاَوْلٰى اعْتِبَارُ اِطْلَاقِ اسْمِهٖ عُرْفاً مَّعَ ذٰلِكَ ــــ ﴿ وَالْخَمْرِ ﴾ قَلِيْلِهٖ وَ كَثِيْرِهٖ ﴿ وَالْمُسْكِرِ ﴾ الْمَآئِعِ بِالْاَصَالَةِ .

﴿ وَ دَمِ الْحَدَثِ ﴾ وَ هُوَ : الدِّمَآءُ الثَّلَاثَةِ ، عَلَى الْمَشْهُوْرِ .

﴿ وَالْفُقَّاعِ ﴾ بِضَمِّ الْفَآءِ ، وَ اَلْحَقَ بِهِ الْمُصَنِّفُ فِيْ الذِّكْرٰى "عَصِيْرَ الْعِنَبِ" بَعْدَ اشْتِدَادِهٖ بِالْغَلَيَانِ قَبْلَ ذَهَابِ ثُلُثَيْهِ ــــ ، وَ هُوَ بَعِيْدٌ .

متن 21 :

وَ لَمْ يَذْكُرْ هُنَا "الْمَنِيَّ" مِمَّا لَهٗ نَفْسٌ سَائِلَةٌ ، وَالْمَشْهُوْرُ فِيْهِ ــــ "ذٰلِكَ"، وَ بِهٖ قَطَعَ الْمُصَنِّفُ فِى الْمُخْتَصَرَيْنِ ، وَ نَسَبَهٗ فِى الذِّكْرٰى اِلَى الْمَشْهُوْرِ ، مُعْتَرِفاً فِيْهِ : بِعَدَمِ النَّصِّ ــــ وَ لَعَلَّهٗ ــــ السَّبَبُ فِيْ تَرْكِهٖ هُنَا ،

لٰكِنْ دَمُ الْحَدَثِ كَذٰلِكَ ــــ فَلَا وَجْهَ لِاِفْرَادِهٖ ،

وَ اِيْجَابُ الْجَمِيْعِ ــــ لِمَا لَا نَصَّ فِيْهِ ــــ يَشْمُلُهُمَا .

وَالظَّاهِرُ هُنَا حَصْرُ الْمَنْصُوْصِ بِالْخُصُوْصِ .

متن 22 :

﴿ وَ نَزْحِ كُرٍّ لِلدَّابَّةِ ﴾ وَ هِيَ : الْفَرَسُ ، ﴿ وَالْحِمَارِ وَالْبَقَرَةِ ﴾ ،

وَ زَادَ فِیْ کُتُبِهِ الثَّلَاثَةِ : الْبَغْلَ ،

وَالْمُرَادُ ـ مِنْ نَجَاسَتِهَا ـ الْمُسْتَنَدَةُ اِلیٰ مَوْتِهَا ، هٰذَا هُوَ الْمَشْهُوْرُ ،

وَالْمَنْصُوْصُ ـ مِنْهَا مَعَ ضَعْفِ طَرِيْقِهٖ ـ ((الْحِمَارُ وَالْبَغْلُ))

وَ غَايَتُهٗ اَنْ يُجْبَرَ ضَعْفُهٗ بِعَمَلِ الْاَصْحَابِ ،

فَيَبْقیٰ ـــــ اِلْحَاقُ الدَّابَّةِ وَالْبَقَرَةِ بِمَا لَا نَصَّ فِيْهِ ـــــ اَوْلیٰ.

﴿ وَ نَزْحِ سَبْعِيْنَ دَلْواً مُعْتَادَةً ﴾ عَلیٰ تِلْكَ الْبِئْرِ ، فَاِنِ اخْتَلَفَتْ ، فَالْاَغْلَبُ ﴿ لِلْاِنْسَانِ ﴾ اَیْ لِنَجَاسَتِهِ الْمُسْتَنَدَةِ اِلیٰ مَوْتِهٖ ،

سَوَآءٌ فِیْ ذٰلِكَ الذَّكَرُ وَالْاُنْثیٰ وَالصَّغِيْرُ وَالْكَبِيْرُ ، وَالْمُسْلِمُ وَالْكَافِرُ ـــــ اِنْ لَّمْ نُوْجِبِ الْجَمِيْعَ لِمَا "لَا نَصَّ فِيْهِ" ، وَ اِلَّا اخْتُصَّ بِالْمُسْلِمِ .

متن 23 :

﴿ وَ خَمْسِيْنَ ﴾ دَلْواً ﴿ لِلدَّمِ الْكَثِيْرِ ﴾ فِیْ نَفْسِهٖ عَادَةً كَدَمِ الشَّاةِ الْمَذْبُوْحَةِ ﴿ غَيْرِ الدِّمَآءِ الثَّلَاثَةِ ﴾ لِمَا تَقَدَّمَ .

وَ فِیْ اِلْحَاقِ دَمِ نَجَسِ الْعَيْنِ بِهَا ـــــ وَجْهٌ مُخَرَّجٌ ،

﴿ وَالْعَذِرَةِ الرَّطْبَةِ ﴾ وَ هِیَ فَضْلَةُ الْاِنْسَانِ ، وَالْمَرْوِیُّ اعْتِبَارُ ذَوَبَانِهَا ، وَ هُوَ: تَفَرُّقُ اَجْزَائِهَا ، وَ شُيُوْعُهَا فِیْ الْمَآءِ ،

اَمَّا الرُّطُوْبَةُ فَلَا نَصَّ عَلَی اعْتِبَارِهَا ،

لٰكِنْ ذَكَرَهَا الشَّيْخُ ـــــــــ وَ تَبِعَهُ الْمُصَنِّفُ وَ جَمَاعَةٌ .

وَاكْتَفیٰ فِیْ الدُّرُوْسِ :

- بِكُلٍّ مِّنْهُمَا ،
- وَ كَذٰلِكَ تَعَيُّنِ الْخَمْسِيْنَ ،

وَالْمَرْوِيُّ : اَرْبَعُوْنَ ، اَوْ خَمْسُوْنَ ـــــ وَ هُوَ يَقْتَضِي التَّخْيِيْرَ ،
وَ اِنْ كَانَ اعْتِبَارُ الْاَكْثَرِ ـــــ اَحْوَطَ ، اَوْ اَفْضَلَ .

متن 24 :

﴿ وَ اَرْبَعِيْنَ ﴾ دَلْواً ﴿ لِلثَّعْلَبِ وَالْاَرْنَبِ وَالشَّاةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْكَلْبِ وَالْهِرِّ وَ شِبْهِ ذٰلِكَ ﴾ وَالْمُرَادُ مِنْ نَجَاسَتِهٖ : الْمُسْتَنَدَةُ اِلٰى مَوْتِهٖ ، كَمَا مَرَّ ،
وَالْمُسْتَنَدُ ضَعِيْفٌ ، وَالشُّهْرَةُ جَابِرَةٌ ـــــ عَلٰى مَا زَعَمُوْا ،
﴿ وَ ﴾ كَذَا فِيْ ﴿ بَوْلِ الرَّجُلِ ﴾ سَنَداً وَ شُهْرَةً .
وَ اِطْلَاقُ الرَّجُلِ يَشْمُلُ : الْمُسْلِمَ وَالْكَافِرَ ،
وَ تَخْرُجُ الْمَرْأَةُ وَالْخُنْثٰى ، فَيَلْحَقُ بَوْلُهُمَا بِمَا "لَا نَصَّ فِيْهِ" ،
وَ كَذَا بَوْلُ الصَّبِيَّةِ ـــــ ، اَمَّا الصَّبِيُّ فَسَيَأْتِيْ .
وَ لَوْ قِيْلَ فِيْمَا لَا نَصَّ فِيْهِ : بِنَزْحِ ثَلَاثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ ـــــ ،
وَجَبَ فِيْ بَوْلِ الْخُنْثٰى : اَكْثَرُ الْاَمْرَيْنِ مِنْهُ ـــــ وَ مِنْ بَوْلِ الرَّجُلِ ـــــ ، مَعَ احْتِمَالِ الْاِجْتِزَاءِ ـــــ بِالْاَقَلِّ ، لِلْاَصْلِ .

متن 25 :

﴿ وَ ﴾ نَزْحِ ﴿ ثَلَاثِيْنَ ﴾ دَلْواً ﴿ لِمَاءِ الْمَطَرِ الْمُخَالِطِ لِلْبَوْلِ وَالْعَذِرَةِ وَ خُرْءِ الْكَلْبِ ﴾ فِي الْمَشْهُوْرِ ، وَالْمُسْتَنَدُ ـــــ رِوَايَةٌ مَجْهُوْلَةُ الرَّاوِيْ .
وَ اِيْجَابُ :

- خَمْسِيْنَ ـــــ لِلْعَذِرَةِ ،
- وَ اَرْبَعِيْنَ ـــــ لِبَعْضِ الْاَبْوَالِ ،
- وَالْجَمِيْعِ ـــــ لِلْبَعْضِ ، كَالْاٰخِيْرِ مُنْفَرِداً ،

لَا يُنَافِیْ ـــــ وُجُوْبَ ثَلَاثِيْنَ لَهٗ ، مُجْتَمِعاً مُخَالِطاً لِلْمَآءِ ،

لِاَنَّ : مَبْنیٰ حُكْمِ الْبِئْرِ ـــــ عَلیٰ:

- جَمْعِ الْمُخْتَلِفِ ،
- وَ تَفْرِيْقِ الْمُتَّفِقِ ،

فَجَازَ: اِضْعَافُ مَآءِ الْمَطَرِ ـــ لِحُكْمِهٖ، وَ اِنْ لَّمْ تَذْهَبْ اَعْيَانُ هٰذِهِ الْاَشْيَآءِ.

متن 26 :

﴿ وَ لَوْ خَالَطَ اَحَدَهَا كَفَتِ الثَّلَاثُوْنَ ﴾

- اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهٗ ـــــ مُقَدَّرٌ ،
- اَوْ كَانَ ـــــ وَ هُوَ اَكْثَرُ ، اَوْ مُسَاوٍ .
- وَ لَوْ كَانَ اَقَلَّ ـــــ اقْتُصِرَ عَلَيْهِ .

وَ اَطْلَقَ الْمُصَنِّفُ : اَنَّ حُكْمَ بَعْضِهَا كَالْكُلِّ ،

وَ غَيْرُهٗ : بِاَنَّ الْحُكْمَ مَعَلَّقٌ بِالْجَمِيْعِ . فَيَجِبُ لِغَيْرِهٖ : مُقَدَّرُهٗ ، اَوِ الْجَمِيْعُ .

وَالتَّفْصِيْلُ اَجْوَدُ.

متن 27 :

﴿ وَ ﴾ نَزْحِ **﴿ عَشْرِ دِلَاءٍ لِيَابِسِ الْعَذِرَةِ ﴾** وَ هُوَ غَيْرُ ذَآئِبِهَا ، اَوْ رَطْبِهَا اَوْ هُمَا عَلَى الْاَقْوَال ،

﴿ وَ قَلِيْلِ الدَّمِ ﴾ كَدَمِ الدُّجَاجَةِ الْمَذْبُوْحَةِ فِی الْمَشْهُوْرِ ،

وَالْمَرْوِیُّ : دِلَآءٌ يَسِيْرَةٌ ـــــ وَ فُسِّرَتْ بِالْعَشْرِ ، لِاَنَّهٗ :

- اَكْثَرُ عَدَدٍ يُضَافُ اِلیٰ هٰذَا الْجَمْعِ ،
- اَوْ لِاَنَّهٗ : اَقَلُّ جَمْعِ الْكَثْرَةِ ،

وَ فِيْهِمَا ـــــــــــــــ نَظَرٌ .

متن 28 :

﴿ وَ ﴾ نَزْحِ ﴿ **سَبْعِ** ﴾ دِلَآءٍ ﴿ **لِلطَّيْرِ** ﴾ وَ هُوَ : الْحَمَامَةُ فَمَا فَوْقَهَا ، اَىْ لِنَجَاسَةِ مَوْتِهٖ .

﴿ **وَالْفَارَةِ مَعَ انْتِفَاخِهَا** ﴾ فِىْ الْمَشْهُوْرِ.

وَالْمَرْوِىُّ ـ وَ اِنْ ضَعُفَ ـ اعْتِبَارُ تَفَسُّخِهَا.

﴿ **وَ بَوْلِ الصَّبِيِّ** ﴾ وَ هُوَ : الذَّكَرُ الَّذِىْ زَادَ سِنُّهٗ عَنْ حَوْلَيْنِ وَ لَمْ يَبْلُغِ الْحُلُمَ.

وَ فِىْ حُكْمِهِ الرَّضِيْعُ الَّذِىْ يَغْلِبُ اَكْلُهٗ عَلٰى رِضَاعِهٖ ، اَوْ يُسَاوِيْهِ .

متن 29 :

﴿ **وَ غُسْلِ الْجُنُبِ** ﴾ الْخَالِى بَدَنُهٗ مِنْ نَجَاسَةٍ عَيْنِيَّةٍ ،

وَ مُقْتَضَى النَّصِّ ـــــــ نَجَاسَةُ الْمَآءِ بِذٰلِكَ ، لَا سَلْبُ الطَّهُوْرِيَّةِ ،

وَ عَلٰى هٰذَا ـــــــــــ فَاِنِ اغْتَسَلَ مُرْتَمِساً :

- طَهُرَ بَدَنُهٗ ـــــــ مِنَ الْحَدَثِ ،
- وَ نَجِسَ ـــــــ بِالْخَبَثِ .

وَ اِنِ اغْتَسَلَ مُرَتِّباً ـــــــ ، فَفِىْ نَجَاسَةِ الْمَآءِ ـــــ :

- بَعْدَ غَسْلِ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ ،
  - مَعَ اتِّصَالِهٖ بِهٖ ،
  - اَوْ وُصُوْلِ الْمَآءِ اِلَيْهِ ،
- اَوْ تَوَقُّفِهٖ ـــــ عَلٰى اِكْمَالِ الْغُسْلِ ـــــــــ وَجْهَانِ .

وَ لَا يَلْحَقُ بِالْجُنُبِ : غَيْرُهٗ ـ مِمَّنْ يَّجِبُ عَلَيْهِ "الْغُسْلُ" ـ عَمَلاً بِالْاَصْلِ ، مَعَ احْتِمَالِهٖ .

متن30 :

﴿ **وَ خُرُوْجِ الْكَلْبِ** ﴾ مِنْ مَآءِ الْبِئْرِ ﴿ **حَيّاً** ﴾ ، وَ لَا يَـلْحَقُ بِهِ "الْخِنْزِيْرُ" ، بَلْ "بِمَا لَا نَصَّ فِيْهِ" .

متن 31 :

﴿ **وَ نَـزْحِ خَـمْسٍ لِلَرَقِ الدُّجَاجِ** ﴾ مُثَلَّـثُ الـدَّالِ فِيْ الْمَشْهُوْرِ ، وَ لَا نَصَّ عَلَيْهِ، ظَاهِراً ، فَيَجِبُ تَقْيِيْدُهُ بِالْجَلَّالِ ، كَمَا صَنَعَ الْمُصَنِّفُ فِيْ الْبَيَانِ ، لِيَكُوْنَ "نَجِساً" .

وَ يُحْتَمَلُ حِيْنَئِذٍ وُجُوْبُ :

- نَزْحِ الْجَمِيْعِ ـــ إِلْحَاقاً لَهُ بِمَا "لَا نَصَّ فِيْهِ" ـــــ ،
  اِنْ لَّمْ يَثْبُتِ الْاِجْمَاعُ عَلىٰ خِلَافِهِ ؛
- وَ عَشْرٍ ـــــ اِدْخَالاً لَهُ فِيْ الْعَذِرَةِ ؛
- وَ الْخَمْسِ ـــ لِلْاِجْمَاعِ عَلىٰ عَدَمِ الزَّائِدِ ـــ اِنْ تَمَّ .

وَ فِيْ الدُّرُوْسِ ـــــ صَرَّحَ "بِاِرَادَةِ الْعُمُوْمِ" ـــــ كَمَا هُنَا ،
وَجَعَلَ التَّخْصِيْصَ بِالْجَلَّالِ ـــــــ "قَوْلاً" .

متن 32 :

﴿ **وَ ثَلَاثٍ** ﴾ دِلَآءٍ ﴿ **لِلْفَأْرَةِ** ﴾ مَعَ عَدَمِ الْوَصْفِ ﴿ **وَالْحَيَّةِ** ﴾ عَلَى الْمَشْهُوْرِ، وَالْمَأْخَذُ فِيْهَا ـــــ "ضَعِيْفٌ" .

وَ عُلِّلَ : بِاَنَّ لَهَا ـــــ نَفْساً ، فَتَكُوْنُ مَيْتَتُهَا ـــــ "نَجِسَةٌ" .

وَ فِيْهِ : مَعَ الشَّكِّ فِيْ ذٰلِكَ ـــــ عَدَمُ اسْتِلْزَامِهِ لِلْمُدَّعىٰ .

﴿ **وَ** ﴾ اُلْحِقَ بِهَا ﴿ **الْوَزَغَةُ** ﴾ بِالتَّحْرِيْكِ ، وَ لَا شَاهِدَ لَهُ ، كَمَا اعْتَرَفَ بِهِ الْمُصَنِّفُ فِيْ غَيْرِ الْبَيَانِ ، وَ قَطَعَ بِالْحُكْمِ فِيْهِ ، كَمَا هُنَا .

﴿ وَ ﴾ أُلۡحِقَ بِهَا ﴿ الۡعَقۡرَبُ ﴾ وَ رُبَّمَا قِيۡلَ : بِالۡاِسۡتِحۡبَابِ ، لِعَدَمِ النَّجَاسَةِ وَ لَعَلَّهٗ لِدَفۡعِ وَهۡمِ السَّمِّ .

متن 33 :

﴿ وَ دَلۡوٍ لِلۡعُصۡفُوۡرِ ﴾ بِضَمِّ عَيۡنِهٖ وَ هُوَ : مَا دُوۡنَ الۡحَمَامَةِ سَوَآءٌ كَانَ مَأۡكُوۡلَ اللَّحۡمِ اَمۡ لَا .

وَ اَلۡحَقَ بِهِ الۡمُصَنِّفُ فِیۡ الثَّلَاثَةِ : "بَوۡلَ الرَّضِيۡعِ" قَبۡلَ اغۡتِذَآئِهٖ بِالطَّعَامِ فِی الۡحَوۡلَيۡنِ ،

وَ قَيَّدَهٗ فِی الۡبَيَانِ : بِابۡنِ الۡمُسۡلِمِ ،

وَ اِنَّمَا تَرَكَهٗ هُنَا لِعَدَمِ النَّصِّ مَعَ اَنَّهٗ فِی الشُّهۡرَةِ كَغَيۡرِهٖ مِمَّا سَبَقَ .

متن 34 :

وَاعۡلَمۡ : اَنَّ اَكۡثَرَ مُسۡتَنَدِ هٰذِهِ الۡمُقَدَّرَاتِ ــــ ضَعِيۡفٌ ، لٰكِنَّ الۡعَمَلَ بِهٖ مَشۡهُوۡرٌ . بَلۡ لَّا قَائِلَ بِغَيۡرِهٖ ــــــــــ عَلٰی تَقۡدِيۡرِ الۡقَوۡلِ بِالنَّجَاسَةِ ،

فَاِنَّ اللَّازِمَ مِنۡ اِطۡرَاحِهٖ ــــــــــ كَوۡنُهٗ مِمَّا لَا نَصَّ فِيۡهِ .

متن 35 :

﴿ وَ يَجِبُ التَّرَاوُحُ بِأَرۡبَعَةِ ﴾ رِجَالٍ ، كُلُّ اثۡنَيۡنِ مِنۡهُمَا يُرِيۡحَانِ الۡاٰخَرَيۡنِ ﴿يَوۡماً﴾ كَامِلاً ــــ مِنۡ اَوَّلِ النَّهَارِ اِلَی اللَّيۡلِ ،

سَوَآءٌ فِیۡ ذٰلِكَ ــــ الطَّوِيۡلُ وَالۡقَصِيۡرُ ،

﴿عِنۡدَ﴾ تَعَذُّرِ نَزۡحِ الۡجَمِيۡعِ بِسَبَبِ ﴿ الۡغَزَارَةِ ﴾ الۡمَانِعَةِ مِنۡ نَزۡحِهٖ ،

﴿ وَ وُجُوۡبِ نَزۡحِ الۡجَمِيۡعِ ﴾ لِاَحَدِ الۡاَسۡبَابِ الۡمُتَقَدِّمَةِ ، وَ لَابُدَّ مِنۡ :

- اِدۡخَالِ جُزۡءٍ مِّنَ اللَّيۡلِ مُتَقَدِّماً وَ مُتَأَخِّراً ــــ مِنۡ بَابِ الۡمُقَدِّمَةِ ،

- وَ تَهْيِئَةِ الْاَسْبَابِ قَبْلَ ذٰلِكَ ،

وَ لَا يُجْزِئُ مِقْدَارُ الْيَوْمِ مِنَ اللَّيْلِ ، وَالْمُلَفَّقُ مِنْهُمَا ، وَ يُجْزِئُ مَا زَادَ عَنِ الْاَرْبَعَةِ دُوْنَ مَا نَقَصَ ، وَ اِنْ نَهَضَ بِعَمَلِهَا ،

وَ يَجُوْزُ لَهُمُ الصَّلَاةُ جَمَاعَةً ، لَا جَمِيْعاً بِدُوْنِهَا ـــ ، وَ لَا الْاَكْلُ كَذٰلِكَ ،

وَ نَبَّهَ بِاِلْحَاقِ التَّاءِ لِلْاَرْبَعَةِ عَلىٰ عَدَمِ اِجْزَآءِ غَيْرِ الذُّكُوْرِ ، وَ لٰكِنْ لَمْ يَدُلَّ عَلَى اعْتِبَارِ الرِّجَالِ ، وَ قَدْ صَرَّحَ بِهِ الْمُصَنِّفُ فِيْ غَيْرِ الْكِتَابِ بِاعْتِبَارِهِ ، وَ هُوَ حَسَنٌ ، عَمَلاً بِمَفْهُوْمِ الْقَوْمِ فِي النَّصِّ ، خِلَافاً لِلْمُحَقِّقِ حَيْثُ اجْتَزَأَ بِالنِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ .

متن 36 :

﴿ **وَ لَوْ تَغَيَّرَ مَآءُ الْبِئْرِ بِوُقُوْعِ** ﴾ نَجَاسَةٍ ، لَّهَا مُقَدَّرٌ ﴿ **جُمِعَ بَيْنَ الْمُقَدَّرِ وَ زَوَالِ التَّغَيُّرِ** ﴾ بِمَعْنىٰ وُجُوْبِ اَكْثَرِ الْاَمْرَيْنِ ، جَمْعاً بَيْنَ النُّصُوْصِ وَ زَوَالِ التَّغَيُّرِ الْمُعْتَبَرِ فِيْ طَهَارَةِ ـــــــ "مَا لَا يَنْفَعِلُ كَثِيْرُهُ" ـــــ فَهُنَا اَوْلىٰ ،

وَ لَوْ لَمْ يَكُنْ لَّهَا ـــ مُقَدَّرٌ ، فَفِيْ الْاِكْتِفَاءِ :

- بِمُزِيْلِ التَّغَيُّرِ ؟ ،
- اَوْ وُجُوْبِ نَزْحِ الْجَمِيْعِ ؟ وَالتَّرَاوُحِ مَعَ تَعَذُّرِهِ ،

قَوْلَانِ ، اَجْوَدُهُمَا ـــــــ الثَّانِيْ ،

وَ لَوْ اَوْجَبْنَا فِيْهِ :

- ثَلَاثِيْنَ
- اَوْ اَرْبَعِيْنَ ،

اعْتُبِرَ ـــــــ اَكْثَرُ الْاَمْرَيْنِ فِيْهِ اَيْضاً .

(کنویں کو پاک کرنے کی کیفیت)

متن 20 :

اور کنویں کا پانی پاک ہوجاتا ہے ہر اُس چیز (یعنی مطہر) سے جو کنویں کے علاوہ دوسری چیزوں کو پاک کر دیتا ہے، مُطلقاً ،

(یعنی کنویں کے علاوہ جتنے بھی مطہرات ہیں مطلقاً کنویں کو پاک کر دیتے ہیں خواہ وہ مطہر: کر یا جاری پانی سے متصل ہونا ہو، یا بارش کا کسی چیز پر برسنا ہو، یا تغیر کا زائل ہوجانا ہو، وغیرہ وغیرہ)۔

اور (اسی طرح کنویں کا پانی پاک ہوجاتا ہے) کنویں کے تمام پانی کو کھینچ (کر کنویں سے خارج کر دینے) سے اگر کنویں کا پانی :

■ اونٹ (کی نجاست) کے سبب نجس ہوا ہو ۔

اور (لفظ) بعیر اونٹوں (کیلئے بولے جانے والے لفظوں) میں لفظ انسان کی مانند ہے جو :

- مذکر و مونث ،
- چھوٹے بڑے، سب کو شامل ہے ۔

اور اس (اونٹ) کی نجاست سے مراد (اس کی) ایسی نجاست ہے جو اس کے مرنے کے سبب اُسے عارض ہوتی ہے۔

اور اسی طرح (کنویں کے تمام پانی کو کھینچا جائے گا، تاکہ کنواں پاک ہوجائے) :

■ ثور (یعنی بیل کی نجاست کیلئے) ؛ اور کہا گیا ہے کہ ثور ، بقر (یعنی گائے) کے مذکر کو کہتے ہیں۔ البتہ بیل کو گائے کا مذکر کہے جانے کے علاوہ بہتر ہے کہ عرفاً بھی اس پر لفظ بیل اطلاق کرتا ہو (یعنی گائے کا وہ نر بچہ جو ابھی اتنا بڑا نہ ہوا ہو کہ اسے بیل کہا جائے ، اسے ثور یعنی بیل نہ سمجھا جائے)۔

■ اور (واجب ہوگا نزح جمیع)، خمر (یعنی شراب کے کنویں میں گرنے کے سبب) ، خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ ،

■ اور (واجب ہوگا نزح جمیع)، ہر نشہ آور شئے (کے کنویں میں گرنے کے سبب) کہ جو اپنی

اصلی حالت میں مائع حالت میں پائی جاتی ہو۔

■ اور (واجب ہوگا نزح جمیع) خون حدث (کے کنویں میں گرنے کے سبب) اور وہ (یعنی خون حدث سے مراد) :

- خون حیض ،
- خون استحاضہ اور
- نفاس ، ہے۔

(ان تین خونوں کیلئے نزح جمیع کا واجب ہونا) مشہور قول کی بنا پر ہے ،

(ورنہ اس بارے میں کوئی روایت موجودنہیں ہے۔ اس حکم سے مرحوم مصنفؒ کا عقیدہ معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ مالانص فیہ کیلئے نزحِ جمیع کو واجب سمجھتے ہیں)۔

■ اور (واجب ہوگا نزح جمیع) فقاع ــــــ، فاء کی ضمہ کے ساتھ ــــــ،

(یعنی جَو کا پانی جسے مخصوص طریقہ سے حاصل کیا جاتا ہے اور فُقّاع کہلاتا ہے ، کے کنویں میں گرنے کے سبب) ،

اور مصنفؒ نے اپنی کتاب ذکریٰ میں فقاع کے ساتھ عصیر عنبی (یعنی انگوروں کے رَس) کوملحق کیا ہے (یعنی عصیر عنبی کیلئے بھی نزح جمیع کو واجب قرار دیا ہے) جب وہ (یعنی عصیر عنبی) :

- اُبلنے کے سبب گاڑھا ہوگیا ہو اور ،
- (لیکن) اُبلنے کی وجہ سے (ابھی) اس کا دو تہائی حصہ کم نہ ہوا ہو۔

البتہ یہ بعید ہے ،

(کہ عصیر عنبی کے حکم کو فقاع کے ساتھ ملحق کیا جائے۔ کیونکہ مذکورہ حالت میں انگوروں کے شیرہ کے نجس ہونے اور اسے فقاع کے ساتھ ملحق کرنے کے بارے میں کوئی دلیل موجودنہیں ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	غَیْرِہٖ	ہٖ	بئر	کنویں کے علاوہ
۲۔	بِنَزْحِ جَمِیْعِہٖ	ہٖ	بئر / ماء البئر	کنویں کے تمام پانی کو کھینچ لینے سے

۳۔	اَلْمُرَادُمِنْ نَجَاسَتِهٖ	هٖ	بئر	کنویں کی نجاست سے مراد
٤۔	اِسْمِهٖ	هٖ	الثور	بیل کا نام (بھی اس پر صادق آتا ہو)
٥۔	مَعَ ذٰلِکَ	x	x	گائے کا مذکر ہونے کے علاوہ
٦۔	قَلِيْلِهٖ	هٖ	الخمر	شراب کی کم مقدار
۷۔	اَلْحَقَ بِهٖ	هٖ	الفقاع	مصنفؒ نے فقاع کے ساتھ ملحق کیا ہے
۸۔	بَعْدَ اشْتِدَادِهٖ	هٖ	عصير العنب	انگوروں کے شیرہ کے گاڑھا ہونے کے بعد
۹۔	ثُلُثَيْهِ	هِ	عصير العنب	انگوروں کے شیرہ کا دو تہائی
۱۰۔	وَ هُوَ	هُوَ	الحاق	اس قسم کا الحاق

متن 21 :

اور (تعجب کی بات ہے کہ مصنفؒ نے) یہاں خون جہندہ رکھنے والے حیوان کی منی کے حکم کو بیان نہیں کیا جبکہ یہی حکم (یعنی نزح جمیع) اس کیلئے بھی مشہور ہے۔ درحالانکہ مصنفؒ نے اپنی دو مختصر کتابوں (یعنی بیان اور دروس) میں یقین کے ساتھ اس حکم کو بیان کیا ہے۔

اور اپنی کتاب ذکریٰ میں منی کیلئے نزح جمیع کے حکم کو قول مشہور کی طرف نسبت دی ہے۔ اور اعتراف کیا ہے کہ اس بارے میں روایت موجود نہیں ہے۔

اور شاید یہی (یعنی روایت کا موجود نہ ہونا) سبب ہے کہ یہاں حکمِ منی کے ذکر کو ترک کیا ہے۔

لیکن (اگر روایت کا موجود نہ ہونا ذکرِ منی کے ترک کا موجب ہے تو) خون حدث بھی اسی طرح ہے (کہ جس کے بارے میں روایت موجود نہیں ہے)۔ پس کوئی وجہ نہیں تھی کہ خون حدث کو جداگانہ بیان کیا جاتا۔

اور ''ما لانص فیہ'' کیلئے نزح جمیع کا واجب ہونا (خون حدث اور منی) دونوں کو شامل ہے۔

اور ظاہر یہ ہے کہ مصنفؒ نے اس کتاب (یعنی لمعہ) میں بالخصوص منصوص نجاستوں (یعنی وہ نجاستیں جن کے بارے میں روایت وارد ہوئی ہے) کو حصر (یعنی بیان) کیا ہے۔

	قول	ضمير	مرجع	یعنی
۱۔	لَمْ یَذْکُرْ	هُوَ	مصنفؒ	مصنفؒ نے ذکر نہیں کیا
۲۔	هُنَا	x	x	کتاب لمعہ
۳۔	مِمَّا لَهٗ	هٗ	ماء الموصلة	وہ حیوان جو رکھتا ہو
٤۔	نَفْسٌ	x	x	خون
٥۔	وَالْمَشْهُوْرُ فِيْهِ (ذلک)	هِ	منی	یہاں واوَ، حالیہ ہے، یعنی درحالانکہ منی کے بارے میں (نزحِ جمیع کا حکم) مشہور ہے
٦۔	وَ بِهٖ	هٖ	وجوب نزح جمیع	نزحِ جمیع کے واجب ہونے کے بارے میں
۷۔	وَ لَعَلَّهٗ	هٗ	عدم النص	اور شاید روایت کا نہ ہونا
۸۔	لِإِفْرَادِهٖ	هٖ	دم الحدث	خونِ حدث کو جداگانہ بیان کرنا
۹۔	یَشْمُلُهُمَا	هُمَا	منی + دم الحدث	منی اور خونِ حدث کو شامل ہے

متن 22 :

اور ایک کر (کی مقدار) کے (برابر) (کنویں سے پانی) نکال لینے سے (کنواں پاک ہوگا جب اس میں) دابّۃ یعنی: گھوڑا، گدھا اور گائے (کی نجاست شامل ہوجائے)،

اور مصنفؒ نے اپنی تینوں کتابوں (دروس، بیان اور ذکریٰ) میں خچر کو (بھی اس حکم میں) شامل کیا ہے (کہ اس کیلئے بھی ایک کر پانی نکالا جائے گا)۔

اور ان حیوانات کی نجاست سے مراد ان کی موت کے سبب عارض ہونے والی نجاست ہے۔

(نزح کر کا) یہ حکم ان چار حیوانات کیلئے شہرت کی بنا پر ہے۔

اور ان (حیوانات) میں سے (صرف) گدھے اور خچر کے بارے میں روایت شرعی موجود ہے وہ بھی سند کے اعتبار سے ضعیف ہے،

(کیونکہ اس کا راوی عمرو بن سعید بن ہلال ہے جو فطحی مذہب کا پیروکار ہے اور فطحی سے مراد وہ لوگ ہیں جو امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت کے بعد ان کے فرزند عبداللہ

کو امام ماننے لگے اور امام موسیٰ کاظم ؑ کی امامت کے منکر ہوگئے)۔

نہایۃً جو بات ممکن ہے وہ یہ ہے کہ کہا جائے کہ فقہائے امامیہ کا اس روایت پر عمل کرنا اس کے ضعیف ہونے کی تلافی کر دیتا ہے۔

پس بہتر ہوگا کہ گھوڑے اور گائے ،

(کہ جن کے بارے میں روایت ضعیف بھی موجود نہیں ہے کے حکم) ،

کو ''ما لانص فیہ'' کے ساتھ ملحق کیا جائے۔

اور (کنویں کا پانی پاک ہوگا اس سے ایسے) ستر ڈول پانی نکال لینے سے جو کہ عام طور پر اس کنویں سے پانی نکالنے کیلئے استعمال ہوتا ہو۔ پس اگر ڈول مختلف ہوں تو اس ڈول سے پانی نکالا جائے گا جسے لوگ پانی نکالنے کیلئے زیادہ استعمال کرتے ہوں۔

یہ ستر ڈول انسان کی ایسی نجاست کے سبب نکالے جائیں گے جو اس کی موت کی وجہ سے اسے عارض ہوئی ہو۔ اور انسان ہونے میں مرد ، عورت ، بچے ، بڑے اور مسلمان کافر سب شریک ہیں ، اگر ہم نزحِ جمیع کو ''ما لانص فیہ'' کیلئے واجب قرار نہ دیں (بلکہ چالیس یا تیس ڈول کو واجب قرار دیں) ؛

اور اگر ہم نجاستِ غیر منصوص کیلئے نزح جمیع کو واجب قرار دیں تو یہ (نزحِ کر کا) حکم مسلمان کی میت کیلئے مخصوص ہوجائے گا ،

(اور کافر کی میت اس میں شامل نہیں ہوگی کیونکہ کافر کے بارے میں روایت موجود نہیں ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ هِيَ	هِيَ	دابة	اور دابۃ سے مراد
۲۔	زَادَ	هُوَ	مصنفؒ	مصنفؒ نے اضافہ کیا ہے
۳۔	نَجَاسَتِهَا	هَا	بئر	کنویں کی نجاست سے مراد
٤۔	مَوْتِهَا	هَا	دابة ، حمار ، بقرة ، بغل	ان حیوانات کی موت
٥۔	مِنْهَا	هَا	دابة ، حمار ، بقرة ، بغل	ان حیوانات میں سے
٦۔	طَرِيْقِهِ	هِ	منصوص	روایت کی سند
۷۔	ضَعْفُهُ	هُ	المنصوص	روایت کا ضعف

۸۔	فَيَبْقىٰ	x	x	یہ فعل یہاں یکون یا یصیر کے معنی میں ہے اور اس کی خبر 'اولیٰ' ہے کیونکہ یبقیٰ کبھی افعال ناقصہ کا کام کرتا ہے
۹۔	فَاِنِ اخْتَلَفَتْ	هِي	دلو	اگر ڈول متعدد ہوں سائز کے اعتبار سے
۱۰۔	لِنَجَاسَتِهِ	ہٖ	الانسان	انسان کی نجاست
۱۱۔	مَوْتِهِ	ہٖ	الانسان	انسان کی موت
۱۲۔	فِيْ ذٰلِکَ	x	x	ستر ڈول کے حکم میں
۱۳۔	وَ اِلَّا اخْتَصَّ	هُوَ	سبعين دلوا	اگر مالانص فیہ میں نزحِ جمیع کو واجب سمجھیں تو ستر ڈول کا حکم مخصوص ہوجائیگا

مِتن 23 :

اور پچاس ڈول نکالے جائیں گے ایسے خون کیلئے جو عام طور پر ذاتاً کثیر (یعنی زیادہ) ہو۔ مثال کے طور پر ذبح کی گئی بھیڑ کی شہ رگ سے نکلنے والا خون۔

(لیکن خونِ کثیر کیلئے پچاس ڈول مقرر کرنے پر کوئی روایت موجود نہیں ہے ، بلکہ اس کے خلاف پر روایت موجود ہے جسے شیخ صدوقؒ نے الفقیہ میں نقل کیا ہے ، جو کہتی ہے کہ اگر ذبح کے وقت بھیڑ تڑپ کر کنویں میں جا گرے تو اس سے تیس سے چالیس ڈول نکالے جائیں) ،

البتہ دماءِ ثلاثہ (خون حیض ، استحاضہ اور نفاس) اس حکم میں شامل نہیں ہیں جیسا کہ پہلے وضاحت کی جاچکی ہے۔

نجس العین حیوان کے خون کو خونِ سہ گانہ سے ملحق کرنے کے سلسلہ میں فقہاء نے ایک توجیہ و علت ،تخریج (یعنی بیان) کی ہے ،

[اور وہ یہ ہے کہ جس طرح نمازی کے لباس میں سوئی کی نوک کے برابر بھی خونِ حدث ممنوع ہے اسی طرح نجس العین حیوان کا خون بھی ممنوع ہے ، یہی وجہ ہے کہ

فقہاء نے اسے بھی خونِ حدث سے ملحق کیا ہے لہٰذا نجس العین حیوان کے خون کیلئے بھی پچاس ڈول نکالے جائیں گے۔ لیکن یہ تو قیاس ہے، جبکہ قیاس مذہب امامیہ میں جائز نہیں ہے۔ اس کی وضاحت درج ذیل ہے:

فقہاء کی اصطلاح میں قیاس کی دو قسمیں ہیں :

- قیاس منصوص العلت ،
- قیاس مستنبط العلت ،

البتہ قیاسِ اولویت کو بھی اس میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

جبکہ خود قیاس سے مراد : کسی امر کو کہ جس کے حکم کے بارے میں نص موجود نہ ہو ایک ایسے امر کے ساتھ ملحق کرنا ہے، جس کے بارے میں نص وارد ہوئی ہو، دونوں امروں میں پائی جانے والی مشترکہ علت کی وجہ سے۔

<u>قیاس منصوص العلت :</u> یہ وہ قیاس ہے کہ کسی حکم کی علت اور علیت کو شارع مقدس کے کلام سے سمجھا جائے، نہ استنباط عقل کے ذریعہ سے۔ اسے قیاس شرعی بھی کہتے ہیں۔ مثلاً شارع مقدس کا یہ کلام کہ : اَلْخَمْرُ حَرَامٌ لِاَنَّهُ مُسْكِرٌ۔ اس کلام میں شراب کی حرمت کا ذکر کیا گیا لیکن ساتھ میں دلیل بھی دی گئی ہے کہ شراب کیوں حرام ہے، اس لیے کہ یہ نشہ آور ہے۔ چنانچہ اگر شراب کے علاوہ کوئی چیز نشہ آور ہو لیکن اس کے بارے میں شارع مقدس کی طرف سے کوئی حکم بیان نہ کیا گیا ہو تو قیاس کیا جاسکتا ہے کہ چونکہ یہ چیز نشہ آور ہے اور شارع مقدس نے شراب کو نشہ آور ہونے کی وجہ سے حرام قرار دیا ہے لہٰذا اس نشہ آور چیز کو استعمال کرنا بھی حرام ہوگا۔ اس قسم کا قیاس، قیاس منصوص العلت کہلاتا ہے۔ فقہاءِ امامیہ کے نزدیک اس قسم کا قیاس جائز ہے یعنی قیاس منصوص العلت، جس کے ذریعہ روایت میں موجود کسی اصل کے بارے میں موجود حکم سے اس کی فرع کیلئے حکم اخراج کیا جائے۔ بلکہ فقہاءِ امامیہ کی اصطلاح میں اسے قیاس ہی نہیں کہا جاتا۔

<u>قیاس مستنبط العلت :</u> یہ وہ قیاس ہے کہ کسی حکم کی علت اور علیت کو، استنباط عقل

کے ذریعہ سے سمجھا جائے۔ اس قیاسِ حقیقی بھی کہا جاتا ہے اور ظن بھی۔

مثلاً حائض عورت کے بارے میں شریعت کا حکم ہے کہ ایامِ حیض میں جو نمازیں چھوٹ جائیں ، ان کی قضا اس پر سے ساقط ہے۔ اس حکم سے ، کہیں سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایامِ حیض میں جو روزے چھوٹ جائیں ان کی قضا بھی ساقط ہے۔ لیکن عقل یہ استنباط کرتی ہے کہ ایام حیض میں چھوٹ جانے والی نمازوں کی قضا کے ساقط ہونے کی علت ، حالتِ حیض ہے ، پس یہ علت ایام حیض میں چھوٹ جانے والے روزوں پر بھی لاگو ہوگی لہٰذا ان روزوں کی قضا بھی ساقط ہے۔ اس قسم کا قیاس مستنبط العلت کہلاتا ہے یعنی ایک حکم کی علت کو دوسرے امر کیلئے علت قرار دے کر اس کیلئے حکم اخراج کرلینا جو مذہب امامیہ میں جائز نہیں ہے۔ اور فقہاء اس قسم کے قیاس کو تخریجِ باطل کا نام دیتے ہیں۔

اس گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ اگر ایک مورد کیلئے ، جس کے حکم کے بارے میں کوئی روایت موجود نہ ہو ، کسی دوسری روایت سے حکم اخراج کیا جائے تو یہ صرف اسی وقت صحیح ہوگا جب اس حکم کو قیاس منصوص العلت کے طریقہ سے اخراج کیا جائے]۔

اور (نیز پچاس ڈول نکالے جائیں گے) عذرۂ رطبہ یعنی انسانی فضلہ کیلئے جب وہ مرطوب ہو ، (یعنی تازہ ہو اور خشک ہونے سے پہلے کنویں میں گر جائے)۔

اور روایت کے مطابق (پچاس ڈول کا یہ حکم) فضلہ کے ذَوَبان کی صورت میں معتبر ہے ،

جبکہ ذَوَبان: فضلہ کے اجزا کا متفرق ہوکر کنویں کے پانی میں پھیل جانا ہے۔

البتہ (مصنفؒ نے فضلہ میں) رطوبت (کی جو قید لگائی ہے) تو اس کے قابل اعتبار ہونے پر روایت موجود نہیں ہے۔

البتہ شیخ طوسیؒ نے یہ شرط بیان کی ہے اور مصنفؒ اور فقہاء کے ایک گروہ نے ان کی پیروی کی ہے۔

مصنفؒ نے کتاب دروس میں :

- دونوں (شرطوں یعنی رطوبت اور ذَوَبان) کو بیان کیا ہے۔
- اسی طرح (مصنفؒ نے) پچاس ڈول کو (بھی) معین کیا ہے ۔

جبکہ روایت میں چالیس یا پچاس کا ذکر ہے جو دو مقداروں میں تخییر کو بیان کرتی ہے۔ اگرچہ اکثر (یعنی پچاس ڈول) کومعتبر جاننا :

- احوط ہے ،

(اگر چالیس اور پچاس کے درمیان تردد ، راوی کی طرف سے ہو ؛ یا اس لیے کہ بعض فقہاء نے پچاس ڈول کے نکالے جانے کو واجب قرار دیا ہے) ،

- یا افضل ہے ۔

(کیونکہ امام علیہ السلام نے روایت میں چالیس اور پچاس میں تخییر کو بیان کیا ہے جس سے پچاس کا افضل ہونا ظاہر ہوتا ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لِمَا (تَقَدَّمَ)	x	x	دلیل برائے استثناءِ خونِ سہ گانہ ، کیونکہ اس کیلئے نزحِ جمیع واجب قرار دیا گیا تھا
۲۔	بِهَا	هَا	الدماء الثلاثة	خونِ سہ گانہ کے ساتھ (الحاق)
۳۔	ذَوَبَانِهَا	هَا	عذره	پائخانہ (کے اجزا) کا متفرق ہوجانا
٤۔	وَ شُيُوْعُهَا	هَا	اجزاء	(پائخانہ کے) اجزا کا منتشر ہوجانا
٥۔	عَلَى اعْتِبَارِهَا	هَا	الرطوبة	رطوبت کے شرط ہونے پر
٦۔	ذَكَرَهَا الشيخ	هَا	رطوبت	رطوبت کو شیخ طوسیؒ نے ذکر کیا ہے
۷۔	تَبِعَهُ المصنفؒ	هُ	شیخ	مصنفؒ نے شیخ طوسیؒ کی پیروی کی ہے
۸۔	مِنْهُمَا	هُمَا	رطوبت+ ذوبان	مرطوب اور منتشر ہونے کا
۹۔	وَ هُوَ يَقْتَضِيُ	هُوَ	الروایت	چالیس یا پچاس والی روایت تقاضا کرتی ہے

متن 24 :

اور چالیس ڈول (نکالے جائیں گے):

- لومڑی ،
- خرگوش ،

- بھیڑ،
- خنزیر (یعنی سؤر)،
- کتے،
- بلی
- اور اس جیسے کی نجاست کیلئے ــــــــــ،

(کتاب مسالک سے استفادہ ہوتا ہے کہ اس سے مراد کتے کے سائز کے حیوانات مراد ہیں)،

جو ان کی موت کی وجہ سے انہیں عارض ہوئی ہو جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے۔

اور (اس بارے میں بیان کی گئی) روایت (سند کے اعتبار سے) ضعیف ہے،

(البتہ) بعض فقہا کی رائے یہ ہے کہ (کسی مسئلہ میں علماء کے فتوے کی) شہرت، روایت کے ضعیف ہونے کی تلافی کر دیتی ہے۔

[فقہاء کے درمیان یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے کہ اگر کوئی حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہو، لیکن علماء نے اسکے ضعیف ہونے کے باوجود اس کے مطابق فتویٰ دیا ہو تو کیا علماء کا یہ فتویٰ دینا، اس روایت کے ضعیف ہونے کی تلافی کرے گا؟

اس سلسلہ میں آیت اللہ بروجردیؒ اپنی کتاب 'تقریرات فی اصول الفقہ' میں فرماتے ہیں:

''ایک اصولی نکتہ جو فقہی فائدہ کا حامل ہے: آپ دیکھتے ہیں کہ محقق (حلیؒ) علم کا سمندر تھے۔ انہوں نے اپنے زمانہ کے حوزہ علمیہ یعنی حلّہ میں پرورش پائی تھی۔ اپنے زمانہ کے مرجع تھے۔ بڑے بڑے علماء ان کے آس پاس موجود تھے۔ حدیث اور فقہ کی کتابیں ان کی دسترس میں تھیں۔ اس کے باوجود انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ شمشک اور سندی نعل (دو مختلف قسم کے جوتے ہیں جن) کے ساتھ نماز کے جائز نہ ہونے کے مسئلہ میں کوئی روایت موجود نہیں ہے۔ اور روایت نہ ہونے کے باوجود انہوں نے شیخ صدوقؒ اور شیخ طوسیؒ کے فتویٰ کے مطابق فتویٰ دیا ہے اور روایت کے موجود ہونے کو ان کے فتویٰ سے کشف کیا ہے (کہ ضرور اس بارے میں کوئی روایت موجود ہوگی جب ہی تو ان بزرگوں نے فتویٰ دیا ہے، کیونکہ روایت کے بغیر فتویٰ دینا تو حرام ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ حالاتِ زمانہ کے تحت مذکورہ حدیث یا روایت ہم

تک نہ پہنچ سکی ہو)۔ یہ ہماری اس بات کی تائید کرتی ہے جسے ہم نے بار بار کہا ہے کہ کتبِ اربعہ یا حدیث کی دیگر کتابیں جو آج ہماری دسترس میں ہیں ، میں (کسی مسئلہ کے بارے میں) روایت کا نہ پایا جانا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ (اُس مسئلہ کے بارے میں) روایت پائی ہی نہیں جاتی ، یا یہ وہ مقام ہے جہاں برائت جاری کی جائے ، (یہ بات کیسے ممکن ہے) جبکہ علماءِ متقدمین نے عبادتی مسائل میں اپنا فتویٰ دیا ہے جو ان کے فتویٰ کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ پس اس بارے میں غور فرمائیں۔“

آیت اللہ نائینیؒ نے اپنی کتاب فوائد الاصول میں کچھ اس سے ملتی جلتی رائے کا اظہار کیا ہے کہ شہرتِ فتوائیہ اگر علماءِ متقدمین کی طرف سے ہو تو یہ روایت کے ضعیف ہونے کی تلافی کردیتی ہے (بلکہ روایت جس قدر ضعیف ہو ، علماءِ متقدمین کے اُس پر عمل کرنے سے ، اس میں اسی قدر قوت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ البتہ علماءِ متاخرین کے فتوے کی شہرت ، شاید زیادہ اہمیت نہ رکھتی ہو)۔ شارحؒ کی عبارت **علیٰ ما زعموا** سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس قاعدہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ البتہ ممکن ہے شارحؒ کی مراد علماءِ متاخرین ہوں جن کے فتوے کی شہرت ، روایت کے ضعف کی تلافی نہ کرتی ہو]۔

اور اسی طرح مرد کے پیشاب (کی نجاست) کیلئے (بھی) چالیس ڈول نکالے جائیں گے :

- روایت (کے ضعیف)،
- اور شہرت (کے جابر،یعنی جبران کرنے والی، ہونے) کا اعتبار کرتے ہوئے۔

(اس حکم کے بارے میں موجود روایت اس لیے ضعیف ہے کہ اس روایت کا راوی علی بن حمزہ واقفی مذہب کا پیروکار ہے اور واقفی مذہب کے پیروکار وہ ہیں جنہوں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت پر توقف اختیار کر لیا اور اس بات کے قائل ہوگئے کہ یہی آخری امام ہیں ، اور پردۂ غیبت میں تشریف لے گئے ہیں)۔

اور مرد کا مطلق ہونا مسلمان اور کافر دونوں (کے پیشاب) کو شامل ہے لیکن عورت اور خنثیٰ اس اطلاق سے خارج ہیں ، چنانچہ عورت اور خنثیٰ کا پیشاب ان نجاسات میں شامل ہوجاتا ہے جن کے حکم کے بارے میں نص وارد نہیں ہوئی اور بچی کا پیشاب بھی اسی طرح ما لانص فیہ میں شامل ہے۔ البتہ بچے کے

پیشاب کے بارے میں حکم عنقریب بیان کیا جائے گا۔

اگر ما لانص فیہ کیلئے تیس یا چالیس ڈول کا قائل ہوا جائے تو خنثیٰ کے پیشاب میں دو امور یعنی :

- ما لانص فیہ کیلئے واجب مقدار ،
- اور مرد کے پیشاب کیلئے واجب مقدار ،

میں سے جس کی مقدار زیادہ ہو اس مقدار کا نکالا جانا واجب ہوگا۔

البتہ یہ احتمال بھی ہے کہ خنثیٰ کیلئے اقل الامرین یعنی دونوں میں جس کی مقدار کمتر ہو ، کا نکالا جانا کافی ہو کیونکہ اصل (یعنی اصلِ برائت) یہ ہے کہ قدر متیقن (یعنی جس مقدار کا یقین ہو) سے زیادہ کا نکالنا واجب نہیں ہے۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنی
۱۔	نَجَاسَتِهِ	هِ	كل واحد من الحيوانات	مذکورہ حیوانات میں سے ہر ایک کی نجاست
۲۔	بَوْلُهُمَا	هُمَا	المرأة + الخنثى	عورت اور خنثیٰ کا پیشاب
۳۔	مِنْهُ	هُ	ما لا نص فيه	ما لانص فیہ (اور مرد کے پیشاب میں) سے

متن 25 :

اور (پاک ہوگا کنویں کا پانی ، اس سے) تیس ڈول پانی نکال لینے سے ، بارش کے (اس) پانی کے (کنویں میں گرنے کے) سبب کہ جس میں:

- پیشاب ،
- انسانی فضلہ ،
- اور کتے کا فضلہ ، مخلوط ہوگیا ہو۔

یہ حکم فقہاء کے درمیان شہرت رکھتا ہے ، جبکہ اس حکم کے بارے میں موجود روایت ایک ایسی روایت ہے کہ جس کے راوی (یعنی کردویہ) کے بارے میں نہ توثیق وجود رکھتی ہے اور نہ ہی تردید۔

- اور پچاس ڈول کے نکالنے کو انسانی نجاست کیلئے ،

- اور چالیس ڈول کو مرد کے پیشاب کیلئے ،
- اور نزح جمیع کو بعض دوسری چیزوں کیلئے ، مثال کے طور پر آخر میں ذکر کی گئی نجاست یعنی کتے کی نجاست کیلئے ،

______ ، واجب قرار دینا، جبکہ وہ تنہا ہوں (ایک دوسری سے مخلوط نہ ہوں)، اس بات سے منافات نہیں رکھتا کہ اگر یہ تمام نجاستیں بارش کے پانی میں مخلوط ہوجائیں تو ان کیلئے تیس ڈول کے نکالے جانے کو واجب کیا جائے کیونکہ :

کنویں کے حکم کی بنیاد اس پر ہے کہ :

- ❑ (اس حکم میں) جمع ہوجاتی ہیں وہ چیزیں جو جنس اور طہارت ونجاست میں ایک دوسرے سے مختلف ہوں ،
- ❑ اور جدا ہوجاتی ہیں وہ چیزیں جو جنس اور طہارت ونجاست میں ایک دوسرے کی مماثل ہوں۔

کیونکہ ممکن ہے بارش کا پانی ان کے حکم کو ضعیف کر دے، خواہ ان اشیاء کی عین نجاست بھی بارش کے پانی میں مستہلک نہ ہوئی ہو (یعنی پانی میں گھل کر اس کا وجود ختم نہ ہوگیا ہو)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لَا یُنَافِیْ	هُوَ	اِیْجَابُ	لا ینافی خبر ہے ایجاب کیلئے یعنی واجب قرار دینا منافات نہیں رکھتا
۲۔	لَہٗ	ہٗ	بول + عذرة + خرء الكلب	ان نجاسات کیلئے
۳۔	لِحُکْمِهٖ	هٖ	بول + عذرة + خرء الكلب	ان نجاسات کے حکم کو

متن 26 :

اگر (بارش کا پانی) ان (نجاستوں) میں سے کسی ایک سے بھی مخلوط ہوجائے تو تیس ڈول (پانی کا نکالنا) کافی ہے اس شرط کے ساتھ کہ :

[1] اس نجاست (یعنی جو بارش کے پانی سے مخلوط ہو ، کے نزح) کیلئے مقدار ، معین نہ ہو (کہ مثلاً کتنے ڈول نکالے جائیں ، تب بھی تیس ڈول نکالنا ہی واجب ہوگا) ،

[2] یا یہ کہ (نزح کیلئے) مقدار تو معین ہو لیکن وہ (معین مقدار):

- یا تیس سے زیادہ ہو (تب بھی تیس ڈول نکالنا ہی واجب ہوگا)،
- یا تیس کے مساوی ہو۔

☜ اور اگر معین مقدار، تیس سے کم ہو تو اسی کم (مقدار) پر اکتفا کیا جائے گا۔

اور مصنفؒ نے بطور مطلق بیان کیا ہے کہ ان،

(تین نجاسات یعنی پیشاب، فضلۂ انسانی اور کتے کے فضلہ)

میں سے بعض (یعنی کسی ایک) کا حکم بھی وہی ہے جو ان (تین نجاستوں) کے مجموعہ کیلئے ہے۔

(جبکہ) غیر مصنفؒ (یعنی بعض دوسرے فقہاء) کے نزدیک (تیس ڈول کا یہ) حکم ان تین نجاسات کے (فقط) مجموعہ کے ساتھ متعلق ہے،

(جب وہ بارش کے پانی کے ساتھ مخلوط ہوں؛ اور یہ حکم ان میں سے بعض نجاسات کے بارش کے پانی کے ساتھ مخلوط ہونے کو شامل نہیں ہے)۔

پس اگر بارش کے پانی میں تینوں نجاستیں (ایک ساتھ) مخلوط نہ ہوں تو:

❄ جو نجاست مخلوط ہو (فقط) اسی کی معین مقدار (کا نکالنا) واجب ہوگا،

❄ اور اگر نجاست کیلئے مقدار معین موجود نہ ہو تو نزحِ جمیع واجب ہوگا،

(یہ حکم بعض دوسرے فقہاء کے قول کے مطابق ہے، ورنہ)،

جو تفصیل بیان کی گئی ہے، وہی بہتر ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	خَالَطَ	هُوَ	مَاء المطر	بارش کا پانی مخلوط ہوجائے
۲۔	اَحَدَهَا	هَا	هذه الاشياء	مذکورہ چیزوں میں سے کسی ایک کے ساتھ
۳۔	لَمْ يَكُن لَّهُ	هُ	احد هذه الاشياء	ان چیزوں میں سے کسی ایک کیلئے نہ ہو
٤۔	اَوْ كَانَ	هُوَ	مقدر	یا (نزح کیلئے) مقدار موجود ہو
٥۔	عَلَيْهِ	هِ	اَقَلّ	تو اسی کم مقدار پر (اکتفا کیا جائیگا)
٦۔	وَغَيْرُهُ	هُ	مصنفؒ	مصنفؒ کے علاوہ (دوسرے فقہاء)

۷۔	لِغَيْرِهٖ	ہٖ	الجمیع	(ان نجاستوں کے) مجموعہ کے غیر کیلئے
۸۔	مُقَدَّرُهٗ	ہٗ	غیر	اس غیر کیلئے (موجود نزح کی) مقدار

متن 27 :

اور (کنواں پاک ہوگا اس سے) دس ڈول پانی نکالنے سے ، انسانی فضلہ کیلئے جب وہ خشک ہو ، (چکا ہو اور کنویں میں گر کر کنویں کے پانی کو نجس کردے)۔

اور (مختلف اقوالِ فقہاء کی بنا پر"یابس عذرۃ") وہ ہے جو :

- منتشر نہ ہوا ہو ،
- مرطوب نہ ہو ،
- نہ منتشر ہوا ہو اور نہ ہی مرطوب ہو۔

اور(دس ڈول کھینچے جائیں گے) اس خون کیلئے جو (فی نفسہٖ) قلیل ہو مثال کے طور پر ذبح کی گئی مرغی کا خون (جو ذبح کے وقت اس کی شہ رگ سے خارج ہوتا ہے)۔

دس ڈول کا یہ حکم مشہور قول کی بنا پر ہے جبکہ روایت میں چند ڈول کا ذکر ہے ، نہ دس ڈول کا۔ علماء نے اس کی تفسیر دس ڈول سے کی ہے کیونکہ :

- ❑ دس کا عدد سب سے بڑا عدد ہے جو جمع قلت سے مراد لیا جاتا ہے ،
- ❑ یا اس لیے کہ دس کا عدد سب سے چھوٹا عدد ہے جمع کثرت کیلئے ۔

لیکن دونوں دلیلیں ـــــــــ ، اشکال سے خالی نہیں ہیں۔

(کیونکہ دلاء بروزن فعال ، جمع قلت کے اوزان میں سے نہیں ہے ، اور بالفرض اگر ہو ، تب بھی اقل اور اکثر میں شک کی وجہ سے اسے اقل پر محمول کرنا چاہیے ، خود لفظ یسیرۃ بھی ایک قرینہ ہے کہ اس سے اقل مراد ہے نہ اکثر۔

دوسرا یہ کہ اگر فعال ، جمع کثرت کے اوزان میں سے ہو تو وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد جس پر یہ دلالت کرتا ہے گیارہ ہے ، نہ کہ دس کیونکہ دس جمع قلت کا انتہائی عدد ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	غَيْرُ ذَآئِبِهَا	ھَا	عذرۃ	جو (پانی میں) گھل مل نہ گیا ہو

۲۔	اَوْ رَطْبِهَا	هَا	عذرة	او رطبها یعنی او غیر رطبها
۳۔	اَوْ هُمَا	هُمَا	غیر ذائب+ غیر رطب	یا نہ گھلا ہو اور نہ ہی تازہ ہو
٤۔	وَ فُسِّرَتْ	هِيَ	دلاء یسیرة	چند ڈول کی تفسیر کی گئی ہے
۵۔	لِاَنَّهُ	ہٗ	عشر	کیونکہ دس (کا عدد)

متن 28 :

اور (کنواں پاک ہوگا اس سے) سات ڈول (پانی) نکال لینے سے، پرندہ یعنی کبوتر یا اس سے بڑے پرندے کی نجاست کیلئے جو اس کی موت کی وجہ سے عارض ہوئی ہو۔

اور (نیز سات ڈول نکالے جائیں گے) چوہے کیلئے جب اس کا جسم پھول گیا ہو (اس کی موت کی وجہ سے)، مشہور فقہاء کے قول کی بنا پر۔

جبکہ روایت میں، جو کہ اگرچہ ضعیف ہے، (چوہے کے جسم کے پھٹ کر) منتشر ہوجانے کا اعتبار کیا گیا ہے (نہ جسم کے پھولنے کا)۔

اور نیز سات ڈول نکالے جائیں گے اس بچے کے پیشاب کیلئے:

- جس کی عمر دو سال سے زیادہ ہو،
- اور وہ بلوغ کی حد کو نہ پہنچا ہو۔

اور اس حکم میں شیر خوار بچے کا پیشاب شامل ہے کہ جس کا کھانا اس کے دودھ پینے پر غالب ہو یا دودھ پینے کے برابر ہو۔ (لیکن اس الحاق پر شاہد کوئی روایت نظر سے نہیں گذری)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فَمَا فَوْقَهَا	هَا	الحمامة	وہ جو کبوتر سے بڑا ہو
۲۔	اِنْتِفَاخِهَا	هَا	الفارة	چوہے کا (موت کے سبب) پھول جانا
۳۔	وَ فِيْ حُكْمِهٖ	ہٖ	صبی	بچے کے حکم میں ہے
٤۔	اَكْلُهٗ عَلٰى رِضَاعِهٖ	ہ	رضیع	وہ شیرخوار کی غذا اس کے دودھ پر (غالب)
۵۔	اَوْ يُسَاوِيْهِ	ہِ	رضاع	یا غذا دودھ کے مساوی ہو

متن 29 :

اور (نیز سات ڈول نکالے جائیں گے) مجنب شخص کے غسل کرنے کے سبب کہ جس کا بدن (غسل کے وقت) عینِ نجاست سے خالی ہو،

کیونکہ روایت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ (مجنب شخص کے) اس (غسل) کے سبب پانی نجس ہوجاتا ہے، نہ یہ کہ (فقط) اس کی پاک کرنے کی صلاحیت سلب ہوجاتی ہے،

(یعنی ایسا نہیں ہے کہ پانی فقط مطہّر نہیں رہتا بلکہ طاہر بھی نہیں رہتا کیونکہ پانی جب نجس ہوجائے تو کسی چیز کو پاک نہیں کرسکتا۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت یہ ہے:

قَالَ (ع) : اِذَا دَخَلَ الْجُنُبُ الْبِئْرَ ، نُزِحَ مِنْهَا سَبْعُ دِلَآءٍ . التهذیب ج۱ ص۲٤٤)۔

اس (نظریہ) کی بنیاد پر:

اگر کوئی شخص غسل ارتماسی انجام دے تو اس کا بدن حدثِ (جنابت) سے پاک ہوجائے گا لیکن (ساتھ ہی ساتھ) خبث سے نجس ہوجائے گا۔

اور اگر (جنب شخص) غسل ترتیبی انجام دے تو پانی کی نجاست کے سلسلہ میں دو احتمال ہیں:

■ پہلے جزء (یعنی سر و گردن) کے دھونے کے تمام ہوتے ہی (پانی نجس ہوجائے گا) جبکہ:

- پہلا جزء کنویں کے پانی سے متصل ہو،
- یا (پہلے جزء کے دھونے سے) پانی، کنویں (کے پانی) سے جا ملے،

■ یا (یہ کہ کنویں کے پانی کا) نجس ہونا موقوف ہوگا: "غسل کے مکمل ہونے پر"۔

اور (اس حکم میں) مجنب کے ساتھ وہ شخص ملحق نہیں ہوتا جس پر (غسل جنابت کے علاوہ کوئی اور) غسل (مثلاً غسل حیض، استحاضہ یا نفاس) واجب ہو،

عمل کرتے ہوئے اصل (برائت) پر،

(جو اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ غیر مجنب کے غسل سے کنویں کا پانی نجس نہیں ہوگا)۔

البتہ یہ احتمال بھی خارج از امکان نہیں ہے کہ غیر مجنب شخص بھی اس حکم میں شامل ہو۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بَدَنُهُ	ہٗ	جنب	جنب شخص کا جسم
۲۔	بِذٰلِکَ	x	x	جنب شخص کے غسل سے
۳۔	عَلیٰ هٰذَا	x	x	کنویں کے پانی کا جنب شخص کے غسل سے متنجس ہوجانا
٤۔	فَاِنِ اِغْتَسَلَ	هُوَ	جنب	جنب شخص (اگر) غسل کرے
٥۔	بَدَنُهُ	ہٗ	جنب	جنب شخص کا بدن (پاک ہوجائیگا)
٦۔	اِتِّصَالِهٖ	ہٖ	الجزء الاول	جزء اول کے (پانی سے) متصل ہونے (سے)
۷۔	بِهٖ	ہٖ	الماء	پانی سے
۸۔	اِلَيْهِ	ہِ	ماء البئر	کنویں کے پانی سے
۹۔	اَوْ تَوَقُّفِهٖ	ہٖ	نجاسة الماء	(کنویں کے) پانی کے نجس ہونے کا متوقف ہونا
۱۰۔	عَلَيْهِ	ہِ	غیر	غیر مجنب شخص (جس) پر
۱۱۔	اِحْتِمَالِهٖ	ہٖ	الحاق	ممکن ہے کہ غیر جنب ملحق ہو جنب شخص کے ساتھ

متن 30 :

اور (نیز سات ڈول نکالے جائیں گے اگر) کتا کنویں کے پانی سے زندہ باہر نکل آئے اور کتے کے حکم میں "سؤر" شامل نہیں ہوتا بلکہ (سؤر ملحق ہوگا) ما لانص فیہ کے ساتھ۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بِهٖ	ہٖ	الکلب	کتے کے ساتھ (ملحق نہیں ہوگا)

متن 31 :

اور پانچ ڈول نکالنے سے (کنواں پاک ہوگا) مرغی کے فضلہ کیلئے،
(پانچ ڈول کا یہ حکم) مشہور قول کی بنا پر ہے،
(اور دجاج کی) دال (کو مفتوح، مضموم اور مکسور) تینوں طرح سے (پڑھنا جائز ہے)۔
البتہ ظاہر یہ ہے کہ اس حکم کے بارے میں نص (یعنی روایت) وارد نہیں ہوئی،

پس (جب نص وارد نہیں ہوئی تو) ضروری ہے کہ مرغی کے ساتھ ''نجاست خوار'' ہونے کی قید لگائی جائے، جیسا کہ مصنفؒ نے اپنی کتاب ''بیان'' میں یہی کام کیا ہے (یعنی نجاست خوار کی قید لگائی ہے) تا کہ (مرغی کے فضلہ کو) نجس قرار دیا جاسکے۔

اور اب جبکہ،

(مرغی کے فضلہ کیلئے ''نجاست خوار'' کی قید کا اضافہ کرکے اس کے فضلہ کو نجس قرار دیں، تو حکم پانچ ڈول سے مخصوص نہیں رہتا بلکہ اس میں تین)،

احتمال دیئے جا سکتے ہیں:

● نزح جمیع کا واجب ہونا، ملحق کرتے ہوئے (مرغی کے فضلہ کو) ما لانص فیہ کے ساتھ، (لیکن یہ حکم اس وقت لگایا جاسکتا ہے) اگر اس امر کے خلاف اجماع ثابت نہ ہو،

(اور اگر نزح جمیع کے خلاف اجماع ثابت ہوجائے تو جس مقدار پر اجماع ثابت ہو اسی کا نکالنا واجب ہوگا)۔

● (دوسرا احتمال یہ ہے کہ) دس (ڈول کا نکالنا واجب ہوگا)،

اگر مرغی کے فضلہ کو عذرہ (یابس، فضلہ انسانی) کے حکم میں شامل کیا جائے۔

● (تیسرا احتمال یہ ہے کہ) پانچ (ڈول کا نکالنا واجب ہوگا)،

کیونکہ اس پر (فقہاء کا) اجماع ہے کہ اس سے زیادہ مقدار واجب نہیں ہے، البتہ یہ حکم اس صورت میں ہے اگر اجماع صحیح ہو،

اور کتاب دروس میں (مصنفؒ نے کتاب لمعہ کی مانند) ارادۂ عموم سے (مرغی کی) تصریح کی ہے (یعنی خواہ ''نجاست خوار'' ہو یا ''نجاست خوار'' نہ ہو)۔

اور (اسی کتاب دروس میں مصنفؒ نے) تخصیص کو لفظ جَلَّال کے ساتھ قرار دیا ہے (بعض علماء کا) قول کہہ کر۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	تَقْیِیْدُہٗ	ہٗ	الدجاج	مرغی کیلئے قید لگانا
۲۔	لِیَکُوْنَ	ھُوَ	زرق الدجاج	مرغی کا فضلہ یا بیٹ

۳۔	اِلْحَاقاً لَهٗ	ہٗ	الدجاج	مرغی کوملحق کرتے ہوئے
٤۔	عَلٰی خِلَافِهٖ	ہٖ	الحاق	اس الحاق کے مخالفت میں

متن 32 :

اور (تین ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہوگا اس) چوہے کیلئے جس میں (انتفاخ یعنی جسم کے پھولنے کا) وصف نہ پایا جاتا ہو،

اور مشہور قول کی بنا پر سانپ کے مردار کیلئے بھی تین ڈول نکالے جائیں گے ،

البتہ اس (یعنی سانپ کے) سلسلہ میں ماخذ ضعیف ہے۔

(ماخذ سے مراد شہرتِ فتوائیہ ہے یا اجماع ، کیونکہ اس سلسلہ میں کوئی روایت موجود نہیں ہے) ،

اور دلیل بیان کی گئی ہے کہ :

چونکہ سانپ خون جہندہ رکھتا ہے لہٰذا اس کا مردار نجس ہے ،

اور اس (تعلیل) میں:

- (اوّلاً تو) اس بات میں شک ہے کہ سانپ خون جہندہ رکھتا ہے یا نہیں ،
- (ثانیاً اگر سانپ خون جہندہ رکھتا ہے تب بھی) یہ بات مُدّعٰی (یعنی تین ڈول نکالے جانے) کو ثابت نہیں کرتی ،

(کیونکہ سانپ کے مردار کی نجاست سے کنویں کا نجس ہوجانا کوئی دلیل نہیں ہے کہ جس کی مدد سے کہا جائے کہ اس سے تین ڈول کا نکالے جائیں) ،

اور (سانپ کے حکم میں) ملحق کیا گیا ہے چھپکلی کو ______ ،

(وَزَغَہ میں واوَ ، زَا اور غین کی) تحریک کے ساتھ (یعنی تینوں متحرک ہیں)۔

اور اس (الحاق) پر کوئی دلیل نہیں ہے جیسا کہ مصنفؒ نے کتاب بیان کے علاوہ (یعنی دروس اور ذکریٰ) میں اس بات کا اعتراف کیا ہے ، جبکہ اس (یعنی کتاب بیان) اور (یہاں یعنی کتاب) لمعہ میں قطعی حکم بیان کیا ہے (کہ چھپکلی کیلئے تین ڈول نکالے جائیں گے)۔

اور (نیز سانپ کے حکم میں) ملحق کیا گیا ہے بچھو کو ،

اور بسا اوقات کہا گیا ہے (کہ تین ڈول کا نکالنا) مستحب ہے، کیونکہ بچھو نجس نہیں ہے،
اور شاید یہ حکم اس لیے ہو کہ زہر کے شک کو دور کیا جاسکے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فِيُهَا	هَا	حيّة	سانپ کے بارے میں
۲۔	بِأَنَّ لَهَا	هَا	حيّة	سانپ (خون جھندہ) رکھتا ہے
۳۔	مَيُتَتُهَا	هَا	حيّة	سانپ کا مردہ جسم
٤۔	وَ فِيُهِ	هِ	تعليل	اس دلیل میں
٥۔	فِيُ ذٰلِكَ	x	x	خون جھندہ رکھنے میں
٦۔	عَدَمِ اِسُتِلُزَامِهٖ	هٖ	ان تكون ذا نفس سائلة	خونِ جھندہ رکھنے کے باوجود، لازم قرار نہیں دیتا
۷۔	لِلُمُدَّعیٰ	x	x	مُدّعا (یعنی تین ڈول نکالنے) کو
۸۔	بِهَا	هَا	حيّة	سانپ کے حکم میں
۹۔	اَلُوَزَغَةُ	x	x	چھپکلی اگرچہ بعض نے اس سے مینڈک مراد لیا ہے، جو کہ صحیح نہیں ہے
۱۰۔	وَ لَا شَاهِدَ لَهٗ	هٗ	الحاق	اس الحاق پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے
۱۱۔	بِهٖ	هٖ	عدم شاهد	دلیل کے نہ ہونے کا
۱۲۔	فِيُهِ	هِ	البيان	کتاب بیان میں
۱۳۔	كَمَا هُنَا	x	x	جیسا کہ یہاں حکم کو بطور قطع ذکر کیا ہے
۱٤۔	وَ لَعَلَّهٗ	هٗ	نزح	شاید پانی نکالنے کی علت

متن 33 :

اور عصفور (یعنی چڑیا) کیلئے ایک ڈول نکالا جائے گا ـــــــ (عصفور) عین کی ضمہ کے ساتھ،
اور اس سے مراد ہر وہ پرندہ ہے جو کبوتر سے چھوٹا ہو خواہ اس کا گوشت حلال ہو یا حرام۔

اور مصنفؒ نے اپنی تین کتابوں (دروس، بیان اور ذکریٰ) میں اس حکم میں ملحق کیا ہے:

شیرخوار بچے کے پیشاب کو ـــــــ ، قبل اس کے کہ وہ اپنی شیرخوارگی کے دو سالوں میں (دودھ کے علاوہ کوئی اور) غذا کھانا شروع کرے۔

کتاب بیان میں، مصنفؒ نے شیرخوار بچے کے مسلمان باپ کے بیٹے ہونے کی قید لگائی ہے، اور (مصنفؒ نے) یہاں (لمعہ میں) اس (یعنی بچے کے پیشاب کے بیان) کو ترک کیا ہے کیونکہ اس کے بارے میں روایت موجود نہیں ہے،

(شارح فرماتے ہیں کہ: اگر بچے کے پیشاب کے بارے میں روایت موجود نہیں تو) یہ گذشتہ بیان کی گئی (بعض) نجاستوں کی طرح (کہ جن کے بارے میں روایت موجود نہیں تھی، فقہاء کے درمیان) شہرت تو رکھتا ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
١۔	عَيۡنِهِ	هِ	عصفور	عصفور کی عین، یعنی فاء کلمہ
٢۔	بِهِ	هِ	عصفور	عصفور یعنی چڑیا کے ساتھ
٣۔	قَبۡلَ اغۡتِذَآئِهِ	هِ	الرضیع	شیرخوار کا دودھ کے علاوہ دوسری غذا کھانا
٤۔	قَيَّدَهُ	هُ	الحاق	اس الحاق کو مصنفؒ نے مقید کیا ہے
٥۔	تَرَكَهُ	هُ	بول الرضیع	مصنفؒ نے شیرخوار کے پیشاب کے ذکر کو ترک کیا ہے
٦۔	اَنَّهُ	هُ	بول الرضیع	جبکہ شیرخوار کا پیشاب
٧۔	كَغَيۡرِهِ	هِ	بول الرضیع	شیرخوار کے پیشاب کے غیر کی مانند ہے

متن 34 :

اور جان لیجئے کہ:

(کنویں کے پانی کو پاک کرنے کے سلسلہ میں) ان مقداروں (کو بیان کرنے والی اسناد یا دلائل) میں سے اکثر کی سند ضعیف ہے لیکن:

■ ان (مقداروں کو بیان کرنے والی اسناد) پر عمل کرنا فقہاء کے درمیان مشہور ہے ،

■ بلکہ (کوئی بھی فقیہ) ان (اسناد) کے غیر کا قائل نہیں ہوا (البتہ بعض اختلافی ضرور ہیں، جیسا کہ شہید ثانیؒ نے بعض پر اعتراض کیا ہے)ــــــــ ،

(اگر قلیل پانی کی طرح کنویں کے پانی کے محض نجاست سے ملنے کے سبب) ، نجس ہونے کے قول کو قبول کر لیا جائے۔

کیونکہ ان (اسناد) میں سے کسی (سند) کو دور پھینک دینے کا لازمہ یہ ہوگا کہ وہ "ما لانص فیہ" میں سے ہوجائے گا ،

(جس کیلئے کنویں کے تمام پانی کو نکالنا پڑے گا ، مثال کے طور پر مرغی کی بیٹ کے بارے میں نص موجود نہیں ہے ، پس اگر یہ کنویں میں گر جائے تو کنویں کے تمام پانی کو اس کیلئے نکالنا پڑیگا)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
١۔	اَلْعَمَلَ بِهِ	هِ	اکثر	ان اکثر ضعیف اسناد پر عمل کرنا
٢۔	بِغَيْرِهِ	هِ	اکثر	ان اکثر ضعیف اسناد کے غیر
٣۔	اِطْرَاحِهِ	هِ	اکثر	ان اکثر ضعیف اسناد کو رد کردینے (کا نتیجہ)
٤۔	كَوْنُهُ	هُ	اکثر	یہ اکثر ضعیف اسناد ،شامل ہوجائیں گی

(کنویں کے پانی کو پاک کرنے کی کیفیت:)

متن 35 :

اور ،

(جب کنویں کا پانی مقدار میں بہت زیادہ ہو اس طرح کہ تمام کا نکالنا ممکن نہ ہو اور کسی نجاست کے وقوع کے سبب تمام پانی کا نکالنا بھی واجب ہو تو ایسی صورت میں)

واجب ہوتا ہے چار مردوں کا دو دو کرکے ،

ایک دوسرے کو استراحت کا موقعہ دیتے ہوئے ــــــ،

طلوع فجر سے لے کر (اوّلِ) شب تک، تمام دن (کنویں سے پانی نکالنا) ـــــ ،

اور دن کا بڑا یا چھوٹا ہونا اس حکم میں ایک جیسا ہے (یعنی فرق نہیں ہے کہ دن دس گھنٹے کا ہو یا سولہ گھنٹے کا)۔

تراوح کا یہ حکم اس وقت کیلئے ہے جب :

■ کنویں کے تمام پانی کو غزارہ (یعنی پانی کی زیادتی) کی وجہ سے ، نکالنا مشکل ہو رہا ہو ، (اور یہ غزارہ) کنویں سے تمام پانی کے نکالنے میں رکاوٹ کا سبب ہو ،

(کیونکہ کنویں کی خصوصیت یہ ہے کہ جیسے ہی آپ اس سے پانی نکالیں ، کچھ ہی دیر میں کنویں کی تہہ سے پانی اُبل کر ، نکالے گئے پانی کی کمی کو پورا کردیتا ہے ، ایسی صورت میں کنویں سے تمام پانی کا خارج کرنا ناممکن ہے ، اس مشکل کو دیکھتے ہوئے شریعت نے ایک متبادل راہ پیش کی ہے اور وہ ہے تراوح۔ البتہ آج کے جدید دور میں موٹروں کی بدولت ، نزحِ جمیع بھی ممکن ہے) ،

اور (جب) :

■ گذشتہ اسباب میں سے کسی ایک کے سبب کنویں کے تمام پانی کا نکالنا واجب ہوجائے ، ضروری ہے کہ :

● مقدمۂ (علمی) کے عنوان سے رات کے کچھ حصہ کو دن کے شروع ہونے سے پہلے اور ختم ہونے کے بعد داخل کیا جائے اور ،

● دن کے شروع ہونے سے پہلے کنویں سے پانی نکالنے کے اسباب کو فراہم کرلیا جائے۔

اور کفایت نہیں کرتا دن کی مقدار کا (حساب کرکے کنویں سے کاملاً) رات کے وقت پانی نکالنا اور (اسی طرح کفایت نہیں کرتا کہ) دن کی مقدار کا (حساب کرکے کنویں سے کچھ دن کے وقت اور کچھ مقدار رات کے وقت پانی نکالا جائے)۔

اور جائز ہے (پانی نکالنے والوں کی) اس (تعداد) کا جو چار افراد سے زیادہ ہو ،

لیکن چار افراد سے کم (تعداد کا ہونا) جائز نہیں ہے، خواہ وہ (کم افراد) چار افراد کا کام کرنے کی قدرت ہی کیوں نہ رکھتے ہوں۔

اور ان (چار یا اس سے زیادہ کام کرنے والے افراد) کیلئے جائز ہے کہ (نماز کے وقت کام کو روک کر) نماز کو بصورت جماعت ادا کریں۔

لیکن سب (افراد) کا کام کو روک کر فرادیٰ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے ،

اسی طرح سب کا کام روک کر کھانا کھانا بھی جائز نہیں ہے۔

(یعنی سب افراد کا کام سے ہاتھ روکنا صرف نماز جماعت کی صورت میں جائز ہے) ،

اور مصنفؒ نے ''اربعۃ'' کے ساتھ تاء ملحق کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ غیر مذکر افراد کا تراوح کرنا جائز نہیں ہے ،

البتہ ''اربعۃ'' دلالت نہیں کرتا کہ سب کے سب ''مذکر افراد'' مرد ہی ہوں ،

(یعنی اگر ان میں سے کچھ نابالغ لڑکے ہوں تب بھی جائز ہے کیونکہ ان پر بھی مذکر ہونا صادق آتا ہے)۔

اور مصنفؒ نے لمعہ کے علاوہ اپنی دیگر کتابوں میں مرد ہونے کی تصریح کی ہے ـــــــ،

اور مرد ہونے کا معتبر ہونا اچھا ہی ہے ـــــــ تا کہ عمل کیا جا سکے اس (معنی) پر جو روایت میں موجود لفظِ قوم سے سمجھ میں آتا ہے ،

(جوفقط مردوں کے گروہ کیلئے استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ آیتِ قرآنی ہے : يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ. (سورۂ مبارکہ الحجرات ۴۹:۱۱) اس آیت میں مردوں کیلئے لفظِ قوم استعمال کیا گیا ہے جبکہ عورتوں کا ذکر جدا بیان کیا گیا ہے۔ پس واضح ہوا کہ قوم کا لفظ، مردوں کے گروہ پر دلالت کرتا ہے)،

برخلاف عقیدۂ جنابِ محقق حلیؒ جو تراوح میں عورتوں اور بچوں کو بھی کافی سمجھتے ہیں۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	مِنْهُمَا	هُمَا	كل اثنين	دو دو کے ہر گروہ میں سے
۲۔	فِيْ ذٰلِكَ	x	x	پورا دن یعنی طلوعِ فجر سے غروب شرعی تک، میں
۳۔	مِنْ نَزْحِهٖ	ہٖ	ماء البئر	کنویں کے پانی کو خارج کرنے سے

٤۔	مِنۡهُمَا	هُما	لیل + نهار	دن اور رات میں سے
٥۔	وَ اِنۡ نَهَضَ	هُوَ	ما نقص	چار سے کم افراد اگرچہ قدرت رکھتے ہوں
٦۔	بِعَمَلِهَا	هَا	الاربعة	چار آدمیوں کے برابر کام کرنے کی
٧۔	(يَجُوۡزُ) لَهُم	هُمۡ	الاربعة	ان چار افراد کیلئے (جائز ہے کہ)
٨۔	بِدُوۡنِهَا	هَا	جماعة	جماعت کے بغیر
٩۔	كَذٰلِكَ	x	x	سب کا کام سے ہاتھ روک کر کھانا کھانا
١٠۔	لَمۡ يَدُلَّ	هُوَ	الحاق التاء	تاء کا اربعۃ کے ساتھ ملحق کرنا دلالت نہیں کرتا
١١۔	بِهٖ	ہٖ	اعتبار الرجال	مردوں کے معتبر ہونے کے بارے میں
١٢۔	بِاعۡتِبَارِهٖ	ہٖ	كونهم رجالا	مردوں کے معتبر ہونے کے بارے میں
١٣۔	وَ هُوَ	هُوَ	تصريح	یہ تصریح یعنی مردوں کا معتبر ہونا

متن 36 :

اور اگر کنویں کا پانی اس میں گرنے والی نجاست کی وجہ سے متغیر ہوجائے (یعنی اس کے رنگ ، بو یا ذائقہ میں تبدیلی آجائے) تو اگر اس نجاست کیلئے:

■ ''مقدارِ نزح'' معیّن ہو تو اس صورت میں:

'' مقدارِ معیّن اور زوالِ تغیر کو آپس میں جمع کیا جائے گا''،

یعنی یہ کہ ان دو امور میں سے جس کی مقدار زیادہ ہوگی وہی امر واجب ہوگا ،

(پس اگر مقدارِ معیّن چالیس ڈول ہو لیکن تیس ڈول نکالنے کے بعد ہی تغیر زائل ہوجائے، تب بھی چالیس ڈول کا نکالنا واجب ہوگا۔ اور اگر چالیس ڈول نکالنے کے بعد بھی تغیر زائل نہ ہو تو ضروری ہے کہ جب تک تغیر زائل نہ ہوجائے مزید ڈول نکالے جائیں) ،

(تاکہ اس وسیلہ سے) جمع کیا جاسکے:

- ان روایات کو جو مقدارِ معیّن (کے نکالے جانے) کو واجب کرتی ہیں،
- (اور اس دلیل کو جو کہتی ہے کہ:)

اس پانی کی طہارت میں "تغیر کا زائل کرنا" معتبر ہے جس کی کثیر مقدار منفعل نہ ہو،
(یعنی اگر پانی کی مقدار کُر کے برابر ہو اور اُس میں نجاست گرجائے تو جب تک پانی متغیر نہ ہو یعنی اس کا رنگ، بو یا ذائقہ نہ بدلے، تو وہ پاک ہی رہتا ہے)۔
پس (جب کنویں میں نجاست گر جائے اور یہ متغیر ہوجائے تو) اس صورت میں تغیر کو زائل کرنا بدرجۂ اولیٰ ضروری ہو گا،
(کیونکہ کنویں کا حکم یہ ہے کہ اگر کنویں کا پانی کُر کے برابر بھی ہو تب بھی یہ فقط نجاست کے ملنے کے سبب نجس ہوجاتا ہے خواہ نجاست کی وجہ سے یہ متغیر ہو یا نہ ہو)،

■ اور اگر اس نجاست کیلئے نزح کی مقدار، معین نہ ہو تو ______،

● فقط زوالِ تغیر پر اکتفاء کرنے میں،

(اور یہ شیخ طوسیؒ کا نظریہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اگر کنویں کا پانی نجاست کے سبب متغیر ہوجائے تو فقط تغیر کا اس سے زائل کردینا اُس کیلئے مطہر ہوگا اور نزحِ جمیع ضروری نہیں ہے)،

● یا نزحِ جمیع کے واجب ہونے ____ اور نزحِ جمیع کے مشکل ہونے کی صورت میں، تراوح کے واجب پر اکتفا کرنے میں،

(اور یہ سید مرتضٰی علم الہدیٰ کا نظریہ ہے، جو کنویں سے تمام پانی کے نکالنے کو ضروری سمجھتے ہیں اور اگر تمام پانی کا نکالنا ممکن نہ ہو تو تراوح کو لازم سمجھتے ہیں)،

(مذکورہ بالا) دو نظریے ہیں جن میں سے "دوسرا نظریہ" بہتر ہے، یعنی ______، نزح جمیع۔

اور اگر اس (ما لانص فیہ) میں ہم تیس یا چالیس کو واجب سمجھیں تو:

اس (ما لانص فیہ) میں بھی دو امور [یعنی:

● تیس یا چالیس (جو مقدار بھی معیّن ہو)،

● یا زوالِ تغیر]

میں سے جس کی مقدار بھی زیادہ ہو، اسی کی رعایت کرنا معتبر ہوگا۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لَهَا	هَا	نجاست	جس نجاست کیلئے
۲۔	مَا لَا يَنْفَعِلُ كَثِيْرُهٗ	هٗ	ماء الموصلة	اس سے مراد کر پانی ہے جو اگر نجاست سے ملنے کے سبب متغیر ہو تو اس کی طہارت میں تغیر کا زائل ہونا معتبر ہے
۳۔	فَهُنَا	x	x	کنویں کے پانی کی بحث میں
٤۔	لَمْ يَكُنْ لَهَا	هَا	نجاست	اگر نجاست کیلئے (نزح کی مقدار معین) نہ ہو
٥۔	مَعَ تَعَذُّرِهٖ	هٖ	نزح الجميع	جب کنویں سے تمام پانی خارج کرنا مشکل ہو
٦۔	لَوْ اَوْجَبْنَا فِيْهِ	هِ	ما لا نص فيه	اگر ما لانص فیہ کیلئے واجب قرار دیا جائے
۷۔	اَكْثَرُ الْاَمْرَيْنِ	x	x	معین مقدار اور زوالِ تغیر میں سے جس کی مقدار زیادہ ہو
۸۔	فِيْهِ	هِ	ما لا نص فيه	غیر منصوص کیلئے

متن 37 :

﴿ مَسَائِلُ ﴾

﴿ اَلْاُوْلیٰ ﴾ :

(مضاف پانی کے احکام)

﴿ اَلْـمَـآءُ الْـمُـضَافُ مَا ﴾ اَیِ الشَـیْءُ الَّذِیْ ﴿ لَا یَـصْـدُقُ عَـلَیْـهِ: اسْمُ الْمَاءِ بِاِطْلَاقِهٖ ﴾ مَـعَ صِـدْقِـهٖ عَـلَیْـهِ مَعَ الْقَیْدِ کَالْمُعْتَصَرِ مِنَ الْاَجْسَامِ ، وَالْمُمْتَزَجِ بِهَا مَزْجاً یَسْـلُبُـهُ الْاِطْلَاقَ کَـالْاَمْـرَاقِ ـــــــ دُوْنَ الْمُمْتَزَجِ عَلیٰ وَجْهٍ لَّا یَسْلُبُهُ الْاِسْمَ وَ اِنْ تَغَیَّرَ لَوْنُهٗ کَالْمُمْتَزَجِ بِالتُّرَابِ ، اَوْ طَعْمُهٗ کَالْمُمْتَزَجِ بِالْمِلْحِ ، وَ اِنْ اُضِیْفَ اِلَیْهِمَا .

متن 38 :

﴿ وَ هُوَ ﴾ اَیِ الْمَآءُ الْمُضَافُ ﴿ طَاهِرٌ ﴾ فِیْ ذَاتِهٖ بِحَسَبِ الْاَصْلِ ﴿ غَیْرُ مُطَهِّرٍ ﴾ لِغَیْرِهٖ ﴿ مُطْلَقاً ﴾ مِـنْ حَـدَثٍ وَّ لَا خَبَثٍ ، اخْتِیَاراً وَّ اضْطِرَاراً ﴿ عَلَی ﴾ الْقَوْلِ ﴿ الْاَصَحِّ ﴾ ،

وَ مُقَابِلُهٗ :

- قَوْلُ الصَّدُوْقِ :

  بِجَوَازِ الْوُضُوْءِ وَ غُسْلِ الْجَنَابَةِ ــــــ بِمَآءِ الْوَرْدِ ـــــ ، اسْتِنَاداً اِلیٰ رِوَایَةٍ مَرْدُوْدَةٍ ،

- وَ قَوْلُ الْمُرْتَضیٰ :

  بِرَفْعِهٖ ـــــــ مُطْلَقاً ـــــــ الْخَبَثَ .

متن 39 :

﴿ **وَ يَنْجُسُ** ﴾ الْـمُضَافُ وَ اِنْ كَثُرَ ﴿ **بِـالْاِتِّـصَالِ بِالنَّجِسِ** ﴾ اِجْمَاعاً ، ﴿ **وَ طُهْرُهُ** : **اِذَا صَارَ** ﴾ مَآءً ﴿ **مُطْلَقاً** ﴾ مَعَ اتِّصَالِهِ بِالْكَثِيْرِ الْمُطْلَقِ ، لَا مُطْلَقاً ﴿ **عَلىٰ** ﴾ الْقَوْلِ ﴿ **الْاَصَحِّ** ﴾ ، وَ مُقَابِلُهُ :

- طُهْرُهُ ــــــــ ،
  - بِاَغْلَبِيَّةِ الْكَثِيْرِ الْمُطْلَقِ عَلَيْهِ ،
  - وَ زَوَالِ اَوْصَافِهِ ،
- وَ طُهْرُهُ ــــــــ ، بِمُطْلَقِ الْاِتِّصَالِ بِهِ ،

ــــــــ ، "وَ اِنْ بَقِيَ ــــــ الْاِسْمُ".

وَ يَدْفَعُهُمَا مَعَ اَصَالَةِ بَقَآءِ النَّجَاسَةِ :

اِنَّ الْمُطَهِّرَ لِغَيْرِ الْمَآءِ ــــــ شَرْطُهُ:

وُصُوْلُ الْمَآءِ اِلىٰ كُلِّ جُزْءٍ مِّنَ النَّجِسِ ،

وَ مَا دَامَ مُضَافاً ــــــ لَا يُتَصَوَّرُ وُصُوْلُ الْمَآءِ اِلىٰ جَمِيْعِ اَجْزَآئِهِ النَّجِسَةِ ،

وَ اِلَّا ــــــــ لَمَا بَقِيَ كَذٰلِكَ ،

وَ سَيَأْتِيْ لَهُ تَحْقِيْقٌ آخَرُ فِيْ بَابِ الْاَطْعِمَةِ .

متن 40 :

﴿ **وَالسُّؤْرُ** ﴾ وَ هُوَ : الْمَآءُ الْقَلِيْلُ الَّذِيْ بَاشَرَهُ جِسْمُ حَيْوَانٍ ،

﴿ **تَابِعٌ لِلْحَيْوَانِ الَّذِيْ بَاشَرَهُ** ﴾ فِي الطَّهَارَةِ ، وَالنَّجَاسَةِ ، والْكَرَاهَةِ ،

﴿ **وَ يُكْرَهُ سُؤْرُ الْجَلَّالِ** ﴾ وَ هُوَ : الْـمُـغْتَذِيْ بِعَذِرَةِ الْاِنْسَانِ مَحْضاً ، اِلىٰ اَنْ يَـنْبُـتَ عَـلَيْهَـا لَـحْـمُهُ ، وَاشْتَدَّ عَظْمُهُ ، اَوْ سُمِّيَ فِي الْعُرْفِ " جَلَّالاً " قَبْلَ اَنْ

يُسْتَبْرَأُ بِمَا يُزِيْلُ الْجَلَلَ ،

﴿ وَ آكِلِ الْجِيَفِ مَعَ الْخُلُوِّ ﴾ اَىْ خُلُوِّ مَوْضِعِ الْمُلَاقَاةِ لِلْمَآءِ ﴿ عَنِ النَّجَاسَةِ وَ ﴾

سُؤْرُ ﴿ الْحَآئِضِ الْمُتَّهَمَةِ ﴾ بِعَدَمِ التَّنَزُّهِ عَنِ النَّجَاسَةِ ، وَ اَلْحَقَ بِهَا الْمُصَنِّفُ فِى الْبَيَانِ : كُلَّ مُتَّهَمٍ بِهَا ، وَ هُوَ حَسَنٌ ،

﴿ وَ سُؤْرُ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ ﴾ وَ هُمَا دَاخِلَانِ فِىْ تَبَعِيَّتِهِ لِلْحَيْوَانِ فِى الْكَرَاهَةِ، وَ اِنَّمَا خَصَّهُمَا لِتَاَكُّدِ الْكَرَاهَةِ فِيْهِمَا ،

﴿ وَ سُؤْرُ الْفَارَةِ وَ الْحَيَّةِ ﴾ ، وَ كُلِّ مَا لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ اِلَّا الهِرَّ ،

﴿ وَ وَلَدِ الزِّنَا ﴾ قَبْلَ بُلُوْغِهٖ ، اَوْ بَعْدَهٗ مَعَ اِظْهَارِهٖ لِلْاِسْلَامِ .

متن 41 :

﴿ اَلثَّانِيَةُ ﴾ :

﴿ يُسْتَحَبُّ التَّبَاعُدُ بَيْنَ الْبِئْرِ وَالْبَالُوْعَةِ ﴾ الَّتِىْ يُرْمىٰ فِيْهَا مَآءُ النَّزْحِ ـــــ ،

﴿ بِخَمْسِ اَذْرُعٍ ــ فِى ﴾ الْاَرْضِ ﴿ الصُّلْبَةِ ﴾ بِضَمِّ الصَّادِ وَ سُكُوْنِ اللَّامِ،

﴿ اَوْ تَحْتِيَّةِ ﴾ قَرَارِ ﴿ الْبَالُوْعَةِ ﴾ عَنْ قَرَارِ الْبِئْرِ ،

﴿ وَ اِلَّا يَكُنْ ﴾ كَذٰلِكَ ، بِاَنْ :

- كَانَتِ الْاَرْضُ ـــــــــــــ "رَخْوَةً" ،
- وَالْبَالُوْعَةُ ـــــــــ :
  - "مُسَاوِيَةً" لِلْبِئْرِ ـــــ قَرَاراً ،
  - اَوْ مُرْتَفِعَةً عَنْهُ ـــــــــــ ،

﴿ فَسَبْعُ ﴾ اَذْرُعٍ .

متن 42 :

وَ صُوَرُ الْمَسْأَلَةِ ـــــ عَلىٰ هٰذَا التَّقْدِيْرِ : سِتٌّ ،
يُسْتَحَبُّ التَّبَاعُدُ فِیْ اَرْبَعٍ مِنْهَا ـــــ بِخَمْسٍ ،
وَ هِيَ:

- الصُّلْبَةُ مُطْلَقاً ،
- وَالرَّخْوَةُ ـــــ مَعَ تَحْتِيَّةِ الْبَالُوْعَةِ ،

وَ بِسَبْعٍ فِیْ صُوْرَتَيْنِ ، وَ هُمَا :

- مُسَاوَاتُهُمَا ،
- وَارْتِفَاعُ الْبَالُوْعَةِ ـــــ ، فِی الْاَرْضِ الرَّخْوَةِ ،

وَ فِیْ حُكْمِ الْفَوْقِيَّةِ الْمَحْسُوْسَةِ : الْفَوْقِيَّةُ بِالْجِهَةِ ، بِاَنْ يَّكُوْنَ الْبِئْرُ ـــــ فِیْ جِهَةِ الشِّمَالِ ،
فَيَكْفِی الْخَمْسُ ـــــ مَعَ رَخَاوَةِ الْاَرْضِ ـــــ وَ اِنِ اسْتَوَی الْقَرَارَانِ ،
لِمَا وَرَدَ مِنْ اَنَّ :

" مَجَارِی الْعُيُوْنِ مَعَ مَهَبِّ الشِّمَالِ " .

متن 43 :

﴿ **وَ لَا يَنْجُسُ** ﴾ الْبِئْرُ ﴿ **بِهَا** ﴾ اَیِ الْبَالُوْعَةِ ـــــ وَ اِنْ تَقَارَبَتَا
﴿ **اِلَّا مَعَ الْعِلْمِ بِالْاِتِّصَالِ** ﴾ اَیِ اتِّصَالِ مَا بِهَا مِنَ النَّجِسِ ـــــ بِمَآءِ الْبِئْرِ ، لِاَصَالَةِ الطَّهَارَةِ وَ عَدَمِ الْاِتِّصَالِ .

متن 37 :

مسائل

پہلا مسئلہ

(مضاف پانی کے احکام:)

مضاف پانی وہ (مائع) ہے جس پر ''پانی'' کا لفظ بطورِ مطلق صادق نہ آئے،

(بلکہ) ''پانی'' کے لفظ کا اطلاق) اس (مائع) پر کسی قید کے سبب سے صادق آئے ، جیسے :

- مختلف چیزوں کا جوس (انہیں کوئی بھی مطلقاً پانی نہیں کہتا) ،
- اور وہ (مائع) جو (اصل میں تو مطلق ہو لیکن) دوسری چیزوں سے اس طرح مخلوط ہو جائے کہ یہ (اختلاط) اس سے اس کا مطلق ہونا سلب کر لے جیسے امراق (یعنی شوربہ)،

سوائے اُس (پانی) کے جو (کسی چیز سے) اس طرح مخلوط ہو کہ یہ (اختلاط) اس (ممتزج یعنی مخلوط پانی) سے مطلق ہونے کو سلب نہ کرے، خواہ اس اختلاط کی وجہ سے اس کا رنگ ہی بدل جائے جیسے :

''وہ (پانی) جو مٹی سے مخلوط ہو''

یا یہ کہ پانی کا ذائقہ بدل جائے جیسے :

''وہ (پانی) جو (تھوڑے سے) نمک سے مخلوط ہو''،

اگرچہ (پانی کے لفظ کو) ان دو (یعنی مٹی اور نمک) کی طرف مضاف کیا جائے ،

(اور کہا جائے : ماء التراب یعنی مٹیالا پانی یا کہا جائے : ماء الملح یعنی نمکین پانی ، تب بھی وہ مضاف پانی نہیں کہلائے گا)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
١۔	لَا يَصْدُقُ عَلَيْهِ	هِ	ما الموصولة	جس پر صادق نہ آئے
٢۔	بِاِطْلَاقِهٖ	هٖ	الماء	پانی بطورِ مطلق، (یعنی مضاف پانی پر پانی کا اطلاق نہ ہو)

۳۔	مَعَ صِدْقِهِ	هِ	اسم الماء	پانی کا نام صادق آئے (لیکن قید کے) ہمراہ
٤۔	عَلَيْهِ	هِ	ما الموصولة	اس شئے پر (جس پر پانی کے نام کا اطلاق نہ ہو)
٥۔	اَلْمُمْتَزَجِ بِهَا		الاجسام	ان اجسام سے مخلوط ہو
٦۔	يَسْلُبُهُ	هُوَ + هُ	مزج + ما الموصولة	مخلوط ہونا سلب کرلے اس چیز سے
۷۔	لَا يَسْلُبُهُ	هُوَ + هُ	مزج + ممتزج	ایسا ملاپ جو سلب نہ کرے مرکب سے پانی کا نام
۸۔	لَوْنُهُ	هُ	ممتزج	مرکب کا رنگ
۹۔	اِلَيْهِمَا	هِمَا	تراب + ملح	مٹی اور نمک کی طرف (مضاف ہو)

متن 38 :

اور وہ (یعنی مضاف پانی) ذاتاً پاک ہے اصل (خلقت) کے اعتبار سے ،

لیکن اپنے غیر کو پاک کرنے والا نہیں ہے مطلقاً ، (یعنی) ـــــــ :

- نہ حدث سے (پاک کرتا ہے) اور نہ ہی خبث سے ؛
- اسی طرح نہ عام حالت میں پاک کرتا ہے اور نہ ہی مجبوری کی حالت میں ،

قولِ اصحّ (یعنی صحیح ترین قول) کی بنیاد پر۔

اور قولِ اصحّ کے مقابلے میں ہے :

- شیخ صدوقؒ کا قول :

"(یعنی) 'گلاب کے پانی' سے وضو اور غسلِ جنابت کا جائز ہونا" ـــــــ ،

سہارا لیتے ہوئے ایک ایسی روایت کا جو مردود ہے (راوی کے معتبر نہ ہونے کی وجہ سے)۔

- اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کا قول :

"(یعنی) مطلقاً (یعنی ہر قسم کے) مضاف پانی سے خبث کا دور ہونا" ۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فِيْ ذَاتِهٖ	ہٖ	الماء المضاف	مضاف پانی اپنی ذات میں
۲۔	لِغَيْرِهٖ	ہٖ	الماء المضاف	مضاف پانی اپنے غیر کیلئے
۳۔	وَ مُقَابِلُهٗ	ہٗ	القول الاصح	قولِ اصح کے مقابلے میں
٤۔	بِرَفْعِهٖ	ہٖ	الماء المضاف	مضاف پانی کے (خبث کو) رفع کردینے کے بارے میں

متن 39 :

اور مضاف پانی نجس ہوجاتا ہے ـــــ ،

اگرچہ وہ کثیر (مقابل قلیل یعنی خواہ اس کی مقدار کُر یا اس سے زیادہ) ہی کیوں نہ ہو ـــــ ، (محض) نجاست کے (اس سے) متصل ہونے سے ؛ اور اس پر (علماء) کا اجماع ہے۔

اور اس (مضاف پانی) کا پاک ہونا یہ ہے کہ وہ :

- مطلق پانی میں تبدیل ہوجائے ،
- (اس شرط کے ساتھ) کہ وہ (نجس مضاف پانی) متصل ہو جائے (ایک) مطلق کثیر (یعنی کُر) پانی سے ـــــــــ (لیکن اس کا صرف) مطلق کثیر (یعنی کُر پانی) سے متصل ہو جانا کافی نہیں ہے [بلکہ اس کا مطلق پانی میں تبدیل ہونا بھی ضروری ہے] ـــــــــ ، قول اصحّ کی بنیاد پر۔

اور قولِ اصحّ کے مقابل میں ہے :

■ (قولِ شیخ طوسیؒ : یعنی) مضاف پانی پاک ہوجاتا ہے''

- جب مطلق کثیر (کُر) پانی اس پر غالب آجائے ،
- اور نجاست کی وجہ سے اس کے اوصاف میں جو تبدیلی واقع ہوئی ہے وہ بھی زائل ہوجائے۔

■ (قولِ علامہ حلّیؒ ـــــ یعنی :)

مضاف پانی پاک ہوجاتا ہے محض "مطلقِ کثیر (یعنی کُر) پانی" سے متصل ہونے کے سبب۔
(اور ان دو اقوال کی بنیاد پر: مضاف پانی پاک ہوجاتا ہے)،
اگرچہ اس کا اسم (یعنی "مضاف" ہونا) بھی باقی رہے۔
اور مسترد کرتا ہے ان دونوں (اقوال) کو:

- (اوّلاً یہ کہ بقاءِ نجاست کا استصحاب کریں گے اور کہیں گے کہ کر پانی سے متصل ہونے سے پہلے ہمیں یقین حاصل تھا کہ مضاف پانی نجس ہے؛ اور اب جبکہ وہ کر پانی سے متصل ہوگیا ہے اور ابھی تک اپنے مضاف ہونے کی حالت پر باقی ہے؛ شک ہے کہ کر پانی سے متصل ہونے کے سبب پاک ہوا ہے یا نہیں؟ تو بقاءِ نجاست کا استصحاب کریں گے اور کہیں گے کہ:)

"اصل ـــــــ نجاست کا باقی ہونا ہے"،

- (ثانیاً یہ کہ:)

پانی کے غیر (یعنی ہر قسم کے مضاف پانی) کو پاک کرنے والے (یعنی مطہر) کی شرط یہ ہے کہ (مطلق) پانی نجس (پانی) کے ہر ہر جز تک پہنچے (البتہ عرفاً، نہ عقلاً) ـــــ ،
اور جب تک (پانی) مضاف ہے یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ (مطلق) پانی نجس پانی کے ہر ہر جز تک پہنچ گیا ہے)،
کیونکہ اگر مطلق پانی "نجس مضاف پانی" کے ہر ہر جزء تک پہنچ جاتا تو
وہ مضاف ہونے کی حالت پر باقی نہ رہتا۔
اور عنقریب اس مطلب کی ایک اور تحقیق بابِ اطعمہ میں آئے گی۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	طُهْرُهُ	هُ	الماء المضاف	مضاف پانی کا پاک ہونا
۲۔	اِذَا صَارَ	هُوَ	الماء المضاف	جب مضاف پانی تبدیل ہوجائے
۳۔	مَعَ اتِّصَالِهِ	هِ	الماء المضاف	مضاف پانی اپنے متصل ہوجانے کے ساتھ
٤۔	اَلْكَثِيرِ الْمُطْلَقِ	x	x	کر مطلق پانی

۵۔	عَلَيْهِ	هِ	الماء المضاف	مضاف پانی پر
٦۔	اَوْصَافِهٖ	هٖ	الماء المضاف	مضاف پانی کے اوصاف یعنی رنگ ، بو ، ذائقہ
۷۔	بِهٖ	هٖ	الكثير المطلق	کرمطلق پانی سے (مطلق اتصال)
۸۔	يَدْفَعُهُمَا	هُمَا	قولان	مشہور قول کے مقابلے میں ، جو دو قول ہیں ، انہیں ردّ کرتا ہے
۹۔	شَرْطُهٗ	هٗ	تطهير	(مضاف پانی کے) پاک ہونے کی شرط
۱۰۔	اَجْزَائِهٖ	هٖ	الماء المضاف	مضاف پانی کے اجزاء
۱۱۔	وَ اِلَّا	x	x	اور اگر پانی تمام نجس اجزاء تک پہنچ جاتا تو
۱۲۔	كَذٰلِكَ	x	x	مضاف پانی اپنی حالت پر باقی نہ رہتا
۱۳۔	لَهٗ	هٗ	تطهير ماء المضاف	مضاف پانی کے پاک ہونے کے بارے میں

متن 40 :

اور ''سؤر'' (جھوٹا یا بچا ہوا پانی) وہ قلیل پانی ہے جسے (انسان یہ کسی اور) حیوان نے اپنے جسم سے مس کیا ہو ،

(اس کا حکم یہ ہے کہ یہ) تابع ہے اس حیوان کے کہ جس نے اسے مس کیا ہو ـــــــ ،

''(اپنے) پاک، نجس یا مکروہ ہونے میں''

اور مکروہ ہے (حیوان) نجاست خوار کا جھوٹا (استعمال کرنا) ،

اور (جلاّل) وہ ہے :

- جس کی غذا فقط انسان کی نجاست ہو ـــــــ یہاں تک کہ اسی نجاست کے کھانے پر اس کا گوشت بنا ہو اور ہڈیاں مضبوط ہوئی ہوں ،
- یا (جلاّل وہ ہے جو حلال غذا بھی کھاتا ہو اور نجاست خوار بھی ہو لیکن) اسے عرف عام میں نجاست خوار کہا جائے ،

(یہ کراہت اس وقت تک ہے جب تک) اس کا ایسے انداز سے استبراء نہ کیا جائے جو اس کی نجاست خواری (کے اثرات) کو زائل کردے۔

اور (اسی طرح مکروہ ہے) مردار خوار (حیوان) کا ''جھوٹا'' جب ان دونوں (یعنی حیوان نجاست خوار اور حیوان مردار خوار) کے وہ اعضاء جو پانی سے مس کریں، نجاست سے خالی ہوں (ورنہ اگر نجاست سے آلودہ ہوں تو پانی نجس ہوجائے گا اور اس کا استعمال مکروہ نہیں بلکہ حرام ہوجائے گا)۔

اور (اسی طرح) اس حائض عورت کا جھوٹا بھی مکروہ ہے جس پر یہ الزام ہو کہ وہ نجاست سے پرہیز نہیں کرتی۔

اور مصنفؒ نے کتاب بیان میں ہر اس (انسان کے جھوٹے) کو حائض عورت کے جھوٹے سے ملحق کیا ہے جس پر نجاست سے پرہیز نہ کرنے کا الزام ہو۔ اور یہ الحاق اچھا ہی ہے۔

اور خچر اور گدھے کا جھوٹا بھی مکروہ ہے،

اور دونوں (یعنی خچر اور گدھا، اگرچہ) داخل ہیں، اپنے جھوٹے کے تابع ہونے کے سلسلہ میں، اس حیوان میں جس کا گوشت مکروہ ہے، (چنانچہ اسے الگ سے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن)،

مصنفؒ نے ان دونوں کو خاص طور پر اس لیے بیان کیا ہے کیونکہ ان دونوں (کے گوشت اور جھوٹے کے بارے میں) شدید کراہیت بیان کی گئی ہے۔

اور (اسی طرح مکروہ ہے):

- چوہے اور سانپ کا جھوٹا،
- اور ہر اس حیوان کا جھوٹا جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا (یعنی جس کا گوشت کھانا حرام ہے) سوائے بلّی کے جھوٹے کے (کہ جس کا جھوٹا مکروہ نہیں ہے)۔
- اور ولد الزنا کا جھوٹا اس کے بالغ ہونے سے پہلے تک اور بالغ ہونے کے بعد بھی مکروہ ہے اگر وہ اسلام کا اظہار کرے (اور اگر اسلام کا اظہار نہ کرے تو بعض فقہا کے نزدیک وہ کافر ہے اور اس کا جھوٹا نجس ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بَاشَرَہٗ	ہٗ	الذی	وہ قلیل پانی جس سے ملا ہو/ چھوا ہو/ چاٹا ہو

۲۔	عَلَيْهَا	هَا	عذرة	علیٰ ، یہاں سببیت کیلئے ہے یعنی اس فضلہ کے سبب
۳۔	عَظْمُهٗ	ہٗ	جلّال	نجاست خوار حیوان کی ہڈیاں
٤۔	سُمِّيَ	هُوَ	جلّال	نجاست خوار کو کہا جائے
٥۔	اَنْ يُّسْتَبْرَأَ	هُوَ	جلّال	نجاست خوار حیوان کا استبراء ہو
٦۔	بِهَا	هَا	الحائض المتهمة	اس حائض عورت کے ساتھ جس پر نجاست سے پرہیز نہ کرنے کا الزام ہو
۷۔	مُتَّهَمٍ - بِهَا	هَا	النجاسة	جس پر نجاست سے پرہیز نہ کرنے کا الزام ہو
۸۔	وَ هُوَ	هُوَ	الحاق	یہ الحاق
۹۔	فِيْ تَبَعِيَّتِهٖ	ہٖ	سؤر	اگر چہ خچر اور گدھے کا جھوٹا داخل ہیں اپنے تابع ہونے میں
۱۰۔	خَصَّهُمَا	هُمَا	بغل و حمار	خچر اور گدھے کو ، مصنفؒ نے مخصوصاً بیان کیا ہے
۱۱۔	لَحْمُهٗ	ہٗ	ما الموصولة	وہ جس کا گوشت
۱۲۔	قَبْلَ بُلُوْغِهٖ	ہٖ	ولد الزنا	ناجائز لڑکے کے بالغ ہونے سے پہلے
۱۳۔	اَوْ بَعْدَهٗ	ہٗ	بلوغ	یا بالغ ہونے کے بعد

دوسرا مسئلہ :

متن 41 :

مستحب ہے کہ کنویں اور بالوعہ ـــــــــ ،

(وہ گٹر کہ) جس میں کنویں سے نکالا جانے والا نجس پانی گرایا جاتا ہے ،

ـــــــــ ، کے درمیان پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہو اگر :

- زمین (کہ جس میں کنواں اور گٹر موجود ہیں) صُلبہ (یعنی سخت) ہو ،

(صُلبہ) صاد کی ضمہ اور لام کی جزم کے ساتھ ،

● یا بالوعے کا پیندا کنویں (کے پیندے) سے زیادہ گہرا ہو ،

اور اگر یہ دوصورتیں نہ ہوں یعنی :

[a] زمین نرم ہو ،

اور بالوعے اور کنویں کا پیندا مساوی ہو،

[b] یا (زمین نرم ہولیکن)

بالوعے کا پیندا کنویں سے بلند ہو ،

تو (ان دوصورتوں میں مستحب ہے کہ دونوں کے درمیان)ــــــــ، سات ہاتھ کا فاصلہ ہو۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فِيهَا	هَا	البالوعة	جس گڑھے میں
۲۔	مُرْتَفِعَةً عَنْهُ	هُ	بئر	یا کنویں سے بلند ہو

متن 42 :

اور اس صورت میں مسئلہ کی چھ صورتیں بنتی ہیں جن میں سے چار میں مستحب ہے کہ (بالوعہ اور کنویں کے درمیان) پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہو، اور وہ چار صورتیں یہ ہیں:

■ زمین سخت ہو مطلقاً یعنی:

[1] کنویں کا پیندا ــــــــ ، بالوعہ کے پیندے سے بلند ہو،

[2] کنویں کا پیندا ــــــــ، بالوعہ کے پیندے سے گہرا ہو،

[3] کنویں اور بالوعے کے پیندے مساوی ہوں ،

■ زمین نرم ہو اور :

[4] بالوعہ کنویں سے گہرا ہو۔

اور وہ دوصورتیں کہ جن میں ــــــــــ سات ہاتھ کا فاصلہ مستحب ہے وہ یہ ہیں :

■ زمین نرم ہو اور :

[5] کنویں اور بالوعے کے پیندے مساوی ہوں ،

[6] بالوعہ کا پیندا کنویں سے بلند ہو ،

اورفوقیتِ حسی (یعنی حسی طور پر جس کے بلند ہونے کا مشاہدہ کیا جاسکے) کے حکم میں ہے فوقیتِ جہتی :
(یعنی یہ کہ) کنواں شمال کی سمت میں واقع ہو (اور بالوعہ جنوب کی سمت میں واقع ہو)
پس اس صورت میں (کنویں اور بالوعہ کے درمیان) پانچ ہاتھ کا فاصلہ کافی ہے جب :
زمین نرم ہو اگرچہ دونوں کی بلندی مساوی ہو ،
کیونکہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ پانی کے چشموں کا بہاؤ شمال سے (جنوب کی سمت میں ہوتا) ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	عَلیٰ هٰذا التَّقْدِیْرِ	x	x	مصنفؒ کے بیان کردہ فرض کے مطابق
۲۔	فِیْ اَرْبَعٍ مِنْهَا	هَا	ستّ	چھ میں سے چار صورتوں میں
۳۔	وَ هِیَ	هِیَ	صور اربعة	وہ چار صورتیں یہ ہیں
٤۔	مُسَاوَاتُهُمَا	هُمَا	بئر + بالوعة	کنویں اور بالوعہ کا گہرائی میں مساوی ہونا

متن 43 :

اور کنواں نجس نہیں ہوتا اس کے سبب یعنی بالوعہ کے سبب اگرچہ دونوں ایک دوسرے کے نزدیک ہی کیوں نہ واقع ہوں ،
مگر جب اتصال کا یقین ہوجائے (یعنی یقین حاصل ہوجائے کہ :)
متصل ہوگیا ہے اس (بالوعہ) کا نجس (پانی) کنویں ــــــــ (کے پانی) سے ،
کیونکہ (تمام چیزوں میں) اصل :
- طہارت ہے اور ، (کنویں اور بالوعہ کا ایک دوسرے سے)
- متصل نہ ہونا ہے ــــــــ ،

(کیونکہ جب ان دو کو کھودا گیا تھا تو وہ ایک دوسرے سے متصل نہیں تھے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اِنْ تَقَارَبَتَا	هُمَا	بئر + بالوعة	کنواں اور بالوعہ اگرچہ قریب قریب ہی ہوں
۲۔	مَا بِهَا	هَا	بالوعة	بالوعہ کا نجس پانی

متن 44 :

﴿اَلثَّالِثَةُ﴾ :

(نجاستیں اور ان کے احکام)

﴿ اَلنَّجَاسَةُ ﴾ اَیْ جِنْسُهَا ﴿ عَشَرَةٌ :

(1 & 2) اَلْبَوْلُ وَالْغَآئِطِ ــ مِنْ غَيْرِ الْمَأْكُوْلِ﴾ لَحْمُهٗ ــ بِالْاَصْلِ ، اَوِ الْعَارِضِ ﴿ ذِی النَّفْسِ ﴾ اَیِ الدَّمُ الْقَوِیُّ الَّذِیْ يَخْرُجُ مِنَ الْعِرْقِ عِنْدَ قَطْعِهٖ ،

(3 & 4) ﴿ وَالدَّمُ وَ الْمَنِیُّ ـــــ مِنْ ذِی النَّفْسِ ﴾ آدَمِياً كَانَ اَمْ غَيْرَهٗ ، بَرِّياً اَمْ بَحْرِياً ، ﴿ وَ اِنْ اُكِلَ لَحْمُهٗ ،

(5) وَالْمَيْتَةُ مِنْهُ ﴾ اَیْ مِنْ ذِی النَّفْسِ ـــــ وَ اِنْ اُكِلَ ،

(6 & 7) ﴿ وَالْكَلْبُ وَالْخِنْزِيْرُ ﴾ الْبَرِّيَّانِ ،

- وَ اَجْزَآؤُهُمَا ـــــ وَ اِنْ لَّمْ تَحِلَّهَا الْحَيَاةُ ،
- وَ مَا تَوَلَّدَ مِنْهُمَا ـــ وَ اِنْ بَايَنَهُمَا فِی الْاِسْمِ ،

اَمَّا الْمُتَوَلِّدُ مِنْ ـــــــــــ اَحَدِهِمَا وَ طَاهِرٍ ، فَاِنَّهٗ :

يَتْبَعُ فِی الْحُكْمِ ـــ الْاِسْمَ ـــ وَ لَوْ لِغَيْرِهِمَا ـــــ ،

فَاِنِ انْتَفَى الْمُمَاثِلُ ـــــ فَالْاَقْوىٰ :

طَهَارَتُهٗ ـــــ وَ اِنْ حَرُمَ لَحْمُهٗ ـــ لِلْاَصْلِ فِيْهِمَا .

متن 45 :

(8) ﴿ وَالْكَافِرُ ﴾ اَصْلِياً ـــ وَ مُرْتَداً ـــ وَ اِنِ انْتَحَلَ الْاِسْلَامَ مَعَ جَحْدِهٖ

لِبَعْضِ ضَرُوْرِیَّاتِهٖ ،

وَ ضَابِطُهٗ : مَنْ اَنْکَرَ :

- اَلْاِلٰهِیَّةَ ،
- اَوِ الرِّسَالَةَ ،
- اَوْ بَعْضَ مَا عُلِمَ ثُبُوْتُهٗ مِنَ الدِّیْنِ ــــــ ضَرُوْرَةً .

(9) ﴿ **وَالْمُسْکِرُ** ﴾ الْمَائِعُ بِالْاَصَالَةِ ،

(10) ﴿ **وَالْفُقَّاعُ** ﴾ بِضَمِّ الْفَآءِ ، وَالْاَصْلُ فِیْهِ ـــ اَنْ یُّتَّخَذَ مِنْ مَآءِ الشَّعِیْرِ ، لٰکِنْ : لَـمَّا وَرَدَ الْحُکْمُ فِیْهِ ـــ مُعَلَّقاً عَلَی التَّسْمِیَةِ ـــ ثَبَتَ لِمَا اُطْلِقَ عَلَیْهِ اسْمُهٗ مَعَ حُصُوْلِ خَاصِیَّتِهٖ ــــــ اَوِ اشْتِبَاهِ حَالِهٖ .

متن 46 :

وَ لَمْ یَذْکُرِ الْمُصَنِّفُ هُنَا مِنَ النَّجَاسَاتِ ــــ "اَلْعَصِیْرَ الْعِنَبِیَّ" ، اِذَا غَلَا وَ اشْتَدَّ وَ لَمْ یَذْهَبْ ثُلُثَاهُ ، لِعَدَمِ وُقُوْفِهٖ عَلیٰ دَلِیْلٍ یَقْتَضِیْ نَجَاسَتَهٗ کَمَا اعْتَرَفَ بِهٖ فِی الذِّکْریٰ وَالْبَیَانِ .

لٰکِنْ سَیَأْتِیْ اَنَّ ذَهَابَ ثُلُثَیْهِ ـــ مُطَهِّرٌ ، وَ هُوَ یَدُلُّ عَلیٰ حُکْمِهٖ ـــ بِتَنَجُّسِهٖ فَلَا عُذْرَ فِیْ تَرْکِهٖ ، وَ کَوْنُهٗ فِیْ حُکْمِ الْمُسْکِرِ ـــ کَمَا ذَکَرَهٗ فِیْ بَعْضِ کُتُبِهٖ ـــ لَا یَقْتَضِیْ ـــ دُخُوْلَهٗ فِیْهِ ـــ حَیْثُ یُطْلَقُ ، وَ اِنْ دَخَلَ فِیْ حُکْمِهٖ ـــ حَیْثُ یُذْکَرُ .

متن 47 :

﴿ **وَ هٰذِهٖ** ﴾ النَّجَاسَاتُ الْعَشْرُ ﴿ **یَجِبُ اِزَالَتُهَا** ﴾ لِاَجْلِ الصَّلَاةِ :

- ﴿ **عَنِ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ** ﴾
- وَ مَسْجِدِ الْجَبْهَةِ ،

- وَ عَنِ الْاَوَانِیْ ـــ لِاسْتِعْمَالِهَا فِیْمَا يُتَوَقَّفُ عَلیٰ طَهَارَتِهَا ،
- وَ عَنِ الْمَسَاجِدِ ، وَالضَّرَآئِحِ الْمُقَدَّسَةِ ، وَالْمَصَاحِفِ الْمُشَرَّفَةِ

﴿ وَ عُفِیَ ﴾ فِی الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ ﴿ عَنْ دَمِ الْجَرْحِ وَالْقُرْحِ مَعَ السَّيَلَانِ ﴾

- دَائِماً ،
- اَوْ فِیْ وَقْتٍ ـــ لَّا يَسَعُ زَمَنُ فَوَاتِهِ الصَّلَاةَ .

اَمَّا لَوِ انْقَطَعَ وَقْتاً يَسَعُهَا ، فَقَدِ اسْتَقْرَبَ الْمُصَنِّفُ ـ رَحِمَهُ اللّٰهُ ـ فِی الذِّكْریٰ ـــ وُجُوبَ الْإِزَالَةِ ـــ لِانْتِفَاءِ الضَّرَرِ ،

وَالَّذِیْ يُسْتَفَادُ مِنَ الْاَخْبَارِ: عَدَمُ الْوُجُوْبِ مُطْلَقاً حَتّٰی يَبْرَأَ ، وَ هُوَ قَوِیٌّ .

متن 48 :

﴿ وَ عَنْ دُوْنِ الدِّرْهَمِ الْبَغْلِیِّ ﴾ سِعَةً ، وَ قُدِّرَ بِسِعَةِ:

- اَخْمُصِ الرَّاحَةِ ،
- وَ بِعَقْدِ الْاِبْهَامِ الْعُلْيَا ،
- وَ بِعَقْدِ السَّبَّابَةِ ،

وَ لَا مُنَافَاةَ ، لِاَنَّ مِثْلَ هٰذَا الْاِخْتِلَافِ يَتَّفِقُ فِی الدَّرَاهِمِ بِضَرْبٍ وَاحِدٍ ،

وَ اِنَّمَا يُغْتَفَرُ هٰذَا الْمِقْدَارُ ﴿ مِنَ ﴾ الدَّمِ ـــــ ﴿غَيْرِ الدِّمَآءِ الثَّلَاثَةِ ﴾ .

متن 49 :

وَ اَلْحَقَ بِهَا بَعْضُ الْاَصْحَابِ ـــ دَمَ نَجِسِ الْعَيْنِ ـــ لِتَضَاعُفِ النَّجَاسَةِ ، وَ لَا نَصَّ فِيْهِ . وَ قَضِيَّةُ الْاَصْلِ تَقْتَضِیْ ـــ دُخُوْلَهٗ فِی الْعُمُوْمِ ،

وَالْعَفْوُ عَنْ هٰذَا الْمِقْدَارِ ـــ مَعَ اجْتِمَاعِهٖ ـــــ مَوْضِعُ وِفَاقٍ ،

وَ مَعَ تَفَرُّقِهٖ ـــــ "اَقْوَالٌ" ، اَجْوَدُهَا ـــــ اِلْحَاقُهٗ بِالْمُجْتَمِعِ ،

وَ يَكْفِيْ فِي الزَّائِدِ عَنِ الْمَعْفُوِّ عَنْهُ ــــــــ "اِزَالَةُ الزَّآئِدِ" خَاصَّةً .
وَالثَّوْبُ وَالْبَدَنُ يُضَمُّ بَعْضُهُمَا اِلٰى بَعْضٍ ــــ عَلٰى اَصَحِّ الْقَوْلَيْنِ .

متن 50 :

وَ لَـوْ اَصَـابَ الـدَّمُ وَجْهَـيِ الثَّـوْبِ ــــــ فَاِنْ تَفَشّٰى مِنْ جَانِبٍ اِلٰى آخَرَ ــــ "فَوَاحِدٌ" ، وَ اِلَّا ــــــ "فَاثْنَانِ" .
وَاعْتَبَرَ الْمُصَنِّفُ فِي الذِّكْرٰى فِي الْوَحْدَةِ مَعَ التَّفَشِّيْ ــــ "رِقَّةَ الثَّوْبِ" وَ اِلَّا ــــــ تَعَدَّدَ ،
وَ لَوْ اَصَابَهُ مَائِعٌ طَاهِرٌ ، فَفِي ــــــــ ،

- بَقَآءِ الْعَفْوِ عَنْهُ ،
- وَ عَدَمِهِ ،

ــــــ ، "قَوْلَانِ" لِلْمُصَنِّفِ ــــــ فِي الذِّكْرٰى وَالْبَيَانِ ،
اَجْوَدُهُمَا ــــــ الْاَوَّلُ . نَعَمْ ، يُعْتَبَرُ التَّقْدِيْرُ بِهِمَا .

متن 51 :

وَ بَقِيَ ــــــ مِمَّا يُعْفٰى عَنْ نَجَاسَتِهٖ ــــــــ "شَيْئَانِ" :

- اَحَدُهُمَا : "ثَوْبُ الْمُرَبِّيَةِ " لِلْوَلَدِ ،
- وَالثَّانِيْ : "مَا لَا تَتِمُّ صَلاَةُ الرَّجُلِ فِيْهِ ــــــــ وَحْدَهٗ" ،

لِكَوْنِهٖ ــــــــــ لَا يَسْتُرُ عَوْرَتَيْهِ ،
وَ سَيَأْتِيْ حُكْمُ الْاَوَّلِ فِيْ لِبَاسِ الْمُصَلِّيْ ،
وَ اَمَّا الثَّانِيْ ــــــ فَلَمْ يَذْكُرْهُ ــــــ لِاَنَّهٗ لَا يَتَعَلَّقُ:

- بِبَدَنِ الْمُصَلِّيْ ،

● وَلَا ثَوْبِهِ ـــــ الَّذِیْ هُوَ شَرْطٌ فِی الصَّلَاةِ مَعَ مُرَاعَاةِ الْاِخْتِصَارِ .

متن 52 :

﴿ وَ يُغَسَّلُ الثَّوْبُ مَرَّتَيْنِ ـــــ بَيْنَهُمَا عَصْرٌ ﴾ وَ هُوَ :

" كَبْسُ الثَّوْبِ بِالْمُعْتَادِ ـــــ لِإِخْرَاجِ الْمَآءِ ـــــ الْمَغْسُوْلِ بِهِ " ،

وَ كَذَا يُعْتَبَرُ "الْعَصْرُ" بَعْدَهُمَا ـــــ وَ لَا وَجْهَ لِتَرْكِهِ،

وَالتَّثْنِيَةُ ـــــ مَنْصُوْصَةٌ فِی الْبَوْلِ .

وَ حَمَلَ الْمُصَنِّفُ غَيْرَهٗ ـــــ عَلَيْهِ ، مِنْ بَابِ مَفْهُوْمِ الْمُوَافَقَةِ ،

لِاَنَّ غَيْرَهٗ ـــــ اَشَدُّ نَجَاسَةً ،

وَ هُوَ مَمْنُوْعٌ ـــــ ، بَلْ هِيَ :

- اِمَّا مُسَاوِيَةٌ ،
- اَوْ اَضْعَفُ حُكْماً ،

وَ مِنْ ثَمَّ ـــــ عُفِيَ عَنْ قَلِيْلِ الدَّمِ ـــــ دُوْنَهٗ ،

فَالْاِكْتِفَاءُ بِالْمَرَّةِ ـــــ فِیْ غَيْرِ الْبَوْلِ ـــــ اَقْوىٰ، عَمَلاً بِاِطْلَاقِ الْاَمْرِ ،

وَ هُوَ اخْتِيَارُ الْمُصَنِّفُ فِی الْبَيَانِ ـــــ جَزْماً ،

وَ فِی الذِّكْرىٰ وَالدُّرُوْسِ ـــــ بِضَرْبٍ مِّنَ التَّرَدُّدِ .

متن 53 :

وَ يُسْتَثْنىٰ مِنْ ذٰلِكَ بَوْلُ الرَّضِيْعِ ، فَلَا يَجِبُ :

- عَصْرُهٗ ،
- وَ لَا تَعَدُّدُ غَسْلِهِ ،

وَ هُمَا ثَابِتَانِ فِیْ غَيْرِهِ ، **﴿ اِلَّا فِی :**

* الْكَثِيْرِ ،
* وَالْجَارِىْ ﴾ــــ بِنَآءً عَلىٰ عَدَمِ اعْتِبَارِ كَثْرَتِهٖ ــ ،

ـــــــــ ، فَيَسْقُطَانِ فِيْهِمَا ،

وَ يُكْتَفىٰ بِمُجَرَّدِ وَضْعِهٖ فِيْهِمَا مَعَ اِصَابَةِ الْمَآءِ لِمَحَلِّ النَّجَاسَةِ ، وَ زَوَالِ عَيْنِهَا، ﴿ وَ يُصَبُّ عَلَى الْبَدَنِ مَرَّتَيْنِ فِى غَيْرِهِمَا ﴾ بِنَاءً عَلَى اعْتِبَارِ التَّعَدُّدِ ، مُطْلَقاً .

وَ كَذَا مَا اَشْبَهَ الْبَدَنَ مِمَّا تَنْفَصِلُ الْغُسَالَةُ عَنْهُ بِسَهُوْلَةٍ كَالْحَجَرِ وَالْخَشَبِ.

متن 54 :

﴿ وَ ﴾ كَذَا ﴿ الْاِنَآءُ ﴾ ، وَ يَزِيْدُ اَنَّهُ يَكْفِىْ صَبُّ الْمَآءِ فِيْهِ بِحَيْثُ يُصِيْبُ النَّجِسَ وَ اِفْرَاغُهُ مِنْهُ وَ لَوْ بِآلَةٍ ، لَا تَعُوْدُ اِلَيْهِ ثَانِياً اِلَّا طَاهِرَةً .

سَوَآءٌ فِىْ ذٰلِكَ :

- الْمُثْبَتُ وَ غَيْرُهُ ،
- وَ مَا يَشُقُّ قَلْعُهُ وَغَيْرُهُ .

﴿ فَاِنْ وَلَغَ فِيْهِ ﴾ اَىْ فِى الْاِنَآءِ ﴿ كَلْبٌ ﴾ بِاَنْ شَرِبَ مِمَّا فِيْهِ بِلِسَانِهٖ ﴿ قُدِّمَ عَلَيْهِمَا ﴾ اَىْ عَلَى الْغَسْلَتَيْنِ بِالْمَآءِ ﴿ مَسْحُهُ بِالتُّرَابِ ﴾ الطَّاهِرِ دُوْنَ غَيْرِهٖ مِمَّا اَشْبَهَهُ ، وَ اِنْ تَعَذَّرَ اَوْ خِيْفَ فَسَادُ الْمَحَلِّ .

وَ اُلْحِقَ بِالْوُلُوْغِ "لَطْعُهُ الْاِنَآءَ" دُوْنَ مُبَاشَرَتِهٖ لَهُ ـــ بِسَآئِرِ اَعْضَآئِهٖ .

وَ لَوْ تَكَرَّرَ الْوُلُوْغُ ، تَدَاخَلَ ، كَغَيْرِهٖ مِنَ النَّجَاسَاتِ الْمُجْتَمِعَةِ ، وَ فِى الْاَثْنَآءِ "يُسْتَأْنَفُ" . وَ لَوْ غَسَلَهُ فِى الْكَثِيْرِ كَفَتِ الْمَرَّةُ بَعْدَ التَّعْفِيْرِ ﴿ وَ يُسْتَحَبُّ السَّبْعُ ﴾ بِالْمَآءِ ﴿ فِيْهِ ﴾ فِى الْوُلُوْغِ ، خُرُوْجاً ـــ مِّنْ خِلَافِ ـــ مَنْ اَوْجَبَهَا .

متن 55 :

﴿ وَ كَذَا ﴾ يُسْتَحَبُّ السَّبْعُ ﴿ فِى الْفَارَةِ وَالْخِنْزِيْرِ ﴾ لِلْاَمْرِ بِهَا فِىْ بَعْضِ الْاَخْبَارِ الَّتِىْ لَمْ تَنْهَضْ حُجَّةً عَلَى الْوُجُوْبِ ، وَ مُقْتَضىٰ اِطْلَاقِ الْعِبَارَةِ :

"اَلْاِجْتِزَآءُ فِيْهِمَا بِالْمَرَّتَيْنِ كَغَيْرِهِمَا".

وَالْاَقْوىٰ فِىْ وُلُوْغِ الْخِنْزِيْرِ ـــــ وُجُوْبُ السَّبْعِ بِالْمَآءِ ، لِصِحَّةِ رِوَايَتِهٖ، وَ عَلَيْهِ الْمُصَنِّفُ فِىْ بَاقِىْ كُتُبِهٖ .

﴿ وَ ﴾ يُسْتَحَبُّ الثَّلَاثُ ﴿ فِى الْبَاقِىْ ﴾ مِنَ النَّجَاسَاتِ ـــــ ،

لِلْاَمْرِ بِهٖ فِىْ بَعْضِ الْاَخْبَارِ .

متن 56 :

﴿ وَالْغُسَالَةُ ﴾ وَ هِىَ : الْـمَآءُ الْمُنْفَصِلُ عَنِ الْمَحَلِّ الْمَغْسُوْلِ بِنَفْسِهٖ ، اَوْ بِالْعَصْرِ ﴿ كَالْمَحَلِّ قَبْلَهَا ﴾ اَىْ قَبْلَ خُرُوْجِ تِلْكَ الْغُسَالَةِ ،

فَاِنْ كَانَتْ مِنَ الْغَسْلَةِ الْاُوْلىٰ :

"وَجَبَ غَسْلُ مَا اَصَابَتْهُ ـــــ تَمَامَ الْعَدَدِ" ،

اَوْ مِنَ الثَّانِيَةِ ،

فَتَنْقُصُ وَاحِدَةٌ ـــــــــ وَ هٰكَذَا .

وَ هٰذَا يَتِمُّ فِيْمَا يُغْسَلُ مَرَّتَيْنِ ـــــ لَا لِخُصُوْصِ النَّجَاسَةِ .

اَمَّا الْمَخْصُوْصُ كَالْوُلُوْغِ ـــــ فَلَا ، لِاَنَّ الْغُسَالَةَ ـــــ لَا تُسَمّٰى وُلُوْغاً ،

وَ مِنْ ثَمَّ: لَوْ وَقَعَ لُعَابُهٗ فِى الْاِنَآءِ ـــ بِغَيْرِهٖ ، لَمْ يُوْجِبْ حُكْمَهٗ ،

وَ مَا ذَكَرَهُ الْمُصَنِّفُ ـــــ "اَجْوَدُ الْاَقْوَالِ فِى الْمَسْأَلَةِ" .

وَ قِيْلَ : اِنَّ الْغُسَالَةَ كَالْمَحَلِّ ، قَبْلَ الْغَسْلِ مُطْلَقاً ،

وَ قِيلَ : بَعْدَهُ ، فَتَكُون طَاهِرَةً مُطْلَقاً ،

وَ قِيلَ : بَعْدَهَا .

وَ يُسْتَثْنىٰ مِنْ ذٰلِكَ ـــــ مَآءُ الْإِسْتِنْجَآءِ ، فَغُسَالَتُهُ طَاهِرَةٌ مُطْلَقاً ،

- مَا لَمْ تَتَغَيَّرْ بِالنَّجَاسَةِ ،
- اَوْ تُصَبْ بِنَجَاسَةٍ ـــــ خَارِجَةٍ عَنْ :
  - ❄ حَقِيقَةِ الْحَدَثِ الْمُسْتَنْجىٰ مِنْهُ ـــــ ،
  - ❄ اَوْ مَحَلِّهِ .

تیسرا مسئلہ :

(نجاستیں اور ان کے احکام :)

متن 44 :

نجاست یعنی جنسِ نجاست (یعنی نجاسات) دس ہیں :

(1 & 2) پیشاب اور پائخانہ :

(انسان اور ہر) اس حیوان کا کہ اصل (شریعت) کے مطابق یا کسی سبب کی وجہ سے :

- اس کا گوشت کھانا حرام ہے اور ،
- وہ خون جہندہ رکھتا ہے ـــــــــــــــ یعنی وہ خونِ قوی جو شہ رگ کے کاٹتے وقت اُس سے خارج ہوتا ہے ۔

(3 & 4) خون اور منی :

ہر اس حیوان کی جو :

- خون جہندہ رکھتا ہو ـــــــــــ خواہ وہ آدمی ہو یا غیر آدمی ، اور غیر آدمی ہونے کی صورت میں؛ زمین پر زندگی کرتا ہو یا پانی کے اندر ، اگرچہ ایسے حیوان کا گوشت حلال ہو ۔

(5) اور ان کا مردار :

یعنی خون جہندہ رکھنے والے حیوان کا ـــــــــــ اگرچہ وہ حلال گوشت ہو۔

(6 & 7) کتا اور سؤر :

جو زمین پر زندگی کرتے ہوں ،

اور ان دونوں کے اعضاءِ بدن (بھی نجس ہیں) ـــــــــ اگرچہ ان میں روح نہ ہو (مثال کے طور پر ان کے بال ، ہڈیاں اور ناخن وغیرہ) ۔

اور وہ حیوان (بھی نجس ہے) جو کتے اور سؤر (کے باہم جنسی ملاپ) سے

وجود میں آئے ـــــ اگرچہ (وجود میں آنے والا) حیوان اپنے کتے اور سؤر کہلائے جانے میں ان دونوں کے خلاف ہو (یعنی نہ اسے کتا کہا جاسکے اور نہ ہی سؤر)۔

لیکن وہ حیوان جو (صرف) کتے یا (صرف) خنزیر کے ـــــ حلال گوشت جانور سے ملاپ کے سبب پیدا ہو، تو یہ پیدا ہونے والا حیوان ـــ (طہارت ونجاست کے حکم) میں (اپنے) نام کے تابع ہوگا ـــــ اگرچہ وہ (نام) ملاپ کرنے والے دونوں حیوانوں کے غیر کا ہو ـــــ پس اگر (پیدا ہونے والا حیوان دنیا میں) کسی کی شبیہ نہ ہو تو اقویٰ اس کا طاہر ہونا ہے اگرچہ اس کا گوشت حرام ہوگا (بلی کی مانند)، طہارت وحرمت میں پائی جانے والی اصل کی وجہ سے (اور وہ اصل یہ ہے کہ ہر شئے پاک ہے مگر وہ جسے نص پاک ہونے سے خارج کردے اور دوسری اصل یہ ہے کہ صرف وہ چیزیں حلال ہیں جن کے بارے میں نص موجود ہو)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	جِنْسُهَا	هَا	النجاسة	نجاست کا گروہ
۲۔	عِنْدَ قَطْعِهٖ	ہٖ	عرق	شہ رگ کاٹتے وقت
۳۔	اَمْ غَيْرَهٗ	ہٗ	آدمی	یا غیر آدمی ہو
٤۔	وَ اِنْ اُكِلَ لَحْمُهٗ	ہٗ	ذی النفس	اِن یہاں وصلیہ ہے، یعنی اگرچہ خونِ جہندہ رکھنے والا حیوان حلال گوشت ہو
۵۔	وَ اَجْزَاؤُهُمَا	هُمَا	الکلب+ الخنزیر	کتے اور سؤر کے اعضاء
٦۔	لَمْ تَحِلَّهَا	هَا	اَلْاَجْزَاءُ	اعضاء میں روح نہ پھونکی گئی ہو
۷۔	مِنْهُمَا	هُمَا	الکلب+ الخنزیر	کتے اور سؤر سے
۸۔	وَ اِنْ بَايَنَهُمَا	هُوَ+ هُمَا	ما تولد+ الکلب و الخنزیر	اگرچہ مولود جانور، نہ کتا ہو اور نہ ہی سؤر
۹۔	مِنْ اَحَدِهِمَا	هما	الکلب+ الخنزیر	کتے یا سؤر میں سے کسی ایک سے

۱۰۔	فَاِنَّهٗ	ہٗ	المتولد	کیونکہ مولود
۱۱۔	فِي الْحُكْمِ	x	x	طہارت اور نجاست کے حکم میں
۱۲۔	وَ لِغَيْرِهِمَا	هما	احد هما+ طاهر	کتے یا سؤر، اور حلال جانور کے غیر کا
۱۳۔	طَهَارَتُهٗ	ہٗ	متولد	مولود کے جسم کا پاک ہونا ہے
۱٤۔	فِيهِمَا	هِمَا	طهارت+ حرمت	گوشت کا حلال یا حرام ہونا

متن 45 :

(8) اور کافر (اپنی تمام اقسام سمیت یعنی)،

- خواہ (کافرِ) اصلی ہو (یعنی کافر ماں باپ کی اولاد ہو)،
- یا مرتد ہو،

(جو مسلمان ہوتے ہوئے دینِ اسلام سے منصرف ہو جائے۔ مرتد کی دو قسمیں ہیں: مرتد فطری اور مرتد ملی۔ مرتد فطری وہ ہے جس کے انعقاد نطفہ کے وقت، اُس کے والدین دونوں یا ان میں سے ایک مسلمان ہو، چنانچہ یہ بالغ ہوکر دینِ اسلام سے منصرف جائے۔ اور مرتد ملی وہ ہے جس کے انعقادِ نطفہ کے وقت اُس کے والدین کافر ہوں اور یہ شخص بالغ ہوکر اپنی مرضی سے دینِ اسلام قبول کرے اور کچھ مدت کے بعد، اپنی کفر کی حالت پر پلٹ جائے)۔

اگرچہ کافر اسلام کا دعویٰ کرے، باوجود اس کے کہ وہ ضروریات اسلام میں سے کسی کا منکر ہو (جیسے خوارج وغیرہ)۔

اور کافر ہونے میں قاعدہ کلی یہ ہے:

- ہر وہ شخص جو وجودِ خدا کا منکر ہو (کافر ہے)،
- یا (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک کی بھی) رسالت کا منکر ہو،
- یا بعض ایسی چیزوں کا منکر ہو کہ جن کا دین اسلام میں ضروری ہونا (تمام اسلامی فرقوں کے نزدیک) معروف ہو، (مثلاً نماز، روزہ، حج،

زکوٰۃ ، خمس وغیرہ کا واجب ہونا تمام مسلمان فرقوں کے نزدیک مسلّم ہے ، اگرچہ ممکن ہے کہ ان واجبات کی جزئیات میں اختلاف ہو) ،

(9) اور ہر وہ شئے جو مسکر (نشہ آور) ہو ،

جبکہ وہ اپنی اصلی حالت میں مائع حالت میں پائی جاتی ہو ،

(پس شراب اگرچہ منجمد ہو تب بھی نجس ہے کیونکہ وہ اپنی اصلی حالت میں مائع حالت میں پائی جاتی ہے ،لیکن چرس ، بھنگ اور ہیروئن وغیرہ جو اپنی اصلی حالت میں ٹھوس حالت میں پائی جاتی ہیں اگر کسی مائع کے اضافہ سے انہیں مائع حالت میں بدل دیا جائے تب بھی یہ پاک رہیں گی کیونکہ اگرچہ یہ مسکر ہیں لیکن ان کی حالت اصلی ''غیر مائع'' ہے) ،

(10) اور فقاع ،

(اور فقاع سے مراد جَو کا وہ پانی ہے جس میں خودبخود اُبال آجائے۔ لغت کے اعتبار سے اسے اس لیے فقاع کہتے ہیں کہ اس کے اوپر جھاگ اور تفقع یعنی سفیدی آجاتی ہے) ،

(فقاع)ـــــ فاء کی ضمہ کے ساتھ ـــــ ،

● اور اس (فقاع) میں اصل یہ ہے کہ اسے (اکثراً اور غالبًا) جَو کے پانی سے حاصل کیا جاتا ہے ،

(مخصوص طریقے کے مطابق۔ لیکن طبیب حضرات جَو سے جو پانی بناتے ہیں اُسے فقاع نہیں کہتے ،کیونکہ فقاع وہ ہے جس میں خودبخود اُبال آجائے ، جس کی وجہ سے یہ کسی حد تک نشہ آور ہوجاتا ہے ، لیکن اس کی حرمت اور نجاست اسکے نشہ آور ہونے کی وجہ سے نہیں ہے ، **شرح العروة الوثقیٰ ، شهيد باقر الصدر**)۔

لیکن اس (فقاع) میں (نجاست کا جو) حکم وارد ہوا ہے وہ (اس کے) نام (یعنی ''فقاع'' کہلائے جانے) پر معلّق ہے ـــــ (نہ اس لیے کہ یہ نشہ آور ہے) پس (نجاست کا یہ حکم) ثابت ہے ہر اس چیز کیلئے کہ جس پر (فقاع کا) عنوان صادق آتا ہو (اگرچہ اسے جَو کے پانی سے حاصل نہ کیا گیا ہو ، البتہ اس شرط کے) ساتھ کہ :

- فقاع کی خاصیت اس میں پائی جاتی ہو (یعنی خود بخود اس میں اُبال آجائے)،
- یا یہ کہ اس مائع کی حالت مشتبہ ہو جائے،

(اور معلوم نہ ہو پائے کہ اس میں فقاع کی خاصیت پائی جاتی ہے یا نہیں، تب بھی نجس ہے مگر یہ کہ یقین حاصل ہوجائے کہ فقاع کی خاصیت اس مائع میں موجود نہیں ہے، تو وہ پاک ہوگا)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اِنْتَحَلَ	هُوَ	المرتد	اِتَّخَذَ الْإِسْلَامَ نِحْلَةً یعنی مرتد نے، اسلام کو بطور مذہب اختیار کیا ہو
۲۔	مَعَ جَحْدِهٖ	ہٖ	الکافر/المرتد	کافر یا مرتد کے انکار سے
۳۔	ضَرُوْرِيَّاتِهٖ	ہٖ	اسلام	ضروریاتِ اسلام
٤۔	ضَابِطُهٗ	ہٗ	الکفر / الارتداد	کفر یا ارتداد کا قاعدہ
٥۔	ثُبُوْتُهٗ	ہٗ	ما الموصولة	جس کا ثبوت
٦۔	وَالْاَصْلُ فِيْهِ	ہِ	فقاع	فقاع میں قاعدہ یہ ہے کہ (اسے غالبًا)
۷۔	وَرَدَ الْحُكْمُ فِيْهِ	ہِ	فقاع	فقاع کے بارے میں (جو) حکم وارد ہوا ہے
۸۔	ثَبَتَ	هُوَ	الحکم	جوابِ لَمَّا ہے یعنی حکم ثابت ہوجائے گا
۹۔	عَلَيْهِ	ہِ	ما الموصولة	(لَمَّا میں موجود ماءِ موصولہ) یعنی جس پر
۱۰۔	اِسْمُهٗ	ہٗ	فقاع	فقاع کا نام
۱۱۔	خَاصِيَّتِهٖ	ہٖ	فقاع	فقاع کی خاصیت
۱۲۔	حَالِهٖ	ہٖ	المایع	مائع کی حالت

متن 46 :

اور مصنفؒ نے یہاں (کتاب لمعہ میں) عصیرعنبی (انگوروں کے شیرہ) کو ـــــــ،

- جب وہ اُبلنے لگے،

- اور گاڑھا ہوجائے ،
- اور اُبالنے کے سبب اس کا دو تہائی حصہ کم ہونے سے پہلے ،

ـــــ نجاسات میں ذکرنہیں کیا ، کیونکہ مصنفؒ ایسی کسی روایت سے واقف نہ ہوسکے جو اس (یعنی انگوروں کے شیرہ) کی نجاست کا تقاضا کرتی ہو ، جیسا کہ مصنفؒ نے اپنی کتاب ذکریٰ اور دروس میں اس بات کا اعتراف کیا ہے (کہ وہ ایسی کسی روایت سے واقف نہیں ہیں)۔

لیکن جیسا کہ عنقریب بیان کیا جائے گا کہ (انگوروں کے شیرہ سے) دو تہائی کم ہونا، مُطَهِّر ہے ، یہ بات دلالت کرتی ہے کہ اس پر نجاست کا حکم لگایا جائے ، پس کوئی وجہ نہیں تھی کہ (اس کے ذکر کو نجاسات میں) ترک کیا جاتا۔

اور انگوروں کے شیرہ کا نشہ آور اشیاء کے حکم میں شامل ہونا ۔ جیسا کہ اس بات کا مصنفؒ نے اپنی بعض کتابوں میں ذکر کیا ہے ۔ تقاضا نہیں کرتا کہ وہ مسکر میں داخل ہو ،کیونکہ مسکر کو یہاں بطور مطلق ذکر کیا گیا ہے ،

اور انگوروں کا شیرہ اس وقت مُسکر کے حکم میں داخل ہوگا ،جب (''مسکر'' کے ساتھ'' و ما فی حکمہ'' کو بھی) ذکر کیا جائے ،

(جیسا کہ مصنفؒ نے اپنی کتاب ذکریٰ میں اسی عبارت سے استفادہ کیا ہے ، یعنی **مسکر و ما فی حکمه**) ،

یعنی	مرجع	ضمير	قول	
نجاسات کی بحث میں	x	x	هُنَا	۱۔
درحالانکہ دو تہائی بھاپ بن کر اُڑ نہ گیا ہو	ثلثان	هُوَ	وَ لَمْ يَذْهَبْ	۲۔
انگوروں کے شیرہ کا دو تہائی	العصير العنبى	هُ	ثُلُثَاهُ	۳۔
مصنفؒ کا واقف ہونا	مصنفؒ	هِ	وُقُوْفِهِ	۳۔
انگوروں کے شیرہ کی نجاست	العصير العنبى	هُ	نَجَاسَتَهُ	٤۔
عدم واقفیت کے بارے میں	عدم وقوف	هِ	بِهِ	۵۔

٦۔	ثُلُثَيْهِ	هِ	العصير العنبی	انگوروں کے شیرہ کا دو تہائی
۷۔	وَ هُوَ	هُوَ	مطهر ذهاب ثلثيه	دو تہائی کے کم ہونے کا مطہر ہونا
۸۔	حُكْمِهِ	هِ	مصنفؒ	مصنفؒ کا حکم لگانا
۹۔	بِتَنَجُّسِهِ	هِ	العصير العنبی	انگوروں کے شیرہ کی نجاست کا
۱۰۔	فِيْ تَرْكِهِ	هِ	مصنفؒ	مصنفؒ کا ترک کرنے کے بارے میں
۱۱۔	وَ كَوْنُهٗ	هٗ	العصير العنبی	انگوروں کے شیرہ کا ہونا ہے
۱۲۔	كَمَا ذَكَرَهٗ	هٗ	كونه فی حكم المسكر	جیسا کہ مصنفؒ نے انگوروں کے شیرہ کا ، مسکر کے حکم میں ہونے کا ذکر کیا ہے
۱۳۔	لاَ يَقْتَضِيْ	هُوَ	كونه فی حكم المسكر	انگوروں کے شیرہ کا مسکر کے حکم میں داخل ہونا، تقاضا نہیں کرتا
۱٤۔	دُخُوْلَهٗ	هٗ	العصير العنبی	انگوروں کے شیرہ کے ، داخل ہونے کا
۱۵۔	فِيْهِ	هِ	حكم المسكر	مسکر کے حکم میں
۱٦۔	حَيْثُ يُطْلَقُ	هُوَ	المسكر	جب مسکر کو بطورِ مطلق بیان کیا جائے
۱۷۔	وَ اِنْ دَخَلَ	هُوَ	العصير العنبی	اگر چہ انگوروں کا شیرہ ، داخل ہے
۱۸۔	فِيْ حُكْمِهِ	هِ	المسكر	مسکر کے حکم میں
۱۹۔	حَيْثُ يُذْكَرُ	هُوَ	العصير العنبی	جب انگوروں کے شیرہ کو جداگانہ ذکر کیا جائے

متن 47 :

(نجاستوں کے احکام :)

اور ان دس نجاسات کو زائل کرنا واجب ہے' نماز کیلئے ،

- لباس اور بدن سے ،
- اور سجدہ کیلئے پیشانی رکھے جانے کی جگہ سے ،

(نیز درج ذیل موارد میں بھی نجاسات کا زائل کرنا واجب ہے :)

● اور برتنوں سے؛ جب ان سے استفادہ، ان کے پاک ہونے پر موقوف ہو،
● اور مسجدوں، مقدس ضریحوں اور قرآن پاک سے۔

لیکن (شارع مقدس نے چار موارد میں) لباس اور بدن سے خون (کی نجاست کو دور کرنا) معاف (کیا) ہے (جب:)

● جراحت اور زخم کی وجہ سے لباس یا بدن، خون آلود ہوجائے اس شرط کے ساتھ کہ:
○ خون ہمیشہ زخم سے رستا رہے (یعنی تکبیرۃ الاحرام سے سلام تک)،
○ یا یہ کہ خون کا رِسنا ایسے وقت میں بند ہوجائے کہ خون کا فوت ہونا، (یعنی منقطع ہونا) وسعت نہ رکھتا ہو کہ اس فرصت میں نماز ادا کی جاسکے۔

البتہ اگر خون کا رِسنا ایسے وقت میں بند ہوجائے جو نماز کیلئے وسعت رکھتا ہو تو مصنفؒ نے اپنی کتاب ذکریٰ میں نجاست کے (لباس اور بدن) سے دور کرنے کو واجب کے قریب سمجھا ہے کیونکہ (وسعت زمان کی وجہ سے) ضرر (یعنی مشقت) منتفی (یعنی ختم) ہو جاتی ہے۔

اور روایات سے جو مطلب حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ (خونِ جراحت اور زخم کا لباس اور بدن سے پاک کرنا) واجب نہیں ہے مطلقاً،

(یعنی خواہ خون سے طہارت حاصل کرنا، مضر ہو یا مضر نہ ہو، جتنے وقت کیلئے خون منقطع ہو، وہ نماز کیلئے وسعت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو)،

جب تک کہ زخم ٹھیک نہ ہوجائے؛ اور یہ بات قوت رکھتی ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اِزَالَتُهَا	هَا	هذه النجاسات	ان نجاستوں کو زائل کرنا
۲۔	لِاسْتِعْمَالِهَا	هَا	الاوانی	برتنوں کو استعمال کرنے کیلئے
۳۔	عَلٰی طَهَارَتِهَا	هَا	الاوانی	برتنوں کے پاک ہونے پر
٤۔	فَوَاتِهِ	ہ	دم	خون کا منقطع ہونا

۵۔	يَسَعُهَا	هُوَ + هَا	وقت+ صلاة	وقت نماز کیلئے وسعت رکھتا ہو
٦۔	وَ هُوَ	هُوَ	عدم الوجوب	واجب نہ ہونا

متن 48 :

● (اور دوسرا مقام جس میں لباس اور بدن سے خون کی نجاست کو دور کرنا واجب نہیں ہے یہ ہے کہ خون کی مقدار)،

درہم بغلی سے کچھ کم مقدار میں ہو،

(اس مقدار سے کم ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر خون کی مقدار درہم بغلی کے برابر ہو تب بھی معاف نہیں ہے؛ اورخون میں یہ کمی درہم کی)،

مساحت (یعنی سائز اور وسعت) کے اعتبار سے ہے (وزن کے اعتبار سے نہیں ہے)۔

اور وسعت کے اعتبار سے، درہم کی مقدار معین کی گئی ہے:

- ہتھیلی میں موجود گڑھے (Dimple) کے برابر،
- یا انگوٹھے کے اوپر والی گرہ کے برابر،
- یا انگشت شہادت کی گرہ کے برابر،

اور (درہم کی مقدار کے تعین میں ان مختلف مقداروں کے درمیان) کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ درہموں کی مقدار میں اس قسم کا اختلاف واقع ہوجاتا ہے ضرب واحد کی وجہ سے،

(ضرب واحد میں دو احتمال ہیں: ایک یہ کہ اس سے مراد سکّے بنانے والے کسی ایک شخص سے مختلف سائز کے سکّوں کا بن جانا ہے۔ اور یہ ایک طبیعی بات ہے کیونکہ اس وقت ٹیکنالوجی اس قدر پیشرفتہ نہ تھی۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ بات بھی ممکن ہے کہ اگر سکّوں کو ایک ہی ضرب لگا کر بنایا جاتا ہو تو فطری طور پر یہ سکّے بالکل ایک ہی سائز کے نہیں ہوں گے، کیونکہ اگر کبھی ضرب زیادہ زور سے لگ جائے تو نتیجہ کے طور پر سکّہ بڑے سائز کا بنے گا)۔

اور (نمازی کے لباس اور بدن سے) یہ مقدار معاف ہے اس خون کیلئے جو تین خون (خونِ حیض، استحاضہ اور نفاس) کے علاوہ ہو۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اَخْمُص	x	x	پاؤں کا وہ حصہ جو زمین پر چلتے وقت زمین سے ٹچ نہیں ہوتا
۲۔	الرَّاحَة	x	x	ہتھیلی

متن 49 :

اور بعض فقہاء نے ملحق کیا ہے ان تین خون (خونِ حیض ، استحاضہ اور نفاس) کے ساتھ ، نجس العین حیوان کے خون کو ، (ان حیوانات کے خون کی) نجاست کی شدت کی وجہ سے ،

(لیکن :)

اس (الحاق کے بارے) میں روایت موجود نہیں ہے۔

اور اصل (یعنی اصلِ برائت) اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ نجس العین کا خون داخل ہو عموم میں، (یعنی خون حیض و استحاضہ و نفاس کے علاوہ باقی تمام خون کی مانند۔ پس اگر اس کی مقدار درہم بغلی سے کم ہو تو نماز کیلئے اس کا ازالہ واجب نہیں ہونا چاہیے)۔

اور اس (درہم بغلی سے کمتر) مقدار کے خون کا معاف ہونا - جب وہ لباس یا بدن میں ایک ہی جگہ واقع ہو - اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

(لیکن اگر خون ، لباس یا بدن کے) مختلف حصوں پر لگا ہوا ہو ، تو (اس کے معاف ہونے میں) چند قول ہیں جن میں بہترین قول ''متفرق کو مجتمع کے ساتھ ملحق کرنا'' ہے (یعنی مختلف جگہوں پر لگے ہوئے خون کے حکم کو اس خون کے ساتھ ملحق کرنا ہے جو ایک ہی جگہ پایا جائے)۔

اور جب خون (بطورِ متفرق یا بطورِ مجتمع) ، معفو عنہ (یعنی درہم بغلی سے کچھ کم مقدار) سے زیادہ ہو تو (لباس یا بدن سے) فقط اس زائد مقدار کو دور کر دینا کافی ہے۔

اور لباس اور بدن میں (حکم) یہ ہے کہ ملایا جائے بعض (کے خون کی مقدار) کو بعض کے ساتھ، (یعنی لباس اور بدن اگر دونوں پر خون لگا ہو تو دونوں کی مقدار کو جمع کیا جائے گا اور دیکھا جائے گا کہ خون کی مجموعی مقدار درہم بغلی سے کمتر ہے یا نہیں) ،

دو اقوال میں سے زیادہ صحیح قول کی بنیاد پر۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بِهَا	هَا	الدماء الثلاثة	تین خون (حیض ، استحاضہ ،نفاس) کے ساتھ
۲۔	فِيْهِ	هِ	دم نجس العين	نجس العین کے خون کے بارے میں
۳۔	دُخُوْلَهٗ	هٗ	دم نجس العين	نجس العین کے خون کا داخل ہونا
٤۔	مَعَ اجْتِمَاعِهٖ	هٖ	هذا المقدار	خون کے ذرات کا اس مقدار میں ایک ہی جگہ جمع ہونا
٥۔	وَ مَعَ تَفَرُّقِهٖ	هٖ	هذا المقدار	خون کے ذرات کا اس مقدار میں مختلف جگہوں پر پھیلا ہوا ہونا
٦۔	اَجْوَدُهَا	هَا	اقوال	ان اقوال میں سے بہترین قول
۷۔	اِلْحَاقُهٗ	هٗ	دم المتفرق	مختلف جگہوں پر پھیلے ہوئے خون کو ملحق کرنا
۸۔	بَعْضُهُمَا	هُمَا	الثوب والبدن	لباس اور بدن کے (خون آلودہ) حصے

متن 50 :

اور اگر لباس اوپر اور نیچے ، دونوں طرف سے خون سے آلودہ ہوجائے تو :
اگر خون ایک طرف سے دوسری طرف نفوذ کر جائے تو وہ ایک ہی خون حساب ہوگا ،
اور اگر ایسا نہ ہو :

- (بلکہ لباس کی ایک طرف ، ایک خون سے آلودہ ہو ،
- اور دوسری طرف کسی اور خون سے آلودہ ہو) ،

تو اس صورت میں دو (خون) شمار ہوں گے (اور دیکھا جائے گا کہ دونوں کی مجموعی مقدار کتنی ہے؟)
اور مصنفؒ نے اپنی کتاب ذکریٰ میں خون کے ایک طرف سے دوسری طرف نفوذ کرجانے کی صورت میں ـــــــــ ، وحدتِ (خون یعنی خون کو ایک شمار کیے جانے) کو لباس کے باریک ہونے کی شرط کے ساتھ معتبر جانا ہے (نہ یہ کہ مطلقاً)۔
اور اگرایسا نہ ہو (یعنی لباس باریک نہ ہو بلکہ موٹا ہو) تو (اس صورت میں دونوں طرف) الگ

الگ (خون) حساب ہوں گے۔

اگر(لباس یا بدن پر موجود) خون (کہ جس کی مقدار درہم بغلی سے کمتر ہو) پر ایک پاک مائع گر جائے ، تو:

- اس کے معاف رہنے ،
- اور معاف نہ رہنے ،

کے بارے میں دو قول ہیں جو مصنفؒ نے (بالترتیب یعنی پہلا قول) کتاب ''ذکریٰ'' (اور دوسرا قول) کتاب ''البیان'' میں بیان کیئے ہیں۔

ان دو اقوال میں سے پہلا قول (یعنی معاف رہے گا) بہتر ہے۔

ہاں ! البتہ اس (خون اور مائع) میں، مقدار (کی رعایت) معتبر ہے ،

(یعنی دونوں کی مجموعی مقدار درہم بغلی سے کمتر ہو ورنہ قابل معافی نہیں ہوگا)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فَاِنْ تَفَشّٰی	هُوَ	الدم	اگر خون نفوذ کر جائے
۲۔	لَوْ اَصَابَهٗ	هٗ	الدم	اگر اس خون سے مل جائے
۳۔	عَنْهُ	هُ	الدم	خون سے (معافی)
٤۔	وَ عَدَمِهٖ	هٖ	العفو	معاف نہ رہنے
٥۔	بِهِمَا	هما	الدم + مائع	خون اور پاک مائع

متن 51 :

اور باقی رہ گئیں - ان چیزوں میں سے کہ جن کی نجاست (نمازی کے لباس اور بدن سے) معاف ہے- دو چیزیں: اُن میں سے ایک :

اس عورت کا ''لباس'' جو بچے کی نگہداری اور تربیت کرتی ہے ــــــــ،

(خواہ ماں ہو یا دایہ، اگر اس کا لباس بچے کے پیشاب سے نجس ہوجائے اور اس لباس کے علاوہ اس کے پاس کوئی اور پاک لباس نہ ہو کہ جسے پہن کر وہ نماز پڑھ سکے تو اسی نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے البتہ اس پر واجب ہے کہ ہر

چوبیس گھنٹے میں ایک بار لباس کو پاک کر لیا کرے، لیکن پیشاب کی نجاست، بدن پر سے معاف نہیں ہے، غور کیجئے گا!)۔

اور دوسری چیز (جس کی نجاست نماز میں معاف ہے:)

(مرد کا) وہ (چھوٹا) کپڑا ہے کہ (مرد اگر) تنہا (وہی کپڑا پہنے ہوئے ہو تو) اس کے ساتھ اسکی نماز صحیح نہ ہو کیونکہ وہ (کپڑا اپنے چھوٹے ہونے کے سبب) مرد کی آگے اور پیچھے کی شرمگاہ کو نہیں چھپا سکتا۔

اور (مصنفؒ نے ان دو موارد کو اس لیئے بیان نہیں کیا کیونکہ):

مُربّیہ (یعنی تربیت دینے والی) کے لباس کا حکم عنقریب نمازی کے لباس کے بیان میں ذکر کیا جائے گا۔

اور جہاں تک دوسرے مورد کی بات ہے تو مصنفؒ نے اسے اس لیئے ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ نہ تو نمازی کے بدن سے تعلق رکھتا ہے اور نہ ہی اس کے اُس لباس سے جو نماز میں شرط ہے۔

(اور اس مورد کے ذکر نہ کرنے کی ایک وجہ) اختصار کی رعایت کرنا تھی۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اَحَدُهُمَا	هُمَا	شيئان	ان دو چیزوں میں سے ایک
۲۔	لَا يَتِمُّ	x	x	لَا يَصِحُّ، یعنی صحیح نہیں ہے
۳۔	فِيْهِ	هِ	ما الموصولة	وہ کہ جس میں
٤۔	وَحْدَهُ	هُ	ما الموصولة	اس میں تنہا
٥۔	لِكَوْنِهِ	هِ	ما الموصولة	کیونکہ ما لا یتم الصلاۃ فیہ، وہ ہوتا ہے کہ
٦۔	عَوْرَتَيْهِ	هِ	المصلی	نماز گذار کی آگے اور پیچھے کی شرمگاہ
۷۔	فَلَمْ يَذْكُرْهُ	هُ	الثانی	مصنفؒ نے اس دوسری چیز کو ذکر نہیں کیا
۸۔	لِاَنَّهُ	هُ	الثانی	کیونکہ دوسری چیز
۹۔	وَلَا ثَوْبِهِ	هِ	المصلی	نماز گذار کا لباس

متن 52 :

(نجس لباس کبھی قلیل پانی سے پاک کیا جاتا ہے اور کبھی کثیر ، جاری یا بارش کے پانی سے، یہ طہارت صرف خون یا پیشاب کی نجاست کیلئے نہیں ہے بلکہ تمام نجاسات کیلئے ہے ؛ قلیل پانی سے لباس پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے :)

اور لباس پر دو مرتبہ پانی بہایا جائے گا اور :

■ پہلی مرتبہ پانی بہائے جانے کے بعد اس (لباس) کو نچوڑا جائے گا۔

اور وہ (یعنی عصر) : نچوڑنا ہے لباس کا، متعارف مقدار میں ، یہاں تک کہ اس لباس سے وہ پانی خارج ہوجائے کہ جس سے لباس کو دھویا گیا ہے ،

■ اور اسی طرح دوسری مرتبہ پانی بہائے جانے کے بعد بھی (لباس کا) "نچوڑنا" معتبر (یعنی واجب) ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں تھی اس (دوسری مرتبہ نچوڑے جانے کے ذکر) کو ترک کرنے کی۔

اور دو مرتبہ (لباس کے) دھونے کا حکم روایت کے مطابق (اس صورت میں ہے جب وہ) پیشاب (سے نجس ہوا ہو) ۔ جبکہ مصنفؒ نے پیشاب کے علاوہ دیگر نجاسات کو بھی ، دو مرتبہ دھونے پر حمل کیا ہے۔

(شاید ایسا) مفہوم موافقت (یا مفہومِ اولویت/قیاسِ اولویت) کے عنوان سے ہے۔ کیونکہ (دلیل مصنفؒ یہ ہے کہ) پیشاب کے علاوہ باقی نجاستوں کی نجاست (پیشاب کی نجاست سے) زیادہ شدید ہے۔

جبکہ یہ (دلیل) ممنوع (یعنی غیر صحیح) ہے۔ بلکہ باقی نجاسات یا تو حکم میں :

- (پیشاب کی نجاست کے) مساوی ہیں ،
- یا (اس سے) کمتر ہیں۔

اور اسی وجہ سے خون کی تھوڑی (درہم بغلی سے کمتر) مقدار (نمازی کے لباس اور بدن سے) معاف کی گئی ہے علاوہ پیشاب کی نجاست کے

(کہ جس کا ایک قطرہ بھی نمازی کے لباس اور بدن سے معاف نہیں ہے)۔

پس (جبکہ مصنفؒ کی دلیل کمزور ثابت ہوئی تو) پیشاب کے علاوہ دیگر نجاسات میں ایک دفعہ دھونے کا کافی ہونا اقویٰ ہے ، عمل کرتے ہوئے حکم (روایت) کے مطلق ہونے پر۔

اور (ایک دفعہ دھونے کے کافی ہونے کو) اختیار کیا ہے مصنفؒ نے اپنی کتاب البیان میں بطور یقین (یعنی ایک دفعہ دھونا حتماً کافی ہے) جبکہ کتاب ذکریٰ اور کتاب دروس میں (مصنفؒ نے اسے) تھوڑے سے تردد کے ساتھ (قبول کیا ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بَيْنَهُمَا	هُمَا	مرتین	دو دفعہ (دھونے) کے درمیان
۲۔	اَلْمَغْسُوْلِ بِهٖ	هٖ	الماء	جس پانی سے دھویا جارہا ہو
۳۔	بَعْدَهُمَا	هُمَا	مرتین	دو دفعہ (دھونے) کے بعد
٤۔	لِتَرْكِهٖ	هٖ	مصنفؒ	مصنفؒ کا (اسے) ترک کرنا
٥۔	وَالتَّثْنِيَةُ	x	x	دو بار دھونا
٦۔	غَيْرَهٗ	هٗ	البول	پیشاب کے علاوہ (دوسری نجاسات)
۷۔	عَلَيْهِ	هِ	البول	پیشاب (کے حکم) پر
۸۔	لِاَنَّ غَيْرَهٗ	هٗ	البول	کیونکہ پیشاب کے علاوہ (دوسری نجاستیں)
۹۔	وَهُوَ	هُوَ	کون البول اشدّ	پیشاب کی نجاست کا شدید تر ہونا
۱۰۔	بَلْ هِيَ	هِيَ	غیر البول	پیشاب کے علاوہ دوسری نجاستیں
۱۱۔	دُوْنَهٗ	هٗ	البول	پیشاب کے علاوہ
۱۲۔	الامر	x	x	لباس سے نجاست کو زائل کرنے کا حکم
۱۳۔	وَهُوَ	هُوَ	الاکتفاء بالمرة	ایک مرتبہ دھونے پر اکتفا کرنا

متن 53 :

اور اس(دو بار دھونے اور دو بار نچوڑنے) سے شیرخوار بچے کے پیشاب کومستثنٰی کیا گیا ہے، پس :

- نہ اسے نچوڑنا واجب ہے،
- اور نہ ہی اس کا متعدد (یعنی دو) بار دھونا(واجب ہے)۔

جبکہ یہ (دھونا اور نچوڑنا) شیر خوار بچے کے پیشاب کے علاوہ (دیگر نجاسات میں) ثابت (اور

واجب) ہے۔

(دو بار دھونے اور نچوڑنے کا یہ حکم اس وقت ہے جب دھونا قلیل پانی سے ہو)

❄ کثیر (یعنی کُر) پانی،

❄ اور جاری پانی ــــــــــــ، (کے علاوہ)، اس بنیاد پر کہ جاری پانی کی کثرت (یعنی قلیل یا کر ہونے) کو معتبر (ضروری) نہ جانیں،

تو اس صورت میں (دو مرتبہ دھونا اور نچوڑنا) ساقط ہوجائے گا' کثیر اور جاری پانی میں۔

اور کافی ہوگا نجس شئے کے (پاک ہونے کیلئے اس کا) کثیر اور جاری پانی میں فقط ڈالنا، اس شرط کے ساتھ کہ:

- پانی نجس جگہ تک پہنچ جائے،
- اور عین نجاست زائل ہوجائے۔

(اور جب نجس شئے نچوڑے جانے کے قابل نہ ہو تو ایسی صورت میں)

بدن (اور غیر بدن) پر دو مرتبہ پانی بہایا جائے گا، (اس صورت میں)،

جب پانی ــــــــ کثیر (یعنی، کُر) یا جاری نہ ہو (بلکہ، قلیل ہو)،

ــــــــ، اس بنیاد پر کہ متعدد (یعنی دو) بار دھونا بطور مطلق ہو (نہ فقط پیشاب کیلئے)۔

اور اسی طرح (بغیر نچوڑے، دو بار دھونا کافی ہے) ان اشیاء (کو پاک کرنے) میں جو:

- (نچوڑے نہ جانے میں) بدن کے مشابہ ہیں،
- (اور دھوتے وقت) جن سے دھوون آسانی سے جدا ہوجاتی ہو، پتھر اور لکڑی کی مانند۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	مِنْ ذٰلِکَ	x	x	دو بار دھونے کا حکم جن کے درمیان نچوڑا جائے
۲۔	عَصْرُهُ	هُ	البول	پیشاب (سے نجس لباس) کا نچوڑنا
۳۔	تَعَدُّدُ غَسْلِهِ	هِ	البول	پیشاب (سے نجس لباس) کا متعدد بار دھونا
٤۔	وَ هُمَا	هُمَا	عصر + تعدد	نچوڑنا اور متعدد بار دھونا

۵۔	فِيْ غَيْرِهٖ	ہٖ	بول الرضيع	پیشاب کے پیشاب کے علاوہ میں
٦۔	كَثْرَتِهٖ	ہٖ	الجاری	جاری پانی کا کثیر ہونا
۷۔	فَيَسْقُطَانِ	هُمَا	عصر + تعدد	نچوڑنا اور متعدد بار دھونا ، ساقط ہوجاتے ہیں
۸۔	فِيْهِمَا	هما	الكثير + الجاری	کثیر اور جاری میں
۹۔	زَوَالِ عَيْنِهَا	هَا	نجاست	عین نجاست کا کا زائل ہونا
۱۰۔	فِيْ غَيْرِهِمَا	هما	الكثير + الجاری	کثیر اور جاری پانی کے علاوہ (یعنی قلیل پانی) میں

متن 54 :

اور(بدن کی مانند ہیں) برتن ،

(اپنی طہارت میں لیکن برتنوں کی طہارت میں اس چیز کے علاوہ کہ جو بدن کی طہارت میں بیان کی گئی ہے) ،

اس بات کا اضافہ کیا گیا ہے کہ (قلیل) پانی کا ان برتنوں میں (عین نجاست کے دور کرنے کے بعد) اس انداز میں گرایا جانا کافی ہے کہ وہ نجس جگہ تک پہنچ جائے اور پھر پانی کو برتن سے نکال لیا جائے اگرچہ پانی کا نکالنا کسی آلہ کے سبب ہی کیوں نہ ہو البتہ اس شرط کے ساتھ کہ جب اس آلہ سے ایک بار پانی نکال کر اسے دوسری بار پانی نکالنے کیلئے برتن میں ڈالا جائے تو اسے پہلے پاک کرلیا جائے (اس فرض کی بنیاد پر کہ غسالہ ،نجس ہے)۔ اور اس حکم میں ایک جیسے ہیں ــــــ ، وہ برتن :

- جو زمین میں نصب ہوں ،
- اور وہ جو نصب نہ ہوں۔

اور زمین میں نصب ہونے کی صورت میں خواہ ان کا اکھاڑنا :

- باعث مشقت ہو ،
- یا باعث مشقت نہ ہو۔

اور اگر برتن میں کتا ولوغ کرے یعنی اپنی زبان سے اس میں سے پی لے تو ایسی صورت میں اس برتن کی طہارت میں قبل اس کے کہ اسے (قلیل) پانی سے دو بار دھویا جائے ، (ضروری ہے کہ) پاک

مٹی سے اسے ملا جائے، علاوہ اس (شئے) کے کہ جو اس (مٹی) سے مشابہ ہو،

(یعنی مٹی سے ملتی جلتی چیزوں سے ملنا کافی نہیں ہے۔ اور یہ حکم اپنی جگہ برقرار ہے اگرچہ:)،

- مٹی سے ملنا (یا مٹی کا ملنا) مشکل ہی کیوں نہ ہو،
- یا (مٹی کے ملنے سے) برتن کے خراب ہونے کا ڈر ہی کیوں نہ ہو۔

اور ولوغ (برتن میں سے کچھ پینے) کے ساتھ ملحق کیا گیا ہے کتے کے چاٹنے کو (اپنی زبان سے،لیکن زبان کے) علاوہ باقی تمام اعضائے بدن کا برتن سے مس ہونا، اس الحاق میں شامل نہیں ہے۔

اور (مذکورہ طہارت سے قبل، اگر کتا) چند بار (اس برتن سے) پیئے تو باقی تمام نجاسات کی مانند جو اگر باہم جمع ہوجائیں (تو طہارت کے حکم میں) ایک دوسرے میں داخل ہوجاتے ہیں،

(یعنی ایک بار مٹی سے ملنا اور دو مرتبہ قلیل پانی سے دھونا کافی ہے)۔

اور اگر ولوغ، برتن کے دھوتے ہوئے واقع ہو تو برتن کو نئے سرے سے پاک کیا جائے گا۔

اور اگر برتن، کثیر (یعنی کُر) پانی میں دھوئے جائیں تو تعفیر (یعنی مٹی ملنے) کے بعد ان کا ایک مرتبہ دھونا کافی ہے۔ (اور اگر قلیل پانی میں دھویا جائے، تو دو مرتبہ دھونا واجب ہے)،

(بعض فقہاء نے تعفیر کے بعد، برتن کے کر پانی میں، سات بار دھونے کا حکم لگایا ہے، تو اس حکم کو استحباب پر حمل کیا جائے گا)،

اور مستحب ہے سات مرتبہ پانی سے (دھونا) اس برتن کا کہ جس سے کتے نے کچھ پیا ہو یا اسے چاٹا ہو، تاکہ خارج ہوا جائے ان (فقیہ، ابن جنید اسکافیؒ) کی مخالفت سے جنہوں نے سات بار (پہلی مرتبہ مٹی سے اور باقی چھ مرتبہ پانی سے دھونے) کو واجب قرار دیا ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	يَزِيدُ	هُوَ	الاناء	برتن ایک اضافی (طہارت) رکھتے ہیں
۲۔	أَنَّهُ	هُ	شأن	ضمیر شان ہے، یعنی شان یہ ہے کہ
۳۔	فِيْهِ	هِ	الاناء	برتنوں میں
٤۔	يُصِيبُ	هُوَ	الماء	پانی پہنچ جائے (نجاست تک)

٥۔	اِفْرَاغُهٗ	هٗ	الاناء	برتن کا خالی کرنا
٦۔	مِنْهُ	هُ	الماء	(برتن کو) پانی سے (خالی کرنا)
٧۔	اِلَيْهِ	هِ	الاناء	برتن میں
٨۔	ذٰلِکَ	x	x	الاناء یعنی برتنوں میں فرق نہیں ہے کہ وہ
٩۔	وَ غَيْرُهٗ	هٗ	المثبت	(یا زمین میں) پیوست نہ ہوں
١٠۔	قَلْعُهٗ	هٗ	ما الموصولة	وہ جن کا اکھاڑنا (مشکل ہو)
١١۔	مِمَّا فِيْهِ	هِ	الانآء	جو کچھ برتن میں ہے
١٢۔	بِلِسَانِهٖ	هٖ	کلب	کتاب اپنی زبان سے
١٣۔	مَسْحُهٗ	هٗ	الاناء	برتنوں کا مانجھنا
١٤۔	دُوْنَ غَيْرِهٖ	هٖ	التراب	مٹی کے علاوہ کسی چیز سے مثلاً ریت وغیرہ سے
١٥۔	اَشْبَهَهٗ	هٗ	التراب	وہ جو پانی سے مشابہت رکھتا ہو
١٦۔	الْمَحَلّ	x	x	برتن مراد ہے
١٧۔	اِنْ تَعَذَّرَ	هُوَ	التراب	ان وصلیہ ہے، یعنی اگرچہ مٹی کا ملنا مشکل ہو
١٨۔	لَطْعُهٗ	هٗ	الکلب	کتے کا چاٹنا
١٩۔	مُبَاشَرَتِهٖ	هٖ	الکلب	کتا کا چھونا
٢٠۔	لَهٗ	هٗ	الاناء	برتنوں کو
٢١۔	كَغَيْرِهٖ	هٖ	الولوغ	ولوغ کے علاوہ
٢٢۔	لَوْ غَسَلَهٗ	هٗ	الاناء/آنية	اگر برتن کو دھوئے
٢٣۔	التَّعْفِيْر	x	x	مٹی سے ملنا
٢٤۔	مَنْ اَوْجَبَهَا	هَا	السبع	جس نے سات دفعہ دھونے کو واجب قرار دیا ہے

متن 55 :

اور اسی طرح (مستحب ہے سات مرتبہ پانی سے دھونا اس برتن کا کہ جس سے) چوہے یا سؤر

(نے کچھ پیا ہو یا اسے چاٹا ہو، اور اس کی دلیل) وہ بعض روایات ہیں کہ جن میں (چوہے اور سؤر کیلئے بھی) یہی (یعنی سات مرتبہ پانی سے دھونے کا) حکم (بیان کیا گیا) ہے، لیکن یہ روایات صلاحیت نہیں رکھتیں کہ دلیل بنیں وجوب پر۔

اور مصنفؒ کی عبارت کا مطلق ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ چوہے اور سؤر میں، باقی موارد کی مانند دو مرتبہ پانی سے دھونا کافی ہے۔

لیکن اقویٰ یہ ہے کہ سؤر کے ولوغ میں سات بار (صرف) پانی سے دھونا واجب ہے (مٹی سے ملے بغیر)، کیونکہ اس بارے میں موجود روایت کی سند صحیح ہے۔ اور مصنفؒ نے اسی نظریہ کو اپنی باقی کتابوں میں بیان کیا ہے۔

اور مستحب ہے کہ باقی نجاسات میں تین مرتبہ دھویا جائے کیونکہ بعض روایات میں اس کے بارے میں حکم دیا گیا ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بِهَا	هَا	السبع	سات بار دھونے کا
۲۔	فِيْهِمَا	هما	الفارة + الخنزير	چوہے اور سؤر کے بارے میں
۳۔	كَغَيْرِهِمَا		الفارة + الخنزير	چوہے اور سؤر کے غیر کی مانند
٤۔	رِوَايَتِهِ	هِ	وجوب السبع	سات بار دھونے کو واجب کرنے والی روایت
٥۔	عَلَيْهِ	هِ	وجوب السبع	اس نظریہ پر کہ سات بار دھونا واجب ہے
٦۔	لِلْاَمْرِ بِهِ	هِ	الثلاث	تین بار دھونے کے بارے میں موجود حکم کی وجہ سے

متن 56 :

(غسالہ کی بحث:)

اور غُسالہ (یعنی دھوون) ــــــــــ ،

یعنی وہ پانی جو دھوئی جانے والی نجس شئے سے :

● خود بخود (پتھر اور لکڑی کی مانند)،

● یا نچوڑنے کے سبب جدا ہو،
(ہر بار)، اپنے محل (نجس شئے) سے جدا ہونے سے پہلے (طہارت اور نجاست میں)ـــــ،
اپنے محل (نجس شئے) کا حکم رکھتا ہے،
قبلهاـــــ یعنی غسالہ کے (اپنے محل سے) خارج ہونے سے پہلے،
■ پس اگر غسالہ پہلی دفعہ دھونے سے وجود میں آیا ہو تو واجب ہے کہ:
اس چیز کو کہ جو اس غسالہ سے نجس ہوئی ہو ـــــ، اتنی مرتبہ دھویا جائے جتنی مرتبہ ـــــ
اُس چیز کو دھونا واجب ہے ـــــ، جس سے غسالہ جدا ہوا ہے۔

(مثلاً اگر ایک لباس جو پیشاب کی نجاست سے نجس ہوا ہو تو اس کیلئے دو مرتبہ قلیل پانی سے دھونا ضروری تھا، پس اس نجس لباس سے جدا ہونے والا غسالہ اگر پہلی مرتبہ اس سے جدا ہوا ہو اور ایک دوسری پاک چیز سے مل کر اسے نجس کر چکا ہو تو اس نجس چیز کو بھی نجس لباس کی مانند دو مرتبہ دھونا واجب ہوگا ورنہ وہ چیز پاک نہیں ہوگی اور اسی طرح اگر غسالہ دوسری بار کا ہو اور ایک پاک چیز کو نجس کر دے تو اس نجس شئے کو ایک دفعہ دھونا کافی ہوگا کیونکہ قبل اس کہ کے غسالہ نجس لباس سے جدا ہوتا اسے بھی ایک ہی دفعہ دھونا واجب تھا کیونکہ فرض یہ ہے کہ اسے ایک بار دھویا جا چکا ہے اور اب اسے دوسری بار دھویا جارہا تھا کہ غسالہ اس سے جدا ہوکر ایک پاک چیز سے جا ملا اور اس کی نجاست کا موجب بن گیا)۔

■ یا اگر غسالہ دوسری دفعہ دھونے سے وجود میں آیا ہو،
(اور اپنے محل سے جدا ہونے کے بعد ایک پاک چیز کو نجس کردے)
تو (غسالہ سے نجس ہونے والی چیز سے) ایک دفعہ دھونا کم ہوجائے گا۔
اور اسی طرح ہے (اس نجاست میں کہ جسے دو مرتبہ سے زیادہ بار دھونا واجب ہو یا مستحب ہو)۔
اور،

(یہ جو مصنفؒ نے بطور مطلق ہر نجاست میں غسالہ کے حکم کو **محلِّ نجاست** کے تابع قرار دیا ہے تو یہ ان نجاسات کے بارے میں تو ٹھیک ہے ـــــ جنہیں دو مرتبہ دھونا

ضروری ہے۔ لیکن ان نجاسات کے بارے میں یہ بات ٹھیک نہیں ہے جو اپنے اندر
پائی جانے والی خصوصیت کی وجہ سے نجس شمار کی جاتی ہیں، جیسے کتے کا ولوغ)۔
پس وہ نجاسات ـــــ، جو اپنے اندر پائی جانے والی کسی خصوصیت کی وجہ سے نجس ہوتی ہیں ،
''جیسے : کتے کا کسی برتن سے کچھ پینا یا اسے چاٹنا''
تو یہ وہ نجاست نہیں ہے کہ جس کا غسالہ اپنے محل کے تابع ہوگا کیونکہ :
''غسالہ ، ولوغ (یعنی کتے کا کسی برتن میں سے پینا یا اسے چاٹنا) نہیں کہلاتا''

اور یہی وجہ ہے کہ اگر کتے کا لعاب کسی برتن میں بغیر ولوغ کے گر جائے ، تو (لعاب کا کسی برتن میں) یہ (گرنا) ولوغ کے حکم کو واجب نہیں کریگا،

اور مصنفؒ نے اس مسئلہ میں جو کہا ہے (یعنی غسالہ اپنے محل سے تبعیت کسب کرتا ہے) وہی اس مسئلہ میں بہترین نظریہ ہے۔

■ اور ایک قول یہ ہے کہ:
''غسالہ کا حکم خواہ اول ہو یا دوم اپنے محل کی مانند ہے ، اسکے دھوئے جانے سے پہلے''۔
(یعنی جس طرح لباس کو پاک کرنے سے پہلے دو مرتبہ (یا ایک مرتبہ) دھونا ضروری تھا اسی طرح جس چیز پر غسالہ گرا ہو اسے بھی دو مرتبہ (یا ایک مرتبہ) دھونا ضروری ہے)۔

■ اور ایک قول یہ ہے کہ:
''غسالہ کا حکم خواہ اول ہو یا دوم اپنے محل کی مانند ہے اسکے دھوئے جانے کے بعد''۔
(اور چونکہ دھوئے جانے کے بعد محل پاک ہوجاتا ہے لہٰذا یہ غسالہ اگر کسی چیز پر گر جائے تو پاک ہی رہے گی)۔

■ اور ایک قول یہ ہے کہ :
''غسالہ ہر دفعہ کے دھوئے جانے میں ـــــ اپنے محل کا حکم رکھتا ہے ،
غسالہ کے اپنے محل سے جدا ہوجانے کے بعد''۔

(پس اگر کسی لباس کو دو مرتبہ دھونا واجب ہو تو پہلی مرتبہ کے دھونے میں ، غسالہ کے اپنے محل سے جدا ہوتے وقت، محل کی صورت حال یہ ہے کہ اسے ایک بار مزید دھویا

جائے ، یہی صورت اس چیز کی ہوگی جس پر یہ غسالہ گر جائے۔ یعنی اسے بھی ایک ہی بار دھویا جائے گا۔ اور دوسری مرتبہ کے دھونے میں جب غسالہ اپنے محل سے جدا ہوگا تو چونکہ دوسری بار کے دھونے میں محل پاک ہوجائے گا پس اگر یہ غسالہ کسی چیز پر گر جائے تو وہ پاک ہی رہے گی)۔

☆☆☆

(آج بھی دنیا کے کتنے ہی ایسے علاقے ہیں ، جن میں ٹوائلٹ کی سہولت میسر نہیں ہے یا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان گھر سے باہر کسی اوٹ میں رفع حاجت کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ ایسی صورت میں استنجاء کرتے وقت انسان کے زیریں بدن کا غسالہ کے چھینٹوں سے آلودہ ہونے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔ چنانچہ انسانوں کی اس مجبوری کو دیکھتے ہوئے شریعت نے اس غسالہ کو چند شرائط کے تحت پاک قرار دیا ہے مطلقاً ، یعنی ایسا نہیں ہے کہ اس میں درہم بغلی کی مقدار شرط ہو) ،

اور ایک مقام میں (غسالہ کو) مستثنیٰ کیا گیا ہے (یعنی غسالہ پاک ہوگا) اور وہ مقام :

استنجاء کا پانی ہے (یعنی وہ پانی جس سے پیشاب اور پائخانہ کے مخرج کو پاک کیا جاتا ہے) ،

پس اس کا غسالہ پاک ہوگا مطلقاً (خواہ غسالہ پیشاب کا ہو یا پائخانہ کا) اس شرط کے ساتھ کہ :

- نجاست سے ملنے کے سبب متغیر نہ ہوا ہو ،
- یا وہ نجاست اس غسالہ سے نہ ملے ، جو :

مخرج سے خارج ہونے والی نجاست (یعنی پیشاب پائخانہ) کی حقیقت سے خارج ہو (مثلاً انسان کا ہاتھ خون آلود ہو اور اسی خون آلود ہاتھ سے استنجا کرے تو ایسی صورت میں چونکہ خون کی نجاست اس غسالہ سے متصل ہوجائے گی ، لہٰذا غسالہ پاک نہیں ہوگا)،

- یا جو حدثِ مستنجیٰ منه (یعنی پیشاب یا پائخانہ) کے محل (یعنی مخرج) سے خارج ہوجائے،

(جیسے وہ نجاست جو معمول سے زیادہ مقدار میں مخرج کے اطراف میں پہنچ گئی ہو اگرچہ وہ نجاست اسی حدث یعنی پیشاب یا پائخانہ کی جنس سے ہو ، یا اگر غسالہ خارج ہوکر گرنے والے پیشاب یا پائخانہ پر گرے اور اس کے چھینٹے اڑ کر انسان کے

لباس یا جسم کو آلودہ کردیں تو ایسی صورت میں بھی غسالہ نجس ہوگا)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بِنَفْسِهِ	ہٖ	الماء	پانی خود بخود
۲۔	فَاِنْ كَانَتْ	هِيَ	الغسالة	یعنی اگر غسالہ ... سے ہو
۳۔	مَا اَصَابَتْهُ	هِيَ + هُ	غسالة + ما الموصولة	وہ جس تک غسالہ پہنچا ہو
٤۔	وَ هٰذَا	x	x	حکم مصنفؒ
٥۔	لُعَابُهُ	هُ	الكلب	کتے کا لعاب دہن
٦۔	بِغَيْرِهٖ	ہٖ	الولوغ	ولوغ کے بغیر
٧۔	حُكْمَهُ	هُ	الولوغ	ولوغ کا حکم
٨۔	قِيْلَ : بَعْدَهُ	هُ	الغسل	دھونے کے بعد
٩۔	فَتَكُوْنُ	هِيَ	الغسالة	غسالہ ہوجائے گا
١٠۔	قِيْلَ : بَعْدَهَا	هَا	غسالة	غسالہ کے (اپنے محل سے جدا ہونے) کے بعد
١١۔	فَغُسَالَتُهُ	هُ	ماء الاستنجاء	پیشاب یا پائخانہ کے مخرج کو پاک کرنے کیلئے استعمال ہونے والے پانی کا غسالہ
١٢۔	اَوْ تُصَبْ	x	x	عطف ہے ما لم تتغير پر، یعنی : او لم تصب یعنی نجاست نہ ملی ہو غسالہ سے
١٣۔	الحدث المستنجى	x	x	پیشاب اور پائخانہ
١٤۔	اَوْ مَحَلِّهٖ	ہٖ	الحدث المستنجى منه	یا پیشاب پائخانہ کے مخرج سے خارج ہو کر اسکے اطراف میں پھیل جائے

متن 57 :

﴿ اَلرَّابِعَةُ ﴾ :

(مطہرات اور ان کے احکام)

﴿ اَلْمُطَهِّرَاتُ عَشَرَةٌ ـــــــــ :

(1) اَلْمَآءُ ﴾ وَ هُوَ مُطَهِّرٌ ﴿ مُطْلَقاً ﴾ مِنْ سَآئِرِ النَّجَاسَاتِ الَّتِیْ تَقْبَلُ التَّطْهِيْرَ ،

(2) ﴿ وَالْاَرْضُ ﴾ تُطَهِّرُ ﴿ بَاطِنَ النَّعْلِ ﴾ وَ هُوَ: اَسْفَلُهُ الْمُلَاصِقُ لِلْاَرْضِ، ﴿وَ اَسْفَلَ الْقَدَمِ ﴾ مَعَ زَوَالِ عَيْنِ النَّجَاسَةِ عَنْهُمَا بِهَا ، بِمَشْيٍ وَ دَلْكٍ وَ غَيْرِهِمَا . وَ الْحَجَرُ وَ الرَّمْلُ مِنْ اَصْنَافِ الْاَرْضِ ،

وَ لَوْ لَمْ يَكُنْ لِلنَّجَاسَةِ جِرْمٌ وَ لَا رَطُوْبَةٌ ـــــــ كَفیٰ مُسَمَّی الْاِمْسَاسِ .

وَ لَا فَرْقَ فِی الْاَرْضِ بَيْنَ الْجَافَّةِ وَ الرَّطْبَةِ ، مَا لَمْ تَخْرُجْ عَنِ اسْمِ الْاَرْضِ .

وَ هَلْ يُشْتَرَطُ طَهَارَتُهَا ـــــــ؟ وَجْهَانِ ،

وَ اِطْلَاقُ النَّصِّ وَالْفَتْویٰ يَقْتَضِیْ عَدَمَهُ .

وَالْمُرَادُ بِالنَّعْلِ: مَا يُجْعَلُ اَسْفَلَ الرِّجْلِ لِلْمَشْيِ ، وِقَايَةً مِنَ الْاَرْضِ وَ نَحْوِهَا، وَ لَوْ مِنْ خَشَبٍ . وَ خَشَبَةُ الْاَقْطَعِ كَالنَّعْلِ .

متن 58 :

(3) ﴿ وَالتُّرَابُ فِی الْوُلُوْغِ ﴾ فَاِنَّهُ جُزْءُ عِلَّةٍ لِلتَّطْهِيْرِ ـــــــ ،

وَ هُوَ مُطَهِّرٌ ـــــــ فِی الْجُمْلَةِ .

(4) ﴿**وَالْجِسْمُ الطَّاهِرُ**﴾ غَيْرُ اللَّزِجِ ، وَ لَا الصَّقِيْلِ فِىْ ﴿ **غَيْرِ الْمُتَعَدِّىْ مِنَ الْغَآئِطِ** .

(5) **وَالشَّمْسُ مَا جَفَّفَتْهُ** ﴾ بِاِشْرَاقِهَا عَلَيْهِ وَ زَالَتْ عَيْنُ النَّجَاسَةِ عَنْهُ مِنَ ﴿ **الْحُصُرِ وَالْبَوَارِیْ** ﴾ مِنَ الْمَنْقُوْلِ ، ﴿ **وَ مَا لَا يُنْقَلُ** ﴾ عَادَةً مُطْلَقاً ، مِنَ الْاَرْضِ وَ اَجْزَائِهَا ، وَالنَّبَاتِ وَالْاَخْشَابِ ، وَالْاَبْوَابِ الْمُثْبَتَةِ ، وَالْاَوْتَادِ الدَّاخِلَةِ ، وَالْاَشْجَارِ، وَالْفَوَاكِهِ الْبَاقِيَةِ عَلَيْهَا وَ اِنْ حَانَ اَوَانُ قِطَافِهَا ،

وَ لَا يَكْفِىْ تَجْفِيْفُ الْحَرَارَةِ ، لِاَنَّهَا لَا تُسَمّٰى شَمْساً ، وَ لَا الْهَوَآءُ الْمُنْفَرِدُ، بِطَرِيْقٍ اَوْلٰى . نَعَمْ لَا يَضُرُّ انْضِمَامُهُ اِلَيْهَا ،

وَ يَكْفِىْ فِىْ طُهْرِ الْبَاطِنِ "الْاِشْرَاقُ " عَلَى الظَّاهِرِ مَعَ جَفَافِ الْجَمِيْعِ ، بِخِلَافِ الْمُتَعَدِّدِ الْمُتَلَاصِقِ اِذَا اَشْرَقَتْ عَلٰى بَعْضِهٖ .

متن 59 :

﴿ **وَالنَّارُ مَا اَحَالَتْهُ رَمَاداً اَوْ دُخَاناً** ﴾ لَا خَزَفاً وَّ لَا آجُرّاً فِىْ اَصَحِّ الْقَوْلَيْنِ، وَ عَلَيْهِ الْمُصَنِّفُ فِىْ غَيْرِ الْبَيَانِ ، وَ فِيْهِ قَوّٰى قَوْلَ الشَّيْخِ بِالطَّهَارَةِ فِيْهِمَا .

(6) ﴿ **وَ نَقْصُ الْبِئْرِ** ﴾ بِنَزْحِ الْمُقَدَّرِ مِنْهُ ، وَ كَمَا يَطْهُرُ الْبِئْرُ بِذٰلِكَ فَكَذَا حَافَاتُهُ ، وَ آلَاتُ النَّزْحِ ، وَالْمُبَاشِرُ وَ مَا يَصْحَبُهُ حَالَتَهُ .

(7) ﴿ **وَ ذَهَابُ ثُلُثَيِ الْعَصِيْرِ** ﴾ مُطَهِّرٌ لِلثُّلُثِ الْآخَرِ عَلَى الْقَوْلِ بِنَجَاسَتِهٖ ، وَالْآلَاتِ وَالْمُزَاوِلِ .

(8) ﴿ **وَالْاِسْتِحَالَةُ** ﴾ كَالْمَيْتَةِ وَ الْعَذِرَةِ تَصِيْرُ تُرَاباً وَ دُوْداً ، وَالنُّطْفَةِ وَالْعَلَقَةِ تَصِيْرُ حَيْوَاناً غَيْرَ الثَّلَاثَةِ ، وَالْمَآءِ النَّجَسِ " بَوْلاً " لِحَيْوَانٍ مَأْكُوْلٍ ، وَ "لَبَناً" وَ نَحْوِ ذٰلِكَ ،

(9) ﴿ وَانْقِلَابُ الْخَمْرِ " خَلًّا " ﴾ وَ كَذَا الْعَصِيْرِ بَعْدَ غَلَيَانِهٖ وَاشْتِدَادِهٖ .

(10) ﴿ وَالْإِسْلَامُ ﴾ مُـطَهِّرٌ لِّبَدَنِ الْمُسْلِمِ مِنْ نَجَاسَةِ الْكُفْرِ ، وَ مَا يَتَّصِلُ بِهٖ مِنْ شَعْرِهٖ وَ نَحْوِهٖ ، لَا لِغَيْرِهٖ كَثِيَابِهٖ .

متن 60 :

﴿ وَ تَطْهُرُ الْعَيْنُ وَ الْاَنْفُ وَالْفَمُ ـــــ بَـاطِنُهَا وَ كُلُّ بَاطِنٍ ﴾ كَالْاُذُنِ وَ الْفَرْجِ ﴿ بِزَوَالِ الْعَيْنِ ﴾ ، وَ لَا يَـطْهُرُ بِذٰلِكَ مَا فِيْهِ مِنَ الْاَجْسَامِ الْخَارِجَةِ عَنْهُ ، كَالطَّعَامِ وَالْكُحْلِ .

اَمَّا الرَّطُوْبَةُ الْحَادِثَةُ فِيْهِ كَالرِّيْقِ وَالدَّمْعِ ، فَبِحُكْمِهٖ .

وَ طُهْرُ ـــ مَا يَتَخَلَّفُ فِى الْفَمِ مِنْ بَقَايَا الطَّعَامِ وَ نَحْوِهٖ ـــــ بِالْمَضْمَضَةِ :

- مَرَّتَيْنِ ـــ عَلىٰ مَا اخْتَارَهُ الْمُصَنِّفُ مِنَ الْعَدَدِ ،
- وَ مَرَّةً ـــــ فِىْ غَيْرِ نَجَاسَةِ الْبَوْلِ عَلىٰ مَا اخْتَرْنَاهُ .

چوتھا مسئلہ :

(مطہرات اور ان کے احکام :)

مطہرات (وہ چیزیں جونجاست سے پاک کرتی ہیں) دس ہیں :

(1) پانی ـــــ جو ہراس چیز کو پاک کرتا ہے جواس سے پاک ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

(2) اور زمین ـــــــــــ ، جو پاک کرتی ہے :

- جوتے کے باطن کو یعنی اس کے نیچے کے اس حصہ کو جو زمین سے متصل ہوتا ہے (پس جوتے کا وہ حصہ جو معمولاً زمین سے متصل نہیں ہوتا ، زمین اسے پاک نہیں کرتی)۔
- اور پاؤں کے تلوے کو اس شرط کے ساتھ کہ چلنے اور زمین پر رگڑ کھانے یا کسی اور وسیلہ کے سبب عین نجاست اس سے زائل ہوجائے

اور پتھر اور ریت ، زمین کی اقسام میں سے ہیں (اور زمین ہی کی طرح مطہر ہیں)۔

اور اگر نجاست (پیشاب یا نجس پانی کی طرح) ٹھوس نہ ہو اورمرطوب حالت میں نہ ہو (یعنی خشک ہو چکی ہوتو پاک ہونے کیلئے یہی) کافی ہے کہ وہ زمین سے رگڑ کھا جائے۔

اور فرق نہیں ہے کہ زمین خشک ہو یا تر ، (لیکن اتنی بھی گیلی نہ ہو کہ) اپنے زمین ہونے سے خارج ہو جائے (اور لوگ اسے کیچڑ کہنے لگیں)۔

اور کیا زمین کا پاک ہونا شرط ہے؟ تو اس بارے میں دو احتمال ہیں:

(احتمال اول یہ ہے کہ زمین کا پاک ہونا شرط ہے کیونکہ جو چیز خود نجس ہے کیسے ممکن ہو کہ وہ کسی دوسری چیز کو پاک کردے ، جبکہ دوسرا احتمال یہ ہے کہ زمین کا پاک ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ) ،

روایت اور اکثر فقہاء کے فتاویٰ کا بطور مطلق ہونا تقاضا کرتا ہے کہ زمین کا پاک ہونا شرط نہیں ہے۔

اورنعل (یعنی جوتے) سے مراد وہ چیز ہے جسے راستہ چلنے کیلئے پاؤں کے نیچے قرار دیا جاتا ہے

تا کہ چلا جاسکے ، اور زمین (مٹی) اور اس جیسی چیزوں سے بچا جاسکے ، خواہ جوتا لکڑی کا بنا ہوا ہو (یا چمڑے اور ربڑ کا)۔

اور پاؤں یا ٹانگ کٹے آدمی کا مصنوعی پاؤں یا ٹانگ' جوتے کا حکم رکھتی ہے (کہ جس کی تہہ کو زمین عین نجاست کے زائل ہونے کے بعد پاک کر دیتی ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اَسْفَلُهُ	هُ	النعل	جوتے کا تلوا
۲۔	عَنْهُمَا	هُمَا	القدم + النعل	پاؤں اور جوتے سے
۳۔	بِهَا	هَا	الارض	زمین کے ذریعہ سے
٤۔	وَ غَيْرِهِمَا	هما	مشی + دلک	چلنے اور ملنے کے علاوہ ، مثلاً اُچھلنا
٥۔	طَهَارَتُهَا	هَا	الارض	زمین کا پاک ہونا
٦۔	عَدَمَهُ	هُ	الطهارت	طہارت کا (شرط) نہ ہونا
۷۔	وَ نَحْوِهَا	هَا	الارض	زمین کی مانند ، مثلاً پتھریلی یا ریتلی جگہ

متن 58 :

(3) اور مٹی ـــــــ ،

جو کتے کے ولوغ میں پانی کے ساتھ مل کر مجموعاً تطہیر کی علت ہے (کیونکہ فقط پانی کتے کے ولوغ میں مطہر نہیں ہے جب تک اس کے ساتھ مٹی شامل نہ ہو)۔

پس ولوغ کی تطہیر میں مٹی ، علتِ (تطہیر) کی ایک جز ہے چنانچہ مٹی فی الجملہ (یا بطور اصطلاح آدھی) مطہر ہے۔

(4) اور (وہ) جسم (مثلاً پتھر یا ڈھیلا وغیرہ) ـــــــ ، جو تین شرائط کے ساتھ پاک کرتا ہے :

- پاک ہو ،
- چپکنے والا نہ ہو ،
- اور نہ ہی صقیل ہو (صقیل صفت مشبہ ہے اور اسم مفعول کے معنی میں

ہے یعنی وہ شئے جس کا کھردرا پن رگڑ کر دور کردیا گیا ہو)،

(اور یہ جسم پاک کرنے والا ہے) مقعد سے اس پائخانہ کو جو اس کے اطراف سے معمول سے زیادہ پھیلا ہوا نہ ہو۔

(5) اور سورج ــــــــــ ،

جو پاک کرتا ہے:

■ بعض (منقول) چیزوں کو جیسے (کھجور کے درخت کے پتوں اور بید سے بنی ہوئی چٹائی)

(البتہ دو شرطوں کے ساتھ:)

● یہ کہ سورج ان چیزوں کو اپنی شعاعوں کی مدد سے خشک کرے (یعنی سورج کا ان چیزوں پر چمکنا شرط ہے نہ یہ کہ وہ چیزیں ہوا کی گرمی اور اس کے چلنے کے سبب خشک ہوں)۔

● اور یہ کہ ــــــ ،

(نجاست اگر پیشاب یا نجس پانی نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے کہ سورج اسے خشک کرے)،

اس سے عینِ نجاست کو دور کر دیا جائے۔

■ اور ایسی تمام چیزوں کو پاک کرتا ہے جو معمولاً غیر منقول ہوتی ہیں مطلقاً (یعنی خواہ ان کا منتقل کیا جانا آسان ہو یا مشکل) جیسے:

● زمین اور اس کے اجزا (ریت اور پتھر وغیرہ)،

● جڑی بوٹیاں اور لکڑیاں ،

● دیوار میں نصب دروازے ،

● دیوار میں پیوست میخیں ،

● درخت اور ان پر لگے ہوئے میوہ جات اگرچہ ان کے چننے کا وقت قریب آ گیا ہو،

اور سورج سے پاک ہونے میں چیزوں کا ہوا کی حرارت سے خشک ہونا کافی نہیں ہے کیونکہ حرارت کو شمس نہیں کہتے،

اور ان چیزوں کا فقط ہوا سے خشک ہوجانا بطریق اولیٰ کافی نہیں ہے ۔

البتہ اس بات میں کوئی قباحت نہیں ہے کہ ان چیزوں کے خشک ہونے میں ہوا بھی سورج (دھوپ) کے ساتھ شامل ہوجائے۔

اشیاء کے باطن (اندر والے حصے) کے پاک ہونے میں کافی ہے کہ سورج کی روشنی (دھوپ) ان کے ظاہری (بیرونی) حصوں پر پڑے اس شرط کے ساتھ کہ وہ اشیاء تمام کی تمام خشک ہوجائیں۔ لیکن یہ حکم ان اشیاء کیلئے نہیں ہے جو ایک دوسرے سے چپکی ہوئی ہوں کہ اگر سورج ان کے بعض حصوں پر چمکے، (تو وہ ان بعض اشیاء کو پاک نہیں کرے گا کہ جن پر سورج کی روشنی نہ پڑے کیونکہ یہ اشیاء ان اشیاء کا حقیقی باطن نہیں ہیں کہ جن پر سورج کی روشنی پڑتی ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فَاِنَّهٗ	ہٗ	التراب	اس لیے کہ مٹی
۲۔	مَا جَفَّفَتْهُ	ہُ	ما الموصولة	(سورج) جسے خشک کردے
۳۔	بِاِشْرَاقِهَا	ھَا	الشمس	اپنی چمک کی وجہ سے
٤۔	عَلَيْهِ	ہِ	ما الموصولة	اس چیز پر
٥۔	عَنْهُ	ہُ	ما الموصولة	اس (نجس) چیز سے
٦۔	اَجْزَائِهَا	ھَا	الارض	زمین کے اجزاء مثلاً مٹی ، ریت ، کنکریاں وغیرہ
٧۔	عَلَيْهَا	ھَا	الاشجار	درختوں پر
٨۔	اَوَان	x	x	وقت، زمانہ، اس کی جمع آونة ہے
٩۔	قِطَافِهَا	ھَا	الفواکه	پھلوں کو (درختوں سے) اُتارنا
۱۰۔	لِاَنَّهَا	ھَا	الحرارة	اس لیے کہ حرارت
۱۱۔	اِنْضِمَامُهٗ	ہٗ	الهواء	ہوا کا شامل ہوجانا
۱۲۔	اِلَيْهَا	ھَا	الشمس	سورج (کی شعاعوں) کے ساتھ

۱۳۔	عَلیٰ بَعْضِہٖ	ہٖ	المتعدد اللاصق	ایک دوسرے سے چپکی ہوئی مختلف اشیاء کے بعض حصوں پر

متن 59 :

اور آگ (پاک کرتی ہے) ان چیزوں کو جنہیں وہ (جلا کر) راکھ یا دھویں میں بدل دے،

(یعنی ان کا استحالہ کردے، اور استحالہ یہ ہے کہ کوئی چیز کسی دوسری ایسی چیز میں بدل جائے جو پاک ہو، جیسے نجس لکڑی جل کر کوئلہ یا راکھ بن جائے۔ اور کوئلہ اور راکھ میں اصل یہ ہے کہ یہ پاک ہیں)۔

نہ ان چیزوں کو جو آگ میں جل کر ٹھیکری یا اینٹ بن جاتے ہیں،

(کیونکہ ٹھیکری اور اینٹ میں دراصل ان کی جنس تبدیل نہیں ہوتی، جو کہ استحالہ کیلئے شرط ہے)،

دو اقوال میں سے زیادہ صحیح قول کی بنا پر۔

اور مصنفؒ نے اسی نظریہ کو اختیار کیا ہے اپنی کتاب البیان کے علاوہ دیگر کتابوں میں، لیکن اپنی کتاب البیان میں شیخ طوسیؒ کے قول کو قوی قرار دیا ہے کہ ٹھیکری اور اینٹ جلنے کے بعد پاک ہوجاتے ہیں۔

(6) اور کنویں کے پانی کا کم ہونا (مطہر ہے کنویں کیلئے' جب) پانی کی اُس مخصوص مقدار کو کنویں سے نکال لیا جائے جو کسی نجس چیز کیلئے (شریعت نے) مقرر کی ہے۔

اور جس طرح نزح کی وجہ سے ـــــــ، کنویں کا پانی پاک ہوجاتا ہے اسی طرح :

- کنویں کے اندرونی حصے،
- نزح کیلئے استعمال کیے گئے آلات (ڈول اور رسی وغیرہ)،
- وہ شخص جو کنویں سے پانی نکالنے کو اپنے ذمہ لیئے ہوئے ہو (یعنی اُس کا جسم)،
- اور وہ چیزیں جو پانی کھینچنے کی حالت میں اس شخص کے ہمراہ ہیں (جیسے لباس، اور جوتے وغیرہ۔ یہ سب چیزیں اپنے پاک ہونے میں کنویں کے تابع ہیں، پس جیسے ہی کنواں پاک ہوگا، یہ چیزیں بھی خودبخود پاک ہوجائیں گی)۔

(7) اور انگور کے رَس سے دوتہائی کم ہوجانا ہے ـــــ جو باقی کے ایک تہائی کو پاک کردیتا ہے

اگر اس کی نجاست کا قائل ہوا جائے۔

اور انگور کے آخری ایک تہائی کے پاک ہوتے ہی وہ برتن بھی پاک ہوجائے گا کہ جس میں انگور کے رَس کو اُبالا جارہا تھا اور نیز اس شخص کے ہاتھ اور لباس بھی پاک ہوجائیں گے جو اس کام کو انجام دیتے ہوئے نجس ہوئے ہوں۔

(8) اور استحالہ ـــــــــــــ ،

(یعنی کسی چیز کا اپنی حقیقت سے ایک اور حقیقت میں تبدیل ہوجانا ہے) جیسے:

- مردار اور پائخانہ کا مٹی اور کیڑے مکوڑوں میں تبدیل ہوجانا ہے۔
- اور نطفہ (منی) اور علقہ (منی اور بیضہ کے باہمی ملاپ سے بننے والے خون کے لوتھڑے) کا حیوان میں تبدیل ہوجانا علاوہ حیوان سہ گانہ (یعنی کافر، کتا اور خنزیر) کے۔
- اور نجس پانی کا (حلال گوشت حیوان کے پینے کے سبب) پیشاب یا دودھ میں تبدیل ہوجانااور اسی طرح ہے (نجس پانی کا حلال گوشت جانور کے پسینے اور لعاب میں تبدیل ہوجانا وغیرہ)۔

(9) اور شراب کا سرکہ میں تبدیل ہوجانا ـــــــــــــ ،

(بغیر اس کے کہ اس کی حقیقت تبدیل ہو، انقلاب فقط حالت کی تبدیلی کا نام ہے)۔

اور اسی طرح انگور کے رس کا، اُبلنے اور گاڑھا ہونے کے بعد (جب اس کا دو تہائی حصہ کم ہوجائے) سرکہ میں تبدیل ہوجانا ہے۔

(10) اور اسلام ـــــــــــــ جو اسلام لانے والے شخص کے:

- جسم کو، کفر کی نجاست سے پاک کردیتا ہے،
- اور جو چیزیں اس کے جسم سے متصل ہوں مثلاً اس کے بال وغیرہ۔

لیکن جسم کے علاوہ دیگر چیزیں (جو اس نے پہن رکھی ہوں) مثلاً لباس کو پاک نہیں کرتا۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	مَا اَحَالَتْهُ	هُ	ما الموصولة	(آگ) جس کا استحالہ کردے

۲۔	وَ عَلَيْهِ	هِ	عدم طهارت الخزف والآجرّ	ٹھیکری اور اینٹ کا آگ میں پک کر پاک نہ ہونے کا نظریہ
۳۔	وَ فِيْهِ	هِ	البيان	کتاب بیان میں
٤۔	قَوّٰى	هُوَ	مصنفؒ	مصنفؒ نے قوی قرار دیا ہے
٥۔	فِيْهِمَا	هما	خزف + آجر	ٹھیکری اور اینٹ کے بارے میں
٦۔	مِنْهُ	هُ	البئر	کنویں سے
۷۔	بِذٰلِكَ	x	x	نزحِ مقدر کے سبب
۸۔	حَافَاتُهٗ	هٗ	البئر	کنویں کی دیواریں اور اطراف
۹۔	مَا يَصْحَبُهٗ	هٗ	مباشر	جو ہمراہ ہو مباشر (یا نازح یعنی کنویں سے پانی نکالنے والے) کے
۱۰۔	حَالَتَهٗ	هٗ	النزح	کنویں سے پانی نکالنے کی حالت میں
۱۱۔	بِنَجَاسَتِهٖ	هٖ	العصير	(انگوروں کے) شیرہ کی نجاست سے (متعلق)
۱۲۔	بَعْدَ غَلَيَانِهٖ	هٖ	العصير	انگوروں کے شیرہ میں اُبال کے بعد
۱۳۔	بِهٖ	هٖ	الكافر	(وہ چیز جو) کافر سے (متصل ہو)
١٤۔	شَعْرِهٖ	هٖ	الكافر	کافر کے بال
۱۵۔	وَ نَحْوِهٖ	هٖ	الشعر	بالوں کی مانند، مثلاً ناخن وغیرہ
١٦۔	لَا لِغَيْرِهٖ	هٖ	المتصل	غیر متصل کیلئے (یہ حکم) نہیں ہے
۱۷۔	كَثِيَابِهٖ	هٖ	الكافر	جیسے کافر کا لباس

متن 60 :

اور پاک ہوجاتے ہیں:

- آنکھ، ناک اور منہ (یعنی ان تینوں) کے اندرونی حصے،
- اور (نیز انسانی جسم کا) ہر باطنی حصہ، کان اور شرمگاہ وغیرہ،

جب عین نجاست (ان اشیاء کے باطن سے) زائل ہوجائے ،

(یعنی عین نجاست کے زائل ہونے کے بعد ان اشیاء کے باطن کا پانی سے دھونا ضروری نہیں ہے کیونکہ نجاست کے زائل ہوجانے سے یہ خودبخود پاک ہوجاتے ہیں)۔

اور عین نجاست کے زائل ہونے سے وہ چیزیں پاک نہیں ہوں گی جو (آنکھ ، ناک ، کان اور منہ وغیرہ) کی حقیقت سے خارج ہوں جیسے (منہ میں) طعام اور (آنکھوں میں) سُرمہ (یعنی اگرمنہ میں طعام اور آنکھوں میں سرمہ نجس ہوجائے تو محض عین نجاست کے زائل ہوجانے سے پاک نہیں ہوں گے)۔

لیکن وہ رطوبتیں جو ان اعضاء سے ایجاد ہوتی ہیں جیسے منہ سے لعاب اور آنکھوں سے آنسو ، تو یہ ان اعضاء کے باطن کا حکم رکھتی ہیں (جو عین نجاست کے زائل ہوجانے سے پاک ہوجائیں گی)۔

اور کھانے اور اس جیسی چیزوں کے باقی ماندہ (ذرات) جو منہ (دانتوں) میں (پھنسے) رہ جائیں (اور مسوڑھوں سے نکلنے والے خون کے سبب نجس ہوجائیں تو ان) کی تطہیر دو مرتبہ کلی کرنا ہے ، اس نظریہ کی بنا پر جسے مصنفؒ نے عدد کے اعتبار سے معتبر جانا ہے۔ اور ہمارے نظریہ کے مطابق ایک مرتبہ (دھونا) کلی کرنا کافی ہے اگر پیشاب سے نجس نہ ہوا ہوتو۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	باطِنُهَا	هَا	العين+الانف+الفم	آنکھ ، ناک اور منہ کے اندرونی حصے
۲۔	بِذٰلِکَ	x	x	عین نجاست کے زائل ہونے سے
۳۔	مَا فِيْهِ	هِ	باطن	ان اندرونی حصوں میں جو
٤۔	عَنْهُ	هُ	باطن	اندرونی حصوں سے
٥۔	فِيْهِ	هِ	باطن	اندرونی حصوں میں
٦۔	فَبِحُکْمِهٖ	هٖ	باطن	اندرونی حصوں کے حکم میں ہے
۷۔	مَا يَتَخَلَّفُ	هُوَ	ما الموصولة	وہ جو باقی رہ جائے (منہ میں)
۸۔	وَ نَحْوِهٖ	هٖ	الطعام	غذا کی مانند
۹۔	مَا اخْتَارَهُ	هُ	ما الموصولة	وہ جسے مصنفؒ نے اختیار کیا ہے

متن 61 :

﴿ ثُمَّ الطَّهَارَةُ ﴾ عَلیٰ مَا عُلِمَ مِنْ تَعْرِیْفِهَا ﴿ اسْمٌ لِلْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ وَالتَّیَمُّمِ ﴾ الرَّافِعِ لِلْحَدَثِ اَوِ الْمُبِیْحِ لِلصَّلَاةِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ ، اَوْ مُطْلَقاً عَلیٰ ظَاهِرِ التَّقْسِیْمِ .

وضو کے احکام

متن 62 :

﴿ فَهُنَا فُصُوْلٌ ثَلاٰثَةٌ ﴾ :

﴿ اَلاَوَّلُ : فِی الْوُضُوْءِ ﴾

((وَالْوُضُوْءُ)) بِضَمِّ الْوَاوِ : اسْمٌ لِلْمَصْدَرِ ، فَاِنَّ مَصْدَرَهٗ "التَّوَضُّؤُ" عَلیٰ وَزْنِ "التَّعَلُّمِ" ،

وَ اَمَّا الْوَضُوْءُ بِالْفَتْحِ ، فَهُوَ : الْمَآءُ الَّذِیْ یُتَوَضَّأُ بِهٖ .

وَ اَصْلُهٗ مِنَ الْوَضَآءَ ةِ ، وَ هِیَ : النَّظَافَةُ وَالنَّظَارَةُ مِنْ ظُلْمَةِ الذُّنُوْبِ .

﴿ وَ مُوْجِبُهٗ : الْبَوْلُ وَالْغَائِطُ وَالرِّیْحُ ﴾ مِنَ الْمَوْضَعِ الْمُعْتَادِ ، اَوْ مِنْ غَیْرِهٖ مَعَ انْسِدَادِهٖ .

وَ اِطْلَاقُ "الْمُوْجِبِ" عَلیٰ هٰذِهِ الْاَسْبَابِ ، بِاعْتِبَارِ اِیْجَابِهَا الْوُضُوْءَ عِنْدَ التَّكْلِیْفِ بِمَا هُوَ شَرْطٌ فِیْهِ ،

كَمَا یُطْلَقُ عَلَیْهَا "النَّاقِضُ" بِاعْتِبَارِ عُرُوْضِهَا لِلْمُتَطَهِّرِ ،

وَ "السَّبَبُ" اَعَمُّ مِنْهُمَا ـــــــ مُطْلَقاً

كَمَا اَنَّ بَیْنَهُمَا ـــــــ عُمُوْماً مِنْ وَجْهٍ ،

فَكَانَ التَّعْبِيْرُ بِـ "السَّبَبِ" اَوْلىٰ .

متن 63 :

﴿ وَالنَّوْمُ الْغَالِبُ ﴾ غَلَبَةً مُسْتَهْلِكَةً ﴿ عَلَى السَّمْعِ وَالْبَصَرِ ﴾ ، بَلْ عَلىٰ مُطْلَقِ الْاَحْسَاسِ ، وَلٰكِنَّ الْغَلَبَةَ عَلَى السَّمْعِ ـــ تَقْتَضِى الْغَلَبَةَ عَلىٰ سَآئِرِهَا ، فِلِذَا خَصَّهُ . اَمَّا الْبَصَرُ فَهُوَ اَضْعَفُ مِنْ كَثِيْرٍ مِّنْهَا ، فَلا وَجْهَ لِتَخْصِيْصِهٖ .

﴿ وَ مُزِيْلُ الْعَقْلِ ﴾ مِنْ جُنُوْنٍ ، وَ سُكْرٍ ، وَ اِغْمَآءٍ .

﴿وَالْاِسْتِحَاضَةُ ﴾ عَلىٰ وَجْهٍ يَأْتِىْ تَفْصِيْلُهٗ.

متن 64 :

﴿ وَ وَاجِبُهٗ : ﴾ اَىْ وَاجِبُ الْوُضُوْءِ ﴿ النِّيَّةُ ﴾ وَ هِىَ الْقَصْدُ اِلىٰ فِعْلِهٖ ،

﴿مُقَارِنَةً لِغَسْلِ الْوَجْهِ ﴾ الْمُعْتَبَرِ شَرْعاً ، وَ هُوَ اَوَّلُ جُزْءٍ مِنْ اَعْلَاهُ ،

لِاَنَّ ـــــــــــــ مَا دُوْنَهٗ لَا يُسَمّٰى غَسْلاً شَرْعاً ،

وَلِاَنَّ :

- الْمُقَارَنَةَ تُعْتَبَرُ لِاَوَّلِ اَفْعَالِ الْوُضُوْءِ ،
- وَالْاِبْتِدَآءَ بِغَيْرِ الْاَعْلىٰ لَا يُعَدُّ فِعْلاً ،

﴿ مُشْتَمِلَةً عَلىٰ ﴾ قَصْدِ ﴿ الْوُجُوْبِ ﴾ اِنْ كَانَ وَاجِباً بِاَنْ كَانَ فِىْ وَقْتِ عِبَادَةٍ وَاجِبَةٍ مَشْرُوْطَةٍ بِهٖ ، وَاِلَّا نَوَى النَّدْبَ . وَ لَمْ يَذْكُرْهُ ـــــ لِاَنَّهٗ خَارِجٌ عَنِ الْفَرْضِ .

متن 65 :

﴿ وَ التَّقَرُّبِ ﴾ بِهٖ اِلَى اللهِ تَعَالىٰ ، بِاَنْ يَقْصُدَ فِعْلَهٗ لِلّٰهِ امْتِثَالاً لِاَمْرِهٖ اَوْ مُوَافَقَةً لِطَاعَتِهٖ ، اَوْ طَلَباً لِلرِّفْعَةِ عِنْدَهٗ بِوَاسِطَتِهٖ تَشْبِيْهاً بِالْقُرْبِ الْمَكَانِيِّ ، اَوْ مُجَرَّداً عَنْ ذٰلِكَ ، فَاِنَّهٗ تَعَالىٰ غَايَةُ كُلِّ مَقْصَدٍ .

﴿ وَالْاِسْتِبَاحَةِ ﴾ مُطْلَقاً ، اَوِ الرَّفْعِ حَيْثُ يُمْكِنُ ، وَالْمُرَادُ رَفْعُ حُكْمِ الْحَدَثِ، وَ اِلَّا فَالْحَدَثُ اِذَا وَقَعَ لَا يَرْتَفِعُ ، وَ لَا شُبْهَةَ فِيْ اِجْزَآءِ النِّيَّةِ الْمُشْتَمِلَةِ عَلٰى جَمِيْعِ ذٰلِكَ . وَ اِنْ كَانَ فِيْ وُجُوْبِ مَا عَدَا الْقُرْبَةَ ، نَظَرٌ ، لِعَدَمِ نُهُوْضِ دَلِيْلٍ عَلَيْهِ .

اَمَّا الْقُرْبَةُ فَلَا شُبْهَةَ فِى اعْتِبَارِهَا فِى كُلِّ عِبَادَةٍ ، وَ كَذَا تَمْيِيْزُ الْعِبَادَةِ عَنْ غَيْرِهَا حَيْثُ يَكُوْنُ الْفِعْلُ مُشْتَرَكاً ، اِلَّا اَنَّهُ لَا اشْتِرَاكَ فِى الْوُضُوْءِ حَتّٰى فِى الْوُجُوْبِ وَالنَّدْبِ ، لِاَنَّهُ فِىْ وَقْتِ الْعِبَادَةِ الْوَاجِبَهِ الْمَشْرُوْطَةِ بِهٖ ، لَا يَكُوْنُ اِلَّا وَاجِباً ، وَ بِدُوْنِهٖ يَنْتَفِىْ .

متن 66 :

﴿ وَ جَرْىُ الْمَآءِ ﴾ بِاَنْ يَّنْتَقِلَ كُلُّ جُزْءٍ مِّنَ الْمَآءِ عَنْ مَحَلِّهٖ ، اِلٰى غَيْرِهٖ بِنَفْسِهٖ اَوْ بِمُعِيْنٍ ﴿ عَلٰى مَا دَارَتْ عَلَيْهِ ـــــ ،

- الْاِبْهَامُ ﴾ ـــــ بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ ،
- ﴿ وَ الْوُسْطٰى ﴾ ــــ ،

مِنَ الْوَجْهِ ـــــ ﴿ عَرْضاً ـــــ ،

وَ مَا بَيْنَ الْقُصَاصِ ﴾ مُثَلَّثِ الْقَافِ وَ هُوَ ـــــ مُنْتَهٰى مَنْبَتِ شَعْرِ الرَّأْسِ ،

﴿ اِلٰى آخِرِ الذَّقَنِ ﴾ بِالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَالْقَافِ الْمَفْتُوْحَةِ ،

مِنْهُ ـــ ﴿ طُوْلاً ﴾ مُرَاعِياً فِىْ ذٰلِكَ ـــ مُسْتَوِى الْخِلْقَةِ فِى الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ.

وَ يَدْخُلُ فِى الْحَدِّ:

- مَوَاضِعُ التَّحْذِيْفِ ـــ وَ هِىَ مَا بَيْنَ مُنْتَهَى الْعِذَارِ وَالنَّزَعَةِ الْمُتَّصِلَةِ بِشَعْرِ الرَّاسِ ،
- وَالْعِذَارِ ،

- وَ الْعَارِضِ ،

لَا النَّزَعَتَانِ ـــ بِالتَّحْرِيْكِ ، وَ هُمَا الْبَيَاضَانِ ، الْمُكْتَنِفَانِ لِلنَّاصِيَةِ.

متن 67 :

﴿ **وَ تَخْلِيْلُ خَفِيْفِ الشَّعْرِ** ﴾ وَ هُوَ مَا ـــ تُرَى الْبَشَرَةُ مِنْ خِلَالِهِ فِي مَجْلِسِ التَّخَاطُبِ ـــ دُوْنَ الْكَثِيْفِ: وَ هُوَ ـــ خِلَافُهُ ،

وَالْمُرَادُ بِتَخْلِيْلِهِ ـــ اِدْخَالُ الْمَآءِ خِلَالَهُ لِغَسْلِ الْبَشَرَةِ الْمَسْتُوْرَةِ بِهِ،

اَمَّا الظَّاهِرَةُ ـــ خِلَالَهُ ـــ فَلَا بُدَّ مِنْ غَسْلِهَا ،

كَمَا يَجِبُ غَسْلُ جُزْءٍ آخَرَ مِمَّا جَاوَرَهَا مِنَ الْمَسْتُوْرَةِ مِنْ بَابِ الْمُقَدِّمَةِ.

وَالْاَقْوىٰ: عَدَمُ وُجُوْبِ تَخْلِيْلِ الشَّعْرِ ـــ مُطْلَقاً ،

وِفَاقاً ـــ لِلْمُصَنِّفِ فِي الذِّكْرىٰ وَالدُّرُوْسِ ، وَ ـــ لِلْمُعْظَمِ ،

وَ يَسْتَوِيْ فِيْ ذٰلِكَ :

- شَعْرُ اللِّحْيَةِ ،
- وَالشَّارِبِ،
- وَالْخَدِّ ،
- وَالْعِذَارِ ،
- وَالْحَاجِبِ ،
- وَ الْعَنْفَقَةِ ،
- وَ الْهُدْبِ .

متن 68 :

﴿ **ثُمَّ** ﴾ غَسْلُ الْيَدِ ﴿ **الْيُمْنىٰ مِنَ الْمِرْفَقِ** ﴾ بِكَسْرِ الْمِيْمِ وَ فَتْحِ الْفَآءِ اَوْ

بِالْعَكْسِ ، وَ هُوَ : مَجْمَعُ عَظْمَيِ الذِّرَاعِ وَ الْعَضُدِ ـــــ، لَا نَفْسُ الْمَفْصَلِ ،

﴿اِلٰى اَطْرَافِ الْاَصَابِعِ ـــــــــ ثُمَّ ﴾ ،

غَسْلُ **﴿ الْيُسْرٰى ـــــ كَذٰلِكَ ﴾**

وَ غَسْلُ مَا ـــ اشْتَمَلَتْ ـ عَلَيْهِ ـ الْحُدُوْدُ مِنْ :

- لَحْمٍ زَائِدٍ ،
- وَ شَعْرٍ ،
- وَ يَدٍ ،
- وَ اِصْبَعٍ ،

دُوْنَ مَا خَرَجَ وَ اِنْ كَانَ يَداً ، اِلَّا اَنْ تَشْتَبِهَ الْاَصْلِيَّةُ فَتُغْسَلَانِ مَعاً مِنْ بَابِ الْمُقَدِّمَةِ .

﴿ ثُمَّ مَسْحُ مُقَدَّمِ الرَّاسِ ﴾ اَوْ شَعْرِهِ الَّذِىْ لَا يَخْرُجُ بِمَدِّهِ عَنْ حَدِّهِ ، وَاكْتَفَى الْمُصَنِّفُ بِالرَّاسِ تَغْلِيْباً لِاسْمِهِ عَلٰى مَا نَبَتَ عَلَيْهِ ،

﴿ بِمُسَمَّاهُ ﴾ اَىْ مُسَمَّى الْمَسْحِ ، وَ لَوْ بِجُزْءٍ مِنْ اِصْبَعٍ ، مُمِراً لَّهُ عَلَى الْمَمْسُوْحِ لِيَتَحَقَّقَ اسْمُهُ لَا بِمُجَرَّدِ وَضْعِهِ ،

وَ لَا حَدَّ لِاَكْثَرِهِ ، نَعَمْ يُكْرَهُ الْاِسْتِيْعَابُ ، اِلَّا اَنْ يَّعْتَقِدَ شَرْعِيَّتَهُ فَيَحْرُمُ ، وَ اِنْ كَانَ الْفَضْلُ فِىْ مِقْدَارِ ثَلَاثِ اَصَابِعَ .

متن 69 :

﴿ ثُمَّ مَسْحُ ﴾ بَشَرَةِ ظَهْرِ الرِّجْلِ **﴿ الْيُمْنٰى ﴾** مِنْ رُؤُوْسِ الْاَصَابِعِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ : وَ هُمَا قُبَّتَا الْقَدَمَيْنِ عَلَى الْاَصَحِّ ، وَ قِيْلَ : اِلٰى اَصْلِ السَّاقِ ، وَ هُوَ مُخْتَارُهُ فِى الْاَلْفِيَّةِ .

﴿ ثُمَّ ﴾ مَسْحُ ظَهْرِ **﴿ الْيُسْرٰى ﴾** كَذٰلِكَ **﴿ بِمُسَمَّاهُ ﴾** فِىْ جَانِبِ الْعَرْضِ ،

﴿ بِبَقِيَّةِ الْبَلَلِ ﴾ الْكَائِنِ عَلىٰ اَعْضَآءِ الْوُضُوْءِ مِنْ مَآئِهٖ ﴿ فِيْهِمَا ﴾ اَىْ فِى الْمَسْحَيْنِ .

متن 70 :

وَ فُهِمَ مِنْ اِطْلَاقِهٖ "الْمَسْحَ" ـــــ اَنَّهٗ : لَا تَرْتِيْبَ فِيْهِمَا فِىْ نَفْسِ الْعُضْوِ، فَيَجُوْزُ النَّكْسُ فِيْهِ ـــــ دُوْنَ "الْغَسْلِ" ، لِلدَّلَالَةِ عَلَيْهِ بِـ ((مِنْ)) وَ ((اِلىٰ)) .

وَ هُوَ كَذٰلِكَ فِيْهِمَا عَلىٰ اَصَحِّ الْقَوْلَيْنِ ،

وَ فِىْ الدُّرُوْسِ رَجَّحَ مَنْعَ النَّكْسِ فِى الرَّأْسِ دُوْنَ الرِّجْلَيْنِ ،

وَ فِى الْبَيَانِ عَكَسَ ، وَ مِثْلُهٗ فِى الْاَلْفِيَّةِ ،

﴿ مُرَتِّباً ﴾ بَيْنَ اَعْضَآءِ الْغَسْلِ وَالْمَسْحِ : بِاَنْ يَّبْتَدِئَ:

- بِغَسْلِ الْوَجْهِ ،
- ثُمَّ بِالْيَدِ الْيُمْنىٰ ـــــــ ثُمَّ الْيُسْرىٰ ،
- ثُمَّ بِمَسْحِ الرَّاسِ ،
- ثُمَّ الرِّجْلِ الْيُمْنىٰ ـــــ ثُمَّ الْيُسْرىٰ ،

فَلَوْ عَكَسَ ـــــ اَعَادَ عَلىٰ مَا يَحْصُلُ مَعَهُ التَّرْتِيْبُ مَعَ بَقَآءِ الْمُوَالَاةِ ،

وَ اَسْقَطَ الْمُصَنِّفُ فِىْ غَيْرِ الْكِتَابِ التَّرْتِيْبَ بَيْنَ الرِّجْلَيْنِ ،

﴿ مُوَالِياً ﴾ فِىْ فِعْلِهٖ ﴿ بِحَيْثُ لَا يَجِفُّ السَّابِقُ ﴾ مِنَ الْاَعْضَآءِ عَلَى الْعُضْوِ الَّذِىْ هُوَ فِيْهِ مُطْلَقاً ، عَلىٰ اَشْهَرِ الْاَقْوَالِ .

وَالْمُعْتَبَرُ فِى الْجِفَافِ "الْحِسِىُّ" لَا "التَّقْدِيْرِىُّ" ، وَ لَا فَرْقَ فِيْهِ بَيْنَ الْعَامِدِ وَالنَّاسِىْ وَالْجَاهِلِ .

متن 61 :

پس طہارت، جیسا کہ (کتاب کے شروع میں) طہارت کی تعریف سے معلوم ہو چکا ہے، نام ہے:

- وضو،
- غسل اور
- تیمّم کا۔

  - ❑ جو حدث کو برطرف کرنے والے ہیں۔ (قول اول)
  - ❑ یا نماز پڑھنے کو مباح کرتے ہیں۔ (قول دوم)

فقہاء کے درمیان یہی دو قول مشہور ہیں۔

- یا مطلقاً، (یعنی وضو، غسل اور تیمّم ــــــــ، طہارت کہلائیں گے خواہ:
  - ❑ رافع حدث ہوں یا نہ ہوں،
  - ❑ مبیح نماز ہوں یا نہ ہوں)۔ (قول سوم، قول مصنفؒ)

اور (وضو، غسل اور تیمّم کا بطور مطلق طہارت کی تعریف میں داخل ہونا) مصنفؒ کی ظاہری تقسیم سے مستفاد ہوتا ہے کیونکہ اگر طہارت سے مصنفؒ کی مراد رافع حدث یا مبیح نماز ہوتی تو ضروری تھا کہ عبارت میں ایسی قید لگاتے جو اس بات پر دلیل ہوتی۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
١۔	تَعْرِفِهَا	هَا	الطهارت	طہارت کی تعریف

(وضو کے احکام)

متن 62 :

پس (چونکہ طہارت تین چیزوں پر مشتمل ہے، لہٰذا) یہاں تین فصلیں (بیان کی جاتی) ہیں (پہلی فصل وضو کے بارے میں، دوسری فصل غسل کے بارے میں اور تیسری فصل تیمّم کے بارے میں)۔

پہلی (فصل) وضو (کے بیان) میں ہے :

اور وضوــــ، (پہلے) واؤ کی ضمہ کے ساتھــــ، (تو وہ) اسم مصدر ہے،

(یعنی خود مصدر نہیں ہے بلکہ حاصلِ مصدر یا مصدر کا نتیجہ ہے)

کیونکہ اس کا مصدر ''توضوء'' بر وزن تعلّم ہے۔

اور البتہ وَضوــ، واؤ کی فتحہ کے ساتھ ــ، تو وہ اُس پانی کو کہتے ہیں جس سے وضو کیا جاتا ہے۔

اور اس (وُضو، واؤ کی ضمہ کے ساتھ) کی اصل (اور بنیاد) ''وضاءۃ'' ہے اور یہ (وضاءۃ)

- پاک ہونا ہے (انسان کے ظاہری بدن کا، حدث سے)،
- اور روشن ہونا ہے (انسان کے باطن کا) گناہوں کی تاریکی سے۔

(موجباتِ وضو :)

اور (چھ چیزوں ہیں جو) اس (یعنی وضو) کو واجب کرنے والی ہیں :

- پیشاب،
- پائخانہ،
- ہوا (کا خارج ہونا ہے خواہ آواز کے ساتھ ہو یا بغیر آواز کے)

(اور ان تین چیزوں کے موجب وضو ہونے کی شرط یہ ہے کہ یہ اپنے اپنے) طبیعی مخرج سے (خارج ہوں۔ مثلاً پیشاب، پیشاب کی نالی سے خارج ہو اور پائخانہ اور ہوا مقعد سے)؛

یا (اگر) مخرجِ طبیعی (مکمل طور پر کسی بیماری کی وجہ سے) بند ہوجائے (تو پھر یہ کہیں سے بھی خارج ہوں، موجب وضو ہوں گی)۔

اور ان (چھ) اسباب پر (لفظ) ''موجب'' کا اطلاق ، اس اعتبار سے ہے کہ یہ (چھ اسباب) تکلیف (شرعی) کے وقت ، وضو کو واجب کردیتے ہیں ، کیونکہ یہ (وضو) اس (تکلیف شرعی کو انجام دینے میں) شرط (قرار دیا گیا) ہے ،

(شریعت ایک بالغ شخص سے جن امور کی انجام دہی کا مطالبہ کرتی ہے ، اُنہیں تکلیفِ شرعی کہتے ہیں۔ اور جس شخص پر ان امور کو انجام دینا واجب ہوجائے ، اُسے مکلَّف کہتے ہیں۔ ان امور میں سے بعض ایسے ہیں جن کو انجام دیتے وقت مکلَّف کا باوضو ہونا شرط قرار دیا گیا ہے جیسے نماز پڑھنا ، قرآن پاک کے حروف کو چھونا وغیرہ۔ پس وضو کے اسباب کو موجب اس لیے کہتے ہیں کہ جب انسان کسی ایسی عبادت کو انجام دینے کیلئے مکلَّف ہوجاتا ہے جس کا باوضو ہوکر انجام دینا شرط ہو جیسے نماز کا وقت داخل ہوجانے کے بعد نماز ، تو ان چھ اسباب میں سے کسی سبب کا پیش آنا، وضو کو اس عبادت کیلئے واجب کر دیتا ہے) ،

اسی طرح ان (چھ اسباب) پر (لفظ) ناقض کا اطلاق (بھی) ہوتا ہے ، اس اعتبار سے کہ یہ متطہر (یعنی باوضو شخص) کو عارض ہوتے ہیں (اور وضو کو باطل کر دیتے ہیں)۔

(ان چھ اسباب پر لفظِ 'سبب' کا بھی اطلاق ہوتا ہے کیونکہ جب ان چیزوں میں سے کوئی چیز انسان کو عارض ہوتی ہے تو یہ چیزیں اپنے پیچھے پیچھے طہارت کو ، یا تو بطور واجب یا بطور مستحب لے آتی ہیں۔ مندرجہ بالا وضاحت سے روشن ہوجاتا ہے کہ) ،

سبب ان دونوں (یعنی موجب اور ناقض) سے مطلقاً اعم ہے ،

(یا اعم مطلق ہے۔ یعنی ''سبب اور موجب'' اور ''سبب اور ناقض'' کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت پائی جاتی ہے۔ لہٰذا وضو کو باطل کرنے والی چیزوں پر جہاں موجب اور ناقض کا اطلاق ہو ، وہاں سبب کا اطلاق بدرجۂ اولیٰ ہوگا۔ مثلاً ''سبب اور موجب'' کی مثال میں ، اگر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد حدث سرزد ہو تو اس حدث پر موجب کا اطلاق بھی ہوگا اور سبب کا بھی۔ لیکن اگر حدث' نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے سرزد ہو تو اس حدث پر 'سبب' کا اطلاق تو ہوگا ، موجب کا نہیں کیونکہ ابھی

نماز کا وقت داخل نہیں ہوا کہ یہ نماز کیلئے وضو کو واجب قرار دے۔
اور ''سبب اور ناقض'' کی مثال میں اگر وضو کے بعد حدث سرزد ہو تو اس پر ناقض اور سبب دونوں کا اطلاق ہوگا لیکن اگر اس حدث کے بعد ایک اور حدث سرزد ہو تو اس پر صرف 'سبب' کا اطلاق ہوگا)،
جیسا کہ ان دونوں (یعنی موجب اور ناقض) کے درمیان عموم (خصوص) من وجہ (کی نسبت) پائی جاتی ہے۔

(پس دونوں ایک مورد میں جمع ہوتے ہیں اور دو مورد میں ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں، وہ مورد کہ جس میں دونوں جمع ہوتے ہیں یہ ہے کہ:
اگر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد ایک باوضو شخص سے حدث سرزد ہوجائے تو اس حدث پر موجب اور ناقض دونوں کا اطلاق ہوگا۔
موجب کی طرف سے دونوں جس مورد میں جدا ہوتے ہیں وہ یہ ہے کہ نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد بے وضو شخص سے حدث سرزد ہو تو ایسے حدث پر موجب تو صادق آئے گا لیکن ناقض نہیں۔
اور ناقض کی طرف سے دونوں جس مورد میں جدا ہوتے ہیں وہ یہ ہے کہ نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے ایک باوضو شخص سے حدث سرزد ہو تو اس پر ناقض کا اطلاق تو ہوگا لیکن موجب کا نہیں)۔
[علمِ منطق کے اعتبار سے دو کلی مفہوموں کے درمیان چار قسم کی نسبت کا پایا جانا ممکن ہے۔ کلی مفہوم سے مراد ایسا مفہوم ہے جس میں چند افراد ایک دوسرے کے شریک ہوں۔ جیسے لفظِ انسان ایک کلی مفہوم کو ادا کرتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ محمد، علی، حسن، حسین وغیرہ سب پر لفظِ 'انسان' صادق آتا ہے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان ایک مفہومِ کلی ہے یا مختصر طور پر کہا جاتا ہے کہ انسان ایک کلی ہے۔ محمد، علی، حسن، حسین وغیرہ اس کلی کے افراد کہلاتے ہیں۔ وہ چار نسبتیں جنہیں علمِ منطق میں نِسَبِ اَربعہ سے تعبیر کیا جاتا ہے درج ذیل ہیں:

نسبتِ تساوی: یہ وہ نسبت ہے جو دو ایسے کلی مفہوموں کے درمیان پائی جاتی ہے جن کے تمام افراد اس مفہوم میں شریک ہوتے ہیں۔ جیسے: انسان اور ضاحک (یعنی ہنسنے والا) دو کلی مفہوم ہیں۔ جب ہم دونوں کلیوں کے افراد پر غور کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ انسان کا ہر فرد ضاحک ہے اور ضاحک کا ہر فرد انسان ہے یعنی کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو ہنسنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اور کوئی ایسا ہنسنے والا نہیں ہے جو انسان نہ ہو۔ کہا جاسکتا ہے کہ صرف انسان ہی ہنستے ہیں یا ہنستے صرف انسان ہی ہیں۔

نسبتِ عموم خصوص مطلق: یہ نسبت دو ایسے کلی مفہوموں کے درمیان پائی جاتی ہے، جن میں ایک کلی کے تمام افراد تو دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق آتے ہیں لیکن دوسری کلی کے تمام افراد، پہلی کلی کے تمام افراد پر صادق نہیں آتے بلکہ صرف بعض افراد پر صادق آتے ہیں۔ پہلی کلی کو اعمِّ مطلق جبکہ دوسری کو اخصِّ مطلق کہتے ہیں۔ جیسے حیوان اور انسان۔

حیوان ایک ایسی کلی ہے جس میں انسان کے تمام افراد شامل ہیں جبکہ انسان ایسی کلی نہیں ہے جس میں حیوان کے تمام افراد شامل ہوں بلکہ اس کلی میں حیوان کے صرف وہ افراد شامل ہیں جو انسان ہیں کیونکہ حیوان میں گدھے گھوڑے وغیرہ بھی شامل ہیں جو انسان نہیں ہیں۔ اس مثال میں حیوان اعمِّ مطلق اور انسان اخصِّ مطلق ہے۔ واضح ہے کہ اعمِّ مطلق وہ کلی ہوتی ہے جس کے افراد کی تعداد اخصِّ مطلق کلی کے افراد سے زیادہ ہوتی ہے۔

نسبتِ عموم خصوص من وجہ: یہ وہ نسبت ہے جو دو ایسے کلی مفہوموں کے درمیان پائی جاتی ہے جن میں ہر کلی کے افراد ایک دوسرے کے بعض افراد پر صادق آتے ہیں اور بعض دوسرے افراد پر صادق نہیں آتے۔ جسے پرندہ اور سیاہ۔

جیسے بعض پرندے 'سیاہ' ہوتے ہیں اور بعض سیاہ چیزیں 'پرندہ' ہوتی ہیں۔ لیکن بعض دوسرے پرندے 'سیاہ' نہیں ہوتے اور نہ ہی بعض دوسری سیاہ چیزیں 'پرندہ' ہوتی ہیں۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ دو کلیاں ایک مورد میں باہم جمع ہوتی ہیں اور دو مورد میں

ایک دوسرے سے جدا ہوتی ہیں۔ جیسے کوے کی مثال میں دونوں کلیاں ایک ہی مورد میں باہم جمع ہوجاتی ہیں کیونکہ کوّے پر پرندے کا اطلاق بھی ہوتا ہے اور سیاہ کا بھی۔ جبکہ پرندے کی طرف سے مثلاً سفید کبوتر ایسا مورد ہے جس میں دونوں کلیاں ایک دوسرے سے جدا ہوجاتی ہیں کیونکہ سفید کبوتر پرندہ تو ہے لیکن سیاہ نہیں۔ اور سیاہ کی طرف سے مثلاً سیاہ کپڑا ایسا مورد ہے جس میں دونوں کلیاں ایک دوسرے سے جدا ہوجاتی ہیں کیونکہ سیاہ کپڑا سیاہ تو ہے لیکن پرندہ نہیں ہے۔

نسبتِ تبایُن: دو کلی مفہوموں کے درمیان وہ نسبت ہے جس میں دو کلیوں کے افراد میں سے کسی بھی کلی کا کوئی فرد، دوسری کلی کے کسی بھی فرد پر صادق نہ آئے۔ جیسے انسان اور پتھر۔ کوئی انسان پتھر نہیں ہے اور کوئی پتھر انسان نہیں ہے]۔

(پس جیسا کہ معلوم ہوچکا ہے کہ برخلاف موجب و ناقض، سبب اپنے عام ہونے کی وجہ سے تمام صورتوں میں صادق آتا ہے، پس اگر مصنفؒ ان چھ چیزوں کو)، ''سبب'' سے تعبیر کرتے (اور کہتے کہ: و سببہ البول و ...) تو بہتر ہوتا۔

یعنی	مرجع	ضمیر	قول	
وضو کا مصدر	الوُضوء	ہٗ	مَصْدَرَہٗ	١۔
جس پانی سے	الماء	ہٖ	بِہٖ	٢۔
وضو کی اصل	الوُضوء	ہٗ	وَ اَصْلُہٗ	٣۔
وضو کو واجب کرنے والی (چیزیں)	الوُضوء	ہٗ	وَ مُوْجِبُہٗ	٤۔
طبیعی مخرج کے علاوہ کہیں سے	الموضع المعتاد	ہٖ	مِنْ غَیْرِہٖ	٥۔
طبیعی مخرج کے بند ہونے کی صورت میں	الموضع المعتاد	ہٖ	مَعَ انْسِدَادِہٖ	٦۔
ان اسباب کے وضو کو واجب کردینے	الاسباب	هَا	اِیْجَابِهَا	٧۔
اس لیے کہ وہ (یعنی وضو)	ما الموصولة	هُوَ	بِمَا هُوَ	٨۔
تکلیف یعنی عبادت کی انجام دہی میں شرط ہے	التكليف	فِیْهِ	شَرْطٌ فِیْهِ	٩۔

۱۰۔	عَلَيْهَا	هَا	هذه الاسباب	ان اسباب پر
۱۱۔	عُرُوْضِهَا	هَا	هذه الاسباب	ان اسباب کے عارض ہونے
۱۲۔	مِنْهُمَا	هُمَا	ناقض+ موجب	ناقض اور موجب سے
۱۳۔	بَيْنَهُمَا	هُمَا	ناقض+ موجب	ناقض اور موجب کے درمیان

متن 63 :

■ (موجبات وضو میں چوتھی چیز ایسی) نیند ہے جو غالب آجائے سننے اور دیکھنے کی حس پر، اس طرح کہ نیند کی وجہ سے یہ اپنا کام کرنا چھوڑ دیں (یعنی کان سن نہ سکے اور آنکھ دیکھ نہ سکے) بلکہ تمام حواس پر (غالب آجائے اور وہ اپنا کام کرنا چھوڑ دیں)۔ لیکن قوت سماعت پر (نیند) کا غالب آجانا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ (نیند) باقی تمام احساسات پر بھی غالب آگئی ہے۔ اسی وجہ سے (مصنفؒ نے) اس (قوت سماعت) کو بطور خاص ذکر کیا ہے۔ لیکن قوت بصارت تو بہت سے حواس سے زیادہ کمزور ہے، پس کوئی وجہ (دلیل) نہیں تھی کہ مصنفؒ اسے بھی خصوصی طور پر بیان کرتے۔

■ (موجبات وضو میں پانچویں چیز، وہ چیزیں ہیں جو) عقل کو زائل کردیتی ہیں جیسے دیوانگی، نشہ میں مست ہوجانا اور بیہوشی (وغیرہ)۔

■ (موجبات وضو میں چھٹی چیز) استحاضہ ہے، اُس تفصیل کے ساتھ جو بعد میں ذکر کی جائے گی۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنى
۱۔	اَلْاَحْسَاسِ	x	x	حسّ کی جمع ہے، البتہ بہتر ہوتا اگر اس کی جگہ لفظِ حواس سے استفادہ کیا جاتا جو جمع ہے حاسّة کی جیسے دواب جمع ہے دابّة کی
۲۔	سَائِرِهَا	هَا	الأحساس/ الاعضاء	باقی تمام حواس پر
۳۔	خَصَّهٗ	ہٗ	السمع	مصنفؒ نے قوتِ سماعت کو مخصوصاً ذکر کیا
٤۔	مِنْهَا	هَا	الأحساس/ الاعضاء	(اکثر) حواس سے

۵۔	لِتَخْصِيْصِهٖ	ہٖ	البصر	مصنفؒ کا قوتِ بصارت کو مخصوصاً بیان کرنے کی
٦۔	تَفْصِيْلُهٗ	ہٗ	وجه	(استحاضہ کی اُس) وجہ (یعنی کیفیت) کی تفصیل

متن 64 :

وضو کے واجبات

(سات چیزیں وضو میں واجب ہیں) :

[1] اور اس (وضو) کے (سات واجبات میں سے پہلی) واجب (چیز) نیت ہے۔

اور یہ (نیت) قصد کرنا ہے اس (وضو) کے انجام دینے کا۔ (وضو کی نیت کا) چہرے کے غَسلِ شرعی کے مقارن (یعنی ہموقت) ہونا معتبر ہے اور وہ (یعنی غَسلِ شرعی عبارت ہے اس دھونے سے جو) چہرے کے بالائی حصہ کے پہلے جزء (سے آغاز ہو، یعنی نیت چہرے کے بالائی حصے کے پہلے جزء کے دھونے کے ہمراہ ہو) کیونکہ:

- اس (چہرے کے بالائی حصے کے جزء اول) کے علاوہ (کسی جزء کو) دھونا غَسل شرعی نہیں کہلاتا۔
- اور اس لئے بھی کہ (نیت کا) مقارن (یعنی ہمزمان، ہموقت) ہونا اس وقت معتبر ہے جب وہ افعال وضو میں سے پہلے فعل کی انجام دہی کے ہموقت ہو اور (وضو کی) ابتداء اوپر والے حصے کے علاوہ (کسی حصے سے مثلاً چہرے کے نیچے والے حصے سے) وضو کے فعل (شرعی) میں شمار نہیں ہوتا۔

(ضروری ہے کہ نیت) مشتمل ہو :

- ■ قصدِ وجوب پر اگر (وضو کا انجام دینا) واجب ہو،

مثال کے طور پر (جب وضو) واجب عبادت کے وقت میں (انجام دیا جائے) جو (عبادت) مشروط ہو اس (وضو) کے ساتھ۔ (اور اگر وضو واجب عبادت کے وقت میں) نہ ہو تو (وضو کرنیوالا) استحباب کی نیت کریگا۔ اور مصنفؒ نے اس (استحباب) کو (اس لیے) ذکر نہیں کیا کیونکہ (ذکرِ استحباب) فرض (یعنی فرائضِ وضو یا موجودہ بحث)

سے خارج ہے (کیونکہ یہاں واجباتِ وضو سے بحث کی جارہی ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فِعْلِهٖ	ہٖ	الوضوء	وضو کو انجام دینا
۲۔	وَهُوَ	هُوَ	الغسل	اور وہ یعنی چہرے کا شریعت کے مطابق دھونا
۳۔	اَعْلَاهُ	ہُ	الوجه	چہرے کا بالائی حصہ
٤۔	مَا دُوْنَهٗ	ہٗ	الاعلاء من الوجه	چہرے کے بالائی حصے کے علاوہ کسی اور حصے کا دھونا
٥۔	اِنْ كَانَ	هُوَ	الوضوء	اگر وضو
٦۔	مَشْرُوْطَةٍ بِهٖ	ہٖ	الوضوء	وضو سے مشروط
۷۔	وَاِلَّا	x	x	وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ وَاجِباً یعنی جب وضو کرنا واجب نہ ہو
۸۔	نَوىٰ	هُوَ	المكلف	مکلّف نیت کرے گا
۹۔	لَمْ يَذْكُرْهُ	ہُ	الندب	مصنفؒ نے اس استحباب کو ذکر نہیں کیا
۱۰۔	لِاَنَّهٗ	ہٗ	الندب	اس لیے کہ مستحب (کی نیت کرنا)

متن 65 :

■ اور (نیز نیت مشتمل ہونا چاہیے) وضو کے ذریعہ، اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے (یعنی قربۃً الی اللہ کی نیت پر) یعنی قصد کرے کہ وضو کو اللہ تعالیٰ کی خاطر انجام دے رہا ہے،

(جبکہ وضو کو انجام دینے سے اس کا مقصد:)

- حکم خدا کی بجا آوری ہو۔
- یا (اس لیے کہ وضو کی انجام دہی) خدا کی اطاعت (یعنی اس کی رضامندی) کے موافق ہے۔
- یا اس (وضو) کے وسیلہ سے خدا کے نزدیک بلند مرتبہ (کے حصول) کا طلبگار ہو۔

(یہ بلندی) کسی جگہ (یا شخص) سے قریب ہونے کے سلسلہ میں بطور تشبیہ ہے (ورنہ اصل میں تو یہ بلندیٔ قربِ معنوی ہے جس میں انسان مادی طور پر نہیں بلکہ

معنوی طور پر بلندیوں کو طے کرتا ہے)۔

● یا (وضو کی انجام دہی) ان سب چیزوں سے ہٹ کر (فقط ذات خدا اور اسکی عظمت کی خاطر) ہو (اور یہ نیت کا بلند ترین درجہ ہے)۔ کیونکہ وہ (اللہ تعالیٰ) ہر مقصد کی غایت (و انتہا) ہے۔

■ (اور تیسری چیز جس کا نیت میں قصد کیا جانا ضروری ہے، وہ) استباحت ہے۔

(یعنی نیت کرے کہ جو وضو میں کر رہا ہوں اس سے نماز پڑھنا میرے لیے مباح ہوجائے) مطلقاً (یعنی استباحت کی نیت ہر وضو کیلئے درست ہے خواہ وضو حدث کو رفع کرنے والا ہو یا نہ ہو) یا (یہ بھی ہوسکتا ہے کہ استباحت کی بجائے) رفع (حدث کا قصد کرے کہ جس کا لازمہ یہ ہے کہ نماز پڑھنا اس کیلئے مباح ہوجائے گی۔

لیکن صرف رفع حدث کا قصد کرنا وہاں جائز ہے) جہاں (ایسا کرنا) ممکن ہو۔ اور (رفعِ حدث) سے مراد حکم حدث کا رفع ہونا ہے (کیونکہ اگر رفع حدث سے مراد حکم حدث کا رفع ہونا نہ ہو بلکہ خود حدث کا رفع ہونا ہو تو معنی صحیح نہیں ہوگا) کیونکہ حدث جب عارض ہوتا تو وہ قابل رفع نہیں ہوتا (مثلاً نیند حدث ہے تو کیا وضو سے نیند برطرف ہوجائے گی؟ یا نیند کی وجہ سے جو حالت معنوی ایجاد ہوئی ہے، وہ برطرف ہوگی)۔

اور کوئی شک نہیں ہے کہ نیت (جب) ان تمام (امور) پر مشتمل ہو تو وہ مجزی اور کافی ہوگی۔

اگرچہ قصد قربت کے علاوہ (دوسری چیزوں مثلاً قصدِ وجوب اور قصدِ استباحت) کے واجب ہونے میں اشکال و اعتراض ہے۔ کیونکہ (قصد قربت کے علاوہ دوسری چیزوں کے واجب ہونے پر) دلیل موجود نہیں ہے۔

(اس بات میں کوئی) شک نہیں ہے کہ (قصد) قربت ہر عبادت میں معتبر (یعنی شرط) ہے۔ اور اسی طرح (اس بات میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ جب کوئی عمل دو یا دو سے زیادہ چیزوں کے درمیان مشترک ہو یعنی کسی عبادت کو چند طرح سے انجام دینا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ) عبادت کو اس کے غیر سے تمیز دی جائے (یعنی مشخص کیا جائے مثلاً اگر نماز پڑھ رہا ہے تو نیت میں اس بات کا قصد کرے کہ میں یہ نماز ادا پڑھ رہا ہوں یا قضا) اس جگہ جہاں کوئی کام (یعنی عبادت، دو یا دو سے زیادہ چیزوں کے درمیان)

مشترک ہو۔

لیکن وضو میں اشتراک (کا تصور ممکن) نہیں ہے یہاں تک کہ واجب اور مستحب کے درمیان (بھی کیونکہ ممکن نہیں ہے کہ وضو کو ایک ہی وقت میں واجب کی نیت سے بھی انجام دیا جاسکے اور اسی وقت میں مستحب کی نیت سے بھی کہ مشخص کرنے کی ضرورت پڑے کہ وضو واجب ہے یا مستحب)۔

کیونکہ وضو کو اگر ایک ایسی واجب عبادت کے وقت میں انجام دینا پڑے کہ جس کیلئے وضو شرط ہو (مثلاً نماز یا طواف) تو وضو کو صرف بطور واجب انجام دینا صحیح ہوگا ؛ اور وقت عبادت کے علاوہ (وضو کا وجوب) منتفی ہوگا (یعنی وضو کرنا واجب نہیں ہوگا بلکہ مستحب ہوگا)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بِهِ	هِ	الوضوء	وضو کے ذریعہ سے
۲۔	فِعْلَهُ	هُ	الوضوء	وضو کو انجام دینا
۳۔	لِاَمْرِهِ	هِ	الله تعالیٰ	اللہ تعالیٰ کے حکم (کی انجام دہی) کیلئے
٤۔	لِطَاعَتِهِ	هِ	الله تعالیٰ	اللہ تعالیٰ کی اطاعت
٥۔	عِنْدَهُ	هُ	الله تعالیٰ	اللہ تعالیٰ کے نزدیک
٦۔	بِوَاسِطَتِهِ	هِ	الوضوء	وضو کے واسطہ سے
۷۔	مُجَرَّداً عَنْ ذٰلِکَ	x	x	مذکورہ امور یعنی امتثالاً لامرہ ، موافقةً لطاعته و طلبا للرفعة عنده سے قطعِ نظر
۸۔	حَيْثُ يُمْكِنُ	هُوَ	الرفع	جب (حدث کا) رفع ہونا ممکن ہو
۹۔	جَمِيْع ذٰلِکَ	x	x	قصدِ وجوب ، تقرب اور استباحت ، ان سب کے
۱۰۔	دَلِيْلٍ عَلَيْهِ	هِ	ما عدا القربة	قصدِ قربت کے علاوہ امور پر دلیل
۱۱۔	اِعْتِبَارِهَا	هَا	القربة	قصدِ قربت کا معتبر ہونا
۱۲۔	عَنْ غَيْرِهَا	هَا	العبادة	غیر عبادت سے (امتیاز دینا)
۱۳۔	اِلَّا اَنَّهُ	هُ	شأن	ضمیر شان ہے

۱۴۔	لِاَنَّهٗ	ہٗ	الوضوء	کیونکہ وضو
۱۵۔	بِهٖ	ہٖ	الوضوء	وضو سے
۱۶۔	وَ بِدُوْنِهٖ یَنْتَفِیْ	ہٖ	وقت العبادة الواجبة	جب ایسی واجب عبادت کا وقت نہ ہو جس کیلئے وضو شرط ہو، تو وضو کا وجوب منتفی ہو جاتا ہے

متن 66 :

[2] (واجبات وضو میں سے دوسرا واجب) پانی کا (چہرے پر) جاری کرنا ہے اس طرح سے کہ پانی کا ہر جزء اپنی جگہ سے دوسری جگہ (یعنی ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ) تک منتقل ہوجائے (اور یہ منتقلی) یا (تو) :

- خود بخود (ہو) ،
- یا کسی مددگار (یعنی ہاتھ) کے وسیلہ سے (ہو) ۔

(اور پانی کا یہ جریان چہرے کی اتنی مقدار پر واجب ہے) جس پر دو انگلیاں (یعنی :)

- ابہام ـــــــ ، ہمزہ کی کسرہ کے ساتھ، یعنی انگوٹھا ،
- اور وُسطیٰ (یعنی درمیانی انگلی جو معمولاً لمبائی میں باقی تمام انگلیوں سے بڑی ہوتی ہے)

احاطہ کرلیں (چہرے کی یہ مذکورہ مقدار جس پر پانی جاری کرنا واجب ہے) چوڑائی کے اعتبار سے (ہے)۔

اور (لمبائی میں چہرے کی جس مقدار کا دھونا واجب ہے وہ یہ کہ) ،

جو قصاص ـــــ ، قاف کی ضمہ، فتحہ اور کسرہ کے ساتھ ،

اور یہ (قصاص) سر کے بالوں کے اُگنے کی اختتامی جگہ (Ending Point) ہے ،

(یعنی وہ جگہ جہاں پیشانی کی جلد اور سر کے بال ایک دوسرے سے متصل ہوجاتے ہیں)۔

ـــــ ، اور ذقن ـــــــ ، نکتہ دار ذال اور قاف کی فتحہ کے ساتھ ،

یعنی ٹھوڑی کے درمیان (واقع) ہو ـــــــ ،

لمبائی کے اعتبار سے چہرے کی اتنی مقدار (یعنی جو قصاص اور ٹھوڑی کے درمیان واقع ہو) پر پانی جاری کرنا یعنی اس مقدار کا دھونا واجب ہے۔

رعایت کرتے ہوئے اس (طول وعرض) میں :

- چہرے ،
- اور دونوں ہاتھوں ــــــــــ ، کے مستوی الخلقت ہونے کی۔

اور (چہرے کی) اس مقدار (کہ جس کا دھونا واجب ہے) میں داخل ہے :

- ❑ مواضع تحذیف ،

اور یہ وہ جگہ ہے جو 'عذار' کے آخری سرے اور 'نزعۃ' کے درمیان واقع ہوتی ہے ؛ جبکہ 'نزعۃ' سر کے بالوں سے متصل ہوتی ہے۔

(کنپٹیوں سے متصل اور ابروؤں سے ذرا اوپر ، پیشانی کے اندر کی طرف جہاں بال اُگے ہوتے ہیں ، اسی جگہ کو مواضع تحذیف کہتے ہیں ، یعنی وہ جگہیں جہاں سے زینت کی خاطر اضافی بالوں کو حذف کردیا جاتا ہے ۔ جبکہ کنپٹی سے مراد آنکھ اور کان کے درمیان پائی جانے والی جگہ ہے۔ انسان کی کنپٹی میں ایک رگ ایسی پائی جاتی ہے جس کا براہِ راست تعلق دل سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر اس جگہ پر چوٹ لگ جائے تو انسان کی جان جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ لہٰذا لڑائی بھڑائی کے دوران کنپٹی پر چوٹ لگانے سے گریز کرنا چاہیے) ،

- ❑ عذار ،

(وہ بال جو کان کے مقابل اُگتے ہیں۔ کنپٹی سے شروع ہوتے ہیں اور عارض سے جا ملتے ہیں)۔

- ❑ اور عارض ،

(وہ بال جو دونوں کانوں کے نچلے سروں یا رخساروں کے اطراف سے ہوتے ہوئے نیچے ٹھوڑی تک چلے جاتے ہیں)۔

(لیکن) دو نزعۃ ـــ، نون اور زا کی فتحہ کے ساتھ ـــ، یعنی ،

(پیشانی سے متصل لیکن اس سے کچھ اوپر دونوں اطراف میں)

دو سفید جگہیں (جہاں بال نہیں اُگتے) جو ناصیہ (یعنی سر کے سامنے والے بالوں) کو گھیرے میں

لیے ہوتے ہیں،

(یعنی سر کے سامنے والے بالوں کی دونوں اطراف میں ، بالوں سے خالی یہ دونوں جگہیں چہرے میں دھوئی جانے والی واجب مقدار میں شامل نہیں ہیں)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	عَنْ مَحَلِّهِ	ہ	الماء	پانی اپنی جگہ سے
۲۔	غَيْرِهِ	ہ	المحل	اپنی جگہ سے (حرکت کر کے) دوسری جگہ (پہنچ جائے)
۳۔	بِنَفْسِهِ	ہ	الماء	پانی خود بخود
٤۔	عَلَيْهِ	ہِ	ما الموصولة	وہ کہ جس پر
٥۔	مِنْهُ	ہُ	الوجه	چہرے سے
٦۔	فِيْ ذٰلِکَ	x	x	لمبائی اور چوڑائی کی اس مقدار میں

متن 67 :

اور (نیز واجب ہے چہرے کے) خفیف بالوں کی تخلیل (یعنی اُن تک پانی پہنچانا) ؛ اور یہ (خفیف بال وہ ہیں) جن کے درمیان سے (چہرے کی) جلد (نظر) آتی ہے، جب انسان کسی (محفل میں چند لوگوں) کے روبرو ہوتا ہے۔

(لیکن اگر چہرے کے بال) کثیف یعنی خفیف بالوں کے برخلاف (گھنے) ہوں،

(تو اس صورت میں واجب نہیں ہے کہ پانی کو ان گھنے بالوں کے نیچے موجود چھپی ہوئی جلد تک پہنچایا جائے)۔

اور ان (خفیف بالوں) کی تخلیل سے مراد :

پانی کا ان کی تہہ تک پہنچانا ہے تا کہ دھویا جاسکے (چہرے کی اس) جلد کو جو اُن کی وجہ سے چھپی ہوئی ہو۔

(یہ تو تھا اختلافی مسئلہ کہ خفیف بالوں کی تخلیل واجب ہے یا نہیں) لیکن (اگر چہرے کی جلد) بالوں کے درمیان سے نمایاں ہو تو (سب فقہاء کے نزدیک) اس (نمایاں نظر آنے والی جلد) کا دھونا واجب ہے۔

جیسا کہ (خفیف بالوں کے درمیان نمایاں نظر آنے والی جلد کے) اطراف میں موجود جلد جو (خفیف بالوں کے نیچے) چھپی ہوئی ہو، کے کچھ حصے کا دھونا بھی مقدمہ (علمی کے عنوان) کے طور پر، واجب ہے۔

اور اقویٰ ـــــ، بالوں کی تخلیل (بالوں کے نیچے چھپی ہوئی جلد کے دھونے) کا واجب ہونا ہے، مطلقاً (یعنی خواہ بال خفیف ہوں یا کثیف) موافقت کرتے ہوئے:

- مصنف (کے نظریہ) کی (جسے انہوں نے) ذکریٰ اور دروس میں (بیان کیا ہے)۔
- اور اکثر فقہا (کے فتاویٰ) کی۔

اور بالوں کی اس (تخلیل) میں مساوی ہیں (یعنی کوئی فرق نہیں ہے کہ بال):

- ڈاڑھی کے ہوں،
- مونچھوں کے ہوں،
- رخسار کے ہوں،
- عذار کے (یعنی کانوں کے بالمقابل پائے جانے والے بال) ہوں،
- ابرو کے بال ہوں،
- عنفقہ کے (یعنی نیچے والے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان پائے جانے والے بال) ہوں۔
- (یا پھر) پلکوں کے بال ہوں۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	مِنْ خِلَالِهِ	هٖ	الشعر	بالوں کے نیچے سے
۲۔	وَ هُوَ	هُوَ	الکثیف	کثیف بال وہ ہیں جو
۳۔	خِلَافُهٗ	هٗ	خفیف الشعر	خفیف بالوں کے برخلاف ہیں
٤۔	بِتَخْلِيْلِهٖ	هٖ	الشعر	بالوں کی تخلیل سے مراد
٥۔	خِلَالَهٗ	هٗ	الشعر	بالوں کے نیچے
٦۔	بِهٖ	هٖ	الشعر	بالوں کی وجہ سے (چھپ جانے والی جلد)

۷۔	الظَّاهِرَةُ خِلَالَهُ	هٗ	الشعر	بالوں کے نیچے سے ظاہر ہونے والی چہرے کی جلد، خلال حرف جر کی تقدیر کی وجہ سے منصوب ہے
۸۔	مِنْ غَسْلِهَا	ہٖ	البشرة الظاهرة	چہرے کی ظاہر ہونے والی جلد کا دھونا
۹۔	جَاوَرَهَا	هَا	البشرة الظاهرة	چہرے کی ظاہر ہونے والی جلد سے متصل
۱۰۔	فِیْ ذٰلِکَ	x	x	تخلیل کے مسئلہ میں

متن 68 :

[3] (جب چہرے کا دھونا مکمل ہوجائے تو) پھر:

(تیسرے واجب کے طور پر پہلے) دائیں ہاتھ کو مرفق سے دھونا (واجب) ہے۔

(مرفق) میم کی کسرہ اور فاء کی فتحہ کے ساتھ (یعنی مِرفَق) یا برعکس (یعنی میم کی فتحہ اور فاء کی کسرہ کے ساتھ: مَرفِق)۔ اور (مرفق) وہ جگہ ہے جہاں ہاتھ اور بازو کی ہڈیاں آکر ملتی ہیں۔

(پس اس تعریف کے مطابق دونوں ہڈیوں کے سرے مرفق کی تعریف میں داخل ہیں) لیکن مرفق سے خود مفصل (یعنی وہ جگہ جہاں ہاتھ اور بازو کی ہڈیاں ایک دوسرے سے جدا ہوتی ہیں) مراد نہیں ہے۔ (اگر مرفق کو مفصل کے معنی میں لیا جائے تو بازو کی ہڈی کا سرا اس میں شامل نہیں ہوگا)

۔۔۔، انگلیوں کے سروں تک۔

(جب دایاں ہاتھ مرفق سے انگلیوں تک دھل جائے تو) پھر اسی طرح (یعنی مرفق سے انگلیوں تک) بائیں ہاتھ کو دھویا جائے۔ اور اسی طرح (ضروری ہے کہ دھویا جائے) ہر اس چیز کو کہ (دونوں ہاتھوں کی حدود، (مرفق سے انگلیوں کے سروں تک) اُسے شامل ہو جیسے:

- (کچھ) اضافی گوشت (کا ان پر اُگ آنا)،
- اور (معمول کے خلاف) بالوں (کا اُگ آنا)،
- ایک (اضافی) ہاتھ (کا پیدا ہوجانا)،
- یا ایک (اضافی) انگلی،

(کا پیدا ہوجانا ــــ، یہ سب دونوں ہاتھوں کی حدود میں شامل ہوں گے اگر مرفق سے انگلیوں کے سروں کے درمیانی حصے میں کہیں بھی پائے جائیں اور ان کا دھونا بھی واجب ہوگا)۔

لیکن جو (مرفق سے انگلیوں کی درمیانی حدود سے) خارج ہوجائے، اگرچہ وہ ہاتھ ہی کیوں نہ ہو (تو اس کا دھونا واجب نہیں ہوگا)۔

البتہ اگر اس حد سے خارج ہاتھ اور اصلی ہاتھ کے درمیان شک پیدا ہوجائے کہ دونوں میں سے اصلی ہاتھ کون سا ہے تو مقدمہ (علمی) کے عنوان سے دونوں ہاتھوں کو دھویا جائے،

(تا کہ یقین حاصل ہوجائے کہ دونوں ہاتھوں میں سے جو ہاتھ بھی اصلی ہے، وہ دھویا گیا ہے)۔

[4] (چہرے اور دونوں ہاتھوں کے دھونے کے بعد ــــ، ضروری ہے کہ) مسح کیا جائے:

- سر کے سامنے والے حصے کا،
- یا اُن بالوں کا جو اپنی لمبائی کی وجہ سے (مُقدَّمِ سر کی حد سے) خارج نہ ہوں۔

اور مصنفؒ نے (سر کے مسح کے سلسلہ میں) سر پر اکتفا کیا ہے (اور بالوں کا ذکر نہیں کیا) غلبہ دیتے ہوئے سر کو اس چیز پر (یعنی بالوں پر) جو اس پر اگتے ہیں۔

ضروری ہے کہ سر کا مسح اتنی مقدار میں ہو کہ اس پر اُس کا) نام یعنی مسح کا نام صادق آجائے۔

اگرچہ (چوڑائی میں) انگلی کے کچھ حصے (مثلاً آدھی انگلی) سے ہی مسح کیوں نہ کیا جائے۔

(اور مسح میں ضروری ہے کہ مسح کرنے والا شخص) انگلی (یا انگلیوں کو) ممسوح (جس پر مسح کیا جائے مثلاً سر یا پاؤں) پر کھینچے تا کہ مسح کا نام اس پر صادق آجائے، فقط انگلی (یا انگلیوں کا سر یا پاؤں پر) رکھ دینا (مسح نہیں کہلاتا)۔

اور (چوڑائی میں) مسح کی زیادہ سے زیادہ مقدار کی کوئی حد نہیں ہے (یعنی پورے مقدمِ سر کا مسح کرنا بھی صحیح ہے) البتہ استیعاب (یعنی پورے سر کا آگے پیچھے سے مسح کرنا) مکروہ ہے (جیسا کے اہل سنت حضرات کرتے ہیں) لیکن اگر استیعاب کی شرعیت کا عقیدہ رکھتا ہو، تو (ایسی صورت میں استیعاب مکروہ نہیں رہے گا بلکہ) حرام ہوجائے گا۔

اگرچہ افضل یہ ہے کہ (چوڑائی میں) تین (ملی ہوئی) انگلیوں کی مقدار (کے برابر) مسح کیا جائے (نہ یہ کہ پورے مقدمِ سر کا)۔

	قول	ضمير	مرجع	یعنی
۱۔	وَ هُوَ	هُوَ	المرفق	اور یہ مرفق
۲۔	كَذٰلِكَ	x	x	من المرفق الی اطراف الاصابع ، یعنی کہنی سے انگلیوں کے سروں تک
۳۔	عَلَيْهِ	هِ	ما الموصولة	جس پر
٤۔	وَ اِنْ كَانَ	هُوَ	ما الموصولة	اگرچہ حدود سے خارج ہونے والا (ہاتھ) ہی ہو
٥۔	اَنْ تَشْتَبِهَ	هِيَ	اليد	مگر یہ کہ ہاتھ (کا اصلی ہونا) مشتبہ ہوجائے
٦۔	فَتُغْسَلَانِ	هُمَا	يد اصلی + يد زائد	پس اصلی اور اضافی دونوں ہاتھ دھوئے جائیں گے
۷۔	اَوْ شَعْرِهِ	هِ	الرأس	یا سر کے بالوں کا
۸۔	بِمَدِّهِ	هِ	الشعر	بال اپنے کھینچے جانے کی صورت میں
۹۔	عَنْ حَدِّهِ	هِ	الرأس	اپنی مخصوص حد سے (خارج نہ ہوجائیں)
۱۰۔	لِاسْمِهِ	هِ	الرأس	سر کے نام کا (یعنی سر کا اطلاق ہونا اُس پر ...)
۱۱۔	عَلَيْهِ	هِ	الرأس	سر پر
۱۲۔	مُمِراً لَهُ	هُ	الاصبع	انگلی کو کھینچتے ہوئے
۱۳۔	اِسْمُهُ	هُ	المسح	مسح کا نام (صادق آ جائے)
۱٤۔	وَضْعِهِ	هِ	اصبع	انگلی کا (محض) رکھ دینا (کافی نہیں ہے)
۱٥۔	لِاَكْثَرِهِ	هِ	المسح	مسح کی زیادہ سے زیادہ مقدار کی کوئی حد نہیں
۱٦۔	شَرْعِيَّتَهُ	هُ	الاستيعاب	استیعاب کی شرعیت
۱۷۔	فَيَحْرُمُ	هُوَ	الاستيعاب	استیعاب حرام ہوجائے گا

متن 69 :

[5] (سر کے مسح سے فارغ ہونے کے بعد) پھر دائیں پاؤں کے اوپر والے حصے کی جلد پر مسح

کیا جائے گا ــــــــــــــــــــ ، (پاؤں کی) انگلیوں کے سرے سے دو کعب تک ،

(لیکن چونکہ ہر پاؤں میں ایک ہی کعب ہوتا ہے لہٰذا کہا جائے گا کہ انگلیوں کے سرے سے کعب تک)۔

اور **کعبین** ــــ ، دونوں پاؤں کے ابھار کو کہتے ہیں ،

صحیح قول کی بنا پر ــــــــ ، (یہ جملہ **کعبین** سے متعلق نہیں ہے ، بلکہ اس سے مراد :)

(پاؤں کی ظاہری یا اوپری جلد کا انگلیوں کے سروں سے **کعبین** تک مسح کرنا ہے)

اور (پاؤں کے مسح میں) ایک قول یہ ہے کہ: "**الى اصل الساق**" ،

(یعنی پاؤں کی انگلیوں کے سروں سے پنڈلی کی جڑ تک جو پاؤں اور پنڈلی کے ملنے کی جگہ ہے)۔

اور مصنفؒ نے اپنی کتاب ''الفیہ'' میں اسی (دوسرے قول) کو اختیار کیا ہے

(کہ پاؤں کا مسح پاؤں کی انگلیوں سے پنڈلی کی جڑ تک کیا جائے گا)۔

(دائیں پاؤں کے مسح کے بعد) پھر بائیں پاؤں کے اوپر والے حصے کا مسح کیا جائے گا اسی طرح (یعنی پاؤں کی انگلیوں کے سروں سے لے کر کعب تک) ،

چوڑائی میں (مسح کی اتنی مقدار کافی ہے کہ) اس پر مسح کا نام صادق آجائے۔

(پس انگلی کے کچھ حصہ سے مسح کرنا بھی کافی ہے اگرچہ افضل یہ ہے کہ تین ملی ہوئی انگلیوں بلکہ پورے پاؤں کا پورے ہاتھ سے مسح کیا جائے)

(مسح کا) اُس تری سے جو اعضاءِ وضو پر وضو کے پانی سے باقی رہ گئی ہو (کیا جانا) ،

دونوں میں یعنی سر کے مسح اور دونوں پاؤں کے مسح میں (معتبر ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ هُمَا	هُمَا	الكعبين	اور یہ **کعبین**
۲۔	وَ هُوَ	هُوَ	قول : و قیل	پنڈلی کی جڑ تک پاؤں کے مسح کرنے کا قول
۳۔	كَذٰلِكَ	x	x	دائیں پاؤں کی مانند، کعب تک یا جڑ تک
٤۔	مُخْتَارُهٗ	هٗ	مصنفؒ	مصنفؒ نے اسے اختیار کیا ہے

۵۔	بِمُسَمَّاهُ	هُ	المسح	چوڑائی میں بس اتنا کافی ہے کہ مسح کا نام صادق آجائے
٦۔	مِنْ مَائِهِ	هِ	الوضوء	وضو کے پانی سے

متن 70 :

اور (مصنفؒ کے لفظِ) مسح کو مطلق بیان کرنے سے (یہ بات) سمجھ میں آتی ہے کہ:

ان دو (یعنی سر اور پاؤں کے مسح) میں، ترتیب ضروری نہیں ہے، ایک ہی عضو کی صورت میں پس اس (نفسِ عضو یعنی مسح کیے جانے والے عضو) میں برعکس (یعنی اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر مسح کیا جانا بھی) جائز ہے۔

مگر (اعضاء کے) دھونے میں،

(یہ جائز نہیں ہے کہ ترتیب کی رعایت نہ کی جائے۔ پس ضروری ہے کہ چہرے اور بازوؤں کو دھوتے وقت انہیں صرف اوپر سے نیچے کی طرف دھویا جائے)۔

کیونکہ اس بات پر (کہ دھونے میں ترتیب ضروری ہے اور برعکس جائز نہیں ہے، لفظِ) ''من'' اور ''الیٰ'' دلالت کرتا ہے۔

اور دو اقوال میں زیادہ صحیح قول کی بنیاد پر (اعضاء کے مسح اور دھونے میں) حکم یہی ہے،

(کہ اعضائے مسح میں ترتیب ضروری نہیں چنانچہ اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر، دونوں طرح سے مسح کرنا جائز ہے۔ لیکن اعضاء کے دھونے میں ترتیب شرط ہے یعنی انہیں صرف اوپر سے نیچے ہی کی طرف دھویا جائے)۔

اور مصنفؒ نے کتاب دروس میں (اس قول کو) ترجیح دی ہے کہ سر میں برعکس (مسح) ممنوع ہے علاوہ پاؤں کے (یعنی پاؤں میں برعکس مسح جائز ہے)۔

اور کتاب بیان میں برعکس (حکم بیان کیا ہے کہ سر میں برعکس مسح جائز ہے جبکہ پاؤں میں جائز نہیں ہے)۔ اور کتاب الفیہ میں اسی (یعنی کتاب بیان) کی مانند حکم بیان کیا ہے۔

[6]:

(وضو کے واجبات میں سے چھٹی واجب چیز مصنفؒ نے وضو کی جو ترتیب بیان کی

ہے ، اُس کی رعایت کرنا ہے۔ یعنی وضو کرنے والا شخص دوران وضو) ، دھوئے جانے والے اعضاء اور مسح کئے جانے والے اعضاء کے درمیان ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے (وضو انجام دے)۔

اس طرح کہ (وضو کی) ابتداء ـــــ ،

- چہرہ دھونے سے کرے ،
- پھر دایاں ہاتھ دھوئے ،
- پھر بایاں ہاتھ دھوئے ،
- پھر سر کا مسح کرے ،
- پھر دائیں پاؤں کا مسح کرے
- (اور) پھر بائیں پاؤں کا۔

اور اگر (بعض اعضاء میں ترتیب کے) برعکس (وضو) انجام دے (تو ضروری ہے کہ) پلٹ جائے (اور وضو کو) اس طرح (انجام دے) کہ اس (پلٹنے سے) ترتیب حاصل ہوجائے ، اس شرط کے ساتھ کہ موالات بھی باقی رہے۔

اور مصنفؒ نے کتاب (لمعہ) کے علاوہ اپنی دوسری کتاب میں پیروں کے (مسح کے) درمیان ترتیب کو ساقط قرار دیا ہے۔ (یعنی مصنفؒ کے نزدیک واجب نہیں ہے کہ پہلے دائیں پاؤں کا مسح کیا جائے اور پھر بائیں پاؤں کا بلکہ دونوں پیروں کا ایک ساتھ مسح کرنا بھی جائز ہے)۔

[7] (وضو کے واجبات میں سے ساتویں واجب چیز ، موالات ہے۔ یعنی وضو کرنے والے شخص کیلئے ضروری ہے کہ) وضو کے افعال کو پے در پے انجام دے ، اس طرح کہ :

'' اعضائے وضو میں سے سابقہ عضو خشک نہ ہو (نے پائے) ''

یعنی وہ اعضاء جو اُس عضو پر مقدم ہیں (یعنی پہلے دھوئے جاچکے ہیں) جس عضو کے (دھونے) میں (وضو کرنے والا شخص) مشغول ہے ، مطلقاً (خواہ اعضاء کا خشک ہونا انسان کے اختیار میں ہو یا نہ ہو)۔

چند اقوال میں سے مشہور ترین قول کی بنیاد پر ـــــ ،

(موالات سے مراد یہی ہے کہ جب تک وضو میں دھوئے گئے اعضاء خشک نہ

ہوں موالات برقرار رہے گی)۔

اور (اعضاءِ وضو کے) خشک ہونے میں معتبر (یعنی معیار : اعضاء کا) محسوس طور پر (یعنی عملاً خشک ہونا ہے) نہ فرضی طور پر۔

(مثلاً اگر عام درجہ حرارت پر کسی عضو کے دھونے میں تاخیر، سابقہ اعضاء کے خشک ہونے کا سبب ہو تو اگر درجہ حرارت کم ہو اور ہوا ٹھنڈی اور مرطوب ہو تو فرضی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ چونکہ عام درجہ حرارت میں تاخیر، اعضاءِ سابقہ کے خشک ہونے کا سبب ہے، لہٰذا اب بھی اعضاء خشک ہو چکے ہوں گے اور وضو باطل ہوگا۔نہیں، بلکہ دیکھا جائے گا کہ اعضاء خشک ہوئے بھی ہیں یا ابھی تر ہیں، اُس کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا)۔

اور اس حکم (یعنی وضو انجام دیتے ہوئے اتنی تاخیر جس سے دھوئے گئے اعضاء خشک ہو جائیں) میں:

- عمداً (تاخیر ڈالنے والے)،
- بھول کر (تاخیر ڈالنے والے)
- اور مسئلہ کو نہ جانتے ہوئے (تاخیر ڈالنے والے)ــــــــ ،

کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اِطْلَاقِهٖ	هٖ	مصنفؒ	مصنفؒ کا (مسح کو) مطلق بیان کرنا
۲۔	اَنَّهٗ	هٗ	شأن	فُهِمَ کا نائب فائل اور ضمیر شان ہے
۳۔	فِيْهِمَا	هما	مسحين	سر اور پاؤں کے مسح میں
٤۔	فِيْهِ	هِ	نفس العضو	مسح کیے جانے والے عضو (یعنی سر یا پاؤں) میں
٥۔	عَلَيْهِ	هِ	ترتيب	اعضاء کے دھونے میں ترتیب کے واجب ہونے پر
٦۔	وَ هُوَ	هُوَ	الحكم	اعضاء کے مسح اور دھونے کا حکم

۷۔	کَذٰلِکَ	x	x	اعضاء کے مسح میں برعکس مسح کرنا جائز ہے لیکن دھونے میں برعکس دھونا جائز نہیں ہے
۸۔	وَ مِثْلُهٗ	هٗ	البیان	کتاب بیان کی مانند
۹۔	بِاَنْ یَبْتَدِئَ	هُوَ	المتوضئ	وضو کرنے والا (وضو کی) ابتدا کرے
۱۰۔	مَعَهٗ	هٗ	ما الموصولة	جس سے
۱۱۔	فِیْ فِعْلِهٖ	هٖ	الوضوء	وضو کے انجام دینے میں
۱۲۔	اَلَّذِیْ هُوَ	هُوَ	المتوضئ	وضو کرنے والا
۱۳۔	فِیْهِ	هٖ	العضو	جس عضو کے دھونے میں
۱٤۔	لَا فَرْقَ فِیْهِ	هٖ	الاعتبار فی الجفاف	جفاف کے شرط ہونے میں

متن 71 :

﴿ وَ سُنَنُهُ : السِّوَاكُ ﴾ وَ هُوَ : دَلْكُ الْاَسْنَانِ بِعُوْدٍ ، وَ خِرْقَةٍ ، وَ اِصْبَعٍ وَ نَحْوِهَا ، وَ اَفْضَلُهُ "الْغُصْنُ الْاَخْضَرُ ، وَ اَكْمَلُهُ "الْاَرَاكُ" ، وَ مَحَلُّهُ قَبْلَ غَسْلِ الْوُضُوْءِ الْوَاجِبِ وَالنَّدْبِ كَالْمَضْمَضَةِ ، وَ لَوْ اَخَّرَهُ عَنْهُ ، اَجْزَأَ .

وَاعْلَمْ : اَنَّ السِّوَاكَ سُنَّةٌ مُطْلَقاً ، وَ لٰكِنَّهُ يَتَاَكَّدُ فِيْ مَوَاضِعَ ، مِنْهَا : الْوُضُوْءُ ، وَالصَّلَاةُ ، وَ قَرَاءَةُ الْقُرْآنِ ، وَ اصْفِرَارُ الْاَسْنَانِ وَ غَيْرُهُ .

متن 72 :

﴿ وَالتَّسْمِيَةُ ﴾ وَ صُوْرَتُهَا : ((بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ)) وَ يُسْتَحَبُّ اِتْبَاعُهَا بِقَوْلِهٖ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ))

وَ لَوِ اقْتَصَرَ عَلىٰ ((بِسْمِ اللهِ)) اَجْزَأَ ، وَ لَوْ نَسِيَهَا ابْتِدَاءً ، تَدَارَكَهَا حَيْثُ ذَكَرَ ، قَبْلَ الْفَرَاغِ ، كَالْاَكْلِ ، وَ كَذَا لَوْ تَرَكَهَا عَمْداً .

متن 73 :

﴿ وَ غَسْلُ الْيَدَيْنِ ﴾ مِنَ الزَّنْدَيْنِ ﴿ مَرَّتَيْنِ ﴾ مِنْ حَدَثِ النَّوْمِ ، وَالْبَوْلِ وَالْغَائِطِ ، لَا مِنْ مُطْلَقِ الْحَدَثِ كَالرِّيْحِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ .

وَ قِيْلَ : مِنَ الْاَوَّلَيْنِ ـــــ مَرَّةً . وَ بِهٖ ـــــ قَطَعَ فِي الذِّكْرىٰ ،

وَ قِيْلَ : مَرَّةً فِي الْجَمِيْعِ ـــــ وَاخْتَارَهُ الْمُصَنِّفُ فِي النَّفْلِيَّةِ ،

وَ نَسَبَ التَّفْصِيْلَ اِلَى الْمَشْهُوْرِ ـــــ وَ هُوَ الْاَقْوىٰ .

وَ لَوِ اجْتَمَعَتِ الْاَسْبَابُ ـــــ تَدَاخَلَتْ ، اِنْ تَسَاوَتْ ،

وَ اِلَّا دَخَلَ الْاَقَلُّ تَحْتَ الْاَكْثَرِ . وَلْيَكُنِ الْغَسْلُ ﴿ قَبْلَ اِدْخَالِهِمَا الْإِنَآءُ ﴾ الَّذِيْ يُمْكِنُ الْاِغْتِرَافُ مِنْهُ لِدَفْعِ النَّجَاسَةِ الْوَهْمِيَّةِ اَوْ تَعَبُّداً .

وَ لَا يُعْتَبَرُ كَوْنُ الْمَآءِ قَلِيْلاً لِإِطْلَاقِ النَّصِّ ، خِلَافاً لِلْعَلَّامَةِ حَيْثُ اعْتَبَرَهٗ.

متن 74 :

﴿ **وَالْمَضْمَضَةُ** ﴾ وَ هِيَ : اِدْخَالُ الْمَآءِ الْفَمَ ، وَ اِدَارَتُهٗ فِيْهِ ،

﴿ **وَالْاِسْتِنْشَاقُ**﴾ وَ هُوَ : جَذْبُهٗ اِلىٰ دَاخِلِ الْاَنْفِ ،

﴿ **وَ تَثْلِيثُهُمَا** ﴾ بِاَنْ يَّفْعَلَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ـــ ثَلَاثاً ، وَ لَوْ بِغُرْفَةٍ وَاحِدَةٍ ، وَ بِثَلَاثٍ اَفْضَلُ ، وَ كَذَا يُسْتَحَبُّ تَقْدِيْمُ الْمَضْمَضَةِ اَجْمَعَ عَلَى الْاِسْتِنْشَاقِ ، وَالْعَطْفُ بِالْوَاوِ لَا يَقْتَضِيْهِ .

﴿ **وَ تَثْنِيَةُ الْغَسَلَاتِ** ﴾ الثَّلَاثِ بَعْدَ تَمَامِ الْغَسْلَةِ الْاُوْلىٰ ، فِي الْمَشْهُوْرِ ، وَ اَنْكَرَهَا الصَّدُوْقُ .

﴿ **وَالدُّعَآءُ عِنْدَ كُلِّ فِعْلٍ**﴾ مِّنَ الْاَفْعَالِ الْوَاجِبَةِ وَالْمُسْتَحَبَّةِ الْمُتَقَدِّمَةِ بِالْمَأْثُوْرِ.

متن 75 :

﴿ **وَ بَدْأَةُ الرَّجُلِ** ﴾ فِيْ غَسْلِ الْيَدَيْنِ ﴿ **بِالظَّهْرِ وَ فِى** ﴾ الْغَسْلَةِ ﴿**الثَّانِيَةِ بِالْبَطْنِ ، عَكْسَ الْمَرْأَةِ** ﴾ . فَاِنَّ السُّنَّةَ لَهَا ـــ "الْبَدْأَةُ بِالْبَطْنِ ، وَالْخَتْمُ بِالظَّهْرِ" ،

كَذَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ ـــ وَ تَبِعَهٗ عَلَيْهِ الْمُصَنِّفُ هُنَا وَ جَمَاعَةٌ .

وَالْمَوْجُوْدُ فِى النُّصُوْصِ :

- بَدْأَةُ الرَّجُلِ بِظَهْرِ الذِّرَعِ ،
- وَالْمَرْأَةِ بِبَاطِنِهٖ ،

مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ ـ فِيْهِمَا ـ بَيْنَ الْغَسْلَتَيْنِ ـــ وَ عَلَيْهِ الْاَكْثَرُ ،

﴿ **وَ يَتَخَيَّرُ الْخُنْثىٰ** ﴾ بَيْنَ الْبَدْأَةِ بِالظَّهْرِ وَالْبَطْنِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ ، وَ بَيْنَ الْوَظِيْفَتَيْنِ عَلَى الْمَذْكُوْرِ .

(وضو کے مستحبات)

متن 71 :

اور اس (وضو) کے مستحبات (آٹھ ہیں جن میں پہلی مستحب چیز)

■ مسواک کرنا ہے۔

اور یہ (یعنی مسواک کرنے سے مراد) دانتوں کا ملنا ہے، لکڑی، کپڑے یا انگلی اور ان جیسی چیزوں سے۔

اور مسواک کیلئے افضل (چیز) سبز (یعنی تروتازہ) ٹہنی ہے۔

جبکہ، کامل ترین (چیز) اَراک (کی ٹہنی) ہے۔

اور مسواک کا عمل (یعنی مسواک کرنے کا وقت) وضو کے واجب اور مستحب (اعضاء) کے دھونے سے پہلے ہے، جیسے کلی (کرنا، یعنی مسواک کرنا نہ صرف چہرے اور بازؤں کے دھونے سے پہلے کرنا بہتر ہے، جن کا دھونا واجب ہے بلکہ کلی کرنے سے بھی پہلے ـــــ، بہتر ہے، جو مستحب ہے)۔

اور اگر مسواک کرنے کو وضو کے واجب اور مستحب اعضاء کے دھونے پر مؤخر کیا جائے (یعنی وضو کے بعد مسواک کیا جائے) تب بھی کافی ہے۔

اور جان لیجئے کہ مسواک کرنا ـــــ، مستحب ہے، مطلقاً،

(یعنی اس کا مستحب ہونا کسی خاص موقع سے مخصوص نہیں ہے بلکہ کسی بھی وقت انجام دیا جاسکتا ہے)

لیکن خاص موقعوں کیلئے مسواک کرنے کی تاکید ضرور کی گئی ہے) جیسے :

- وضو کیلئے ،
- نماز کیلئے ،
- تلاوت قرآن کیلئے ،
- اور جب دانت پیلے پڑ جائیں۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	سُنَنَهٗ	ہٗ	الوضوء	وضو کے مستحبات
۲۔	وَ اَفْضَلُهٗ	ہٗ	السواک	مسواک میں افضل یہ ہے کہ
۳۔	وَ مَحَلُّهٗ	ہٗ	السواک	مسواک کا موقع محل
٤۔	لَوْ اَخَّرَهٗ	ہٗ	السواک	اگر وضو کرنے والا مسواک کو مؤخر کردے
۵۔	عَنْهُ	ہٗ	الوضوء	وضو پر
٦۔	وَ لٰکِنَّهٗ	ہٗ	السواک	لیکن مسواک
۷۔	مِنْهَا	ھَا	مواضع	ان مقامات میں سے
۸۔	وَ غَیْرُهٗ	ہٗ	مواضع	ان کے علاوہ دوسرے موارد

متن 72 :

■ (اور وضو کے مستحبات میں سے دوسری مستحب چیز، اللہ تعالیٰ کا) نام لینا ہے اس طرح (کہ کہا جائے:) بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ ۔ اور مستحب ہے کہ اس کے بعد یہ (دعا) بھی پڑھے : اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ ....

اور اگر فقط بِسْمِ اللّٰهِ پر اکتفا کرے (اور "وَ بِاللّٰهِ" نہ کہے) تب بھی کافی ہے۔

اگر (وضو کے) آغاز میں تسمیہ بھول جائے تو وضو سے فارغ ہونے سے پہلے (وضو کے دوران) جہاں بھی یاد آئے (تسمیہ کہہ کر) اس (کے ثواب) کو پالے۔ جیسا کہ کھانا کھانے میں (بھی یہی حکم ہے کہ اگر کھانا کھاتے وقت یاد آئے کہ ابتداء میں بسم اللہ کہنا بھول گیا تھا تو کھانے سے فارغ ہونے سے پہلے ، دورانِ غذا جہاں بھی یاد آئے، بسم اللہ کہہ کر اس کا تدارک کرلے۔

(البتہ بہتر ہے کہ اس وقت ایک جملہ کا اضافہ کرے اور کہے : بِسْمِ اللّٰهِ عَلیٰ اَوَّلِهٖ وَ آخِرِهٖ)۔

اور اسی طرح اگر وضو کی ابتداء میں جان بوجھ کر بسم اللہ کر ترک کردے (تو دورانِ وضو اس کا تدارک کرسکتا ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ صُوْرَتُهَا	ھَا	التسمية	تسمیہ کہنے کی کیفیت

٢۔	اِتْبَاعُهَا	هَا	التسمية	تسمیہ کی اتباع کرنا یعنی اس کے بعد کہنا
٣۔	بِقَوْلِهٖ	ہٖ	المتوضئ	وضو کرنے والا اپنے اس قول سے
٤۔	لَوْ نَسِيَهَا	هَا	التسمية	وضو کرنے والا اگر تسمیہ کو بھول جائے
٥۔	تَدَارَكَهَا	هَا	التسمية	تسمیہ کا تدارک کرے (اُسے ادا کرکے)
٦۔	لَوْ تَرَكَهَا	هَا	التسمية	وضو کرنے والے نے اگر تسمیہ کو ترک کیا ہو

متن 73 :

■ (اور وضو کے مستحبات میں سے تیسری چیز) دونوں ہاتھوں کا دھونا ہے، کلائیوں سے (انگلیوں کے سروں تک) دو مرتبہ (خواہ موجبِ وضو:)

- نیند ہو،
- پیشاب ہو،
- یا پائخانہ۔

(ہاتھوں کے دو مرتبہ دھونے کا مستحب ہونا، ان تینوں قسم کے حدث کیلئے ہے) نہ ہر قسم کے حدث کیلئے جیسے ریح (خارج ہونا)، قولِ مشہور کی بنیاد پر۔

اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے دو قسم کے حدث کیلئے ـــــ، ہاتھوں کو ایک مرتبہ دھونا مستحب ہے؛ اور مصنفؒ نے کتابِ ذکریٰ میں اسی بات کو حکمِ قطعی کے طور پر بیان کیا ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ ہر قسم کے حدث کیلئے ہاتھوں کا ایک ہی بار دھونا مستحب ہے، اور اس حکم کو مصنفؒ نے کتاب نفلیہ میں اختیار کیا ہے۔

اور اسی کتاب نفلیہ میں تفصیل کو،

(یعنی نیند اور پیشاب کیلئے ایک مرتبہ دھونا مستحب ہے اور پائخانہ کیلئے دو مرتبہ)

قولِ مشہور کی طرف نسبت دی ہے؛ اور اقویٰ (بھی) یہی ہے۔

اور اگر بہت سے اسباب جمع ہوجائیں (مثلاً نیند سے بیدار ہوا ہو اور پیشاب بھی کیا ہو) تو اگر یہ اسباب حکم میں ایک دوسرے کے مساوی ہوں (یعنی دونوں کا حکم ایک بار دھونا ہو) تو یہ تداخل پیدا کر لیں گے (یعنی ایک ہی حکم میں داخل ہوجائیں گے اور دونوں کیلئے ایک ہی بار دھونا کافی ہوگا)۔

اور اگر (جمع ہونے والے اسباب حکم میں) مساوی نہ ہوں (مثلاً پیشاب بھی کیا ہو اور پائخانہ بھی) تو (جس کا حکم) کم (مرتبہ دھونا) ہے (جیسے پیشاب کہ جس کا حکم ایک بار دھونا ہے) وہ داخل ہوجائے گا (اس سبب میں کہ جس کا حکم) زیادہ (مرتبہ دھونا) ہے،

(مثلاً پائخانہ کہ جس کیلئے دوبار دھونا مستحب ہے، پس جس کا حکم زیادہ ہو اُسی پر عمل کیا جائے گا فقط دوبار دھویا جائے گا؛ نہ یہ کہ ایک بار پیشاب کیلئے اور دوبار پائخانہ کیلئے)۔

اور ضروری ہے کہ (دونوں ہاتھوں کا) دھونا (ہاتھوں کو وضو کے اُس) برتن میں داخل کرنے سے پہلے ہو، جس سے چلّو بھر کر پانی لینا ممکن ہو (یعنی وضو کا برتن اتنا کشادہ ہو کہ ہاتھ کو چلّو کی صورت میں اس سے نکالا جاسکے) تاکہ:

● احتمالی نجاست (کے شک کو) دور کیا جاسکے۔

(کیونکہ ممکن ہے ہاتھ نجس ہوں اور انسان متوجہ نہ ہو، لہٰذا مستحب ہے کہ ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے دھولے تاکہ وضو کا پانی نجس نہ ہوجائے)۔

● یا عبودیت کی خاطر۔

(یعنی حکم کو خدا کے بندے ہونے کی خاطر قبول کرنا کیونکہ جب انسان اپنے آپ کو خدا کا بندہ سمجھتا ہے تو خدا کے احکام پر ان احکام کی دلیل جانے بغیر عمل کرتا ہے)۔

اور (ہاتھوں کے دھونے کے مستحب ہونے میں) معتبر (یعنی شرط) نہیں ہے کہ (وضو کا) پانی قلیل ہو، کیونکہ نص (یعنی روایت میں لفظِ ''إناء'' کو بطور) مطلق (بیان کیا گیا) ہے،

(چنانچہ اگر برتن میں پانی کی مقدار کُر کے برابر ہو، تب بھی ہاتھوں کو دو مرتبہ دھونا مستحب ہے نہ ایک مرتبہ)۔

البتہ اس صورت میں ضروری نہیں ہے کہ ہاتھوں کو برتن کے باہر دھویا جائے بلکہ برتن کے اندر بھی دھویا جاسکتا ہے۔ برخلاف علامہ حلیؒ (کے فتویٰ) کے، جنہوں نے اسے معتبر جانا ہے (یعنی پانی کے قلیل ہونے کی شرط لگائی ہے اور کہا ہے کہ ہاتھوں کا دھونا اس وقت مستحب ہے جب پانی قلیل ہو)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَبِهِ	ہٖ	قول: و قیل	اسی قول کے بارے میں

۲۔	وَاخْتَارَہُ	ہُ	مرة فی الجمیع	سب کیلئے ایک بار کو مصنفؒ نے اختیار کیا ہے
۳۔	وَ ھُوَ	ھُوَ	التفصیل	تفصیل یعنی نیند اور پیشاب کے حدث کیلئے ایک بار اور پائخانہ کیلئے دو بار دھونا مستحب ہے
٤۔	وَ اِلَّا	x	x	اگر حکم میں مساوی نہ ہوں
٥۔	تَدَاخَلَتْ	ھِیَ	الاسباب	اسباب تداخل پیدا کرلیں گے
٦۔	قَبْلَ اِدْخَالِھِمَا	ھما	الیدین	ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے
۷۔	مِنْہُ	ہُ	الاناء	ان برتن / برتنوں سے
۸۔	اعْتَبَرَہُ	ہُ	کون الماء قلیلاً	مرحوم علامہ حلیؒ نے پانی کے قلیل ہونے کی شرط لگائی ہے

متن 74 :

■ اور (وضو کے مستحبات میں سے چوتھی مستحب چیز) کلی کرنا ہے اور یہ (کلی کرنا) پانی کو منہ میں داخل کرکے اسے منہ میں گھمانا ہے،

(البتہ بہتر یہ ہے کہ گھمانے کے بعد پانی کو باہر پھینک دیا جائے)

■ اور (وضو کے مستحبات میں سے پانچویں مستحب چیز) استنشاق ہے یعنی: پانی کو ناک میں ڈال کر اسے (اندر کی طرف) کھینچنا ہے؛

(اور مستحب یہ ہے کہ) کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے عمل کو تین تین مرتبہ انجام دیا جائے۔ اگرچہ ایک چلو پانی سے تین مرتبہ کلی کی جائے اور ایک اور چلو پانی سے تین بار ناک میں پانی ڈالا جائے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ کلی اور ناک میں پانی ڈالتے وقت ہر بار چلو میں جدا جدا پانی لیا جائے۔

اور اسی طرح مستحب ہے کہ تین بار کلی کرنے کو ناک میں پانی ڈالنے پر مقدم کیا جائے اگرچہ (استنشاق کو کلی کرنے پر) واؤ کے ذریعہ عطف کرنا اس قسم کی ترتیب کا تقاضا نہیں کرتا۔

(ہاں، البتہ اگر ثم کے ذریعہ عطف کیا جاتا تو یہ عطف ترتیب کا تقاضا کرتا ہے)۔

■ (وضو کے مستحبات میں سے چھٹی مستحب چیز) وضو کے تین اعضاء ــــــ یعنی چہرہ، دائیں بازو

اور بائیں بازو ـــــــ میں سے ہر ایک کو دو مرتبہ دھونا ہے۔ اور یہ استحباب ان اعضاء کے پہلی مرتبہ دھونے کے تمام ہونے کے بعد ہے (کیونکہ پہلی مرتبہ دھونا واجب ہے)۔

اور ہر عضو کے دوبار دھونے کا استحباب مشہور قول کی بنا پر ہے۔ لیکن شیخ صدوقؒ نے دوبار دھونے کے مستحب ہونے کا انکار کیا ہے۔

(اور کہا ہے کہ دوسری مرتبہ دھونا بدعت ہے ، لیکن مشہور قول کی بنا پر تیسری مرتبہ دھونا، بدعت ہے)۔

■ (وضو کے مستحبات میں سے ساتویں مستحب چیز) سابقہ مذکورُ اُن دعاؤں کا پڑھنا ہے جو وضو کے واجب اور مستحب ہر فعل کے انجام دیتے وقت ائمہ معصومین علیہم السلام کی طرف سے وارد ہوئی ہیں۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اِدَارَتُهُ	هُ	الماء	پانی کو (منہ میں) گھمانا
۲۔	فِيْهِ	هِ	الفم	منہ میں
۳۔	جَذْبُهُ	هُ	الماء	پانی کو کھینچنا
٤۔	تَثْلِيْثُهُمَا	هُمَا	المضمضة + الاستنشاق	کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے عمل کو تین تین بار دہرانا
٥۔	مِنْهُمَا	هُمَا	المضمضة + الاستنشاق	کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے عمل میں سے (ہر ایک کو)
٦۔	لَا يَقْتَضِيْهِ	هِ	تقديم	کلی کرنے کو ناک میں پانی ڈالنے پر مقدم کرنا
۷۔	اَنْكَرَهَا	هَا	تثنية	اعضاء وضو کے دو دو مرتبہ دھونے کا انکار کیا ہے

متن 75 :

(وضو کے مستحبات میں سے آٹھویں مستحب چیز) مرد کا دونوں ہاتھوں کے دھونے کو ،

- شروع کرنا ہے پشت (یعنی کہنی) کی طرف سے ،
- اور دوسری مرتبہ کے دھونے کو باطن (یعنی بازو کے اندر) کی طرف سے۔

(اور) یہ حکم عورت کیلئے برعکس ہے، جس کیلئے مستحب یہ کہ وہ:

- اندر کی طرف سے پانی ڈالنا شروع کرے (پہلی مرتبہ میں)،
- اور پشت کی طرف ختم کرے (یعنی دوسری مرتبہ میں پشت کی طرف سے پانی ڈالے)۔

اس عمل کے مستحب ہونے کو شیخ طوسیؒ نے بیان کیا ہے اور شہید اولؒ اور فقہا کے ایک گروہ نے اس مسئلہ میں ان کی پیروی کی ہے۔ جبکہ روایات میں جو چیز موجود ہے وہ یہ ہے کہ:

- مرد کہنی کی پشت کی طرف سے دھونا شروع کرے (خواہ دھونا پہلی مرتبہ ہو یا دوسری مرتبہ)
- اور عورت اندر کی طرف سے دھونا شروع کرے (خواہ دھونا پہلی مرتبہ ہو یا دوسری مرتبہ)

اور فرق نہیں ہے عورت اور مرد میں پہلی اور دوسری مرتبہ دھونے کے درمیان کے درمیان۔

(یعنی پہلی اور دوسری مرتبہ ہر دفعہ ایک ہی طرف سے دھونا شروع کریں گے)۔

اور اکثر فقہاء اس بات کے قائل ہیں،

(کہ مرد اور عورت؛ ان دونوں کے اپنے بازوؤں کے دھونے کے شروع کرنے میں تو فرق ہے لیکن پہلی اور دوسری مرتبہ دھونے میں کوئی فرق نہیں ہے)۔

(مذکورہ حکم کے بارے میں موجود روایت یہ ہے:

عَنْ بَزِيعٍ عَنْ اَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا (ع)، قَالَ (ع): فَرَضَ اللهُ عَلَى النِّسَاءِ اَنْ يَبْتَدِئْنَ بِبَاطِنِ اَذْرُعِهِنَّ وَ فِی الرِّجَالِ بِظَاهِرِ الذِّرَاعِ، الکافی ج۳ص۲۸)۔

اور خنثیٰ (یعنی وہ شخص جو مردانہ اور زنانہ دونوں قسم کے تولیدی اعضاء کا حامل ہوتا ہے) کو اختیار ہے کہ چاہے تو بازوؤں کے دھونے کو پشت کی طرف سے شروع کرے، اور چاہے تو اندر کی طرف سے دھونا شروع کرے۔

(خنثیٰ کے بارے میں یہ حکم) مشہور قول کی بنا پر (ہے، جس کے مطابق پہلی اور دوسری مرتبہ کے دھونے میں کوئی فرق نہیں ہے)۔

اور خنثیٰ چاہے تو مذکورہ دو وظیفوں پر عمل کرے، [مصنفؒ کے نظریہ کے مطابق یعنی:

- اولاً یہ کہ مرد اور عورت کے بازو کے دھونے میں فرق ہے
- اور ثانیاً یہ کہ پہلے اور دوسرے دھونے کے درمیان بھی فرق ہے]۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لَهَا	هَا	المرأة	عورت کیلئے
۲۔	ذَكَرَهُ	هُ	هذا التفصيل	مذکورہ تفصیل کو ذکر کیا ہے (شیخ طوسیؒ نے)
۳۔	تَبِعَهُ	هُ	الشيخ	شیخ طوسیؒ کی پیروی کی ہے
٤۔	عَلَيْهِ	هِ	هذا التفصيل	مذکورہ تفصیل میں
٥۔	هُنَا	x	x	کتاب لمعہ میں
٦۔	بِبَاطِنِهِ	هِ	الذراع	کہنی کے اندر کی طرف سے
٧۔	فِيهِمَا	هما	الرجل + المرأة	مرد اور عورت میں
٨۔	وَعَلَيْهِ	هِ	الموجود فی النصوص	روایت میں جو بات وارد ہوئی ہے، اُس پر

(وضو میں شک کے احکام)

متن 76 :

﴿ **وَالشَّاکُّ فِیْهِ** ﴾ اَیْ فِی الْوُضُوْءِ ﴿ **فِیْ اَثْنَائِهٖ یَسْتَأْنِفُ** ﴾

وَ الْـمُـرَادُ ـــــ بِالشَّکِ فِیْهِ نَفْسِهٖ فِیْ الْاَثْنَاءِ ـــــ "الشَّکُّ فِیْ نِیَّتِهٖ"، لِاَنَّـهٗ اِذَا شَکَّ فِیْهَا ـــــ فَالْاَصْلُ : عَدَمُهَا . وَ مَعَ ذٰلِکَ ـــ لَا یَعْتَدُّ بِمَا وَقَعَ مِنَ الْاَفْعَالِ بِدُوْنِهَا . وَ بِهٰذَا صَدَقَ : الشَّکُّ فِیْهِ ـــــ فِیْ اَثْنَآئِهٖ .

وَ اَمَّـا الشَّکُّ فِیْ اَنَّـهٗ هَلْ تَوَضَّأَ اَوْ هَلْ شَرَعَ فِیْهِ اَمْ لَا؟ فَلَا یُتَصَوَّرُ تَحَقُّقُهٗ فِی الْاَثْنَآءِ .

وَ قَدْ ذَکَرَ الْمُصَنِّفُ فِیْ مُخْتَصَرَیْهِ "الشَّکَّ فِی النِّیَّةِ فِیْ اَثْنَآءِ الْوُضُوْءِ" وَ اَنَّهٗ یَسْتَأْنِفُ ، وَ لَمْ یُعَبِّرْ بِالشَّکِّ فِی الْوُضُوْءِ اِلَّا هُنَا .

متن 77 :

﴿ **وَ** ﴾ الشَّاکُّ فِیْهِ بِالْمَعْنیٰ الْمَذْکُوْرِ ﴿ **بَعْدَهٗ** ﴾ اَیْ بَعْدَ الْفَرَاغِ ، ﴿ **لَا یَلْتَفِتُ** ﴾ کَمَا لَوْ شَکَّ فِیْ غَیْرِهَا مِنَ الْاَفْعَالِ .

﴿ **وَ** ﴾ الشَّاکُّ ﴿ **فِی الْبَعْضِ یَأْتِیْ بِهٖ** ﴾ اَیْ بِذٰلِکَ الْبَعْضِ الْمَشْکُوْکِ فِیْهِ اِذَا وَقَعَ الشَّکُّ ﴿ **عَلیٰ حَالِهٖ** ﴾ اَیْ حَالِ الْوُضُوْءِ ، بِحَیْثُ لَمْ یَکُنْ فَرَغَ مِنْهُ، وَ اِنْ کَانَ قَدْ تَجَاوَزَ ذٰلِکَ الْبَعْضَ ﴿ **اِلَّا مَعَ الْجَفَافِ** ﴾ لِلْاَعْضَاءِ السَّابِقَةِ عَلَیْهِ ﴿ **فَیُعِیْدُ** ﴾ لِفَوَاتِ الْمُوَالَاةِ .

﴿ **وَ لَوْ شَکَّ** ﴾ فِیْ بَعْضِهٖ ﴿ **بَعْدَ انْتِقَالِهٖ** ﴾ عَنْهُ وَ فَرَاغِهٖ مِنْهُ ﴿ **لَا یَلْتَفِتُ** ﴾ وَالْحُکْمُ مَنْصُوْصٌ ، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

متن 78 :

﴿ **وَالشَّاکُّ فِی الطَّهَارَةِ** ﴾ مَعَ تَيَقُّنِ الْحَدَثِ ﴿ **مُحْدِثٌ** ﴾ ، لِاَصالَةِ عَدَمِ الطَّهَارَةِ ، ﴿ **وَالشَّاکُّ فِی الْحَدَثِ** ﴾ مَعَ تَيَقُّنِ الطَّهَارَةِ ﴿ **مُتَطَهِّرٌ** ﴾ اَخْذاً بِالْمُتَيَقَّنِ ،

﴿ **وَالشَّاکُّ فِيهِمَا** ﴾ اَیْ فِی الْمُتَاخِّرِ مِنْهُمَا مَعَ تَيَقُّنِ وُقُوعِهِمَا ﴿**مُحْدِثٌ**﴾ لِتَكَافُؤِ الْاِحْتِمَالَيْنِ ، اِنْ لَّمْ يَسْتَفِدْ مِنَ الْاِتِّحَادِ وَالتَّعَاقُبِ ـــــ حُكْماً آخَرَ . هٰذَا هُوَ الْاَقْوىٰ وَالْمَشْهُورُ .

وَ لَا فَرْقَ بَيْنَ اَنْ يَّعْلَمَ حَالَهٗ قَبْلَهُمَا ـــ بِالطَّهَارَةِ ، اَوْ بِالْحَدَثِ ، اَوْ يَشُكَّ .

متن 79 :

وَ رُبَّمَا قِيْلَ : بِاَنَهٗ يَاخُذُ ـــ مَعَ عِلْمِهٖ بِحَالِهٖ ـــ ضِدَّ مَا عَلِمَهٗ ، لِاَنَّهٗ :

اِنْ كَانَ مُتَطَهِّراً ـــ فَقَدْ عَلِمَ نَقْضَ تِلْكَ الْحَالَةِ ،

وَ شَكَّ فِی ارْتِفَاعِ النَّاقِضِ ـــ لِجَوَازِ تَعَاقُبِ الطَّهَارَتَيْنِ ،

وَ اِنْ كَانَ مُحْدِثاً ـــ فَقَدْ عَلِمَ انْتِقَالَهٗ عَنْهُ بِالطَّهَارَةِ ،

وَ شَكَّ فِی انْتِقَاضِهَا بِالْحَدَثِ ـــ لِجَوَازِ تَعَاقُبِ الْاَحْدَاثِ.

وَ يُشْكَلُ : بِاَنَّ الْمُتَيَقَّنَ حِيْنَئِذٍ ـــ ارْتِفَاعُ الْحَدَثِ السَّابِقِ ، اَمَّا اللَّاحِقُ ـــ الْمُتَيَقَّنُ وُقُوعُهٗ ـــ فَلَا.

وَ جَوَازُ ـــ تَعَاقُبِهٖ لِمِثْلِهٖ ـــ مُتَكَافِئٌ ، لِتَاَخُّرِهٖ عَنِ الطَّهَارَةِ ـــ وَ لَا مُرَجِّحَ .

متن 80 :

● نَعَمْ لَوْ كَانَ الْمُتَحَقِّقُ ـــ طَهَارَةً رَافِعَةً ،

وَ قُلْنَا : بِاَنَّ الْمُجَدَّدَ ـــ لَا يَرْفَعُ ،

اَوْ قُطِعَ ـــــــــ بِعَدَمِہٖ،

ـــــــ تَوَجَّہَ الْحُکْمُ بِالطَّھَارَۃِ ـــــــــ فِی الْاَوَّلِ .

■ کَمَا اَنَّہٗ :

لَوْ عَلِمَ ـــــــــ عَدَمَ تَعَاقُبِ الْحَدَثَیْنِ :

- بِحَسَبِ عَادَتِہٖ ،
- اَوْ فِیْ ھٰذِہِ الصُّوْرَۃِ ،

ـــــــ تَحَقَّقَ الْحُکْمُ بِالْحَدَثِ ـــــــــ فِی الثَّانِیْ .

اِلَّا اَنَّہٗ : خَارِجٌ ـــــــ عَنْ مَوْضِعِ النِّزَاعِ ،

بَلْ لَیْسَ مِنْ حَقِیْقَۃِ الشَّکِّ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا بِحَسَبِ ابْتِدَآئِہٖ .

وَ بِھٰذَا یَظْھَرُ:

ضَعْفُ الْقَوْلِ ـــــــ "بِاسْتِصْحَابِ الْحَالَۃِ السَّابِقَۃِ" ،

بَلْ ـــــــــــ بُطْلَانُہٗ .

وضو میں شک کے احکام

متن 76 :

[1] اور اس (یعنی وضو) میں شک کرنے والا ، جبکہ وہ وضو کے دوران شک کرے ـــــــــــ ،

''وضو کو شروع سے انجام دے گا۔''

اور خود ''وضو میں شک ، وضو کے دوران'' سے مراد ـــــــ ، ''وضو کی نیت میں شک کرنا ہے''۔

وضو کو شروع سے انجام دینے کی دلیل یہ ہے کہ جب وضو کرنے والا وضو کی نیت میں شک کرے تو اصل (یہ ہے کہ استصحاب کریں گے) نیت کے نہ ہونے کا۔

(کیونکہ وضو شروع کرنے سے پہلے ایسا نہیں تھا کہ اس نے وضو کی نیت کی ہو۔ اب وضو کے دوران شک کر رہا ہے کہ وضو کی نیت کی ہے یا نہیں تو سابقہ حالت کے باقی رہنے کا استصحاب کریں گے اور کہیں گے کہ وضو کی نیت نہیں کی)۔

اور اس (قسم کا شک جس سے مراد نیت میں شک ہے) کے ہوتے ہوئے ، اُن افعال کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی جو بدونِ نیت انجام پائے ہیں۔

اور ('وضو میں شک ، دورانِ وضو' کی جو وضاحت ہم نے پیش کی ہے کہ) اس سے ('نیت میں شک' مراد ہے) صحیح ہے (مصنف کی یہ تعبیر :) وضو میں شک ، دورانِ وضو۔

- وضو کیا ہے یا نہیں ؟
- یا وضو کرنا شروع کیا ہے یا نہیں ؟

تو ممکن نہیں ہے کہ ـــــــــــ ، اس قسم کا شک دورانِ وضو پیش آئے۔

اور مصنفؒ نے اپنی دو مختصر کتابوں (بیان اور دروس) میں ذکر کیا ہے اس شک کو جو نیتِ (وضو) میں دورانِ وضو (پیش آئے)۔ (ایسے شک کی صورت میں) اسے چاہیے کہ وضو کو شروع سے انجام دے۔ (لیکن) مصنفؒ نے (خود) وضو میں شک کو (لمعہ) کے علاوہ اپنی کسی کتاب میں بیان نہیں کیا ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اَثْنَائِهٖ	ہٖ	الوضوء	وضو کے دوران
۲۔	فِیْهِ	ہِ	الوضوء	وضو میں شک
۳۔	نَفْسِهٖ	ہٖ	الوضوء	خود وضو میں
٤۔	فِیْ نِیَّتِهٖ	ہٖ	الوضوء	وضو کی نیت میں
۵۔	لِاَنَّهٗ	ہٗ	المتوضئ	اس لیے کہ وضو کرنے والا
٦۔	فِیْهَا	هَا	النیة	نیت میں
۷۔	عَدَمُهَا	هَا	النیة	نیت کا نہ ہونا ہے
۸۔	مَعَ ذٰلِکَ	x	x	نیت میں شک حاصل ہونے کے ساتھ
۹۔	بِدُوْنِهَا	هَا	النیة	بدونِ نیت
۱۰۔	وَ بِهٰذا	x	x	فیہ میں موجود ضمیر کا وضو کی طرف پلٹنا اور وضو میں شک سے مراد، وضو کی نیت میں شک ہے
۱۱۔	الشَّکُّ فِیْهِ	ہِ	الوضوء	وضو میں شک
۱۲۔	فِیْ اَثْنَائِهٖ	ہٖ	الوضوء	وضو کے دوران
۱۳۔	اَنَّهٗ	ہٗ	المتوضئ	وضو کرنے والا
۱٤۔	فِیْهِ	ہِ	الوضوء	وضو (کی حالت) میں
۱۵۔	تَحَقُّقُهٗ	ہٗ	هذا الشک	اس شک کا متحقق/واقع/صحیح ہونا
۱٦۔	وَ اَنَّهٗ	ہٗ	الشاک فی النیة	وضو کی نیت میں شک کرنے والا
۱۷۔	هُنَا	x	x	کتاب لمعہ میں

متن 77 :

[2] اور (اگر کوئی شخص) وضو میں مذکورہ معنی میں شک کرے (یعنی نیتِ وضو میں شک کرے) وضو سے فارغ ہونے کے بعد ــــــــــــ، تو اُسے اپنے شک کی پرواہ نہیں کرنا چاہیے۔

[3] اسی طرح اگر کوئی شخص افعالِ وضو میں سے نیت کے علاوہ کسی فعل میں شک کرے (تو وہ بھی اپنے شک کی پرواہ نہیں کرے گا)۔

[4] اور اگر وضو کے بعض افعال کے بارے میں شک کرے (کہ انجام دیئے ہیں یا نہیں) تو (ضروری ہے کہ) ان بعض افعال کو کہ جن کے بارے میں شک ہوا ہے، انجام دے،

(نیز ان افعال کے بعد والے افعال کو بھی انجام دے، اس شرط کے ساتھ کہ)

وضو (کرنے) کی حالت میں ہو یعنی وضو سے فارغ نہ ہوا ہو۔ اگرچہ ان بعض مشکوک افعال سے گذر چکا ہو،

(مثلاً شک کرے کہ دایاں بازو دھویا ہے یا نہیں جبکہ وہ بایاں بازو دھونے میں مصروف ہو)۔

لیکن اگر اعضاءِ سابقہ خشک ہوجائیں تو (واجب ہے کہ) وضو کو شروع سے انجام دے کیونکہ موالات باقی نہیں رہا،

(کیونکہ بتایا جا چکا ہے کہ اعضاءِ سابقہ کا خشک ہونا موالات کو ختم کردیتا ہے)۔

[5] اور اگر وضو کے بعض افعال میں شک کرے، بعد اس کے کہ شک کرنے والا اُن بعض افعال سے گذر چکا ہو اور وضو سے فارغ ہوچکا ہو، تو (ایسی صورت میں) اپنے شک کی پرواہ نہیں کرے گا۔ اور اب تک وضو میں شک کے بارے میں جو حکم بیان کیا گیا ہے، خواہ وضو کے دوران شک ہوا ہو یا وضو سے فارغ ہونے کے بعد، تو اس کے بارے میں روایت بھی موجود ہے اور اس پر فقہاء کا اجماع بھی ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فِيْهِ	هِ	الوضوء	وضو میں
۲۔	بِالْمَعْنَى الْمَذْكُوْرِ	x	x	مذکورہ معنی میں یعنی وضو میں سے مراد، وضو کی نیت میں شک ہے
۳۔	فِيْ غَيْرِهَا	هَا	النية	نیت کے علاوہ کسی فعل میں شک کرے
٤۔	فِيْهِ	هِ	البعض	جن بعض افعال کے بارے میں مشکوک ہو
٥۔	لَمْ يَكُنْ فَرَغَ مِنْهُ	هُ	الوضوء	وضو کرنے والا ابھی وضو سے فارغ نہ ہوا ہو

٦۔	عَلَيْهِ	ہِ	العضو	جس عضو کے دھونے میں مصروف ہو اس پر
۷۔	فِيْ بَعْضِهِ	ہِ	الوضوء	وضو کے بعض افعال میں
۸۔	بَعْدَ انْتِقَالِهِ	ہِ	المتوضئ	وضو کرنے والا اپنے منتقل ہوجانے یعنی وضو سے فارغ ہوجانے کے بعد (شک کرے)
۹۔	عَنْهُ	ہُ	الوضوء	(حالتِ) وضو سے (منتقل ہوجانے کے بعد)
۱۰۔	وَ فَرَاغِهِ	ہِ	المتوضئ	وضو کرنے والے کا فارغ ہوجانا
۱۱۔	مِنْهُ	ہُ	الوضوء	وضو سے

متن 78 :

اور وہ شخص جو طہارت (یعنی اپنے باوضو ہونے) میں شک کرے جبکہ اُسے یقین ہو (کہ اس مشکوک طہارت سے پہلے اس سے) حدث صادر ہوا ہے ، (تو ایسے شخص پر) محدث (یعنی بے وضو ہونے کا حکم لاگو) ہو گا۔ کیونکہ ''اصل'' طہارت کا نہ ہونا ہے۔ (انسان پیدائشی طور پر بے وضو پیدا ہوتا ہے)۔

اور وہ شخص جو شک کرے حدث میں (یعنی یہ شک کرے کہ اس سے حدث صادر ہوا ہے یا نہیں) جبکہ اسے یقین ہو (کہ اس مشکوک حدث سے پہلے) وہ طہارت کی حالت میں تھا ، (تو ایسے شخص پر) متطهر (یعنی باوضو ہونے کا حکم لاگو) ہوگا۔ اُس چیز کو اختیار کرتے ہوئے کہ جس کا یقین ہے ،

(اور وہ طہارت ہے۔ اور طہارت کے استصحاب کا یہی معنی ہے)۔

اور دونوں (یعنی طہارت اور حدث) میں شک کرنے والا یعنی ان دونوں میں سے متاخر میں شک کرنے والا جبکہ وہ دونوں کے وقوع کا یقین رکھتا ہو ،

(لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ اِن میں سے مقدم کون ہے اور مؤخر کون؟ یعنی پہلے طہارت ہے پھر حدث؟ ــــــــــــ، یا پہلے حدث ہے اور پھر طہارت؟)

ــــــ تو ایسا شخص محدث ہوگا (ظاہری طور پر نہ واقعی طور پر)۔

کیونکہ دونوں احتمال مساوی ہیں ، [یعنی :

■ یہ کہ وضو ، حدث کے واقع ہونے کے بعد انجام دیا ہے ،

■ یا یہ کہ حدث ، وضو کے بعد سرزد ہوا ہے۔

- یا یہ کہ پہلے حدث ہے پھر وضو ،
- یا پہلے وضو ہے اور پھر حدث]۔

ــــــــ اس شرط کے ساتھ کہ اتحاد اور تعاقب سے کوئی دوسرا حکم مستفاد (یعنی حاصل) نہ ہو۔

[اتحاد سے مراد ''حدث اور طہارت'' کا عدد میں مساوی ہونا ہے یعنی ایک حدث اور ایک طہارت ، یا دو حدث اور دو طہارت ؛ جبکہ تعاقب سے مراد دو حدث یا دو طہارت کا پے در پے انجام پانا ہے :

مثلاً : حدث ــــ طہارت ــــ حدث ــــ طہارت = اتحاد

طہارت ــــ حدث ــــ حدث ــــ طہارت = تعاقب]۔

یہ (حکم مذکور) اقویٰ (بھی) ہے اور (فقہاء کے درمیان) مشہور (بھی ، جن میں مصنفؒ بھی شامل ہیں)۔

اور کوئی فرق نہیں پڑتا اس بات سے کہ شک کرنے والا حدث اور طہارت سے پہلے اپنی حالت کو جانتا ہو کہ :

- باطہارت تھا ،
- حدث (کی حالت) پر تھا ،
- یا (اپنی سابقہ حالت کے بارے میں) شک رکھتا ہو۔

اور بعض اوقات کہا گیا ہے ــــــــــ ،

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	مِنْهُمَا	هُمَا	حدث + طهارت	حدث اور طہارت سے
۲۔	وُقُوْعِهِمَا	هما	حدث + طهارت	حدث اور طہارت کے واقع ہونے ...
۳۔	لِتَكَافُؤُ الْإِحْتِمَالَيْنِ	x	x	کیونکہ حدث کا احتمال اور طہارت کا احتمال دونوں مساوی ہیں

٤۔	هٰذَا	x	x	شک کرنے والے کا محدث ہونا
٥۔	حَالَهٗ	ہٗ	المتوضئ	وضو کرنے والا اپنی حالت کو
٦۔	قَبْلَهُمَا	هُمَا	طهارت + حدث	طہارت اور حدث سے پہلے

متن 79 :

(اور یہ مسئلہ کے بارے میں دوسرا قول ہے جسے محقق حلیؒ نے اختیار کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ شک کرنے والا شخص اختیار کرے گا جبکہ وہ طہارت اور حدث سے پہلے)

ـــــــ ، اپنی حالت کو جانتا ہو (طہارت اور حدث میں سے) جس کا علم رکھتا ہو، اُس کی ضد کو (اختیار کرے گا)۔ کیونکہ اگر (شک کرنے والا شخص شک سے پہلے) باوضو تھا تو،

(اب وہ طہارت یا حدث کے تقدم و تاخر کے بارے میں مشکوک ہے)۔

پس (یہ شخص) یقین رکھتا ہے کہ ـــــــ، اس کی یہ (سابقہ) حالت ختم ہوگئی ہے۔

اور شک کرتا ہے کہ (حدث جو سابقہ طہارت کیلئے) ناقص (ہے) ـــــــ، مرتفع ہوا ہے یا نہیں (دوسری مرتبہ انجام پانے والی طہارت کے سبب) کیونکہ احتمال ہے کہ دوسری طہارت پہلی طہارت کے بعد واقع ہوئی ہو (اور حدث ان دو طہارتوں کے بعد سرزد ہوا ہو، پس موجودہ صورت میں وہ بے وضو ہوگا)۔

اور اگر (شک کرنے والے کی حالت سابقہ یہ ہو کہ) وہ محدث تھا تو (شک کی حالت میں اس بات کا) یقین رکھتا ہے کہ حدث سے (حالتِ) طہارت کی طرف منتقل ہوگیا ہے اور شک کرتا ہے کہ وہ طہارت، حدث (دوم) کے سبب باطل ہوئی ہے یا نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ دوسرا حدث پہلے حدث (سابقہ حالت) کے بعد سرزد ہوا ہو اور طہارت ان دونوں کے بعد ہو (تو موجودہ صورت میں وہ بے وضو ہوگا)۔

(دوسرے قول پر یہ) اشکال وارد ہوتا ہے کہ:

صحیح ہے کہ حدثِ سابق (طہارت سے) برطرف ہوگیا ہے، لیکن چونکہ (حدثِ) لاحق (یعنی دوسرا حدث) کہ جس کے وقوع کے بارے میں یقین ہے،

(کیسے یقین کر لیں کہ وہ بھی طہارت سے برطرف ہوگیا ہے؟ اور یہ اس صورت میں ممکن ہے جب دوسرا حدث، پہلے حدث کے بعد واقع ہو اور طہارت ان دونوں کے بعد، لیکن ہم)، یہ یقین نہیں رکھتے،

(کہ دوسرا حدث برطرف ہوگیا ہے جبکہ طہارت کے حکم کیلئے ، ہم ایسے یقین کے محتاج ہیں)۔
اور یہ احتمال کہ دوسرا حدث پہلے حدث کے پیچھے پیچھے آیا ہوگا ـــــــ ، معارض ہے اس احتمال سے کہ حدث واقع ہوا ہو طہارت کے بعد (جس کا نتیجہ بے وضو ہونا ہے۔ پس) کوئی (دلیل) نہیں ہے (جو) ترجیح دینے والی (ہو ان دو احتمالوں میں سے کسی ایک احتمال کو)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بِاَنَّهٗ	هٗ	الشاک	کہ شک کرنے والا
۲۔	مَعَ عِلْمِهٖ بِحاله	هٖ	الشاک	شک کرنے والا اپنی حالت کے علم کے ساتھ
۳۔	مَا عَلِمَهٗ	هٗ	الشاک	جس (حالت کو) شک کرنے والا جانتا ہو
٤۔	لِاَنَّهٗ	هٗ	الشاک	اس لیے کہ شک کرنے والا
٥۔	تِلْكَ الْحَالَةِ	x	x	طہارت کی حالت
٦۔	اِنْتِقَالَهٗ	هٗ	الشاک	شک کرنے والے کا منتقل ہوجانا
۷۔	عَنْهُ	هُ	الحدث	حدث سے
۸۔	فِي انْتِقَاضِهَا	هَا	طهارت	طہارت کے باطل ہونے میں
۹۔	وَ يُشْكِلُ	هُوَ	قول : قيل	مذکورہ قول پر اشکال ہے
۱۰۔	حِيْنَئِذٍ	x	x	حين جواز تعاقب الاحداث
۱۱۔	اَمَّا اللَّاحِقُ	x	x	الحدث اللاحق ، یعنی عارض ہونے والا حدث
۱۲۔	وُقُوْعُهٗ	هٗ	اللاحق	جس عارض ہونے والے حدث کے واقع ہونے کا
۱۳۔	فَلاَ	x	x	فلا يقين بزواله ، اس کا زائل ہونا یقینی نہیں ہے
١٤۔	تَعَاقُبِهٖ	هٖ	الحدث	حدث کا متعاقب ہونا (یعنی اس کے بعد ایک اور حدث یا طہارت کا واقع ہونا)
۱۵۔	لِمِثْلِهٖ	هٖ	الحدث	اپنے جیسے کسی اور حدث سے
۱٦۔	لِتَأَخُّرِهٖ	هٖ	الحدث	حدث کا متأخر ہونا

متن 80 :

ہاں ، البتہ اگر (جانتا ہو کہ) تحقق پیدا کرنے والی (طہارت ، یعنی حالت سابقہ) ایسی طہارت تھی جو (حدث کو) رفع کرنے والی تھی ،

اور ہم قائل ہوجائیں کہ تجدید (کے قصد سے انجام دی جانے) والی طہارت (حدث کو) برطرف نہیں کرتی ،

یا قطعی طور پر (یقین رکھتے ہوں کہ انجام دی گئی طہارت) تجدیدی نہ تھی ،

تو پہلے فرض کے مطابق ،

(جس کے مطابق طہارت اور حدث کے درمیان شک سے پہلی والی حالت ــــــ ، حالتِ طہارت تھی تو) ،

حکم متوجہ ہوگا ـــــــــ ، طہارت کے ساتھ۔

اسی طرح اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ اُس سے دو حدث پے درپے سرزدنہیں ہوئے ،

- یا تو اپنی عادت کی وجہ سے جانتا ہو (کہ وہ ہر حدث کے بعد باطہارت ہوجاتا تھا)
- یا (عادت تو ایسی نہیں تھی لیکن خصوصاً) موجودہ صورت حال میں جانتا ہو کہ (اس سے دو حدث پے درپے سرزدنہیں ہوئے)۔

تو دوسرے فرض کے مطابق ،

(جس کے مطابق طہارت اور حدث کے درمیان شک سے پہلے والی حالت ــــــ ، حالتِ حدث تھی) ،

حکم متحقق ہو جاتا ہے ـــــــــ ، حدث کے ساتھ۔

(درست ہے کہ پہلی صورت میں طہارت کا اور دوسری میں حدث کا حکم ہوگا) لیکن (یہ دو صورتیں) محل نزاع (یعنی شک کے مسائل) سے خارج ہیں ،

(کیونکہ ان کی دوطرفوں میں سے ایک طرف میں یقین پیدا ہوجاتا ہے)

بلکہ شک کی حقیقت (کے اعتبار سے) اس میں کچھ بھی نہیں پایا جاتا۔

(البتہ ایک اعتبار سے یہ دوصورتیں شک کے مسائل میں شمار کی جاسکتی ہیں اور وہ یہ

کہ عموماً تفکر اور تأمل سے پہلے شک کی حالت پائی جاتی ہے لیکن تھوڑے غور وفکر کے بعد ایک طرف میں یقین پیدا ہوجاتا ہے۔ پس اس مسئلہ کو مسائلِ شک میں بیان کرنا)، مسئلہ کی ابتدائی حالت کے اعتبار سے ہے (کہ جس میں شک پایا جاتا تھا)۔

اور (جو کچھ ہم نے دوسرے قول کے بارے میں بیان کیا ہے) اس سے واضح ہوجاتا ہے (دوسرے قول کے مقابلے میں تیسرے) قول کا ضعیف ہونا (کہ جسے علامہ حلیؒ نے اختیار کیا ہے یعنی) حالتِ سابقہ کو برقرار (مستصحب) سمجھنا۔

(اگر شک کرنے والا طہارت اور حدث میں شک سے پہلی والی حالت کا علم رکھتا ہو، مثلاً اگر شک سے پہلے کی حالت، حالتِ طہارت تھی، تو اب بھی اسی طہارت کی حالت کا استصحاب کرتے ہوئے اپنے آپ کو طہارت کی حالت میں سمجھے گا ؛اور حدث کی حالت تھی تو اب بھی حدث کی حالت کا استصحاب کرتے ہوئے اپنے آپ کو حدث کی حالت پر باقی سمجھے گا، اور اگر شک سے پہلی حالت کا علم نہ ہو تو ضروری ہے کہ پھر سے وضو کرے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بِعَدَمِهٖ	هٖ	المجدد	(وضو کے) تجدیدی نہ ہونے کا
۲۔	فِي الْاَوَّلِ	x	x	وہ صورت جس میں سابقہ حالت طہارت ہو
۳۔	اَنَّهٗ	هٗ	الشاک	شک کرنے والا
٤۔	عَادَتِهٖ	هٖ	الشاک	شک کرنے والا اپنی عادت (کے مطابق)
٥۔	الثَّانِي	x	x	وہ صورت جس میں سابقہ حالت حدث ہو
٦۔	اِلَّا اَنَّهٗ	هٗ	الفرض	مگر یہ کہ ایسا فرض کرنا، (یعنی نَعَمْ کے بعد والا)
۷۔	وَ بِهٰذَا	x	x	شارحؒ نے جو اشکال کیا ہے، اُس سے
۸۔	اِبْتِدَائِهٖ	هٖ	الشک	شکیہ مسئلہ کی ابتداء کے اعتبار سے
۹۔	بُطْلَانُهٗ	هٗ	قول الاستصحاب	استصحاب کے قول کا باطل ہونا

(بیت الخلاء کے احکام)

متن 81 :

﴿ مَسَائِلُ ﴾ :

﴿ **يَجِبُ عَلَى الْمُتَخَلِّي سَتْرُ الْعَوْرَةِ** ﴾ قُبُلاً وَ دُبُراً عَنْ نَاظِرٍ مُحْتَرَمٍ ،

﴿ **وَ تَرْكُ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ** ﴾ بِمَقَادِيمِ بَدَنِهِ ،

﴿ **وَ دَبْرِهَا** ﴾ كَذٰلِكَ فِي الْبِنَآءِ وَ غَيْرِهِ،

﴿ **وَ غَسْلُ الْبَوْلِ بِالْمَآءِ** ﴾ مَرَّتَيْنِ كَمَا مَرَّ ،

﴿ **وَ** ﴾ كَذَا يَجِبُ غَسْلُ ﴿ **الْغَآئِطِ** ﴾ بِالْمَآءِ ﴿ **مَعَ التَّعَدِّي** ﴾ لِلْمَخْرَجِ ، بِاَنْ تَجَاوَزَ حَوَاشِيَهِ وَ اِنْ لَّمْ يَبْلُغِ الْاَلْيَةَ .

﴿ **وَ اِلَّا** ﴾ اَيْ وَ اِن لَّمْ يَتَعَدَّ الْغَآئِطُ الْمَخْرَجَ ﴿ **فَثَلَاثَةُ اَحْجَارٍ** ﴾ طَاهِرَةٍ جَافَّةٍ قَالِعَةٍ لِلنَّجَاسَةِ ﴿ **اَبْكَارٍ** ﴾ لَمْ يُسْتَنْجَ بِهَا بِحَيْثُ تَنَجَّسَتْ بِهِ ، ﴿ **اَوْ بَعْدَ طَهَارَتِهَا** ﴾ اِنْ لَّمْ تَكُنْ اَبْكَاراً وَ تَنَجَّسَتْ .

متن 82 :

وَلَوْ لَمْ تُنَجَّسْ ـــــــ كَالْمُكَمِّلَةِ لِلْعَدَدِ بَعْدَ نَقَآءِ الْمَحَلِّ ، كَفَتْ مِنْ غَيْرِ اعْتِبَارِ الطُّهْرِ ﴿ **فَصَاعِداً** ﴾ عَنِ الثَّلَاثَةِ اِن لَّمْ يُنْقَ الْمَحَلُّ بِهَا ﴿ **اَوْ شِبْهُهَا** ﴾ مِنْ ثَلَاثِ خِرَقٍ ، اَوْ خَزَفَاتٍ ، اَوْ اَعْوَادٍ وَ نَحْوِ ذٰلِكَ مِنَ الْاَجْسَامِ الْقَالِعَةِ لِلنَّجَاسَةِ غَيْرِ الْمُحْتَرَمَةِ .

وَ يُعْتَبَرُ الْعَدَدُ فِي ظَاهِرِ النَّصِّ ، وَ هُوَ الَّذِي يَقْتَضِيهِ اِطْلَاقُ الْعِبَارَةِ ، فَلَا يُجْزِي ذُو الْجِهَاتِ الثَّلَاثِ . وَ قَطَعَ الْمُصَنِّفُ فِي غَيْرِ هٰذَا الْكِتَابِ بِاِجْزَآئِهِ ، وَ

يُمْكِنُ اِدْخَالُهٗ عَلٰی مَذْهَبِهٖ فِیْ شِبْهِهَا .

متن 83 :

وَاعْـلَـمْ : اَنَّ الْـمَـآءَ مُـجْـزٍ مُطْلَقاً ، بَلْ هُوَ اَفْضَلُ مِنَ الْاَحْجَارِ عَلٰی تَقْدِیْرِ اِجْـزَآئِهَـا ، وَ لَيْـسَ فِـیْ عِبَارَتِهٖ هُنَا مَا يَدُلُّ عَلٰی اِجْزَآءِ الْمَآءِ فِیْ غَيْرِ الْمُتَعَدِّیْ . نَعَمْ يُمْكِنُ اسْتِفَادَتُهٗ مِنْ قَوْلِهٖ سَابِقاً ـــــ "الْمَآءُ مُطْلَقاً"، وَ لَعَلَّهٗ اجْتَزَأَ بِهٖ .

متن 84 :

﴿ وَ يُسْتَـحَبُّ التَّبَاعُدُ ﴾ عَـنِ الـنَّـاسِ بِـحَيْـثُ لَا يُـرٰی ـــــ تَاَسِّياً بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ ، فَاِنَّهٗ لَمْ يُرَ قَطُّ عَلٰی بَوْلٍ وَّ لَا غَآئِطٍ .

﴿ وَالْـجَـمْـعُ بَيْـنَ الْمُطَهِّرَيْنِ ﴾ : الْـمَـآءِ وَالْاَحْـجَـارِ ، مُـقَـدِّماً لِلْاَحْجَارِ فِی الْمُتَعَدِّیْ وَ غَيْرِهٖ ،

- مُبَالَغَةً فِی التَّنْزِيْهِ ،
- وَ لِاِزَالَةِ الْعَيْنِ وَ الْاَثَرِ ،

عَلٰی تَقْدِيْرِ اِجْزَآءِ الْحَجَرِ ،

وَ يَـظْهَـرُ مِنْ اِطْلَاقِ الْمُطَهِّرِ ـــــ اسْتِحْبَابُ عَدَدٍ مِّنَ الْاَحْجَارِ مُطَهِّرٍ ، وَّ يُمْكِنُ تَاَدِّيْهِ بِدُوْنِهٖ ـــــ لِحُصُوْلِ الْغَرَضِ .

متن 85 :

﴿ وَ تَرْكُ اسْتِقْبَالِ ﴾ جِرْمِ ﴿ النَّيِّرَيْنِ ﴾ : الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ـــــ بِالْفَرْجِ ، اَمَّا جِهَتُهُمَا فَلَا بَأْسَ . ﴿ وَ ﴾ تَرْكُ اسْتِقْبَالِ ﴿ الرِّيْحِ ﴾ وَاسْتِـدْبَارِهَا بِالْبَوْلِ وَالْغَآئِطِ لِاِطْلَاقِ الْخَبَرِ ، وَ مِنْ ثَمَّ اَطْلَقَ الْمُصَنِّفُ ، وَ اِنْ قَيَّدَ فِیْ غَيْرِهٖ بِالْبَوْلِ .

متن 86 :

﴿وَ تَغْطِيَةُ الرَّاسِ﴾ اِنْ كَانَ مَكْشُوفاً ، حَذَراً مِّنْ وُصُوْلِ الرَّآئِحَةِ الْخَبِيْثَةِ اِلىٰ دَمَاغِهٖ ، وَ رُوِىَ : التَّقَنُّعُ مَعَهَا . ﴿وَالدُّخُوْلُ بِـ﴾ الرِّجْلِ ﴿الْيُسْرىٰ﴾ اِنْ كَانَ بِبِنَآءٍ ، وَ اِلَّا جَعَلَهَا آخِرَ مَا يُقَدِّمُهٗ ﴿وَالْخُرُوْجُ بِـ﴾ الرِّجْلِ ﴿الْيُمْنىٰ﴾ كَمَا وَصَفْنَاهُ ـــــــــــ عَكْسَ الْمَسْجِدِ .

متن 87 :

﴿وَالدُّعَآءُ فِيْ اَحْوَالِهٖ﴾ الَّتِىْ وَرَدَ اسْتِحْبَابُ الدُّعَآءِ فِيْهَا ، وَ هِىَ عِنْدَ الدُّخُوْلِ ، وَ عِنْدَ الْفِعْلِ ، وَ رُؤْيَةِ الْمَآءِ وَالْاِسْتِجْآءِ ، وَ عِنْدَ مَسْحِ بَطْنِهٖ اِذَا قَامَ مِنْ مَّوْضَعِهٖ ، وَ عِنْدَ الْخُرُوْجِ بِالْمَأْثُوْرِ .

﴿وَالْاِعْتِمَادُ عَلَى﴾ الرِّجْلِ ﴿الْيُسْرىٰ﴾ ، وَ فَتْحُ الْيُمْنىٰ .

متن 88 :

﴿وَالْاِسْتِبْرَآءُ﴾ وَ هُوَ : طَلَبُ بَرَآءَةِ الْمَحَلِّ مِنَ الْبَوْلِ بِالْاِجْتِهَادِ الَّذِىْ هُوَ : مَسْحُ مَا بَيْنَ الْمَقْعَدِ وَ اَصْلِ الْقَضِيْبِ ثَلَاثاً ، ثُمَّ نَتْرُهٗ ثَلَاثاً ، ثُمَّ عَصْرُ الْحَشَفَةِ ثَلَاثاً .

﴿وَالتَّنَحْنُحُ ثَلَاثاً﴾ حَالَةَ الْاِسْتِبْرَآءِ ، نَسَبَهُ الْمُصَنِّفُ فِى الذِّكْرىٰ اِلىٰ سَلَّار ، لِعَدَمِ وُقُوْفِهٖ عَلىٰ مَأْخَذِهٖ ﴿وَالْاِسْتِنْجَآءُ بِالْيَسَارِ﴾ لِاَنَّهَا مَوْضُوْعَةٌ لِلْاَدْنىٰ ، كَمَا اَنَّ الْيُمْنىٰ لِلْاَعْلىٰ ، كَالْاَكْلِ وَ الْوُضُوْءِ . ﴿وَ يُكْرَهُ بِالْيُمْنىٰ﴾ مَعَ الْاِخْتِيَارِ ، لِاَنَّهٗ مِنَ الْجَفَآءِ .

متن 89 :

﴿وَ يُكْرَهُ الْبَوْلُ قَآئِماً﴾ حَذَراً مِنْ تَخْبِيْلِ الشَّيْطَانِ ﴿وَ مُطَمِّحاً بِهٖ﴾ فِى

الْهَوَآءِ لِلنَّهْيِ عَنْهُ ، ﴿ وَ فِى الْمَآءِ جَارِياً ﴾ وَ رَاكِداً لِلتَّعْلِيْلِ فِىْ اَخْبَارِ النَّهْيِ :

" بِاَنَّ لِلْمَآءِ اَهْلاً ـــــــ فَلَا تُؤْذِهِمْ بِذٰلِكَ ".

﴿ وَالْحَدَثَ فِى الشَّارِعِ ﴾ وَ هُوَ : الطَّرِيْقُ الْمَسْلُوْكُ .

﴿ وَالْمَشْرَعِ ﴾ وَ هُوَ: طَرِيْقُ الْمَآءِ لِلْوَارِدَةِ ،

﴿ وَالْفِنَآءِ ﴾ بِكَسْرِ الْفَآءِ ، وَ هُوَ: مَا امْتَدَّ مِنْ جَوَانِبِ الدَّارِ ، وَ هُوَ حَرِيْمُهَا خَارِجَ الْمَمْلُوْكِ مِنْهَا .

متن 90 :

﴿وَالْمَلْعَنِ﴾ وَ هُوَ: مَجْمَعُ النَّاسِ ، اَوْ مَنْزِلُهُمْ ، اَوْقَارِعَةُ الطَّرِيْقِ ، اَوْ اَبْوَابُ الدُّوْرِ ﴿ وَ تَحْتِ ﴾ الشَّجَرَةِ ﴿ الْمُثْمِرَةِ ﴾ وَ هِيَ : مَا مِنْ شَأْنِهَا اَنْ تَكُوْنَ مُثْمِرَةً وَ اِن لَّمْ تَكُنْ كَذٰلِكَ بِالْفِعْلِ ،

وَ مَحَلُّ الْكَرَاهَةِ : مَا يُمْكِنُ اَنْ تَبْلُغَهُ الثِّمَارُ عَادَةً، وَ اِن لَّمْ يَكُنْ تَحْتَهَا ،

﴿ وَ فَيْءِ النُّزَّالِ ﴾ وَ هُوَ: مَوْضِعُ الظِّلِّ الْمُعَدُّ لِنُزُوْلِهِمْ ، اَوْ مَا هُوَ اَعَمُّ مِنْهُ كَالْمَحَلِّ الَّذِىْ يَرْجِعُوْنَ اِلَيْهِ وَ يَنْزِلُوْنَ بِهٖ مِنْ : فَاءَ ، يَفِيْءُ ، اِذَا رَجَعَ ﴿وَالْجِحَرَةِ ﴾ بِكَسْرِ الْجِيْمِ فَفَتْحِ الْحَاءِ وَالرَّآءِ الْمُهْمَلَتَيْنِ جَمْعُ : ((جُحْرٍ)) بِالضَّمِّ فَالسُّكُوْنِ ، وَ هِيَ : بُيُوْتُ الْحَشَارِ .

﴿ وَالسِّوَاكُ حَالَتَهُ ﴾ وَ رُوِيَ : اَنَّهُ يُوْرِثُ الْبَخَرَ ،

﴿ وَالْكَلَامُ اِلَّا بِذِكْرِ اللهِ تَعَالىٰ ﴾ ،

﴿ وَالْاَكْلُ وَالشُّرْبُ ﴾ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْمَهَانَةِ ، وَ لِلْخَبَرِ .

متن 91 :

﴿ وَ يَجُوْزُ حِكَايَةُ الْاَذَانِ ﴾ اِذَا سَمِعَهُ ، وَ لَا سَنَدَ لَهُ ظَاهِراً عَلَى الْمَشْهُوْرِ ،

وَ ذِكْرُ اللهِ لَا يَشْمُلُهُ اَجْمَعَ ، لِخُرُوْجِ الْحَيَّعَلَاتِ مِنْهُ ، وَ مِنْ ثَمَّ حَكَاهُ الْمُصَنِّفُ فِى الذِّكْرىٰ بِقَوْلِهِ: ـــــ وَ قِيْلَ ،

﴿ وَ قَرَآءَةُ آيَةِ الْكُرْسِيِّ ﴾ ، وَ كَذَا مُطْلَقُ حَمْدِ اللهِ وَ شُكْرِهِ وَ ذِكْرِهِ ، لِاَنَّهُ حَسَنٌ عَلىٰ كُلِّ حَالٍ ، ﴿ وَلِلضُّرُوْرَةِ ﴾ كَالتَّكَلُّمِ لِحَاجَةٍ يَّخَافُ فَوْتَهَا لَوْ اَخَّرَهُ اِلىٰ اَنْ يَفْرُغَ .

وَ يُسْتَثْنىٰ اَيْضاً :

- ❉ اَلصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ، عِنْدَ سَمَاعِ ذِكْرِهِ ،
- ❉ وَالْحَمْدِلَةُ ، عِنْدَ الْعُطَاسِ، مِنْهُ ـــــ وَ مِنْ غَيْرِهِ ، وَ هُوَ مِنَ الذِّكْرِ ، وَ رُبَّمَا قِيْلَ : بِاسْتِحْبَابِ التَّسْمِيْتِ مِنْهُ اَيْضاً ،

وَّ لَا يَخْفىٰ وُجُوْبُ رَدِّ السَّلَامِ وَ اِنْ كَرِهَ السَّلَامُ عَلَيْهِ ، وَ فِىْ كَرَاهَةِ رَدِّهِ مَعَ تَأَدِّى الْوَاجِبِ بِرَدِّ غَيْرِهِ ، وَجْهَانِ .

متن 92 :

وَاعْلَمْ : اَنَّ الْمُرَادَ بِالْجَوَازِ فِىْ حِكَايَةِ الْاَذَانِ وَ مَا فِىْ مَعْنَاهُ ـــــ "مَعْنَاهُ الْاَعَمُّ" ـــــ لِاَنَّهُ مُسْتَحَبٌّ لَّا يَسْتَوِىْ طَرَفَاهُ ،

وَالْمُرَادُ مِنْهُ هُنَا ـــــ "الْاِسْتِحْبَابُ" ، لِاَنَّهُ ـــــ عِبَادَةٌ ، لَّا تَقَعُ اِلَّا رَاجِحَةً وَّ اِنْ وَّقَعَتْ مَكْرُوْهَةً ، فَكَيْفَ اِذَا انْتَفَتِ الْكَرَاهَةُ .

(بیت الخلاء کے احکام)

متن 81 :

رفع / قضاءِ حاجت کرنے والے (ہر انسان) پر واجب ہے کہ :

- (اپنی) شرمگاہ کو آگے (یعنی آلہ تناسل اور خصیتین) اور پیچھے (یعنی پائخانہ کا مخرج) دونوں طرف سے ناظرِ محترم سے چھپائے۔ (البتہ جانور، ناسمجھ بچے اور بیوی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں)۔
- (اور نیز واجب ہے کہ) اپنے بدن کے سامنے والے حصوں (یعنی سینہ، پیٹ اور گھٹنوں) کو رو بقبلہ قرار نہ دے اور (نہ ہی انہیں) پشت بقبلہ

(قرار دے۔ پس قضاءِ حاجت کے وقت اگر جسم کے سامنے والے حصے رو بقبلہ یا پشت بقبلہ ہوں اور صرف شرمگاہ کو قبلہ کی طرف سے موڑ دیا جائے تو یہ بات کافی نہیں ہے)۔

اسی طرح (قضاءِ حاجت کیلئے روبقبلہ اور پشت بقبلہ بیٹھنا حرام ہے خواہ یہ بیٹھنا کسی) عمارت میں ہو یا غیر عمارت میں۔

اور (واجب ہے کہ) پیشاب (کے مخرج) کو (فقط) پانی سے دو مرتبہ دھویا (یعنی پاک کیا) جائے۔ جیسا کہ (دو مرتبہ دھونے کا حکم) پہلے گذر چکا ہے۔ اور اسی طرح واجب ہے کہ پائخانہ کے (مخرج) کو (بھی) پانی سے دھویا (یعنی پاک کیا) جائے، جب (پائخانہ) مخرج سے تعدی کر جائے (اور تعدّی یہ ہے) کہ (پائخانہ) مخرج کے اطراف سے تجاوز کر جائے اگرچہ کولھوں کے اُبھار تک نہ بھی پہنچے۔
وَ اِلاَّ یعنی اگر پائخانہ مخرج سے تعدی نہ کرے (تو پانی سے دھونا واجب نہیں ہے، بلکہ) تین پتھر جو :

- پاک ہوں،
- خشک ہوں،
- نجاست کو دور کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں،
- اور ابکار ہوں (یعنی ایسے پتھر ہوں) جن سے (پہلے) استنجا نہ کیا گیا ہو کہ اُس استنجا کی وجہ سے (یہ پتھر) نجس ہوگئے ہوں۔

(اور اگر پتھر کو پہلے نجاست کیلئے استعمال کیا جا چکا ہو اور نجس ہوگیا ہو تو) اسے پاک کرنے کے بعد (اس سے استنجا کیا جا سکتا ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بَدَنِهِ	هِ	المتخلی	رفع حاجت کرنے والا شخص، اپنے بدن سے
۲۔	دَبْرِهَا	هَا	القبلة	پشت بقبلہ
۳۔	حَوَاشِيْهِ	هِ	المخرج	مخرج کے اطراف
٤۔	بِهَا	هَا	الاحجار	ان پتھروں سے (استنجا نہ کیا گیا ہو)
٥۔	تَنَجَّسَتْ	هِيَ	الاحجار	پتھر نجس ہوگئے ہوں
٦۔	بِهِ	هِ	الاستنجاء	استنجاء کے عمل سے (نجس ہوگیا ہو)
۷۔	بَعْدَ طَهَارَتِهَا	هَا	الاحجار	پتھروں کو پاک کرنے کے بعد

متن 82 :

اور اگر (پتھر) نجس نہ ہوا ہو جیسے (وہ پتھر جسے) مخرج کے صاف کرنے کے بعد عدد کے مکمل کرنے کیلئے استعمال کیا گیا ہو،

(مثلاً اگر مخرج کی نجاست دو پتھروں سے دور ہوگئی ہو تو تیسرا پتھر اس لئے استعمال کیا جاتا ہے تاکہ روایت پر عمل کیا جاسکے جو کہتی ہے کہ پائخانہ کا مخرج تین پتھروں سے پاک ہوگا اور چونکہ دو پتھروں کے استعمال کے بعد نجاست دور ہوجاتی ہے لہٰذا تیسرا پتھر استعمال کے بعد نجس نہیں ہوگا)۔

تو (یہ پتھر طہارت کیلئے) کفایت کرے گا، بغیر اس کے کہ اس پتھر کا دھونا معتبر (یعنی ضروری) ہو۔

اور اگر پائخانہ کا مخرج تین پتھروں سے صاف نہ ہو (تو ضروری ہے کہ) تین پتھروں سے زیادہ (تعداد میں پتھروں کو استعمال کیا جائے تاکہ مخرج مکمل طور پر پاک ہوجائے)،

یا (اگر پتھر موجود نہ ہوں تو تین پتھروں کی) مانند:

- تین کپڑے (یعنی کپڑے کے تین ٹکڑے)،

- یا تین ٹھیکریاں ،
- یا تین لکڑی کے ٹکڑے ؛

اور ان جیسے دوسرے اجسام ــــــــــ ، جو :

- قابل احترام نہ ہوں ،
- اور نجاست کو دور کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں (علتِ تشبیہ) (سے مخرج کو پاک کیا جائے) ،

اور ظاہرِ روایت کے مطابق (تین کا) عدد (مخرج کے پاک کرنے میں) معتبر (یعنی شرط) ہے۔ اور روایت کا مطلق ہونا ، اسی بات کا تقاضا کرتا ہے۔ پس کفایت نہیں کرتا (وہ پتھر) جس کے تین گوشے ہوں۔ اور مصنفؒ نے کتاب (لمعہ) کے علاوہ (اپنی دوسری کتابوں میں) یقین کے ساتھ تین گوشے والے پتھر کو (مخرج کی طہارت کیلئے) کافی جانا ہے۔

اور ممکن ہے کہ اس تین گوشے والے پتھر کو مصنفؒ کے نظریہ کے مطابق جو انہوں نے اپنی باقی کتابوں میں اختیار کیا ہے ــــــ ، "شبہها" (یعنی تین پتھروں کی شبیہ) میں داخل سمجھیں۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
١۔	بِهَا	هَا	الثلاثة	تین پتھروں سے
٢۔	اَوْ شِبْهِهَا	هَا	ثلاثة احجار	تین پتھروں کی شبیہ
٣۔	وَ هُوَ	هُوَ	اعتبار العدد	(تین کے) عدد کا معتبر ہونا
٤۔	يَقْتَضِيْهِ	هِ	اعتبار العدد	عبارت کا مطلق ہونا اس بات کو چاہتا ہے
٥۔	بِاِجْزَائِهِ	هِ	ذو الجهات الثلاث	تین گوشوں والے پتھر کا کافی ہونا
٦۔	اِدْخَالُهُ	هُ	ذوالجهات الثلاث	تین گوشوں والے پتھر کو داخل سمجھنا
٧۔	عَلٰى مَذْهَبِهِ	هِ	مصنفؒ	مصنفؒ کے عقیدہ کے مطابق
٨۔	فِيْ شِبْهِهَا	هَا	ثلاثة احجار	تین پتھروں کی شبیہ ہونے میں

متن 83 :

اور جان لیجئے کہ پانی ہر نجاست سے پاک کرنے کیلئے کافی ہے ،

(لہٰذا پائخانہ کی طہارت کیلئے بھی پانی کافی ہے ، خواہ مخرج سے متعدی ہو یا نہ ہو)

بلکہ پانی (سے طہارت) افضل ہے ، پتھروں کی نسبت ، جب ان (پتھروں) کا استعمال (پائخانہ کے غیر متعدی ہونے کی صورت میں) کافی ہو۔

اور مصنفؒ کی عبارت میں یہاں کوئی ایسا (لفظ) نہیں ہے جو (پائخانہ کے غیر متعدی ہونے کی صورت میں) پانی کے کافی ہونے پر دلالت کرے۔

ہاں ، ممکن ہے مصنفؒ کے سابقہ قول ـــ الماء مطلقاً ـــ ، (یعنی پانی ہر نجاست سے پاک کرتا ہے) سے اس (مفہوم) کا استفادہ کیا جائے اور شاید مصنفؒ نے اپنے سابقہ قول ہی پر اکتفاء کیا ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بَلْ هُوَ	هُوَ	الماء	بلکہ پانی
۲۔	اِجْزَائِهَا	هَا	الاحجار	پتھروں کے کافی ہونے (کے فرض پر)
۳۔	فِيْ عِبَارَتِهٖ	هٖ	مصنفؒ	مصنفؒ کی عبارت میں
٤۔	هُنَا	x	x	کتاب لمعہ میں
٥۔	اِسْتِفَادَتُهٗ	هٗ	اجزاء الماء	پائخانہ کے غیر متعدی ہونے کی صورت میں پانی کے کافی ہونے کا استفادہ
٦۔	مِنْ قَوْلِهٖ	هٖ	مصنفؒ	مصنفؒ کے (سابقہ) قول سے
۷۔	لَعَلَّهٗ	هٗ	مصنفؒ	شاید مصنفؒ نے
۸۔	بِهٖ	هٖ	قول سابق	قول سابق پر

متن 84 :

اور مستحب ہے کہ (قضاءِ حاجت کے وقت) لوگوں (کی نگاہوں) سے دور ہوا جائے ، اس طرح کہ دکھائی نہ دے ،

(خواہ بیت الخلاء میں جانے کے سبب دکھائی نہ دے یا اگر کھلے میدان میں ہو تو اتنا دور چلا جائے کہ کوئی اس کے جسم کو نہ دیکھ سکے)،

اور یہ (استحباب) نبی ﷺ کی اقتداء (میں) ہے، کیونکہ آپ ﷺ کو کبھی بھی پیشاب اور پائخانہ کرتے وقت نہیں دیکھا گیا۔

اور (بیت الخلاء کے احکام میں سے دوسری مستحب چیز یہ ہے کہ پائخانہ کی طہارت میں)،

دو مطہّروں یعنی پانی اور پتھروں کو ملا کر (استعمال کیا جائے، اس طرح کہ) پہلے پتھروں سے (پاک کیا جائے اور پھر پانی سے تاکہ ہاتھ نجاست سے آلودہ نہ ہوں، خواہ پائخانہ مخرج سے) متعدی ہو یا نہ ہو،

(تاکہ نجاست کے دور کرنے میں :)

- زیادتی کی (رعایت اور) کوشش کی جاسکے۔
- اور (پائخانہ کی طہارت میں پانی اور پتھروں کے جمع کرنے کی دوسری وجہ) یہ ہے کہ عینِ (نجاست) اور اثرِ (نجاست) زائل کیا جاسکے، جب (مخرج کے پاک کرنے میں) پتھر پر اکتفا کیا جائے۔

(یعنی جب پائخانہ مخرج سے تعدی نہ کرے، لیکن تعدی کی صورت میں یہ وجہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں فقط پانی سے عین اور اثر کا زائل کرنا واجب ہے)۔

اور (لفظ) مطہّر کے مطلق (بیان کرنے) سے ظاہر ہوتا ہے کہ پتھروں کی وہ تعداد مستحب ہے جو (شرعاً) مطہّر ہو،

(کیونکہ مصنفؒ نے یہ نہیں کہا کہ پتھر اور پانی کو جمع کیا جائے بلکہ کہا ہے کہ دو مطہروں کو جمع کیا جائے، اور پتھر اُس وقت مطہر ہوتا ہے جب اس کی تعداد کم از کم تین ہو۔ پس اگر ایک پتھر اور پانی کو ملا کر استنجا کرے یا دو پتھروں اور پانی کو ملا کر استنجا کرے تو استحباب پر عمل نہیں ہوگا۔ البتہ یہ کہنا بھی)،

ممکن ہے کہ مطہّر کی ـــ کم تعداد سے (بھی)، استحباب حاصل ہوجائے ـــ،

(پس اگر ایک پتھر یا دو پھروں سے، مخرج سے عینِ نجاست زائل ہوجائے اور بعد

میں پانی سے دھولیا جائے تو اس صورت میں بھی کہا جاسکتا ہے کہ پتھر اور پانی کو ملا کر استحباب پر عمل کیا گیا ہے، اس لیے کہ پتھروں کی کم تعداد سے بھی استحباب کی)، غرض حاصل ہوجاتی ہے، (جو نجاست کے ازالہ میں زیادہ کوشش کرنا ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱	لَا یُریٰ	هُوَ	المتخلي	رفع حاجت کرنے والا شخص دکھائی نہ دے
۲۔	فَاِنَّهُ	هٗ	النبیؐ	نبی اکرم ﷺ
۳۔	وَ غَیْرِہٖ	ہٖ	المتعدی	نیز غیر متعدی
٤۔	تَاَدِّیْهِ	ہِ	استحباب	استحباب کا ادا ہوجانا
۵۔	بِدُوْنِہٖ	ہٖ	عدد المطهر	مطہر کے (تین) عدد ہونے کے بغیر

متن 85 :

(اور تیسری مستحب چیز یہ ہے کہ) دو روشن اور منور اجسام ــــــ، یعنی سورج اور چاند کے مقابل شرمگاہ کرکے بیٹھنے کو ترک کرے۔ البتہ سورج اور چاند کی سمت (منہ کرکے اس طرح بیٹھنا کہ درمیان میں کوئی پردہ یا دیوار حائل ہو تو ایسا کرنے) میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور (چوتھی مستحب چیز یہ ہے کہ) پیشاب اور پائخانہ کرتے وقت ــــــ ، ہوا کے رُخ منہ اور پشت کرکے بیٹھنے کو ترک کرے۔ کیونکہ روایت مطلق ہے۔

(جس میں پیشاب اور پائخانہ کیلئے کوئی تخصیص بیان نہیں کی گئی۔ پس ہوا کے رُخ بیٹھنے کو، پیشاب اور پائخانہ دونوں کیلئے ترک کرنا مستحب ہے)۔

اسی وجہ سے مصنفؒ نے عبارت کو مطلق بیان کیا ہے۔ اگرچہ مصنفؒ نے کتاب لمعہ کے علاوہ اپنی دوسری کتاب میں (استحباب کو) پیشاب کے ساتھ مقید کیا ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	جِهَتُهُمَا	هُمَا	الشمس + القمر	سورج اور چاند کی سمت

۲۔	اِسۡتِدۡبَارِهَا	هَا	الريح	ہوا کی مخالف سمت بیٹھنا
۳۔	فِیۡ غَیۡرِہٖ	ہٖ	لمعة	لمعہ کے علاوہ (دوسری کتاب) میں

متن 86 :

اور (پانچویں مستحب چیز، قضاءِ حاجت کے وقت) سر کو ڈھانپنا ہے، اگر سر کھلا ہوا ہو۔ ڈرتے ہوئے (اس بات سے کہ کہیں) بدبو (سر کی جلد میں موجود انتہائی باریک سوراخوں کے راستے) دماغ تک نہ پہنچ جائے۔

اور (بعض) روایات میں آیا ہے کہ سر ڈھانپنے کے ساتھ (مستحب ہے کہ) مقنعہ (یعنی نقاب) بھی اوڑھ لے،

(تاکہ اس کے ذریعہ اپنے منہ کو بھی ڈھانپ لے ــــ ، بالکل اس شخص کی طرح جو دوسروں کو اپنی شناخت نہ کروانا چاہتا ہو ــــ ، یا جسے بہت شرم آرہی ہو اور وہ حیا کی وجہ سے اپنا منہ ڈھانپ لے، اور ایسا کرنا نامۂ اعمال لکھنے والے دو فرشتوں سے شرم و حیا کی وجہ سے بھی ہے، نیز اس لیے بھی کہ ناک کے راستے سے بدبو دماغ تک نہ پہنچنے پائے)۔

اور (چھٹی مستحب چیز) بیت الخلاء میں بائیں پاؤں سے داخل ہونا ہے، اگر (قضاءِ حاجت کیلئے کوئی) عمارت (مخصوص) ہو اور اگر عمارت میسر نہ ہو اور بیابان میں ہو تو اپنے بائیں پاؤں کو بیت الخلاء کی طرف بڑھایا گیا آخری قدم قرار دے۔

اور (بیت الخلاء سے) خارج ہونا ہے، دائیں پاؤں سے، اسی طرح جیسا کہ ہم نے بائیں پاؤں کے بارے میں بیان کیا ہے۔

(اور بیت الخلاء میں داخل اور خارج ہونے کی یہ ترتیب) مسجد (میں داخل اور خارج ہونے) کے برعکس ہے،

(کیونکہ مسجد کے سلسلہ میں مستحب ہے کہ دائیں پاؤں سے داخل ہوا جائے اور بائیں پاؤں سے خارج ہوا جائے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اِنۡ کَانَ	هُوَ	الراس	اگر سر (کھلا ہوا ہو)

۲۔	دَمَاغِهِ	ہٖ	المتخلی	رفعِ حاجت کرنے والے شخص کے دماغ
۳۔	مَعَهَا	هَا	تغطیة الرأس	سر ڈھانپنے کے ساتھ
٤۔	اِنْ کَانَ	هُوَ	مکان التخلی	اگر رفع حاجت کی جگہ
٥۔	وَ اِلَّا	x	x	و ان لم یکن ببناء
٦۔	جَعَلَهَا	هَا	الرجل الیسری	بائیں پاؤں کو قرار دے
۷۔	مَا یُقَدِّمُهُ	ہٗ	ما الموصولة	جسے مقدم قرار دے
۸۔	وَصَفْنَاهُ	ہٗ	کیفیة الدخول والخروج	جیسا کہ ہم نے بیت الخلاء میں داخل اور خارج ہونے کے بارے میں بیان کیا ہے

متن 87 :

اور (ساتویں مستحب چیز اُن) دعاؤں کا پڑھنا ہے جو قضاءِ حاجت کی مختلف حالتوں کیلئے ائمہ معصومین علیہم السلام سے وارد ہوئی ہیں۔ اور وہ مختلف حالتیں یہ ہیں :

■ (بیت الخلاء میں) داخل ہوتے وقت :

[بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ ، أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الرِّجْسِ النِّجْسِ الْخَبِیْثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ]

■ قضاءِ حاجت کے وقت :

(اَللّٰهُمَّ أَطْعِمْنِیْ طَیِّباً فِیْ عَافِیَةٍ ، وَ أَخْرِجْهُ مِنِّیْ خَبِیْثاً فِیْ عَافِیَةٍ]

[اگر نجاست پر نگاہ پڑ جائے :

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی الْحَلَالَ ، وَ جَنِّبْنِیْ الْحَرَامَ]۔

■ پانی دیکھ کر :

[اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَآءَ طَهُوْراً وَّ لَمْ یَجْعَلْهُ نَجِساً]

■ استنجا کرتے وقت :

[اَللّٰهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِیْ ، وَاسْتُرْ عَوْرَتِیْ ، وَ حَرِّمْهُمَا عَلَی النَّارِ ، وَ وَفِّقْنِیْ لِمَا یُقَرِّبُنِیْ مِنْکَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ]

■ پیٹ پر ہاتھ پھیر کر جب کھڑا ہو :

[اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَمَاطَ عَنِّی الْأَذیٰ وَ ھَنَّأَنِیْ طَعَامِیْ وَ عَافَانِیْ مِنَ الْبَلْویٰ]

■ اور جب بیت الخلاء سے خارج ہو :

[اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَرَّفَنِیْ لَذَّتَہٗ وَ اَبْقیٰ فِیْ جَسَدِیْ قُوَّتَہٗ ، وَ اَخْرَجَ عَنِّیْ أَذَاہُ ، یَا لَھَا نِعْمَۃً ! یَا لَھَا نِعْمَۃً ! یَا لَھَا نِعْمَۃً ! لَا یَقْدِرُ الْقَادِرُوْنَ قَدْرَھَا] .

☜ (نوٹ : ہم نے یہ دعائیں مصنفؒ کی کتاب ذکریٰ سے نقل کی ہیں)۔

اور (آٹھویں مستحب چیز) بائیں پاؤں پر اعتماد کر کے بیٹھنا ہے (یعنی بدن کے وزن کو بائیں پاؤں پر منتقل کرے) اور دائیں پاؤں سے (بدن کے وزن کو) کم کردے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فِیْ اَحْوَالِہٖ	ہٖ	التخلی	رفعِ حاجت کی (مختلف) حالتوں میں
۲۔	فِیْھَا	ھَا	احوال	ان حالتوں میں
۳۔	وَ ھِیَ	ھِیَ	احوال	وہ حالتیں یہ ہیں
٤۔	بَطْنِہٖ	ہٖ	المتخلی	رفعِ حاجت کرنے والے کا اپنے پیٹ کو
٥۔	اِذَا قَامَ	ھُوَ	المتخلی	رفعِ حاجت کرنے والا جب کھڑا ہو
٦۔	عَنْ مَوْضِعِہٖ	ہٖ	التخلی	رفعِ حاجت کی جگہ سے

متن 88 :

اور (نویں مستحب چیز جو مردوں کیلئے مستحب ہے) استبراء ہے ، اور یہ (استبراء) پیشاب کی نالی سے پیشاب (کے باقی ماندہ قطرات) کو ـــــــ ، کوشش کے ذریعہ خارج کرنا ہے۔

اور کوشش یہ ہے کہ (جب پیشاب اپنے مخرج سے نکلنا بند ہوجائے تو بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی کو) پائخانہ کے مخرج (کے قریب رکھے اور دباؤ کے ساتھ اسے) آلۂ تناسل کی جڑ تک تین بار کھینچے ، پھر ، (انگوٹھے کو آلۂ تناسل کے اوپر اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو آلۂ تناسل کے نیچے رکھے اور) تین بار (ختنہ گاہ تک) کھینچے اور اس کے بعد تین مرتبہ حشفہ (یعنی آلۂ تناسل کے سر) کو دبائے۔

اور (نویں مستحب چیز) استبراء کی حالت میں تین بار اُح اُح (کرکے کھانسنا) ہے،
(تاکہ انسان زور پیدا کرلے جو استبراء میں مددگار ثابت ہو اور پیشاب کی نالی مکمل طور پر پیشاب سے پاک ہوجائے)۔

مصنفؒ نے (کتاب ذکریٰ میں) اس عمل (یعنی اُح اُح کرنے) کو سلاّر (بن عبدالعزیزؒ) کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ مصنفؒ خود اس عمل کے مصدر سے واقف نہ ہوسکے۔

اور (دسویں مستحب چیز) استنجاء (یعنی پیشاب و پائخانہ کے مخرج کے دھونے) کو بائیں ہاتھ سے انجام دینا ہے، کیونکہ:

- بیشک (اللہ تعالیٰ نے) بایاں (ہاتھ) معمولی (کاموں) کیلئے بنایا ہے،
- جبکہ دایاں ہاتھ اعلیٰ کاموں کیلئے بنایا ہے مثلاً کھانا کھانا اور وضو کرنا۔

اور مکروہ ہے دائیں ہاتھ سے (استنجا کرنا) اختیار کی حالت میں (لیکن مجبوری کی حالت میں مکروہ نہیں ہے) کیونکہ (دائیں ہاتھ سے استنجاء) دور ہے (آدابِ شریعت سے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	الَّذِیْ هُوَ	هُوَ	الاجتهاد	وہ اجتہاد یہ ہے کہ
۲۔	نَتْرُهٗ	هٗ	القضيب	آلہ تناسل کو کھینچنا
۳۔	نَسَبَهٗ	هٗ	مصنفؒ+ استحباب	مصنفؒ نے اس استحباب کو نسبت دی ہے
٤۔	لِعَدَمِ وُقُوْفِهٖ	هٖ	مصنفؒ	مصنفؒ کا واقف نہ ہونا
۵۔	عَلٰى مَأْخَذِهٖ	هٖ	التنحح	اُح اُح کرنے کے ماخذ پر
٦۔	لِاَنَّهَا	هَا	اليسار	بایاں ہاتھ
۷۔	لِاَنَّهٗ	هٗ	الاستنجاء باليمنى	دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا

متن 89 :

اور مکروہ ہے کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ــــــــــ، ڈرتے ہوئے (اس بات سے) کہ (کہیں) شیطان اسے دیوانہ نہ بنادے۔

اور مکروہ ہے اس حالت میں پیشاب کرنا جب پیشاب کرنیوالا پیشاب کو (بلند جگہ سے) ہوا میں اُڑانے والا ہو ــــــــ، کیونکہ روایت میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

اور جاری پانی میں (پیشاب کرنا بھی مکروہ ہے، جیسا کہ) کھڑے پانی میں (پیشاب کرنا مکروہ ہے) کیونکہ روایات ــــ، جو اس فعل سے روکتی ہیں ــــ، میں یہ علت بیان کی گئی ہے کہ:

''پانی کے بھی کچھ مکین ہیں، پس اپنے اس فعل سے انہیں اذیت نہ پہنچاؤ۔''

اور (مکروہ ہے) پائخانہ کرنا شارع میں اور اس:

(شارع) سے مراد ہر وہ راستہ ہے جس پر لوگوں کی آمد و رفت ہو (مثلاً سڑکیں اور گلیاں وغیرہ)۔

اور اسی طرح مکروہ ہے پائخانہ کرنا، مشرع میں اور اس:

(مشرع) سے مراد وہ راستہ ہے (جس پر لوگ) پانی (کے حصول) کیلئے وارد ہوتے ہیں۔

اور نیز مکروہ ہے پائخانہ کرنا، فِناء، فاء کی کسرہ کے ساتھ، میں،

اور اس (فناء) سے مراد گھر کے اطراف سے (کچھ دور تک) پھیلی ہوئی جگہ ہے جو گھر کی حریم میں شمار ہوتی ہے اور گھر کے مالک کی ملکیت سے خارج ہوتی ہے،

(اور اگر گھر کے مالک کی ملکیت میں ہو تو ایسی جگہ پائخانہ کرنا مکروہ نہیں بلکہ حرام ہوگا)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بِهٖ	ہٖ	البول	پیشاب کو
۲۔	عَنْهُ	هُ	الطمح	بلند جگہ سے ہوا میں پیشاب اڑانے سے
۳۔	تُؤْذِهِمْ	هم	اهل الماء	پانی میں رہنے والی مخلوق کو اذیت نہ دو
٤۔	بِذٰلِکَ	x	x	پانی میں پیشاب کر کے
٥۔	وَ هُوَحَرِیْمُهَا	هُوَ+ هَا	ما امتد + الدار	گھر کے اطراف میں جگہ گھر کا حریم ہے
٦۔	مِنْهَا	هَا	الدار	گھر کی ملکیت سے خارج ہوتی ہے

متن 90 :

اور نیز مکروہ ہے پائخانہ کرنا ملعن میں؛ اور اس (ملعن) سے مراد:

- لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ،
- یا لوگوں (یعنی مسافروں) کے اُترنے کی جگہ،
- یا راستے کے درمیانی حصے،
- یا گھروں کے دروازے ــــــ، ہیں۔ (اور ملعن کا یہ سب سے بہتر معنی ہے)۔

(کیونکہ قارعۃ الطریق ،مشرع کے ہم معنی ہے، اور ــــــ، منزل ، فی النزال کے ہم معنی ہے)۔

اور نیز مکروہ ہے پائخانہ کرنا ایسے درختوں کے نیچے جو مثمرہ (یعنی پھل دینے والے) ہوں یعنی وہ درخت جو پھل دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں اگرچہ فعلاً (پھلوں کا موسم نہ ہونے کی وجہ سے) پھل دار نہ ہوں۔

اور محلّ کراہت (یعنی پھل دار درختوں کے نیچے وہ جگہ جہاں پائخانہ کرنا مکروہ ہے) سے مراد ہر وہ جگہ ہے جہاں معمولاً درخت کے پھل پہنچتے ہوں اگرچہ وہ (جگہ) درخت کے نیچے نہ ہو۔

اور نیز مکروہ ہے پائخانہ کرنا ــــ، مسافروں کے سائبان میں اور اس سے مراد وہ سایہ دار جگہ ہے جسے مسافروں کے نزول کیلئے تیار کیا جاتا ہے۔ یا اس سے مراد وہ معنی ہے جو پہلے معنی سے وسیع تر ہے جیسے وہ جگہ جہاں لوگ ضرورت کے وقت اُترتے ہیں اور پناہ لیتے ہیں (خواہ وہ جگہ سایہ دار ہو یا نہ ہو) اور (لفظ) فيء : "فاء ــــ يفيء" سے ہے۔ جب لوگ اس محل کی طرف (استراحت کی غرض سے) رجوع کریں۔

اور نیز مکروہ ہے رفعِ حاجت کرنا جحرہ (یعنی حشرات کے بلوں) میں۔ (اور جِحَرَہ) جیم کی کسرہ اور حاء اور راء کی فتح کے ساتھ ہے (اور یہ حاء اور راء) بغیر نقطہ کے ہیں،

(یعنی حاء ــــ، جیم نہیں ہے اور راء ــــ، زاء نہیں ہے)۔

(اور یہ جحرہ) جمع ہے (لفظ) جُحر کی (اور جُحر میں جیم) مضموم اور حاء ساکن ہے۔ اور اس (جحرہ) سے مراد ــــــ، حشرات کے گھر (یعنی ان کی بلیں) ہیں۔

اور رفع حاجت کی حالت میں مسواک کرنا (مکروہ ہے)۔ اور روایت (میں) ہے کہ رفع حاجت کی حالت میں مسواک کرنا بخر (یعنی منہ کے بدبودار ہونے کا) موجب ہے۔

اور کھانا پینا (بھی رفع حاجت کی حالت میں مکروہ ہے) کیونکہ :

- یہ کام انسانی نفس کی پستی کا موجب ہے (یا اس میں ماکول ومشروب کی اہانت ہے)،

- اور دوسرا یہ کہ، روایت میں بھی اس کے بارے میں نہی وارد ہوئی ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	مَنْزِلُهُمْ	هُمْ	الناس	لوگوں کے سفر کی سواریوں سے اترنے کی جگہ
۲۔	شَأْنِهَا	هَا	ما الموصولة	جس کی شان/خصوصیت یہ ہے کہ
۳۔	وَ اِنْ لَمْ تَكُنْ	هِيَ	المثمرة	اگرچہ پھل دار درخت (فی الوقت) نہ ہوں...
٤۔	كَذٰلِكَ	x	x	پھل دار
٥۔	اَنْ تَبْلُغَهٗ	هٗ	ما الموصولة	جس جگہ تک (پھلوں کا) پہنچنا (ممکن ہو)
٦۔	وَاِنْ لَمْ يَكُنْ	هُوَ	ما الموصولة	درحالانکہ وہ جگہیں نہ ہوں
۷۔	تَحْتَهَا	هَا	الشجرة	پھل دار درختوں کے نیچے
۸۔	لِنُزُوْلِهِمْ	هم	الناس	لوگوں کے اترنے کیلئے
۹۔	اَعَمُّ مِنْهُ	هُ	موضع الظل	سایہ دار جگہ سے زیادہ عمومی (معنی رکھتا) ہے
۱۰۔	اِلَيْهِ	هِ	المحل	جس جگہ (لوٹتے ہیں)
۱۱۔	بِهٖ	هٖ	المحل	اس سے مراد فِيْهِ ہے یعنی اس جگہ اترتے ہیں
۱۲۔	حَالَتَهٗ	هٗ	التخلی	رفعِ حاجت کی حالت میں
۱۳۔	اَنَّهٗ	هٗ	السواک فی حالة التخلی	رفعِ حاجت کی حالت میں مسواک کرنا
۱٤۔	فِيْهِ	هِ	الاکل+ الشرب	(بیت الخلاء میں) کھانے اور پینے میں

متن 91 :

اور مشہور قول کی بنا پر، جائز ہے (رفع حاجت کی حالت میں، **کلماتِ**) اذان کو دُہرانا، جب رفعِ حاجت کرنے والا، اذان کو سُنے۔ اس عمل کے جائز ہونے کی ظاہراً کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

اور ذکرِ خدا تمام اذان کو شامل نہیں ہے کیونکہ **حیعلات**، ذکرِ خدا سے خارج ہیں،

(اور **حیعلات** سے مراد: حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح اور حی علیٰ خیر العمل ہیں)۔

اسی وجہ سے (کہ چونکہ اذان کے تمام کلمات، ذکرِ خدا کو شامل نہیں ہیں) مصنفؒ نے اپنی کتاب ذکریٰ میں (حکایتِ اذان کو) اپنے قول ـــــ، و قیل (یعنی بعض فقہاء اس کے قائل ہوئے ہیں) کہہ کر بیان کیا ہے۔

اور نیز جائز (یعنی مستحب) ہے آیت الکرسی کی تلاوت کرنا (رفعِ حاجت کی حالت میں) اور اسی طرح (جائز ہے) ہر قسم کی حمد، شکر اور ذکرِ خدا۔ کیونکہ ذکرِ خدا ہر حال میں پسندیدہ ہے۔

(روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مناجات میں عرض کیا کہ چند حالتیں مجھ پر ایسی گذرتی ہیں کہ میں تجھے اس سے زیادہ عظیم سمجھتا ہوں کہ ان حالتوں میں تیرا ذکر کروں۔ ارشادِ خداوندی ہوا: اے موسیٰ مجھے ہر حال میں یاد کرو کیونکہ میری یاد ہر حال میں اچھی چیز ہے)۔

اور (نیز جائز ہے) ضرورت کی غرض سے (کلام کرنا) مثلاً کسی کام کی غرض سے کلام کرنا کہ اگر رفعِ حاجت سے فارغ ہونے تک اس (کلام) کو مؤخر کرے تو اس کام کے فوت ہونے کا ڈر ہو۔

اور (جس طرح ذکرِ خدا اور ضرورت کے وقت کلام کرنا، کراہت سے مستثنیٰ ہیں، اسی طرح) نیز مستثنیٰ ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر (اور ان کی پاکیزہ آل پر) درود بھیجنا، جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر (یعنی نام) سنے (یا اُن کی یاد آجائے)۔

حمدلہ (یعنی الحمد للہ) کہنا چھینک کے وقت، خواہ خود چھینکے یا کوئی اور۔ کیونکہ یہ (حمدلہ) بھی ذکرِ (خدا) میں سے (ایک) ہے۔

(اور بعض فقہاء نے ایک اور چیز کو بھی مستثنیٰ کیا ہے) اور کہا ہے کہ رفعِ حاجت کرنے والے شخص سے (بھی) تسمیت مستحب ہے،

(یعنی جس طرح اگر کسی شخص کو چھینک آئے تو اسے یرحمکم اللہ کہہ کر دعا دینا مستحب ہے، اسی طرح رفعِ حاجت کرنے والے شخص کیلئے بھی ایسے شخص کو یرحمکم اللہ کہہ کر دعا دینا مستحب ہے، کیونکہ یرحمکم اللہ بھی ذکرِ خدا میں شامل ہے)

ایضاً،

(یعنی جس طرح الحمدللہ کہنا مستحب ہے کیونکہ ذکرِ خدا ہے اسی طرح تسمیت یعنی

یرحمکم اللہ کہنا بھی مستحب ہے کیونکہ یہ بھی ذکرِ خدا ہے)۔

اور مخفی نہ رہے کہ (اگر رفع حاجت کرنے والے شخص کو کوئی سلام کرے تو اس پر) سلام کا جواب دینا واجب ہے،

(اگرچہ سلام ذکر نہیں ہے پھر بھی سلام کا جواب دینا واجب ہے، یہ اور بات ہے کہ) رفعِ حاجت کرتے ہوئے شخص کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

اور اس بارے میں کہ رفعِ حاجت کرنے والے شخص کا رَدِّ سلام (یعنی سلام کا جواب دینا) مکروہ ہے اس وقت جب کسی اور (شخص) کے رَدِّ سلام سے واجب ادا ہوجائے ــــــــ، دو احتمال ہیں:

- [ایک یہ کہ رفعِ حاجت کرنے والے شخص کا ایسی صورت میں رَدِّ سلام کرنا مکروہ ہے
- اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے]۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	سَمِعَهُ	هُ	الاذان	جب رفعِ حاجت کرنے والا اذان سنے
۲۔	لَا یَشْمُلُهُ	هُ	الاذان	اذان (کے تمام جملوں) کو شامل نہیں ہے
۳۔	مِنْهُ	هُ	ذکر اللہ	ذکرِ خدا سے
٤۔	وَ مِنْ ثَمَّ	x	x	اذان کے تمام جملوں کے ذکرِ خدا نہ ہونے کی وجہ سے
٥۔	حَکَاهُ	هُ	مصنفؒ	مصنفؒ نے حکایتِ اذان کے استحباب کو نقل کیا ہے
٦۔	بِقَوْلِهِ	هِ	مصنفؒ	مصنفؒ نے اپنے قول (قیل) کے ذریعہ
٧۔	شُکْرِهِ وَ ذِکْرِهِ	هِ	اللہ	خدا کا شکر اور اس کا ذکر
٨۔	لِاَنَّهُ	هُ	مطلق ذکر	اس لیے کہ خدا کی حمد، شکر اور ذکر
٩۔	فَوْتَهَا	هَا	حاجة	ضروری کام کے رہ جانے کا (خوف ہو)
١٠۔	لَوْ أَخَّرَهُ	هُ	کلام	اگر بات کہنے کو مؤخر کرے
١١۔	ذِکْرِهِ	هِ	النبیؐ	نبی اکرم ﷺ کا ذکر
١٢۔	مِنْهُ	هُ	المتخلی	رفعِ حاجت کرنے والے شخص کی طرف سے ہو

۱۳۔	وَ مِنْ غَيْرِهٖ	ہٖ	المتخلی	یا کسی اور سے
۱٤۔	وَ هُوَ	هُوَ	الحمدلة	البتہ احتمال ہے کہ نبیؐ پر درود بھی اس میں شامل ہو
۱۵۔	مِنْهُ	ہٗ	المتخلی	رفعِ حاجت کرنے والے شخص سے
۱٦۔	عَلَيْهِ	ہِ	المتخلی	رفعِ حاجت کرنے والے شخص پر
۱۷۔	رَدِّهٖ	ہٖ	السلام	سلام کے جواب دینے
۱۸۔	بِرَدِّ غَيْرِهٖ	ہٖ	المتخلی	رفعِ حاجت کرنے والے شخص کے علاوہ کسی شخص کے سلام کا جواب دے دینے کی صورت میں

متن 92 :

اور جان لیجئے کہ اذان کی تکرار اور جو چیز اس کے ہم معنی ہے (مثلاً آیۃ الکرسی اور ذکرِ خدا وغیرہ) کے جواز سے مراد ـــــــ ، جواز کا عمومی معنی ہے ،

(یعنی اگر کسی کام کا کرنا حرام نہ ہو تو شریعت کی طرف سے اس کام کو انجام دینا جائز ہے خواہ وہ کام :

- مستحب ہو ،
- واجب ہو ،
- مکروہ ہو ،
- یا مباح ہو)۔

کیونکہ یہ (یعنی اذان کو دُہرانا اور اذان کے ہم معنی کلمات کا ذکر کرنا) مستحب ہیں (ایسا نہیں کہ مباح ہوں جس کی) دونوں طرفیں مساوی ہو (یعنی جس کا کرنا یا نہ کرنا مساوی ہو)۔

اور یہاں جواز سے مراد استحباب ہے (نہ مباح فقط) کیونکہ اذان اور اس کے ہم معنی ذکر ـــــ ، عبادت ہیں ، جن کا انجام دینا (یقیناً) ترجیح رکھتا ہے اگرچہ ان کا انجام دینا مکروہ ہی کیوں نہ ہو ،

(کیونکہ عبادت میں مکروہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ثواب ملے گا لیکن کچھ کم ، نہ یہ کہ بالکل ثواب نہیں ملے گا اور کرنا نہ کرنا برابر ہو)۔

اور ،

(عبادت کو اگر بطور مکروہ انجام دیا جائے مثلاً پیشاب روک کر نماز پڑھنا جو مکروہ ہے ، تب بھی عبادت رجحان رکھتی ہے ، البتہ یہ کہ ثواب کچھ کم ہو جاتا ہے)۔

پس اگر عبادت کے انجام دینے میں کراہت بھی موجود نہ ہو تو اس کا انجام دینا کیسا ہوگا؟

(مثلاً اذان کی تکرار اور مطلق ذکر میں تو کراہت بھی موجود نہیں پائی جاتی تو ان کا انجام دینا کیسا ہوگا؟)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فِیْ مَعْنَاهُ	هُ	الاذان	اذان کے معنی میں ہو
۲۔	مَعْنَاهُ	هُ	الجواز	جواز کا عمومی معنی یعنی کسی کام کا حرام نہ ہونا
۳۔	لِاَنَّهٗ	هٗ	الاذان وما فی معناه	اذان اور جو اس کے ہم معنی ہو
٤۔	طَرَفَاهُ	هُ	اذان	اذان کے کلمات کو دہرانا یا ترک کرنا
٥۔	مِنْهُ	هُ	الجواز	جواز سے مراد
٦۔	هُنَا	x	x	اذان کے کلمات دہرانے میں
۷۔	لِاَنَّهٗ	هٗ	حکایت الاذان	اس لیے کہ اذان کے جملوں کو دہرانا
۸۔	وَ اِنْ وَقَعَتْ	هِیَ	عبادت	اگر چہ عبادت (کراہت کی حالت میں ہی کیوں نہ) واقع ہو
۹۔	لِاَنَّهٗ	هٗ	الاذان	کیونکہ اذان

(غسل کے احکام)

متن 93 :

﴿ اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ : فِیْ الْغُسْلِ ﴾

﴿ وَ مُوْجِبُهٗ ﴾ سِتَّةٌ :

[1] ﴿ الْجَنَابَةُ ﴾ بِفَتْحِ الجِیْمِ ،

[2] ﴿ وَالْحَیْضُ ،

[3] وَ الْاِسْتِحَاضَةُ مَعَ غَمْسِ الْقُطْنَةِ ﴾ ،

سَوَآءٌ سَالَ عَنْهَا اَمْ لَا ، لِاَنَّهٗ مُوْجِبٌ حِیْنَئِذٍ فِی الْجُمْلَةِ

[4] ﴿وَالنِّفَاسُ ،

[5] وَ مَسُّ الْمَیِّتِ النَّجِسِ ﴾ فِیْ حَالِ كَوْنِهٖ ﴿ آدَمِیّاً ﴾

فَخَرَجَ الشَّهِیْدُ وَ الْمَعْصُوْمُ ،

وَ مَنْ ـــــ تَمَّ غُسْلُهٗ الصَّحِیْحُ ، وَ اِنْ كَانَ مُتَقَدِّماً عَلَی الْمَوْتِ ،

كَمَنْ ـــــــ قَدَّمَهٗ لِیُقْتَلَ ، فَقُتِلَ بِالسَّبَبِ الَّذِیْ اغْتَسَلَ لَهٗ ،

وَ خَرَجَ بِالْآدَمِیِّ غَیْرُهٗ مِنَ الْمَیْتَاتِ الْحَیْوَانِیَّةِ ، فَاِنَّهَا وَ اِنْ كَانَتْ نَجِسَةً اِلَّا اَنَّ مَسَّهَا لَا یُوْجِبُ غُسْلاً ، بَلْ هِیَ كَغَیْرِهَا مِنَ النَّجَاسَاتِ فِیْ اَصَحِّ الْقَوْلَیْنِ،

وَ قِیْلَ : یَجِبُ غَسْلُ مَا مَسَّهَا وَ اِن لَّمْ یَكُنْ بِرَطُوْبَةٍ ،

[6] ﴿ وَالْمَوْتُ ﴾ الْمَعْهُوْدُ شَرْعاً ،

وَ هُوَ مَوْتُ الْمُسْلِمِ ـــــ وَ مَنْ بِحُكْمِهٖ ـــ غَیْرِ الشَّهِیْدِ.

متن 94 :

﴿ وَ مُوْجِبُ الْجَنَابَةِ ﴾ شَيْئَانِ :

اَحَدُهُمَا : ﴿ اِلْاِنْزَالُ ﴾ لِلْمَنِيِّ ـــ يَقْظَةً وَّ نَوْماً ،

﴿ وَ ﴾ الثَّانِيْ ﴿ غَيْبُوْبَةُ الْحَشَفَةِ ﴾ وَ مَا فِيْ حُكْمِهَا كَقَدْرِهَا مِنْ مَقْطُوْعِهَا،

- ﴿ قُبُلاً اَوْ دُبُراً ﴾ ،
- مِنْ آدَمِيٍّ وَ غَيْرِهِ ،
- حَياًّ وَ مَيِّتاً ،
- فَاعِلاً وَ قَابِلاً ،
- ﴿ اَنْزَلَ ﴾ الْمَآءُ ﴿ اَوْ لَا ﴾.

وَ مَتىٰ حَصَلَتِ الْجَنَابَةُ لِمُكَلَّفٍ بِاَحَدِ الْاَمْرَيْنِ ، تَعَلَّقَتْ بِهِ الْاَحْكَامُ الْمَذْكُوْرَةُ ﴿ فَيَحْرُمُ عَلَيْهِ : قِرَاءَةُ الْعَزَائِمِ ﴾ الْاَرْبَعِ وَ اَبْعَاضِهَا حَتَّى الْبَسْمَلَةِ وَ بَعْضِهَا اِذَا قَصَدَهَا لِاَحَدِهَا .

﴿ وَاللُّبْثُ فِي الْمَسَاجِدِ ﴾ مُطْلَقاً ، ﴿ وَالْجَوَازُ فِي الْمَسْجِدَيْنِ ﴾ الْاَعْظَمَيْنِ بِمَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ ، ﴿ وَ وَضْعُ شَيْءٍ فِيْهَا ﴾ اَيْ فِي الْمَسَاجِدِ مُطْلَقاً ، وَ اِنْ لَّمْ يَسْتَلْزِمِ الْوَضْعُ "اللُّبْثَ" ، بَلْ لَوْ طَرَحَهُ مِنْ خَارِجٍ ، وَ يَجُوْزُ الْاَخْذُ مِنْهَا .

﴿ وَ مَسُّ خَطِّ الْمُصْحَفِ ﴾ وَ هُوَ : كَلِمَاتُهُ وَ حُرُوْفُهُ الْمُفْرَدَةُ ، وَ مَا قَامَ مَقَامَهَا كَالشَّدَّةِ وَالْهَمْزَةِ ، بِجُزْءٍ مِّنْ بَّدَنِهِ تَحِلُّهُ الْحَيَاةُ ﴿ اَوِ اسْمِ اللّٰهِ تَعَالىٰ ﴾ مُطْلَقاً، ﴿ اَوِ اسْمِ النَّبِيِّ اَوْ اَحَدِ الْاَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ﴾ الْمَقْصُوْدِ بِالْكِتَابَةِ ، وَ لَوْ عَلىٰ دِرْهَمٍ اَوْ دِيْنَارٍ فِي الْمَشْهُوْرِ.

متن 95 :

﴿ وَ يُكْرَهُ لَهُ : اَلْاَكْلُ وَالشُّرْبُ حَتّٰى يَتَمَضْمَضَ اَوْ يَسْتَنْشِقَ ﴾ ، اَوْ يَتَوَضَّأَ ، فَاِنْ اَكَلَ قَبْلَ ذٰلِكَ ، خِيْفَ عَلَيْهِ الْبَرَصُ ، وَ رُوِىَ : اَنَّهُ يُوْرِثُ الْفَقْرَ ، وَ يَتَعَدَّدُ بِتَعَدُّدِ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ مَعَ التَّرَاخِىْ عَادَةً ، لَا مَعَ الْاِتِّصَالِ .

﴿ وَالنَّوْمُ اِلَّا بَعْدَ الْوُضُوْءِ ﴾ ، وَ غَايَتُهُ هُنَا : اِيْقَاعُ النَّوْمِ عَلَى الْوَجْهِ الْكَامِلِ، وَ هُوَ غَيْرُ مُبِيْحٍ ، اِمَّا لِاَنَّ غَايَتَهُ الْحَدَثُ اَوْ لِاَنَّ الْمُبِيْحَ لِلْجُنُبِ هُوَ الْغُسْلُ خَاصَّةً .

﴿ وَالْخِضَابُ ﴾ بِحِنَّآءٍ وَ غَيْرِهِ . وَ كَذَا يُكْرَهُ لَهُ اَنْ يُّجْنِبَ وَ هُوَ مُخْتَضَبٌ .

﴿ وَ قِرَآءَةُ مَا زَادَ عَلٰى سَبْعِ آيَاتٍ ﴾ فِىْ جَمِيْعِ اَوْقَاتِ جَنَابَتِهِ . وَ هَلْ يَصْدُقُ الْعَدَدُ بِالْآيَةِ الْمُكَرَّرَةِ سَبْعاً ؟ وَجْهَانِ ، ﴿ وَالْجَوَازُ فِى الْمَسَاجِدِ ﴾ غَيْرِ الْمَسْجِدَيْنِ، بِاَنْ يَّكُوْنَ لِلْمَسْجِدِ بَابَانِ ، فَيَدْخُلُ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ يَخْرُجُ مِنَ الْآخَرِ،

وَ فِىْ صِدْقِهِ بِالْوَاحِدَةِ مِنْ غَيْرِ مَكْثٍ ـــــ وَجْهٌ .

نَعَمْ ، لَيْسَ لَهُ ـــــ التَّرَدُّدُ فِىْ جَوَانِبِهِ ـــــ بِحَيْثُ يَخْرُجُ عَنِ الْمُجْتَازِ .

متن 96 :

﴿ وَ وَاجِبُهُ : النِّيَّةُ ﴾ وَ هِىَ : الْقَصْدُ اِلٰى فِعْلِهِ مُتَقَرِّباً . وَ فِى اعْتِبَارِ الْوُجُوْبِ وَالْاِسْتِبَاحَةِ ، اَوِ الرَّفْعِ مَا مَرَّ .

﴿ مُقَارِنَةً ﴾ لِجُزْءٍ مِّنَ الرَّأْسِ وَ مِنْهُ الرَّقَبَةُ ـــــ اِنْ كَانَ مُرَتِّباً ،

وَلِجُزْءٍ مِّنَ الْبَدَنِ ـــــ اِنْ كَانَ مُرْتَمِساً ، بِحَيْثُ يَتْبَعُهُ الْبَاقِىْ بِغَيْرِ مُهْلَةٍ ،

﴿ وَ غَسْلُ الرَّأْسِ وَالرَّقَبَةِ ﴾ اَوَّلاً ـــــ وَ لَا تَرْتِيْبَ بَيْنَهُمَا ، لِاَنَّهُمَا فِيْهِ عُضْوٌ وَاحِدٌ ،

وَ لَا تَرْتِيْبَ فِىْ نَفْسِ اَعْضَآءِ الْغُسْلِ ، بَلْ بَيْنَهَا كَاَعْضَآءِ مَسْحِ

الْوُضُوْءِ، بِخِلَافِ اَعْضَآءِ غَسْلِهِ ، فَاِنَّهُ ــــــ فِيْهَا وَ بَيْنَهَا .

﴿ ثُمَّ ﴾ غَسْلُ الْجَانِبِ ﴿ الْاَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَر ﴾ كَمَا وَصَفْنَاهُ ، وَالْعَوْرَةُ تَابِعَةٌ لِلْجَانِبَيْنِ ، وَ يَجِبُ اِدْخَالُ جُزْءٍ مِّنْ حُدُوْدِ كُلِّ عُضْوٍ مِّنْ بَابِ الْمُقَدِّمَةِ كَالْوُضُوْءِ .

﴿ وَ تَخْلِيْلُ مَانِعِ وُصُوْلِ الْمَآءِ ﴾ اِلَى الْبَشَرَةِ ، بِاَنْ يُّدْخِلَ الْمَآءَ خِلَالَهُ اِلَى الْبَشَرَةِ عَلىٰ وَجْهِ الْغَسْلِ .

متن 97 :

﴿ وَ يُسْتَحَبُّ الْاِسْتِبْرَآءُ ﴾ لِـلْمُنْزِلِ لَا لِمُطْلَقِ الْجُنُبِ ، بِالْبَوْلِ ، لِيُزِيْلَ اَثَرَ الْـمَنِيِّ الْخَارِجِ ، ثُمَّ بِالْاِجْتِهَادِ بِمَا تَقَدَّمَ مِنَ الْاِسْتِبْرَآءِ ، وَ فِى اسْتِحْبَابِهِ بِهِ لِلْمَرْأَةِ ، قَوْلٌ ، فَتَسْتَبْرِئُ عَرْضاً ، اَمَّا بِالْبَوْلِ فَلَا ، لِاخْتِلَافِ الْمَخْرَجَيْنِ .

﴿ وَالْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ ﴾ كَمَا مَرَّ ،

﴿ بَعْدَ غَسْلِ الْيَدَيْنِ ثَلَاثاً ﴾ مِنَ الزَّنْدَيْنِ ، وَ عَلَيْهِ الْمُصَنِّفُ فِى الذِّكْرٰى،

وَ قِيْلَ: مِنَ الْمِرْفَقَيْنِ ــــ وَاخْتَارَهُ فِى النَّفْلِيَّةِ ،

وَ اَطْلَقَ فِىْ غَيْرِهِمَا ــــــــــ كَمَا هُنَا ،

وَ كِلَاهُمَا مُؤَدٍّ لِلسُّنَّةِ ــــــ وَ اِنْ كَانَ الثَّانِىْ اَوْلىٰ .

متن 98 :

﴿ وَالْمُوَالَاةُ ﴾ ــــــ ،

- بَيْنَ الْاَعْضَآءِ ـــ بِحَيْثُ كُلَّمَا فَرَغَ مِنْ عُضْوٍ ، شَرَعَ فِى الْآخَرِ ،
- وَفِىْ غَسْلِ نَفْسِ الْعُضْوِ ،

لِمَا فِيْهِ :

- مِنَ الْمُسَارَعَةِ اِلَى الْخَيْرِ ،

- وَالتَّحَفُّظِ مِنْ طَرَيَانِ الْمُفْسِدِ ،

وَ لَا تَجِبُ فِي الْمَشْهُوْرِ اِلَّا لِعَارِضٍ ،

- كَضِيْقِ وَقْتِ الْعِبَادَةِ الْمَشْرُوْطَةِ بِهٖ ،
- وَ خَوْفِ فُجْأَةِ الْحَدَثِ لِلْمُسْتَحَاضَةِ ، وَ نَحْوِهَا .

وَ قَدْ تَجِبُ بِالنَّذْرِ ـــــــ لِاَنَّهٗ رَاجِحٌ .

﴿ **وَ نَقْضُ الْمَرْأَةِ الضَّفَآئِرَ** ﴾ جَمْعُ ضَفِيْرَةٍ ، وَ هِيَ : الْعَقِيْصَةُ الْمَجْدُوْلَةُ مِنَ الشَّعْرِ ، وَ خَصَّ الْمَرْأَةَ لِاَنَّهَا مَوْرِدُ النَّصِّ ، وَ اِلَّا فَالرَّجُلُ كَذٰلِكَ ،

لِاَنَّ الْوَاجِبَ ـــــ غَسْلُ الْبَشَرَةِ دُوْنَ الشَّعْرِ ،

وَ اِنَّمَا اسْتُحِبَّ النَّقْضُ :

- لِلْاِسْتِظْهَارِ ،
- وَالنَّصِّ ،

﴿ **وَ تَثْلِيْثُ الْغَسْلِ** ﴾ لِكُلِّ عُضْوٍ مِنْ اَعْضَاءِ الْبَدَنِ الثَّلَاثَةِ ، بِاَنْ يَّغْسِلَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

متن 99 :

﴿ **وَ فِعْلُهٗ** ﴾ اَيِ الْغُسْلِ بِجَمِيْعِ سُنَنِهٖ ، الَّذِيْ مِنْ جُمْلَتِهٖ : تَثْلِيْثُهٗ ﴿ **بِصَاعٍ** ﴾ لَا اَزْيَدَ ، وَ قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ ، اَنَّهٗ قَالَ :

((اَلْوُضُوْءُ بِمُدٍّ ، وَالْغُسْلُ بِصَاعٍ ، وَ سَيَأْتِيْ اَقْوَامٌ بَعْدِيْ يَسْتَقِلُّوْنَ ذٰلِكَ ، فَاُوْلٰئِكَ عَلٰى خِلَافِ سُنَّتِيْ ، وَالثَّابِتُ عَلٰى سُنَّتِيْ مَعِيَ فِيْ حَظِيْرَةِ الْقُدْسِ)) .

متن 100 :

﴿ **وَ لَوْ وَجَدَ** ﴾ الْمُجْنِبُ بِالْاِنْزَالِ ﴿ **بَلَلاً** ﴾ مُشْتَبِهاً ﴿ **بَعْدَ الْاِسْتِبْرَآءِ** ﴾

بِالْبَوْلِ اَوِ الْاِجْتِهَادِ مَعَ تَعَذُّرِهٖ ﴿ **لَمْ يَلْتَفِتْ** ـــــــــــ ،

وَ **بِدُوْنِهٖ** ﴾ اَىْ بِدُوْنِ الْاِسْتِبْرَآءِ ، بِاَحَدِ الْاَمْرَيْنِ ﴿ **يَغْتَسِلُ** ﴾ .

وَ لَوْ وَجَدَهٗ بَعْدَ الْبَوْلِ مِنْ دُوْنِ الْاِسْتِبْرَآءِ بَعْدَهٗ ، وَجَبَ الْوُضُوْءُ خَاصَّةً ، اَمَّا الْاِجْتِهَادُ بِدُوْنِ الْبَوْلِ مَعَ اِمْكَانِهٖ ، فَلَا حُكْمَ لَهٗ .

﴿ **وَالصَّلاةُ السَّابِقَةُ** ﴾ عَلىٰ خُرُوْجِ الْبَلَلِ الْمَذْكُوْرِ ﴿**صَحِيْحَةٌ** ﴾ ـــــــ ، ـــــــــــ لِارْتِفَاعِ حُكْمِ السَّابِقِ ،

وَالْخَارِجُ ـــــ حَدَثٌ جَدِيْدٌ، وَ اِنْ كَانَ قَدْ خَرَجَ عَنْ مَحَلِّهٖ اِلىٰ مَحَلٍّ آخَرَ.

وَ فِىْ حُكْمِهٖ:مَا لَوْ اَحَسَّ بِخُرُوْجِهٖ ـــــ فَاَمْسَكَ عَلَيْهِ وَ صَلّٰى ـــــ ثُمَّ اَطْلَقَهٗ .

متن 101 :

﴿ **وَ يَسْقُطُ التَّرْتِيْبُ** ﴾ بَيْنَ الْاَعْضَآءِ الثَّلَاثَةِ ﴿ **بِالْاِرْتِمَاسِ** ﴾ وَ هُوَ غَسْلُ الْبَدَنِ اَجْمَعَ ، دَفْعَةً وَاحِدَةً عُرْفِيَّةً ،

وَ كَذَا مَا اَشْبَهَهٗ كَالْوُقُوْفِ تَحْتَ الْمَجَارِىْ وَالْمَطَرِ ، الْغَزِيْرَيْنِ ، لِاَنَّ الْبَدَنَ يَصِيْرُ بِهٖ عُضْواً وَاحِداً .

﴿ **وَ يُعَادُ**﴾ غُسْلُ الْجَنَابَةِ ﴿ **بِالْحَدَثِ** ﴾ الْاَصْغَرِ ﴿ **فِىْ اَثْنَائِهٖ عَلَى الْاَقْوىٰ**﴾ عِنْدَ الْمُصَنِّفِ وَ جَمَاعَةٍ .

وَ قِيْلَ : لَا اَثَرَ لَهٗ ـــــــــــــــ مُطْلَقاً ،

وَ فِىْ ثَالِثٍ : يُوْجِبُ الْوُضُوْءُ خَاصَّةً ، وَ هُوَ الْاَقْرَبُ .

وَ قَدْ حَقَّقْنَا الْقَوْلَ فِىْ ذٰلِكَ بِرِسَالَةٍ مُفْرَدَةٍ .

اَمَّا غَيْرُ غُسْلِ الْجَنَابَةِ مِنَ الْاَغْسَالِ فَيَكْفِىْ اِتْمَامُهٗ مَعَ الْوُضُوْءِ قَطْعاً ، وَ رُبَّمَا خَرَّجَ بَعْضُهُمْ بُطْلَانَهٗ كَالْجَنَابَةِ ، وَ هُوَ ضَعِيْفٌ جِداً .

(غسل کے احکام)

متن 93 :

دوسری فصل ـــــــــــــــ ، غسل (کے احکام کے بارے) میں ہے۔

اور (وہ چیزیں جو) غسل کو واجب کرنے والی ہیں ـــــــــــــ ، چھ ہیں :

[1] جنابت ـــــــــــ ، جیم کی فتحہ کے ساتھ ،

[2] (خونِ) حیض ،

[3] اور (خونِ) استحاضہ (بھی موجب غسل ہے) جب (شرمگاہ پر رکھی جانے والی) روئی (خون کی رطوبت سے) تر ہوجائے ، خواہ خون :

- روئی سے (تجاوز کرکے) بہنے لگے (= استحاضۂ کثیرہ) ،
- یا روئی سے تجاوز نہ کرے (= استحاضۂ متوسطہ) ،

کیونکہ (خونِ استحاضہ جب روئی سے تجاوز نہ کرے اور بہنے نہ لگے تو) ایسی صورت میں بطورِ اجمال موجبِ (غسل) ہے ،

(نہ بطورِ مطلق ـــــ ، کیونکہ استحاضۂ متوسطہ صرف نمازِ صبح کیلئے موجبِ غسل ہے نہ تمام نمازوں کیلئے)۔

[4] اور (خونِ) نفاس ،

[5] اور ایسی میت کو چھونا جو نجس ہو (یعنی جسے ابھی تک غسل نہ دیا گیا ہو) جبکہ وہ (نجس میت) انسان (کی) ہو۔ پس (میت کے نجس ہونے کی قید سے) خارج ہوجاتے ہیں (اس بات سے کہ ان کی میت کو چھونا موجبِ غسل ہو) :

- شہید ،
- معصوم ،
- اور اس شخص کی میت جس کے تین غسل صحیح طور پر مکمل ہوگئے ہوں ،

اگرچہ یہ (غسلِ میت) موت سے پہلے ہی انجام دیا گیا ہو ـــــــــ ، اس شخص کی مانند جس نے

(غسلِ میت) کو (حاکمِ شرع کے حکم سے) مقدم کیا ہو تا کہ اسے قتل کر دیا جائے اور اسی سبب (مثلاً قتل کے قصاص) کی خاطر قتل کیا گیا ہو جس کیلئے اس نے غسل انجام دیا ہو۔

(ایسے شخص کی میت کو چھونا، غسلِ مسِ میت کو واجب نہیں کرے گا، لیکن ایسا شخص اگر کسی اور وجہ سے مارا گیا ہو مثلاً دشمن نے اُسے قتل کر دیا ہو یا دل کا دورہ پڑنے سے مر گیا ہو تو اس صورت میں اس کا سابقہ غسل کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ اُسے دوبارہ غسل دیا جائے اور دوسرے غسل سے پہلے کوئی شخص اس کے بدن کو چھولے تو یہ چھونا، موجبِ غسل ہوگا)۔

اور آدمی (کی قید) سے خارج ہوجاتی ہے ہر وہ چیز جو انسان نہ ہو یعنی حیوانات کے میتات (مردہ اجسام)۔ یہ مردہ حیوانات اگرچہ نجس ہیں لیکن ان کا چھونا غسل کو واجب نہیں کرتا۔ بلکہ دو اقوال میں سے زیادہ صحیح قول کی بنیاد پر:

یہ مردہ حیوانات، باقی نجاسات کی مانند ہیں،

(کہ اگر رطوبت کے ساتھ انہیں چھوا جائے تو فقط اسی حصے کا دھونا واجب ہوگا جو اس مردہ حیوان سے مَس ہوا ہو)۔

لیکن (بعض فقہاء: علامہ حلیؒ) قائل ہیں کہ بدن کے اُس حصے کو دھونا بھی واجب ہوگا جو ان مردہ حیوانات سے مَس ہوا ہو اگرچہ یہ چھونا رطوبت کے ساتھ نہ بھی ہو،

(یعنی خشک ہاتھ سے بھی انہیں چھوا جائے تو ہاتھ کا دھونا واجب ہوگا)۔

[6] وہ موت ہے جو شرعاً متعارف ہے اور یہ عبارت ہے:

- ایسے مسلمان کی موت سے ــــــــ، جو شہید نہ ہو،
- اور ایسے شخص کی موت سے جو مسلمان کے حکم میں ہو (مثلاً مسلمان شخص کے بچے اور پاگل افراد وغیرہ)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	مُوْجِبُهُ	ہٗ	الغسل	غسل کو واجب کرنے والی چیزیں

۲۔	سَالَ عَنْهَا	هَا	الدم + القطنة	خون روئی سے (تجاوز کرکے) بہنے لگے
۳۔	لِاَنَّهٗ	ہٗ	دم الاستحاضة	اس لیے کہ خون استحاضہ
٤۔	حِیْنَئِذٍ	x	x	حین غمس الدم فی القطنة
٥۔	حَالَ کَوْنِهٖ	ہٖ	المیت النجس	درحالانکہ نجس میت (یعنی غسل سے پہلے)
٦۔	تَمَّ غُسْلُهٗ	هُوَ + ہٗ	من موصولة	جس نے اپنا غسلِ (میت) کرلیا ہو
۷۔	وَ اِنْ کَانَ	هُوَ	الغسل	اگرچہ غسل
۸۔	قَدَّمَهٗ	هُوَ + ہٗ	من + الغسل	جس نے غسل کو مقدم کیا ہو
۹۔	لَهٗ	ہٗ	السبب	جس سبب کیلئے
۱۰۔	غَیْرُهٗ	ہٗ	آدمی	غیر آدمی
۱۱۔	فَاِنَّهَا	هَا	المیتات الحیوانیة	حیوانوں کے مردہ اجسام
۱۲۔	مَسَّهَا	هَا	المیتات الحیوانیة	ان حیوانوں کے مردہ اجسام کو چھونے سے
۱۳۔	بَلْ هِیَ	هِیَ	المیتات الحیوانیة	بلکہ حیوانوں کے یہ مردہ اجسام
۱٤۔	کَغَیْرِهَا	هَا	المیتات الحیوانیة	دوسری نجاستوں کی مانند ہیں
۱٥۔	مَا مَسَّهَا	هَا	المیتات الحیوانیة	وہ عضو جس سے ان کے مردہ اجسام کو چھوا ہو
۱٦۔	بِحُکْمِهٖ	ہٖ	المسلم	جو مسلمان کے حکم میں ہو : نابالغ اور پاگل

متن 94 :

اور موجب جنابت (یعنی وہ چیزیں جن کی وجہ سے غسل جنابت واجب ہوجاتا ہے) دو چیزیں ہیں :

- انزالِ منی (یعنی منی کا آلۂ تناسل سے خارج ہونا، خواہ :)
  - بیداری کی حالت میں ہو،
  - یا نیند کی حالت میں ،
- اور دوسری چیز (جو موجبِ جنابت ہے وہ شرمگاہ میں) چھپ جانا ہے :
  - ختنہ گاہ کا ،

- یا اُس کا جو ختنہ گاہ کے حکم میں ہو یعنی (آلہٴ تناسل کی وہ مقدار جو) ختنہ گاہ کی مقدار (کے برابر ہو) اس شخص کیلئے جس کی ختنہ گاہ کٹ چکی ہو۔

ـــــ (خواہ ختنہ گاہ کا غائب ہونا :)

- فرج (میں ہو) ،
- یا مقعد (میں)۔

ـــــ (خواہ مفعول) :

- انسان ہو یا غیر انسان (مثلاً حیوان) ،
- زندہ ہو یا مردہ ،

ـــــ (خواہ ختنہ گاہ کا چُھپنا)

- فاعل (کی طرف سے ہو) ،
- یا مفعول (کی طرف سے)۔

ـــــ اور (خواہ آلہٴ تناسل کے شرمگاہ میں چُھپ جانے سے) ،

- منی خارج ہو ،
- یا (خارج) نہ ہو۔

اور جب مکلّف کیلئے جنابت کے دو سببوں (یعنی انزالِ منی یا ختنہ گاہ کے شرمگاہ میں چھپنے) میں سے کوئی ایک سبب (بھی) حاصل ہوجائے ، تو عبارتِ مصنفؒ : "**فيحرم عليه**" کے بعد ذکر کئے گئے احکام، اس سے متعلق ہوجاتے ہیں۔ پس (مجنب شخص پر) حرام ہے :

[1] چارعزائم (یعنی قرآن کی واجب سجدے والی چار سورتوں) کی تلاوت ،

[وہ چار سورتیں یہ ہیں:

- سورہٴ حم سجدہ ۳۲ : ۱۵

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّداً وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ●

● سورۂ الم تنزیل/فصلت ٤١ : ٣٧

وَ مِنْ آیَاتِهِ اللَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ●

● سورۂ والنجم ٥٣ : ٦٢

فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ●

● سورۂ اقرأ ٩٦ : ١٩

كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ●]

اور (نیز) ان (چار) سورتوں کے :

● بعض حصوں (یعنی آیتوں)،

● حتیٰ بسم اللہ اور اس (بسم اللہ) کے (بھی) بعض حصوں (کی تلاوت مجنب شخص پر حرام ہے) اگر بسملہ اور اس کے بعض حصوں کو واجب سجدے والی سورت کی نیت سے تلاوت کرے۔

[2] اور مساجد میں ٹھہرنا (بھی مجنب شخص کیلئے) مطلقاً،

(حرام ہے یعنی خواہ مسجدالحرام اور مسجد نبویؐ ہو یا کوئی اور مسجد ہو)۔

[3] اور عبور کرنا مکہ اور مدینہ کی دو بڑی مسجدوں سے،

(یعنی مسجد الحرام اور مسجد النبیؐ میں ٹھہرنا بھی حرام ہے اور ان مسجدوں سے عبور کرنا بھی حرام ہے۔ البتہ باقی مسجدوں میں ٹھہرنا تو حرام ہے لیکن ان مساجد سے عبور کرنا حرام نہیں ہے اور عبور کرنے سے مراد یہ ہے کہ مسجد کے ایک دروازے سے داخل ہو اور دوسرے دروازے سے خارج ہوجائے)۔

[4] اور ان (یعنی مساجد) میں کوئی شئے رکھنا (بھی) مطلقاً حرام ہے، (خواہ کوئی بھی مسجد ہو) اگرچہ (کسی چیز کے) رکھنے کا لازمہ ''ٹھہرنا'' نہ بھی ہو (تب بھی حرام ہے)۔

بلکہ اگر مسجد کے باہر سے اس (چیز) کو مسجد میں پھینکے (تب بھی حرام ہے، شاید اس لئے کہ باہر سے کوئی چیز مسجد میں پھینکنا بھی ـــ، رکھنے کے مترادف ہو) البتہ مسجد سے (کسی چیز کو) اٹھانے (کیلئے اس

میں داخل ہونا) جائز ہے۔

[5] (بدن کے کسی بھی حصے سے) قرآن (پاک) کے خطوط کو چھونا ــــ اور خطوط قرآن سے مراد :

- قرآن پاک کے کلمات ،
- قرآن پاک کے مفرد حروف ،

اور وہ جو حروف کے قائم مقام ہوں جیسے شدّ اور ہمزہ وغیرہ

(البتہ اعراب : یعنی زیر ، زبر ، پیش اور تنوین وغیرہ ، خطوط میں شامل نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کا چھونا بھی حرام نہیں ہے)۔

اپنے بدن کے ایسے حصے سے جس میں روح پائی جاتی ہو ،

(پس بالوں اور ناخنوں سے خطوط قرآن کو مَس کرنا حرام نہیں ہے)۔

[6] یا ــــ اللہ تعالیٰ کے نام کو مَس کرنا (خواہ اسمِ ذات ہو جیسے: اللہ یا صفت ہو جیسے: رحمٰن) مطلقاً (یعنی خواہ لکھنے والے نے خدا کے نام کے قصد سے لکھا ہو یا اس قصد سے نہ لکھا ہو)۔

یا ، نبیؐ اور بقیہ تمام انبیاء یا ائمہ علیہم السلام میں سے کسی امام کے نام کو ،

(مس کرنا اور انبیاء اور ائمہ میں سے کسی کے نام کو مس کرنا اُس وقت حرام ہے جب ان ناموں کو ان ہستیوں کے نام کے قصد سے لکھا گیا ہو ، لیکن اگر ایسا نہ ہو بلکہ مثلاً لفظ 'محمدؐ' کو نبیؐ کے نام کے طور پر نہ لکھا گیا ہو بلکہ کسی اور شخص کے نام کے طور پر لکھا گیا ہو تو اسے چھونا حرام نہیں ہے)۔

اگرچہ (یہ نام) درہم و دینار پر ہی (کیوں نہ لکھے گئے ہوں) جیسا کہ (فقہاء کے درمیان) مشہور ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اَحَدُهُمَا	هُمَا	شیئان	ان دو چیزوں میں سے ایک
۲۔	فِیْ حُكْمِهَا	هَا	الحشفة	وہ جو حشفہ کے حکم میں ہو
۳۔	كَقَدْرِهَا	هَا	الحشفة	مثلاً حشفہ کی مقدار کے برابر بقیہ عضو تناسل

٤۔	مِنْ مَقْطُوْعِهَا	هَا	الحشفة	جس کا حشفہ کٹ چکا ہو
٥۔	بِهٖ	بِهٖ	جنب	جنب شخص سے
٦۔	اَبْعَاضِهَا	هَا	العزائم	واجب سجدے والی سورتوں کے بعض حصے
٧۔	وَ بَعْضِهَا	هَا	البسملة	بسم اللہ کا بعض حصہ
٨۔	قَصَدَهَا	هَا	البسملة	جب بسم اللہ کا قصد کرے
٩۔	لِاَحَدِهَا	هَا	العزائم	واجب سجدے والی کسی سورت کیلئے
١٠۔	لَوْ طَرَحَهٗ	هٗ	جنب + شيء	بلکہ اگر جنب شخص اس شئے کو پھینکے
١١۔	مِنْهَا	هَا	المساجد	مسجدوں سے
١٢۔	كَلِمَاتُهٗ	هٗ	المصحف	قرآن پاک کے الفاظ
١٣۔	مَقَامَهَا	هَا	الحروف المفردة	مفرد حروف
١٤۔	مِنْ بَدَنِهٖ	هٖ	جنب	جب شخص اپنے بدن سے
١٥۔	تَحِلُّهٗ	هُٗ	جزء	اس جز رعضو میں روح ہو

متن 95 :

اور مجنب شخص کیلئے مکروہ ہے :

■ کھانا اور پینا، اس وقت تک جب تک کلی، استنشاق یا وضو نہ کرلے۔ پس اگر مجنب شخص، کلی، استنشاق یا وضو سے پہلے کچھ کھا پی لے تو خوف رہتا ہے کہ :

● مرضِ برص میں مبتلا نہ ہوجائے۔

● اور روایت کی گئی ہے کہ یہ (چیز زندگی میں) محتاجی اور پریشانی لاتی ہے۔

اور (کلی، استنشاق یا وضو کا حکم) ہر مرتبہ (دوسری، تیسری ... مرتبہ) کھانے اور پینے سے متعلق ہے (اس شرط کے ساتھ کہ ہر دفعہ کے کھانے اور پینے میں دوسری مرتبہ کے کھانے اور پینے کے درمیان) معمولاً فاصلہ پایا جائے۔ لیکن اگر چند بار کھانا اور پینا ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں تو (کلی، استنشاق یا وضو کا) یہ حکم جاری نہیں ہوتا۔

■ (نیز مکروہ ہے مجنب شخص کیلئے) سونا مگر یہ کہ سونا، وضو کے بعد ہو۔ اور یہاں وضو کا فائدہ نیند کو بہترین اور کامل ترین شکل میں وقوع پذیر کرنا ہے۔ لیکن یہ وضو نماز کیلئے مبیح نہیں ہے کیونکہ:

● وضو کو حدث (یعنی نیند) کی غرض (نیت) سے انجام دیا گیا ہے،

● یا اس لئے کہ مجنب شخص کو نماز کیلئے مبیح کرنے والی چیز صرف غسل ہے۔

■ (مجنب شخص کیلئے مکروہ ہے) مہندی یا کسی اور چیز سے خضاب کرنا اور اسی طرح مکروہ ہے اس کیلئے کہ اپنے آپ کو خضاب کی حالت میں مجنب کرے۔

■ (اور نیز مجنب شخص کیلئے مکروہ ہے) اپنی جنابت کے ٹوٹل ٹائم میں، سات سے زیادہ آیات کی تلاوت کرنا۔

اور کیا ایک ہی آیت کو سات بار تکرار کر کے تلاوت کرنے پر سات کا عدد صادق آتا ہے؟

اس میں دو احتمال ہیں:

● مکروہ ہے،

● مکروہ نہیں ہے۔

■ (نیز مکروہ ہے مجنب شخص کیلئے) دو مسجدوں (یعنی مسجد الحرام اور مسجد النبیؐ) کے علاوہ باقی تمام مساجد سے عبور کرنا، اس طرح کہ مسجد کے دو دروازے ہوں (مجنب شخص) دو میں سے ایک دروازے سے داخل ہو اور دوسرے دروازے سے مسجد سے خارج ہوجائے؛ اور مسجد کے ایک ہی دروازے سے داخل اور خارج ہونے پر عبور کا صادق آنا جبکہ اس میں توقف بھی نہ کیا ہو ــــــــــ،

اور اس بارے میں کہ کیا عبور کرنا صادق آئے گا اس مسجد سے جس کا) ایک (ہی دروازہ ہو ــــــــــ، اس طرح کہ مجنب شخص مسجد میں داخل ہو اور) توقف کئے بغیر (پلٹ آئے)،

ــــــــــ احتمال ہے کہ عبور کرنا صادق آئے۔

البتہ (مجنب شخص کو ایک دروازے والی مسجد کے اطراف و کنار میں تردد (یعنی چکر لگانے) کا حق نہیں ہے اس طرح کہ اپنے عابر (عبور کرنے والے) ہونے سے خارج ہوجائے۔ کیونکہ ایسی صورت میں یقیناً عبور کرنا صادق نہیں آتا (بلکہ توقف کرنا صادق آتا ہے جو کہ حرام ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لَهٗ	هٗ	جنب	جنب شخص کیلئے
۲۔	قَبۡلَ ذٰلِکَ	x	x	کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے سے پہلے
۳۔	عَلَيۡهِ	هٖ	جنب	جنب شخص پر
٤۔	اَنَّهٗ	هٗ	الاکل والشرب	جنابت کی حالت میں کھانا پینا
٥۔	وَ يَتَعَدَّدُ	هُوَ	المضمضة + الاستنشاق	ہر دفعہ کے کھانے پینے کیلئے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کی بھی تکرار کرنا پڑے گی
٦۔	وَ غَايَتُهٗ	هٗ	الوضوء	وضو کی غرض
۷۔	هُنَا	x	x	جنابت کی حالت میں نیند سے پہلے وضو کرنا
۸۔	وَ هُوَ	هُوَ	الوضوء	جنابت کی حالت میں نیند سے پہلے کیے جانیوالا وضو
۹۔	لِاَنَّ غَايَتَهٗ	هٗ	الوضوء	اس لیے کہ وضو کی غرض
۱۰۔	اَلۡحَدَثُ	x	x	اس سے خود حدث مراد نہیں ہے بلکہ حدث کا سبب یعنی نیند مراد ہے، کیونکہ نیند حدث کے اسباب میں سے ایک ہے
۱۱۔	وَ غَيۡرِهٖ	هٖ	الحناء	یا مہندی کے علاوہ کسی اور چیز سے خضاب کرنا
۱۲۔	يُكۡرَهُ لَهٗ	هٗ	الجنب	مکلّف کیلئے خود کو جنب کرنا
۱۳۔	جَنَابَتِهٖ	هٖ	الجنب	جنب شخص کی حالتِ جنابت
۱٤۔	مِنۡ اَحَدِهِمَا	هما	بابان	دو دروازوں میں سے ایک سے
۱٥۔	فِيۡ صِدۡقِهٖ	هٖ	الجواز	جواز کے صادق آنے میں
۱٦۔	لَهٗ	هٗ	الجنب	جنب شخص کو حق نہیں ہے کہ
۱۷۔	اَلتَّرَدُّدُ	x	x	چکر لگانا
۱۸۔	فِيۡ جَوَانِبِهٖ	هٖ	المسجد	مسجد کی اطراف میں

(غسل کی کیفیت ـــــ واجبات ، مستحبات اور مکروھات:)

متن 96 :

اور (واجباتِ غسل میں سے پہلی) واجب چیز :

نیت ہے۔ اور نیت قصد کرنا ہے غسل کے انجام دینے کا ، خدا سے متقرب ہونے کیلئے

[یعنی نیت میں قربت کا قصد شرط ہے کیونکہ یہ عبادت کے صحیح ہونے کی شرط ہے ۔

لیکن نیت میں :

- قصدِ] وجوب ،
- (قصدِ) استباحت ،
- یا (قصدِ) رفعِ (حدث) ،

کا معتبر (یعنی شرط) ہونا (مشکل ہے ، کیونکہ اس بارے میں کوئی معتبر دلیل موجود نہیں ہے) جیسا کہ (وضو کی بحث میں) گذر چکا ہے ، ضروری ہے کہ نیت عبادت کے اولین جزء کو انجام دینے کے وقت کے مقارن (یعنی ہموقت) ہو۔

(چونکہ غسل بھی عبادات میں سے ایک ہے ، لہٰذا اس میں بھی ضروری ہے کہ نیت) مقارن ہو سر کے (کسی) حصے کے دھونے سے ؛ اور سر کے حصوں میں سے ایک حصہ گردن ہے ــــــــــ ، اگر غسل (غسلِ) ترتیبی ہو ؛

اور اگر غسل ، غسلِ ارتماسی ہو تو ضروری ہے کہ نیت اس لحظہ کے ہموقت ہو جب بدن کے کسی حصے کو زیرِ آب لے جانا شروع کرے ، اس طرح کہ بلا فاصلہ باقی بدن بھی زیرِ آب بدن کی پیروی کرتے ہوئے زیرِ آب ہو کر غسل مکمل کرلے۔

اور (غسلِ ترتیبی ، عبارت ہے اس سے کہ :)

اوّلاً : سر اور گردن کو دھویا جائے۔ اور سر و گردن کے دھونے میں کوئی ترتیب نہیں ہے (لہٰذا گردن کو سر سے پہلے بھی دھویا جاسکتا ہے) کیونکہ غسل میں سر و گردن ایک عضو شمار ہوتے ہیں اور اسی طرح خود اعضاءِ غسل (کے الگ الگ دھونے میں بھی کوئی) ترتیب نہیں ،

(کہ انہیں اوپر سے نیچے دھویا جائے ، بلکہ اعضاءِ غسل کو نیچے سے اوپر دھونا بھی جائز ہے)۔

البتہ غسل کے (مختلف) اعضاء کے درمیان ترتیب کی رعایت کرنا واجب ہے (اس طرح کہ پہلے سر و گردن کو دھویا جائے ، پھر باقی بدن کو) وضو میں اعضاءِ مسح (یعنی سر اور پاؤں) کی مانند ،

(جن کا اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر کی طرف مسح کرنا بھی جائز ہے)

برخلاف اعضاءِ وضو (یعنی چہرہ اور دونوں بازوؤں) کے ، کیونکہ یہاں ترتیب ـــــــــ ،

- خود اعضاء کے دھونے میں بھی معتبر ہے ،

(یعنی اعضاءِ وضو کو اوپر سے نیچے ہی کی طرف دھویا جائے) ،

- اور (مختلف) اعضاء کے دھونے میں بھی معتبر ہے ،

(کہ پہلے چہرہ دھویا جائے ، پھر دایاں بازو اور پھر بایاں بازو)۔

(سر و گردن دھونے کے بعد) پھر (جسم کی) دائیں طرف کو دھونا (واجب ہے)۔

(اور دائیں طرف کے دھونے کے بعد) پھر (جسم کے) بائیں طرف (کو دھونا واجب ہے ، اسی طرح) جس طرح ہم نے (سر و گردن کے دھونے کے بارے میں) بیان کیا ہے ،

(کہ خود عضو کے دھونے میں ترتیب کی رعایت لازم نہیں ، پس کوئی حرج نہیں ہے اگر بازو کو انگلیوں کے سروں سے کندھے کی طرف دھویا جائے)۔

اور شرمگاہ (یعنی آلہ تناسل اور خصیتین) تابع ہے (اپنے دھوئے جانے میں) دونوں طرف کی۔

(یعنی شرمگاہ ، بدن کے دائیں اور بائیں دونوں طرف کی جز شمار ہوتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ بدن کے دائیں حصے کو دھوتے وقت بھی شرمگاہ کو دھویا جائے اور بائیں حصے کو دھوتے وقت بھی شرمگاہ کو دھویا جائے)۔

اور واجب ہے کہ ہر عضو کو دھوتے وقت ، ساتھ والے عضو کی کچھ مقدار کو بھی دھونے میں داخل کیا جائے ، مقدمۂ (علمی) کے عنوان سے ، جیسا کہ وضو میں بھی یہی حکم ہے۔

اور (نیز واجب ہے کہ) جلد سے (اُس چیز کو) خالی (یعنی دور) کیا جائے جو پانی کے اُس تک پہنچنے میں مانع (اور رکاوٹ کا باعث) ہو ، اس طرح کہ پانی کو اُس رکاوٹ سے گذار کر جلد تک پہنچائے تاکہ (جلد کا) دھونا صادق آئے۔ (کیونکہ اگر رکاوٹ برطرف نہ کی جائے اور وہ ایسی ہو کہ اگر اس پر پانی بہایا جائے تو اس کے نیچے موجود جلد فقط مرطوب ہوجائے تو یہ کافی نہیں ہے کیونکہ اس پر دھونا صادق نہیں آتا)۔

	قول	ضمير	مرجع	یعنی
۱۔	وَاجِبُهُ	هُ	الغسل	غسل میں واجب (چیزیں)
۲۔	فِعْلِهٖ	هٖ	الغسل	غسل کو انجام دینا
۳۔	وَ مِنْهُ	هُ	الرأس	سر کے جز میں سے ہے
٤۔	يَتْبَعُهُ	هُ	الرأس	(پانی میں غوطہ لگانے میں) سر کی پیروی کریں گے
٥۔	بَيْنَهُمَا	هُمَا	الرأس+ الرقبة	سر اور گردن کے درمیان
٦۔	لِاَنَّهُمَا فِيْهِ	هِ	الغسل	کیونکہ سر اور گردن ، غسل میں
۷۔	بَلْ بَيْنَهَا	هَا	الاعضاء	بلکہ دھوئے جانیوالے اعضاء میں ترتیب شرط ہے
۸۔	اَعْضَاءِ غَسْلِهٖ	هٖ	الوضوء	وضو میں دھوئے جانیوالے اعضاء
۹۔	فَاِنَّهٗ	هُ	ترتیب	کیونکہ ترتیب
۱۰۔	فِيْهَا	هَا	الاعضاء	اعضاء کے دھونے میں (اوپر سے نیچے)
۱۱۔	وَ بَيْنَهَا	هَا	الاعضاء	دھوئے جانیوالے مختلف اعضاء کے درمیان
۱۲۔	كَمَا وَصَفْنَاهُ	هُ	کيفية الغسل	جیسا کہ ہم اسے سر اور گردن کے دھونے میں بیان کر چکے ہیں
۱۳۔	خِلَالَهٗ	هُ	مانع	رکاوٹ ڈالنے والی چیز کے نیچے پانی پہنچائے اس طرح کہ اس پر دھونا صادق آئے

متن 97 :

اور استبراء کرنا ، مستحب ہے :

اُس شخص کیلئے جو منی کے خارج ہونے کی وجہ سے مجنب ہوا ہو، نہ ہر مجنب شخص کیلئے ،

پیشاب کے ذریعہ سے ، تاکہ خارج ہونے والی منی کا اثر زائل ہوجائے (یعنی پیشاب کی نالی میں بچی کچھی منی پیشاب کرنے سے خارج ہوجائے) اور اگر کوشش کے باوجود پیشاب خارج نہ ہوتو (مستحب ہے کہ) اجتہاد و کوشش کے طریقہ سے استبراء کرے جیسا کہ وضو کی بحث میں بیان کیا گیا ہے۔

اور اجتہاد و کوشش کے طریقہ سے استبراء کے ، عورت کیلئے مستحب ہونے کے بعض فقہاء قائل ہوئے ہیں (کہ عورت) پیشاب کے مخرج کو چوڑائی میں دبائے ،

(یعنی مقعد سے پیشاب خارج ہونے کے مقام تک دبانے کی بجائے ، کولہوں کے اطراف سے پیشاب خارج ہونے کے مقام تک کو دبائے) ،

لیکن پیشاب کے ذریعہ سے استبراء کرنا ، عورت کیلئے مستحب نہیں ہے۔ کیونکہ عورت میں پیشاب اور منی کے مخرج جدا جدا ہیں۔

اور (نیز مستحب ہے ، غسل کرنے والے شخص کیلئے ، تین تین بار) کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا، جیسا کہ وضو کی بحث میں بیان کیا جا چکا ہے (البتہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا) ہاتھوں کو کلائیوں تک تین بار دھونے کے بعد (انجام دیا جائے)۔

- اور مصنفؒ نے (اپنی کتاب) ذکریٰ میں (ہاتھوں کو کلائیوں تک دھونے کو) بیان کیا ہے ،
- اور بعض فقہاء ہاتھوں کے کہنی تک دھونے کے قائل ہوئے ہیں۔

اور اس نظریہ کو مصنفؒ نے (اپنی کتاب) الفیہ میں اختیار کیا ہے۔ اور مصنفؒ نے ذکریٰ اور نفلیہ کے علاوہ اپنی دوسری کتابوں میں جیسا کہ یہاں (کتابِ) لمعہ میں ـــــ ، ہاتھوں کے دھونے کو بطورِ مطلق بیان کیا ہے۔

اور دونوں میں سے کسی پر بھی عمل کرنے سے سنت (یعنی استحباب) پر عمل ہو جاتا ہے ،

(کیونکہ دونوں کے بارے میں روایات وارد ہوئی ہیں)۔

اگر چہ دوسرے نظریہ پر عمل کرنا (یعنی ہاتھوں کو کہنی تک دھونا) بہتر ہے ،

(کیونکہ کہنی تک ہاتھوں کا دھونا ـــــ ، کلائیوں تک ہاتھ دھونے کو بھی شامل ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لِيُزِيْلَ	هُوَ	الاستبراء	تا کہ استبراء ، زائل کردے
۲۔	اِسْتِحْبَابِهٖ	هٖ	الاستبراء	استبراء کا مستحب ہونا
۳۔	بِهٖ	هٖ	الاجتهاد	اجتہاد و کوشش کے ذریعہ سے

٤۔	وَ عَلَيْهِ	هِ	من الزندين	گٹوں/کلائیوں سے ہاتھ دھونے کے استحباب کے نظریہ کے قائل ہیں
٥۔	وَاخْتَارَهُ	هُوَ + هُ	قول : قيل	مصنفؒ نے ہاتھ کے کہنی سے دھوئے جانے کے استحباب کو اختیار کیا ہے (اپنی کتاب نفلیہ میں)
٦۔	غَيْرِهِمَا	هما	ذکری + نفلية	ذکریٰ اورنفلیہ کے علاوہ
٧۔	هُنَا	x	x	کتاب لمعہ میں
٨۔	كِلَاهُمَا	هُمَا	☜	ہاتھوں کا کلائیوں سے دھونا یا کہنی سے دھونا

متن 98 :

اور (نیز مستحب ہے) اعضاءِ غسل کا پے در پے دھونا ــــــــ، اس طرح کہ جب ایک عضو کے دھونے سے فارغ ہوجائے تو ــــــــ دوسرے عضو کو دھونا شروع کردے۔

اور (اعضاءِ غسل میں سے ہر) عضو کے دھوئے جانے میں بھی (موالات مستحب ہے) ــــ، کیونکہ :

- (ایک تو) موالات میں (کارِ) خیر (یعنی غسل) کی طرف جلدی کرنا (پایا جاتا) ہے۔
- اور (یہ کہ) اعضاء کو پے در پے دھونے سے انسان محفوظ رہتا ہے (اس بات سے) کہ کوئی مفسد (یعنی حدث) اس سے سرزد ہو (جو بعض فقہاء کے نظریہ کے مطابق غسل کو باطل کردیتا ہے)۔

اور غسل میں موالات ــــــــ ،مشہور قول کی بنا پر، واجب نہیں ہے مگر یہ کہ کسی عارض کی وجہ سے واجب ہوجائے۔ جیسے وقت کا تنگ ہونا ، ایسی عبادت کے انجام دینے کیلئے کہ جس کیلئے غسل شرط ہو۔ یا استحاضہ والی عورت کا دورانِ غسل اس بات سے ڈرنا کہ کہیں حدث (یعنی خون) بطورِ ناگہانی خارج نہ ہونے لگے اور اسی کی مانند (وہ شخص جس کیلئے اپنے پیشاب/ریح کو روکے رکھنا مشکل ہو)۔

اور کبھی موالات نذر (یعنی مَنَّت) کی وجہ سے واجب ہوجاتی ہے ، کیونکہ ایسی نذر (شرعاً) رجحان رکھتی ہے (یعنی اگر منّت ماننے کے غسل کو پے در پے انجام دے گا رگی تو ایسی مَنَّت صحیح ہے اور اس کا بڑھانا/پورا کرنا واجب ہے)۔

اور نیز مستحب ہے غسل کے وقت عورت کا اپنے گندھے ہوئے بالوں کو کھول دینا۔ ضفائر جمع ہے ضفیرہ کی۔ اس سے مراد مضبوطی سے گندھے ہوئے بالوں کی چوٹی /جُوڑا ہے۔ اور مصنفؒ نے اس عمل کے

استحباب کو عورت کے ساتھ مخصوص کیا ہے کیونکہ روایت عورتوں ہی کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔

(اور اگر روایت وارد نہ ہوئی ہوتی تو کہا جاسکتا تھا کہ) مرد کیلئے بھی یہ عمل مستحب ہے کیونکہ واجب ، جلد کا دھونا ہے نہ کہ بالوں کا۔

اور بیشک بالوں کا کھولنا :

- استظھار (یعنی احتیاط) کی خاطر مستحب ہے ،
- اور اس لئے بھی کہ اس کے بارے میں روایت وارد ہوئی ہے۔

اور نیز مستحب ہے تینوں اعضاءِ بدن (سر و گردن ، دائیں اور بائیں طرف کے بدن) میں سے ہر عضو کو تین (تین) مرتبہ دھونا ۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	كُلَّمَا فَرَغَ	هُوَ	المغتسل	غسل کرنیوالا جیسے ہی فارغ ہو
۲۔	لِمَا فِيْهِ	هِ	الموالاة	کیونکہ اعضاء کے پے در پے دھونے میں
۳۔	وَ لَا تَجِبُ	هِيَ	الموالاة	موالات واجب نہیں ہے
٤۔	بِهٖ	هٖ	الغسل	غسل سے
٥۔	وَ نَحْوِهَا	هَا	المستحاضة	وہ شخص جو اپنا پیشاب روکنے پر قادر نہ ہو
٦۔	لِاَنَّهٗ	هٗ	نذر الموالاة	منّت ماننا کے غسل کو پے در پے انجام دے گا رگی
۷۔	لِاَنَّهَا	هَا	المرأة	اس لیے کہ عورت
۸۔	يُغَسِّلَهٗ	هٗ	كل عضو	غسل کرنیوالا بدن کے ہر عضو کو دھوئے

متن 99 :

اور نیز مستحب ہے غسل کو (اس کی) تمام سنتوں سمیت جن میں سے ایک ، تمام اعضاء کا تین تین مرتبہ دھونا ہے ، ایک صاع پانی سے انجام دینا ـــــــ، نہ اس سے زیادہ مقدار (پانی) سے۔

اور روایت کی گئی ہے کہ نبی (اکرم) ﷺ سے کہ آپؐ نے فرمایا :

''وضو کو ایک مُد پانی سے انجام دیا جائے اور غسل کو ایک صاع ، پانی سے۔ اور

عنقریب میرے بعد ایسی قومیں (وجود میں) آئیں گی جو وضو اور غسل کیلئے پانی کی اس مقدار کو (وسواس کی وجہ سے) کم سمجھیں گی۔ پس یہ قومیں میری سنت کے برخلاف عمل کرنے والی ہیں؛ اور میری سنت پر ثابت و برقرار رہنے والے (یعنی پانی کے استعمال میں اسراف نہ کرنے والے) جنت میں میرے ساتھ ہوں گے۔"

(یہ وضاحت مناسب ہے کہ ایک صاع، چار مُد کے برابر ہوتا ہے اور ایک مد کی مقدار تقریباً پون کیلوگرام بنتی ہے تو ایک صاع کی مقدار تقریباً تین کیلوگرام قرار پائے گی)،

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	سُنَنِهِ	ہِ	الغسل	غسل کے مستحبات
۲۔	مِنْ جُمْلَتِهِ	ہِ	سنن	ان مستحبات میں سے (ایک)
۳۔	تَثْلِيْثُهُ	ہُ	الغسل	(ہر عضو کا) تین تین بار دھونا
٤۔	ذٰلِكَ	x	x	وضو اور غسل کیلئے پانی کی مذکورہ مقدار

متن 100 :

وہ شخص جو انزالِ (منی) کی وجہ سے مجنب ہوا ہو، اگر (اپنے لباس پر) مشکوک رطوبت دیکھے (اور نہ جانتا ہو کہ یہ رطوبت منی ہے یا پیشاب، تو مسئلہ کی پانچ صورتیں بنتی ہیں :)

■ اگر یہ رطوبت مجنب شخص کے پیشاب کے ذریعہ استبراء کے بعد خارج ہو تو اسے اہمیت نہ دے۔ (یعنی یہ رطوبت منی کا حکم نہیں رکھتی۔ لہٰذا اس کی وجہ سے غسل جنابت کا اعادہ واجب نہیں ہوگا)۔

■ اگر یہ رطوبت اجتہاد و کوشش کے طریقہ سے استبراء کرنے کے بعد خارج ہو جبکہ پیشاب کے ذریعہ استبراء (پیشاب نہ آنے کی وجہ سے) مشکل ہو، تو اس صورت میں بھی اسے اہمیت نہیں دے گا (اور غسل کا اعادہ واجب نہیں ہوگا)۔

■ اور اس کے بغیر، یعنی استبراء کے، دو طریقوں میں سے کسی ایک کے بغیر،

(یعنی اگر منی خارج ہونے کے بعد، نہ پیشاب کیا ہو اور نہ ہی اجتہاد و کوشش

کے ذریعہ استبراء کیا ہو تو:)

واجب ہے کہ دوبارہ) غسل کرے۔

■ اگر رطوبت کو پیشاب (اور غسل کرنے) کے بعد دیکھے جبکہ پیشاب کے بعد اجتہاد و کوشش کے ذریعہ استبراء نہ کیا ہو، تو ایسی صورت میں فقط وضو واجب ہوگا (اور اعادۂ غسل واجب نہیں ہوگا)۔

■ لیکن اگر پیشاب کرنے کے ممکن ہونے کے باوجود پیشاب نہ کیا ہو اور فقط اجتہاد و کوشش کے ذریعہ استبراء کیا ہو اور رطوبت اس سے خارج ہو تو یہ اجتہاد و کوشش بے فائدہ ہے کیونکہ اس سے پہلے پیشاب نہیں کیا۔ لہٰذا غسل کا اعادہ واجب ہوگا۔

اور مذکورہ رطوبت (خواہ اس پر منی کا حکم لگایا جائے یا پیشاب کا ، اس) کے خارج ہونے سے پہلے ، پڑھی گئی نماز ـــــــ، صحیح ہے ، کیونکہ سابقہ حدث (یعنی نماز سے پہلے جنابت کی حالت) کا حکم ،

(جو نماز میں داخل ہونے کا جائز نہ ہونا تھا ، غسل جنابت کی وجہ سے)

برطرف ہوگیا تھا اور (غسل جنابت کے بعد) خارج ہونے والی (رطوبت) ایک نیا حدث (یعنی جنابت کی حالت) ہے۔

اگرچہ یہ رطوبت (نماز کے وقت میں) اپنی جگہ سے حرکت کرے اور دوسری جگہ (یعنی پیشاب کے مخرج کے نزدیک پہنچ جائے) اور اس رطوبت کے حکم میں ہے وہ (رطوبت) جس کے خارج ہونے کو شخص محسوس کرے اور اسے روکے رکھے اور نماز پڑھ لے اور پھر اس رطوبت کو آزاد چھوڑ دے تاکہ وہ باہر نکل آئے (تو اس کی نماز صحیح ہوگی)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	مَعَ تَعَذُّرِهٖ	هٖ	البول	پیشاب نہ آنے کی وجہ سے
۲۔	لَوْ وَجَدَهٗ	هُوَ + هٗ	مجنب + بلل مشتبه	اگر جنب شخص مشکوک رطوبت دیکھے
۳۔	بَعْدَهٗ	هٗ	البول	پیشاب کے بعد
٤۔	مَعَ اِمْكَانِهٖ	هٖ	البول	جب پیشاب کرنا ممکن ہو
٥۔	لَهٗ	هٗ	الاستبراء بالاجتهاد	اجتہاد و کوشش کے ذریعہ کیے گئے استبراء کا

۶۔	وَالْخَارِجُ	x	x	خارج ہونے والا حدث (یعنی منی)
۷۔	عَنْ مَحَلِّهٖ	ہٖ	الحدث الخارج	منی اپنی جگہ سے
۸۔	فِیْ حُكْمِهٖ	ہٖ	☜	حدثِ خارج یعنی منی جو اپنی جگہ سے حرکت کرے ، اُس کے حکم میں ہے (وہ)
۹۔	بِخُرُوْجِهٖ	ہٖ	ما الموصولة	جس کے خارج ہونے (کومحسوس کرے)
۱۰۔	عَلَيْهِ	ہِ	ما الموصولة	اُس (یعنی منی کے خارج ہونے) پر
۱۱۔	اَطْلَقَهٗ	ہٗ	ما الموصولة	اُس (یعنی منی) کو خارج ہونے دے

متن 101 :

اور (غسل کے) تین اعضاء (یعنی سروگردن ، بدن کے آدھے دائیں ؛ اور آدھے بائیں حصے) کے درمیان ، ترتیب (کی رعایت) ساقط ہوجاتی ہے (اگرغسل ،غسلِ) ارتماسی ہو۔ اور غسلِ ارتماسی :

''پورے بدن کو دھونا ہے ـــــــ ، آنِ واحد میں ، (البتہ) بطورِ عرف''۔

(نہ بطورِ حقیقی کہ جسم کے تمام اجزا سب کے سب ایک سیکنڈ میں پانی کے نیچے چلے جائیں ، جو کہ ناممکن ہے)۔

اور اسی طرح اگرغسل ،غسلِ ارتماسی کی شبیہ ہو ،

(تو بھی اعضاءِ بدن کے دھونے میں ترتیب کی رعایت ساقط ہوجاتی ہے)۔

مثال کے طور پر ایسے شاور کے نیچے کھڑے ہونا جس سے پانی انتہائی وافر مقدار میں آرہا ہو یا شدید بارش کے نیچے کھڑے ہونا۔

(ترتیب کے ساقط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ) غسلِ ارتماسی (اور مثلاً شدید بارش کے نیچے کھڑے ہونے) میں تمام بدن ایک عضو کی مانند ہو جاتا ہے (اور ایک عضو کے دھونے میں ترتیب لازم نہیں ہوتی)۔

اور دورانِ غسل سرزد ہونے والے حدث کی وجہ سے :

- غسلِ جنابت کا اعادہ کیا جائے گا (یعنی نئے سرے سے غسل انجام دیا جائے گا) ، اقویٰ قول کی بنیاد پر ـــــ ، مصنفؒ اور (فقہاء کے ایک) گروہ کے نزدیک۔

اور بعض فقہاء قائل ہوئے ہیں کہ :

● غسل کے دوران ، حدثِ اصغر کا سرزد ہونا ، کوئی اثر نہیں رکھتا ، مطلقاً (یعنی نہ اس سے غسل باطل ہوتا ہے اور نہ ہی غسل کے بعد وضو واجب ہوتا ہے)۔

اور تیسرا قول (نظریہ) یہ ہے کہ :

● یہ عمل (دورانِ غسل ، حدثِ اصغر کا سرزد ہونا) صرف وضو کو واجب کرتا ہے۔

اور (شارحؒ کے نزدیک) یہی نظریہ (یعنی تیسرا قول) حقیقت کے سب سے زیادہ قریب ہے۔

اور ہم (یعنی شارحؒ) نے اس مسئلہ کے بارے میں (اپنے) تحقیقی مقالہ کو ایک جدا رسالہ میں بیان کیا ہے۔

اور غسلِ جنابت کے علاوہ باقی غسلوں ،

(کے دوران ، اگر حدثِ اصغر سرزد ہو تو غسل باطل نہیں ہوتا اور غسل)

کو کامل کرنے کیلئے (غسل کے بعد) وضو کر لینا قطعاً/یقیناً کافی ہے۔

اور بعض فقہاء قائل ہوئے ہیں کہ ان غسلوں کے دوران ، حدثِ اصغر کا سرزد ہونا غسل کو باطل کر دیتا ہے ، غسلِ جنابت کی مانند ، اور (انہوں نے) اس حکم کو غسلِ جنابت سے تخریج (یعنی اخذ) کیا ہے۔ لیکن (غسل کے باطل ہونے کا) یہ نظریہ انتہائی کمزور ہے (کیونکہ :

اوّلاً : ہم نے غسلِ جنابت میں ، غسل کے باطل ہونے کو قبول نہیں کیا ، چہ جائیکہ باقی غسلوں میں قبول کریں۔

ثانیاً : یہ کہ دو چیزیں اگر ایک جہت میں ایک دوسرے کی شریک ہوں تو اس کا لازمہ یہ نہیں ہے کہ باقی جہات میں بھی ایک دوسرے کی شریک ہوں گی۔ پس باقی غسل اگرچہ نماز کو مباح کرنے میں غسلِ جنابت کے شریک ہیں ، لیکن لازم نہیں ہے کہ حدثِ اصغر کی وجہ سے غسل کے باطل ہونے میں بھی شریک ہوں۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	مَا اَشْبَهَهُ	هُ	ارتماس	جو ارتماس سے مشابہ ہو
۲۔	بِهٖ	هٖ	ارتماس	ارتماس کی وجہ سے

۳۔	فِيْ اَثْنَآئِهِ	هٖ	الغسل	غسل کے دوران
٤۔	لَهٗ	هٗ	الحدث الاصغر	حدث اصغر کا
٥۔	وَ هُوَ	هُوَ	قول ثالث	تیسرا قول
٦۔	ذٰلِکَ	x	x	غسل کے باطل ہونے کے بارے میں
۷۔	اِتْمَامُهٗ	هٗ	غیر غسل الجنابة	غسل جنابت کے علاوہ دوسرے کسی غسل کا مکمل کرنا
۸۔	بَعْضُهُمْ	هُمْ	الفقهاء	بعض فقہاء
۹۔	بُطْلَانَهٗ	هٗ	غیر غسل الجنابة	غسل جنابت کے علاوہ دوسرے کسی غسل کا باطل ہونا
۱۰۔	وَ هُوَ	هُوَ	تخریج	غسل جنابت کے علاوہ دوسرے کسی غسل کے باطل ہونے کا قیاس کرنا

(حیض کے احکام)

متن 102 :

﴿ وَ اَمَّا الْحَيْضُ فَهُوَ: مَا ﴾ اَيِ الدَّمُ الَّذِىْ ﴿ تَـرَاهُ الْمَرْأَةُ بَعْدَ ﴾ اِكْـمَالِهَا ﴿تِسْعَ ﴾ سِنِيْنَ هِلَالِيَّةً ،

﴿ وَ قَبْلَ ﴾ اِكْمَالِ ﴿ سِتِّيْنَ ﴾ سَنَةً ، ﴿ اِنْ كَـانَـتِ الْمَرْأَةُ قُرَشِيَّةً ﴾ وَ هِيَ : الْمُنْتَسَبَةُ بِالْاَبِ اِلىٰ النَّضْرِ بْنِ كَنَانَةَ ، وَ هِيَ اَعَمُّ مِنَ الْهَاشِمِيَّة ،

فَـمَنْ عَـلِـمَ انْتِسَـابَهَـا اِلىٰ قُرَيْشٍ بِالْاَبِ ، لَزِمَهَا حُكْمُهَا ، وَ اِلَّا فَالْاَصْلُ عَدَمُ كَوْنِهَا مِنْهَا ،

﴿ اَوْ نَبَطِيَّةً ﴾ مَـنْسُـوْبَةً اِلَـى الـنَّبْطِ وَ هُمْ، عَلىٰ مَا ذَكَرَهُ الْجَوْهَرِيُّ : قَوْمٌ يَنْزِلُوْنَ الْبَطَائِحَ بَيْنَ الْعِرَاقَيْنِ ،

وَالْحُكْمُ فِيْهَا مَشْهُوْرٌ ، وَ مُسْتَنَدُهُ غَيْرُ مَعْلُوْمٌ ،

وَاعْتَـرَفَ الْـمُـصَـنِّفُ بِعَدَمِ وُقُوْفِهٖ فِيْهَا عَلَى نَصٍّ ، وَالْاَصْلُ يَقْتَضِىْ كَوْنَهَا كَغَيْرِهَا، ﴿ وَ اِلَّا ﴾ تَكُنْ كَذٰلِكَ ﴿ فَالْخَمْسُوْنَ ﴾ سَنَةً مُطْلَقاً غَايَةُ اِمْكَانِ حَيْضِهَا.

متن 103 :

﴿ وَ اَقَـلُّهُ : ثَلاثَةُ اَيَّامٍ مُتَوَالِيَةٍ ﴾ فَلَا يَـكْـفِـىْ كَـوْنُهَا فِىْ جُمْلَةِ عَشَرَةٍ عَلَى الْاَصَحِّ . ﴿ وَ اَكْثَرُهُ : عَشَرَةُ ﴾ اَيَّامٍ ، فَمَا زَادَ عَنْهَا ، فَلَيْسَ بِحَيْضٍ اِجْمَاعاً .

﴿ وَ هُوَ : اَسْوَدُ ، اَوْ اَحْمَرُ ، حَارٌّ ، لَهُ دَفْعٌ وَ قُوَّةٌ عِنْدَ خُرُوْجِهٖ غَالِباً ﴾،

قَيَّدَ بِالْغَالِبِ لِيَنْدَرِجَ فِيْهِ :ـــــ مَا اَمْكَنَ كُوْنُهُ حَيْضاً ، فَاِنَّهُ يُحْكَمُ بِهٖ ،

وَ اِن لَّمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ كَمَا نَبَّهَ عَلَيْهِ بِقَوْلِهٖ :

﴿ وَ مَتىٰ اَمْكَنَ كَوْنُهُ ﴾ اَيِ الدَّم ﴿حَيْضاً ﴾ ـــــــــــ ،

بِحَسَبِ :

- حَالِ الْمَرْأَةِ ـــــــــــ بِاَنْ تَكُوْنَ بَالِغَةً غَيْرَ يَآئِسَةٍ ،
- وَ مُدَّتِهِ ـــ بِاَنْ لَّا يَنْقُصَ عَنْ ثَلَاثَةٍ وَّ لَا يَزِيْدَ عَنْ عَشَرَةٍ ،
- وَ دَوَامِهِ ـــــــــــــــــــ كَتَوَالِى الثَّلَاثَةِ ،
- وَ وَصْفِهِ ـــــــــــــــــ كَالْقَوِيِّ مَعَ التَّمْيِيْزِ ،
- وَ مَحَلِّهِ ـــــــــــــــ كَالْجَانِبِ ، اِنِ اعْتَبَرْنَاهُ ،

وَ نَحْوِ ذٰلِكَ ـــــــــــ ﴿ حُكِمَ بِهِ ﴾ .

وَ اِنَّمَا يُعْتَبَرُ الْاِمْكَانُ بَعْدَ اسْتِقْرَارِهِ فِيْمَا يَتَوَقَّفُ عَلَيْهِ ، كَاَيَّامِ الْاِسْتِظْهَارِ ، فَاِنَّ الدَّمَ فِيْهَا يُمْكِنُ كَوْنُهُ حَيْضاً ، اِلَّا اَنَّ الْحُكْمَ بِهِ مَوْقُوْفٌ عَلىٰ عَدَمِ عُبُوْرِ الْعَشَرَةِ ،

وَ مِثْلُهُ : ـــــــ الْقَوْلُ فِىْ اَوَّلِ رُؤْيَتِهِ ـــ مَعَ انْقِطَاعِهِ قَبْلَ الثَّلَاثَةِ .

متن 104 :

﴿ وَ لَوْ تَجَاوَزَ ﴾ الدَّمُ ﴿ الْعَشَرَةَ ، فَذَاتُ الْعَادَةِ الْحَاصِلَةِ ، بِاسْتِوَآءِ ﴾ الدَّمِ ﴿ مَرَّتَيْنِ ﴾ اَخْذاً وَانْقِطَاعاً ،

سَوَآءٌ :

- كَانَ فِىْ وَقْتٍ وَاحِدٍ ، بِاَنْ رَأَتْ فِىْ اَوَّلِ شَهْرَيْنِ سَبْعَةً ، مَثَلاً ،
- اَمْ فِىْ وَقْتَيْنِ ، كَاَنْ رَأَتِ السَّبْعَةَ فِىْ اَوَّلِ شَهْرٍ وَ آخِرِهِ ،

فَاِنَّ السَّبْعَةَ تَصِيْرُ عَادَةً :

- " وَقْتِيَّةً وَّ عَدَدِيَّةً " ـــــ فِى الْاَوَّلِ ،
- وَ " عَدَدِيَّةً " ـــــــ فِى الثَّانِىْ ،

فَإِذَا تَجَاوَزَ عَشَرَةً ــــــ ﴿ تَأْخُذُهَا ﴾ أَيِ الْعَادَةَ ، فَتَجْعَلُهَا حَيْضاً .

متن 105 :

وَالْفَرَقُ بَيْنَ الْعَادَتَيْنِ :

- الْاِتِّفَاقُ ــــــ عَلىٰ تَحَيُّضِ الْاُوْلىٰ ، بِرُؤْيَةِ الدَّمِ ،
- و الْخِلَافُ ــــــ فِى الثَّانِيَةِ ،

فَقِيْلَ : اِنَّهَا فِيْهِ كَالْمُضْطَرِبَةِ ــــــ لَا تَتَحَيَّضُ اِلَّا بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ .

وَالْاَقْوىٰ ــــــ اَنَّهَا كَالْاُوْلىٰ .

وَ لَوِ اعْتَادَتْ وَقْتاً خَاصَّةً ــــــ بِاَنْ رَأَتْ :

- فِىْ اَوَّلِ شَهْرٍ ــــــ " سَبْعَةً " ،
- وَ فِىْ اَوَّلِ آخَرَ ــــــ " ثَمَانِيَةً " ،

فَهِىَ : مُضْطَرِبَةُ الْعَدَدِ ــــــ لَا تَرْجِعُ اِلَيْهِ عِنْدَ التَّجَاوُزِ ،

وَ اِنْ اَفَادَ الْوَقْتُ : تَحَيُّضَهَا بِرُؤْيَتِهٖ فِيْهِ ــــ بَعْدَ ذٰلِكَ ــــ كَالْاُوْلىٰ ،

اِنْ لَّمْ نُجِزْ ذٰلِكَ ــــــ لِلْمُضْطَرِبَةِ .

متن 106 :

﴿ وَ ذَاتُ التَّمْيِيْزِ ﴾ وَ هِىَ : الَّتِىْ تَرَى الدَّمَ نَوْعَيْنِ اَوْ اَنْوَاعاً ،

﴿ تَأْخُذُهٗ ﴾ بِاَنْ تَجْعَلَ الْقَوِىَّ : حَيْضاً ، وَ الضَّعِيْفَ ــــــ اسْتِحَاضَةً .

﴿ بِشَرْطِ عَدَمِ تَجَاوُزِ حَدَّيْهِ ﴾ ــــــ قِلَّةً وَ كَثْرَةً ،

وَ عَدَمَ قُصُوْرِ الضَّعِيْفِ ، وَ مَا يُضَافُ اِلَيْهِ : مِنْ اَيَّامِ النَّقَآءِ ، عَلىٰ اَقَلِّ الطُّهْرِ ،

وَ تُعْتَبَرُ الْقُوَّةُ بِثَلَاثَةٍ :

((اللَّوْنِ :)) فَالْاَسْوَدُ قَوِىٌّ الْاَحْمَرِ ــــــ وَ هُوَ قَوِىٌّ الْاَشْقَرِ ،

وَ هُوَ قَوِيٌّ الْاَصْفَرِ ـــــــــــ وَ هُوَ قَوِيٌّ الْاَكْدَرِ ،

((الرَّائِحَةِ :)) فَذُوْ الرَّائِحَةِ الْكَرِيْهَةِ قَوِيٌّ :

- مَا ـــــــــــ لَا رَآئِحَةَ لَهٗ ،
- وَ مَا ـــــــ لَهٗ رَآئِحَةٌ اَضْعَفُ .

((الْقِوَامِ :)) فَالثَّخِيْنُ قَوِيٌّ الرَّقِيْقِ ـــ وَ ذُوْ الثَّلَاثِ قَوِيٌّ ذِیْ الْاِثْنَيْنِ،

وَ هُوَ قَوِيٌّ ذِی الْوَاحِدِ ـــــــــــ وَ هُوَ قَوِيٌّ الْعَادِمِ .

وَ لَوِ اسْتَوىٰ الْعَدَدُ ، وَ اِنْ كَانَ مُخْتَلِفاً ، فَلَا تَمْيِيْزَ .

متن 107 :

﴿ وَ ﴾ حُكْمُ ﴿ الرُّجُوْعِ ﴾ ، اِلَى التَّمْيِيْزِ ثَابِتٌ ﴿ فِی الْمُبْتَدِأَةِ ﴾ بِكَسْرِ الدَّالِ وَ فَتْحِهَا ، وَ هِيَ : مَنْ لَّمْ تَسْتَقِرَّ لَهَا عَادَةٌ ، اِمَّا لِابْتِدَآئِهَا ، اَوْ بَعْدَهٗ ، مَعَ اخْتِلَافِهٖ " عَدَداً وَ وَقْتاً " ،

﴿ وَالْمُضْطَرِبَةِ ﴾ : وَ هِيَ : مَنْ نَسِيَتْ عَادَتَهَا وَقْتاً ، اَوْ عَدَداً ، اَوْ مَعاً .

وَ رُبَّمَا اُطْلِقَتْ :

- عَلىٰ ذٰلِكَ ،
- وَ عَلىٰ مَنْ ـــ تَكَرَّرَ لَهَا الدَّمُ مَعَ عَدَمِ اسْتِقْرَارِ الْعَادَةِ .

وَ تَخْتَصُّ الْمُبْتَدِأَةُ ـــ عَلىٰ هٰذَا ـــ بِمَنْ رَأَتْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ ، وَالْاَوَّلُ اَشْهَرُ.

وَ تَظْهَرُ فَائِدَةُ الْاِخْتِلَافُ :

فِیْ رُجُوْعِ " ذَاتِ الْقِسْمِ الثَّانِیْ " مِنَ الْمُبْتَدِأَةِ :

- اِلىٰ عَادَةِ اَهْلِهَا ،
- وَ عَدَمِهٖ .

متن 108 :

﴿ **وَ مَعَ فَقْدِهٖ** ﴾ اَیْ فَقْدِ التَّمْیِیْزِ ، بِاَنِ اتَّحَدَ الدَّمُ الْمُتَجَاوِزُ لَوْناً وَ صِفَةً ، اَوِ اخْتَلَفَ وَ لَمْ تَحْصُلْ شُرُوْطُهٗ ،

﴿ **تَأْخُذُ الْمُبْتَدِأَةُ : عَادَةَ اَهْلِهَا** ﴾ وَ اَقَارِبِهَا مِنَ الطَّرَفَیْنِ ، اَوْ اَحَدِهِمَا ـــــــــ ،

کَالْاُخْتِ ـــــ وَ الْعَمَّةِ ـــــ وَالْخَالَةِ ـــــ وَ بَنَاتِهِنَّ ،

﴿ **فَاِنِ اخْتَلَفْنَ** ﴾ فِی الْعَادَةِ وَ اِنْ غَلَبَ بَعْضُهُنَّ ـــــــــ ،

﴿**فَاَقْرَانُهَا** ﴾ وَ هُنَّ ـــــــــ مَنْ قَارَبَهَا فِی السِّنِّ عَادَةً .

وَاعْتَبَرَ الْمُصَنِّفُ ، فِیْ کُتُبِهِ الثَّلَاثَةِ : فِیْهِنَّ وَ فِی الْاَهْلِ ، اتِّحَادَ الْبَلَدِ، لِاخْتِلَافِ الْاَمْزِجَةِ بِاخْتِلَافِهٖ ، وَاعْتَبَرَ فِی الذِّکْریٰ اَیْضاً :

الرُّجُوْعَ اِلَی الْاَکْثَرِ ـــــ عِنْدَ الْاِخْتِلَافِ . وَ هُوَ اَجْوَدُ .

متن 109 :

وَ اِنَّمَا اعْتَبَرَ فِی الْاَقْرَانِ : الْفُقْدَانَ ، دُوْنَ الْاَهْلِ لِاِمْکَانِهٖ فِیْهِنَّ ، دُوْنَهُنَّ ، اِذْ لَا اَقَلَّ مِنَ الْاُمِّ . لٰکِنْ قَدْ یَتَّفِقُ الْفُقْدَانُ : بِمَوْتِهِنَّ وَ عَدَمِ الْعِلْمِ بِعَادَتِهِنَّ ، فَلِذَا عَبَّرَ فِیْ غَیْرِهٖ : بِالْفُقْدَانِ وَالْاِخْتِلَافِ ، فِیْهِمَا .

﴿ **فَاِنْ فَقَدْنَ** ﴾ الْاَقْرَانَ ، ﴿ **اَوِاخْتَلَفْنَ فَکَالْمُضْطَرِبَةِ فِی** ﴾ الرُّجُوْعِ اِلَی الرِّوَایَاتِ ، وَ هِیَ :

﴿ **اَخْذِ عَشَرَةِ اَیَّامٍ مِنْ شَهْرٍ ، وَ ثَلَاثَةٍ مِّنْ آخَرَ** ﴾ مُخَیَّرَةً فِی الْاِبْتِدَآءِ ـــــ ، بِمَا شَآءَ تْ مِنْهُمَا ،

﴿ **اَوْ سَبْعَةٍ سَبْعَةٍ** ﴾ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ ،

اَوْ سِتَّةٍ سِتَّةٍ ـــــ مُخَیَّرَةً فِیْ ذٰلِکَ ،

وَ اِنْ كَانَ الْاَفْضَلُ لَهَا ـــــ اخْتِيَارُ مَا يُوَافِقُ مِزَاجَهَا مِنْهَا ،
فَتَأْخُذُ :

- ذَاتُ الْمِزَاجِ الْحَارِّ ـــــ السَّبْعَةَ .
- وَالْبَارِدِ ـــــ السِّتَّةَ .
- وَالْمُتَوَسِّطِ ـــــ الثَّلَاثَةَ وَالْعَشَرَةَ .

وَ تَتَخَيَّرُ فِيْ وَضْعِ مَا اخْتَارَتْهُ حَيْثُ شَآءَ تْ مِنْ اَيَّامِ الدَّمِ ـــــ ،
وَ اِنْ كَانَ الْاَوْلىٰ ـــــ الْاَوَّلَ .

وَ لَا اعْتِرَاضَ لِلزَّوْجِ فِيْ ذٰلِكَ .

هٰذَا فِى الشَّهْرِ الْاَوَّلِ ، اَمَّا مَا بَعْدَهٗ ـــــ فَتَأْخُذُ مَا يُوَافِقُهٗ وَقْتاً .

متن 110 :

وَ هٰذَا اِذَا نَسِيَتِ الْمُضْطَرِبَةُ ـــــ الْوَقْتَ وَ الْعَدَدَ ـــــ مَعاً ،
اَمَّا لَوْ نَسِيَتْ اَحَدَهُمَا ـــــ خَاصَّةً ،

- فَاِنْ كَانَ ـــــ الْوَقْتَ ـــــ أَخَذَتِ الْعَدَدَ كَالرِّوَايَاتِ ،
- اَوِ ـــــ الْعَدَدَ ـــــ جَعَلَتْ مَا تَيَقَّنَ مِنَ الْوَقْتِ "حَيْضاً" ـــــ ،

اَوَّلاً ـــــ اَوْ آخِراً ـــــ اَوْ مَا بَيْنَهُمَا ،

وَ اَكْمَلَتْهُ ـــــ بِاِحْدَى الرِّوَايَاتِ ـــــ عَلىٰ وَجْهٍ يُطَابِقُ .

فَاِنْ ذَكَرَتْ اَوَّلَهٗ :

- اَكْمَلَتْهُ ـــــ ثَلَاثَةً مُتَيَقَّنَةً ،
- وَ اَكْمَلَتْهُ ـــــ بِعَدَدٍ مَرْوِيٍّ ،

اَوْ آخِرَہٗ:

- تَحَیَّضَتْ بِیَوْمَیْنِ قَبْلَہٗ مُتَیَقِّنَۃً ،
- وَ قَبْلَھُمَا ـــــ تَمَامَ الرِّوَایَۃِ .

اَوْ وَسَطَہٗ ـــــ الْمَحْفُوْفَ بِمُتَسَاوِیَیْنِ ـــــ ،
وَ اَنَّہٗ ـــ یَوْمٌ ـــ حَفَّتْہُ بِیَوْمَیْنِ وَاخْتَارَتْ رِوَایَۃَ السَّبْعَۃَ ـــ لِتُطَابِقَ الْوَسَطَ،
اَوْ یَوْمَانِ ـــــ حَفَّتْھُمَا بِمِثْلِھِمَا ، فَتَیَقَّنَتْ اَرْبَعَۃً ،
وَاخْتَارَتْ رِوَایَۃَ السِّتَّۃِ ، فَتَجْعَلُ قَبْلَ الْمُتَیَقَّنِ یَوْماً وَ بَعْدَہٗ یَوماً ،
اَوِ الْوَسَطَ ـــــ بِمَعْنَی الْاَثْنَاءِ ، مُطْلَقاً ـــــ حَفَّتْہُ بِیَوْمَیْنِ مُتَیَقِّنَۃٍ ،
وَ اَکْمَلَتْہُ ـــــ بِاِحْدَی الرِّوَایَاتِ ـــــ مُتَقَدِّمَۃً اَوْ مُتَاَخِّرَۃً اَوْ بِالتَّفْرِیْقِ ،
وَ لَا فَرْقَ ھُنَا ـــــ بَیْنَ تَیَقُّنِ یَوْمٍ ـــــ اَوْ اَزْیَدَ ،
وَ لَوْ ذَکَرَتْ عَدَداً ، فِیْ الْجُمْلَۃِ ـــــ فَھُوَ الْمُتَیَقَّنُ خَاصَّۃً ،
وَ اَکْمَلَتْہُ ـــــ بِاِحْدَی الرِّوَایَاتِ ـــــ ،

- قَبْلَہٗ ،
- اَوْ بَعْدَہٗ ،
- اَوْ بِالتَّفْرِیْقِ ،

وَ لَا احْتِیَاطَ لَھَا ـــــ بِالْجَمْعِ بَیْنَ التَّکْلِیْفَاتِ ـــــ عِنْدَنَا ـــــ ، وَ اِنْ جَازَ فِعْلُہٗ .

(حیض کے احکام)

متن 102 :

اور حیض تو یہ وہ خون ہے جسے عورت اپنی عمر کے : نو قمری سال مکمل ہونے کے بعد ــــــــــ ؛
اور اپنی عمر کے ساٹھ قمری سال مکمل ہونے سے پہلے دیکھتی ہے ــــــــــ ، اگر عورت :

■ قرشی ہو ، اور قرشی عورت وہ ہے جس کا نسب ، باپ کی طرف سے نضر بن کنانہ تک جا پہنچے (اور جناب کنانہ کا نام قریش تھا۔ عرب کا مشہور قبیلہ ، قبیلۂ قریش انہی حضرت کی اولاد ہے۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ اپنے جدّ ہاشم کے واسطہ سے اس قبیلہ سے منتسب ہیں۔ قبیلۂ قریش کے افراد کی اکثریت ہاشمی ہے اور بعض غیر ہاشمی ہیں)۔

(پس) قریشی عورت اعمّ ہے ہاشمی عورت سے ،

(موجودہ زمانہ میں کوئی قرشی عورت ایسی نہیں ہے جو ہاشمی نہ ہو)۔

پس جو عورت (غیر ہاشمی ہو اگر) یقین پیدا کرلے کہ وہ باپ کی طرف سے قبیلہ قریش کی طرف انتساب رکھتی ہے تو اس کیلئے لازم ہوگا کہ ہاشمی عورت کے احکام پر عمل کرے (اور اپنے حیض کی انتہائی مدت کو ساٹھ قمری سال قرار دے)۔ اور اگر ایسی عورت کو یہ یقین حاصل نہ ہو تو اصل (استصحاب ، عدمِ ازلی) یہ ہے کہ وہ منتسب نہیں ہوگی قریش سے۔

■ یا نبطی ہو ،

(تب بھی اپنی عمر کے ساٹھ قمری سال پورے ہونے سے پہلے دیکھے گئے خون کو حیض قرار دے گی۔ البتہ خونِ حیض کی علامات کی رعایت کرتے ہوئے ؛ اور نبطی عورت وہ ہے) ،

جو منسوب ہے نبط سے۔ اور وہ (یعنی نبط) جیسا کہ جوہری نے (اپنی کتاب **صحاح اللغة** میں) ذکر کیا ہے ــــــ ، کہ (نبط) وہ قوم (تھی) جو (سکونت کی غرض سے) اُترتی تھی (یعنی اپنے سفر کا اختتام کرتی تھی) بطائح (ایسی وسیع وعریض جگہوں) پر (جو سیلاب کی گزرگاہ ہونے کی وجہ سے ریت اور کنکریوں سے پُر تھیں) اور عراقین (کوفہ اور بصرہ) کے درمیان واقع تھی۔

اور نبطی عورت کے بارے میں ساٹھ سال تک خونِ حیض دیکھنے کا یہ حکم :

- شہرتِ (فتوائیہ) کی بنا پر ہے۔
- اور اس حکم کی دلیل (کوئی روایت وغیرہ) معلوم نہیں ہے۔

اور مصنفؒ نے (بھی) اعتراف کیا ہے کہ وہ واقف نہیں ہیں ، کسی ایسی روایت سے جو نبطی عورت کے بارے میں (ہو) ،

(اور واضح کرے کہ نبطی عورت بھی قرشی عورت کا حکم رکھتی ہے۔ اور اب جبکہ ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے جو تخصیص دے کہ نبطی عورت پچاس سال کے بعد بھی اپنی سابقہ حالت پر باقی ہے تو) ،

اصل (یعنی اصالۃ العموم/برائت) اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ نبطی عورت (بھی) اپنے غیر کی مانند ہوگی (جو پچاس سال تک خونِ حیض دیکھتی ہیں)۔

اور اگر ایسا نہ ہو (یعنی کوئی عورت قرشی یا نبطی نہ ہو) تو پچاس سال ، اس کے خونِ حیض دیکھنے کا آخری ممکنہ (سال) ہے ، مطلقاً ،

(حیض کی عادت کے اعتبار سے بھی اور حیض سے متعلقہ دوسرے احکام کے اعتبار سے بھی ، جیسے طلاق اور عدت وغیرہ)۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنی
۱۔	تَرَاهُ	هُ	المرأة + الدم	جس خون کو عورت دیکھے
۲۔	اِكْمَالِهَا	هَا	المرأة	عورت اپنی (عمر کے نو سال) مکمل کرنے
۳۔	اِنْتِسَابُهَا	هَا	من موصولة	جو عورت اپنے سلسلۂ نسب کو
٤۔	لَزِمَهَا	هَا	من موصولة	اس عورت کیلئے لازم ہے
٥۔	حُكْمُهَا	هَا	القرشية	قرشی عورت کا حکم (حیض کا اختتام= 60 سال)
٦۔	وَ اِلَّا	x	x	و ان لم يعلم انتسابها الی قريش
۷۔	كَوْنِهَا	هَا	المرأة	اپنے نسب میں شک کرنے والی عورت کا ہونا
۸۔	مِنْهَا	هَا	القرشية	قرشی عورتوں میں سے

۹۔	وَهِيَ	هِيَ	النبطية	نبطی عورت وہ ہے
۱۰۔	ذَكَرَهُ	هٗ	ما الموصولة	جسے (جناب جوہری) نے نقل کیا ہے
۱۱۔	فِيْهَا	هَا	النبطية	نبطی عورت کے بارے میں
۱۲۔	مُسْتَنَدُهُ	هٗ	الحكم	نبطی عورت کے بارے میں اس حکم کی سند
۱۳۔	وُقُوْفِهِ	هٖ	مصنفؒ	مصنفؒ نے اپنے واقف نہ ہونے
۱۴۔	فِيْهَا	هَا	النبطية	نبطی عورت کے بارے میں
۱۵۔	كَوْنَهَا	هَا	النبطية	نبطی عورت کا ہونا ہے
۱۶۔	كَغَيْرِهَا	هَا	النبطية	غیر نبطی عورت کی مانند
۱۷۔	كَذٰلِكَ	x	x	نہ قرشی اور نہ ہی نبطی
۱۸۔	حَيْضِهَا	هَا	المرأة	عورت کے حیض (کی مدت)

(خونِ حیض کی خصوصیات :)

متن 103 :

■ اور حیض کی کم سے کم مدت (اُسے) متواتر تین دن (تک دیکھنا) ہے۔ پس کافی نہیں ہے (خون کے حیض ہونے میں) کہ وہ (آئے تو تین دن لیکن) دس دنوں میں سے،

(ایسے تین دن آئے جو ایک دوسرے سے متصل نہ ہوں۔ مثلاً پہلے دو دن تو مسلسل آتا رہے لیکن تیسرے دن بند ہوجائے اور چوتھے دن پھر آنا شروع ہوجائے۔اس صورت میں صحیح ہے کہ خون تین دن آیا ہے لیکن چونکہ تین دن تک پے در پے نہیں آیا، لہٰذا خونِ حیض شمار نہیں ہوگا)،

صحیح ترین قول کی بنیاد پر،

(اور اس صحیح قول کے مقابلے میں ہے وہ قول جس کے مطابق تین دن متواتر خون دیکھنا شرط نہیں ہے، اور اس قول کے قائل: شیخ طوسیؒ، محقق اردبیلیؒ، اور فاضل ہندیؒ ہیں)،

■ اور حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔ پس جو خون دس دن سے بڑھ جائے ـــــ،

وہ بالاتفاق حیض نہیں ہوگا۔

اور خون حیض ـــــــ ، اکثر اوقات میں :

- اس کا رنگ سیاہ (یعنی سیاہی مائل ، نہ کوئلہ کی مانند سیاہ) یا اگر (سیاہ نہ ہو تو) سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔
- اور گرم ہوتا ہے ؛ اور جب خارج ہوتا ہے تو اچھال اور قوت کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔ (اور بعض فقہا نے ایک اور قید کا اضافہ کیا ہے کہ : خونِ حیض شرمگاہ کی بائیں طرف سے خارج ہوتا ہے ؛ اور بعض فقہا کے بقول دائیں طرف سے خارج ہوتا ہے)۔

اور مصنفؒ نے (خونِ حیض کی صفات کو) ''غالباً'' کی قید لگا کر بیان کیا ہے تاکہ خونِ حیض میں شامل ہوجائے ـــــــ ، وہ (خون بھی) جو (اگرچہ صفات کا حامل نہ ہو لیکن اس کے خونِ حیض نہ ہونے پر بھی کوئی دلیلِ شرعی موجود نہ ہو ، بلکہ شرائط کے جمع ہونے کی وجہ سے) احتمال رکھتا ہو کہ وہ حیض ہے۔ پس اس خون پر (بھی) حیض کا حکم لگایا جائے گا۔

اور اگر خون ایسا نہ ہو (یعنی صفاتِ حیض کا حامل نہ ہو) جیسا کہ مصنفؒ نے اس کی طرف اپنے قول ـــــــ ، و متی امکن کونه حیضاً ـــــــ ، کہہ کر اشارہ کیا ہے ، یعنی جب خون کے حیض ہونے کا احتمال ہو (کیونکہ اس کے خونِ حیض نہ ہونے پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں) ،

لحاظ کرتے ہوئے :

- عورت کی حالت کا ـــــــ ، یعنی (صفات نہ رکھنے والا خون ، حیض کہلائے گا اگر) عورت بالغ ہو ، اور یائسہ بھی نہ ہو۔
- خون کی مدت کا ـــــــ ، یعنی تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہ ہو۔
- خون کے موجود رہنے کا ـــــــ ، مثلاً خون تین دن تک پے در پے موجود رہے۔
- خون کی صفات کا ـــــــ ، مثلاً (خون کا حیض ہونا اُس وقت ممکن ہوگا جب وہ اپنی صفات میں) قوی ہو ،

(اور قوی اور ضعیف ہونا ، اُس وقت ممکن ہے جب دن گزرنے کے ساتھ

ساتھ خون کی صفات میں تبدیلی پیدا ہوجائے اور یہ مختلف صفات کے حامل خون اپنی صفات کی وجہ سے ایک دوسرے سے امتیاز رکھتے ہوں۔ مثلاً شروع شروع میں سیاہ رنگ کا خون خارج ہو اور چند دن بعد سرخ رنگ کا ہوجائے وغیرہ)۔

- خون کے خارج ہونے کے محل کا ـــــــ ، (مثلاً شرمگاہ کی بائیں یا دائیں) طرف سے خارج ہونا، البتہ اگر ہم اس وصف کو معتبر سمجھیں تو۔
- اور اس قسم کے دوسرے موارد کا ،

(لحاظ کرتے ہوئے۔ مثلاً موجودہ خون اور گذشتہ حیض میں دس دن کا فاصلہ پایا جائے کیونکہ حیض سے پاک رہنے کی کمترین مدت دس دن ہے یعنی دو حیضوں کے درمیان کم از کم دس دن کا فاصلہ ہونا ضروری ہے اور اگر یہ فاصلہ دس دن سے کم ہو تو دوسرا خون ، حیض نہیں ہوسکتا)۔

(اور جب خون کا حیض ہونا ممکن ہو تو) ـــــــ ، اس پر حیض کا حکم لگایا جائے گا۔

اور یہ امکان (کہ خون ، حیض ہے ، اُس وقت) معتبر ہے جب وہ امکان استقرار پیدا کرلے ، اس چیز میں کہ جس پر امکان کا مستقر ہونا موقوف ہو۔ مثلاً ایامِ استظہار (یعنی ایام احتیاط) :

[وہ چند دن جن میں صاحبِ عادت (عددیہ وقتیہ اور عددیہ) عورت اپنی عادت کے دنوں سے بڑھ کر خون دیکھے ایامِ استظہار یا ایامِ احتیاط کہلاتے ہیں۔ مثلاً جس عورت کو ہر ماہ چھ دن خون آتا ہو ، اگر وہ ساتویں ، آٹھویں ، نویں اور حتی دسویں دن بھی خون دیکھے تو چونکہ یہ اضافی دن ، حیض کے مجموعی دس دنوں کے اندر ہوتے ہیں] ،

لہٰذا خون کا ان دنوں میں حیض ہونا ممکن ہے ـــــــ ، مگر یہ کہ (خون کے) حیض ہونے کا یہ حکم موقوف ہے اس بات پر کہ (خون) دس دنوں سے تجاوز نہ کرے ،

(اور دسویں دن بند ہوجائے کیونکہ حیض کی انتہائی مدت دس دن سے زیادہ نہیں ہوسکتی)۔

اور (سابقہ مثال یعنی عادت کے بعد کے احتیاط والے دنوں کی) مانند ہے (کہ جن میں خون کا حیض ہونا ممکن ہوتا ہے ، یہ) قول (یعنی مثال) کہ (کسی عورت کا) خون کو (پہلی مرتبہ یا) پہلے (دن) دیکھنا :

[● اُس لڑکی کیلئے جس نے اس سے پہلے خون نہ دیکھا ہو ، اور پہلی مرتبہ خون دیکھ رہی ہو ،

● اور اسی طرح ، اس عورت کیلئے کہ جو خون کو اپنی عادت کے دنوں کے بعد ، دس دنوں کے فاصلہ سے دیکھے ــــــــــــ ،

ان دونوں صورتوں میں ، امکان ہے کہ خون ، حیض ہو۔ لیکن خون کو دیکھتے ہی اس کے حیض ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا ، یہاں تک کہ یہ امکان یعنی خون کا حیض ہونا مستقر یعنی قابلِ اعتبار ہو جائے ، تین دنوں کے پے در پے گذرنے سے۔ پس اگر] ،

خون تین دنوں سے پہلے بند ہوجائے ،

(تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ حیض نہیں تھا ، کیونکہ حیض کی کم سے کم مدت ، خون کو تین دن تک متواتر دیکھنا ہے ، اس لئے کہ تین دن سے کم مدت میں آنے والا خونؑ حیض نہیں کہلاتا۔ چنانچہ اس عورت کیلئے خون دیکھنے کے پہلے دو دن ایام استظہار ہیں)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اَقَلُّهُ	هُ	الحيض	حیض کی کم سے کم مدت
۲۔	كَوْنُهَا	هَا	ثلاثة ايام	(کافی نہیں ہے) تین دنوں کا ہونا (دس دنوں کے ضمن میں)
۳۔	اَكْثَرُهُ	هُ	الحيض	حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت
٤۔	عَنْهَا	هَا	عشرة ايام	دن دنوں سے
٥۔	وَ هُوَ	هُوَ	دم الحيض	خون حیض
٦۔	لَهُ	هُ	دم الحيض	خون حیض کیلئے
۷۔	خُرُوْجِهِ	هِ	دم الحيض	خونِ حیض کے خارج ہونے کے وقت
۸۔	فِيْهِ	هِ	الحيض	حیض میں
۹۔	كَوْنِهِ	هِ	ما الموصولة	وہ جس کا (حیض) ہونا (ممکن ہو)
۱۰۔	فَاِنَّهُ	هُ	ما الموصولة	کیونکہ وہ

۱۱۔	بِهٖ	ہٖ	الحيض	حیض کے حکم میں
۱۲۔	كَذٰلِكَ	x	x	اگرچہ مذکورہ خون، حیض کی علامات کا حامل نہ ہو
۱۳۔	نَبَّهَ	هُوَ	مصنفؒ	مصنفؒ نے آگاہ کیا ہے
۱٤۔	عَلَيْهِ	ہِ	☜	كون الدم حيضاً ما امكن كونه حيضاً، اس خون کا حیض ہونا جس کا حیض ہونا ممکن ہو
۱۵۔	مُدَّتِهٖ	ہٖ	الحيض	حیض کی مدت
۱٦۔	دَوَامِهٖ	ہٖ	الحيض	حیض کا (کتنے دن) مدام (متواتر) خارج ہونا
۱۷۔	وَصْفِهٖ	ہٖ	الحيض	حیض کی خصوصیات
۱۸۔	مَحَلِّهٖ	ہٖ	الحيض	حیض کے خارج ہونے کی سائیڈ
۱۹۔	اِعْتَبَرْنَاهُ	ہُ	محل	حیض کے خارج ہونے کی سائیڈ (دائیں یا بائیں)
۲۰۔	حُكِمَ بِهٖ	ہٖ	الحيض	حیض کے حکم میں ہوگا
۲۱۔	اسْتِقْرَارِهٖ	ہٖ	امكان	امکان کا مستقر (قابلِ اعتبار) ہونا
۲۲۔	عَلَيْهِ	ہِ	ما الموصولة	اس (چیز) پر
۲۳۔	فِيْهَا	هَا	ايام الاستظهار	احتیاط کے دنوں میں
۲٤۔	كَوْنُهُ	ہُ	الدم	خون کا ... ہونا
۲۵۔	بِهٖ	ہُ	الحيض	حیض کے حکم میں ہونا
۲٦۔	وَ مِثْلُهُ	ہُ		عادت کے دنوں کے بعد احتیاط کے دنوں کی مانند
۲۷۔	رُؤْيَتِهٖ	ہٖ	الدم	خون کو دیکھنا
۲۸۔	اِنْقِطَاعِهٖ	ہٖ	الدم	خون کا بند ہوجانا

متن 104 :

اور (ایامِ استظہار کی مثال میں) اگر خون دس دن سے تجاوز کر جائے، تو صاحبِ عادت عورت، جسے، دو مرتبہ (یعنی دو ماہ مسلسل) خون کو (بطور) مساوی (دیکھنے) سے، عادت حاصل ہوگئی ہو،

اس طرح کہ ہر ماہ :

- خون کے شروع ہونے سے لے کر ،
- بند ہونے تک کی مدت ،

مساوی ہو۔

(یعنی مسلسل دو مہینے مخصوص تاریخ میں ، مخصوص دنوں تک ، خون دیکھے۔ مثلاً : ہر ماہ کی پہلی تاریخ سے سات تاریخ تک خون دیکھے۔ ایسی عورت کو صاحبِ عادتِ وقتیہ عددیہ کہتے ہیں ، کیونکہ اس عادت کے دنوں کی تعداد اور تاریخ معین ہوتی ہے۔

یا دو ماہ میں خون مخصوص تاریخ میں نہ دیکھے بلکہ فقط مخصوص دنوں تک دیکھے۔ مثلاً : پہلے ماہ اکیس سے ستائیس دن تک خون دیکھے اور دوسرے ماہ پندرہ سے اکیس تک، اس مثال میں خون دیکھنے کی تاریخ اگرچہ مختلف ہے لیکن جن دنوں میں خون دیکھا ہے، اُن کی تعداد مساوی ہے۔ چنانچہ ایسی عورت کو صاحبِ عادتِ عددیہ کہتے ہیں)۔

اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ :

دو ماہ میں دیکھے گئے خون کا وقت ایک ہی ہو ،

- مثلاً دو ماہ میں (ہر دفعہ) پہلی (تاریخ) سے سات (تاریخ) تک خون دیکھے ،
- یا دو ماہ میں (ہر دفعہ) دو مختلف اوقات (یعنی تاریخوں) میں خون دیکھے۔

مثلاً (پہلی مرتبہ) مہینہ کی پہلی تاریخ سے سات تک خون دیکھے اور (دوسری دفعہ) مہینے کے آخر میں (سات دن تک خون دیکھے)۔

(پس) پہلی (مثال) میں (حائض عورت کی) عادتِ (ماہانہ) سات (دن) قرار پائے گی ـــــ، وقت اور عدد کے اعتبار سے۔

اور دوسری (مثال) میں (بھی عادتِ ماہانہ، سات دن ہی ہوگی ، لیکن صرف) عدد کے اعتبار سے۔

ـــــــــ ، پس جب خونِ حیض ، دس دن سے تجاوز کرجائے تو حائض عورت اپنی عادت کو اختیار کرے گی۔ چنانچہ (صرف) عادت کے دنوں کو حیض قرار دے گی (اور باقی دنوں کو استحاضہ)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	کَانَ	هُوَ	استواء الدم	خون کو ابتدا اور انتہاء کے اعتبار سے مساوی مدت ؍دنوں میں دیکھنا
۲۔	بِاَنْ رَأَتْ	هِيَ	المرأة	یہ کہ عورت دیکھے
۳۔	وَ آخِرِهِ	هٖ	شهر	مہینے کے آخر میں
٤۔	فَاِذَا تَجَاوَزَ	هُوَ	الدم	جب خون تجاوز کرجائے
٥۔	فَتَجْعَلُهَا	هَا	العادة	پس عادت (کے دنوں کو حیض) کو قرار دیگی

متن 105 :

اور (مذکورہ بالا) دو عادتوں (یعنی 'وقتیہ عددیہ' اور 'عددیہ فقط') کے درمیان فرق یہ ہے کہ:

● پہلی عادت والی عورت،

(یعنی وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت، تیسرے ماہ، اپنی عادت کی پہلی تاریخ کو) خون دیکھتے ہی اپنے آپ کو حائض قرار دے دے گی (اور عبادات کو ترک کر دے گی،

(اور اس مسئلہ میں علماء کا) اتفاق ہے۔

● اور دوسری (عادت والی عورت، یعنی عدد کی عادت رکھنے والی عورت) کے بارے میں (علماء کا) اختلاف ہے:

پس بعض (فقہاء یعنی ابن جنیدؒ، سید مرتضیٰؒ اور محقق حلیؒ) قائل ہوئے ہیں کہ یہ عورت ـــــ،

○ ''مضطربہ عورت'' کی مانند ہے جو اپنے آپ کو حائض قرار نہیں دے گی مگر تین دن (متواتر خون دیکھ لینے) کے بعد۔

○ اور اقویٰ یہ ہے کہ عدد کی عادت رکھنے والی عورت بھی پہلی (یعنی وقت اور عدت کی عادت رکھنے والی عورت) کی مانند ہے۔

(لہٰذا خون کو دیکھتے ہی اپنے آپ کو حائض قرار دے دیگی اس شرط کے ساتھ کہ دو حیضوں، یعنی پچھلے حیض اور موجودہ حیض کے درمیان کم از کم دس دن کا فاصلہ ہو)۔

● (اور تیسری قسم یہ ہے کہ) اگر کسی عورت کی (دو ماہ میں) مخصوص وقت (یعنی تاریخ) کی عادت ہوجائے (لیکن ان دو ماہ میں اُسکے حیض کے دنوں کی تعداد مساوی نہ ہو)،

مثلاً کسی مہینے کی پہلی تاریخ سے سات تک خون دیکھے،

اور اس سے اگلے مہینے کی پہلی سے آٹھ تک خون دیکھے، تو ایسی عورت (یعنی فقط وقت کی عادت رکھنے والی عورت) کو **مضطربة العدد** (بھی) کہتے ہیں۔

(کیونکہ دو متواتر مہینوں میں اس کی عادت کے دنوں کی تعداد ایک جیسی نہیں رہی، پس)،

یہ عورت (گذشتہ دو ماہ کے دنوں کی) تعداد (کی طرف) رجوع نہیں کرسکتی ــــــ،

(کیونکہ گذشتہ دو ماہ میں اس کے حیض کے دنوں کی تعداد مختلف رہی ہے، جس پر عادت کا اطلاق نہیں ہوتا)،

ــــــ (اس فرض پر کہ) اگر خون (دس دنوں سے) تجاوز کرجائے۔

(وقت کی عادت رکھنے والی عورت اگرچہ عدد کے اعتبار سے عادت نہیں رکھتی، لیکن عادت کے وقت کے معین ہونے کی وجہ سے، پہلی قسم والی عورت یعنی وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت سے ایک قسم کی مشابہت رکھتی ہے، لہٰذا عادت کے)،

وقت (کا معین ہونا، یہ) فائدہ دے گا کہ وقت کی عادت رکھنے والی عورت اپنی عادت (کے دنوں) میں (محض) خون کے دیکھتے ہی اپنے آپ کو حائض قرار دے دے گی۔ (عادت کی آئندہ تاریخوں میں جو) اس (عادت) کے بعد واقع ہوں،

(یعنی جب دو ماہ میں عادت حاصل ہوجائے تو تیسرے ماہ عادت کے پہلے دن، خون دیکھتے ہی ایسی عورت اپنے آپ کو حائض قرار دیتے ہوئے عبادت کو ترک کر دیگی)،

پہلی قسم والی عورت کی مانند (یعنی وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت کی مانند)۔

(وقت کے معین ہونے کا یہ فائدہ اس وقت ہے) اگر ہم،

(محض خون کو دیکھ کر حیض کا حکم لگانے کے)

اس حکم کو، مضطربہ (وہ عورت جس کی وقت کے اعتبار سے عادت معین نہ ہو) کیلئے جائز نہ سمجھیں

(کیونکہ اگر مضطربہ، جو وقت کے اعتبار سے عادت نہیں رکھتی، اُس پر بھی خون کو

دیکھتے ہی حیض کا حکم لگایا جائے تو دونوں میں کوئی فرق نہیں رہے گا)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
١۔	اَلْأُوْلٰی	x	x	وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت
٢۔	اَلثَّانِيَة	x	x	عدد کے اعتبار سے عادت رکھنے والی عورت
٣۔	اِنَّهَا	هَا	الثانية	عدد کے اعتبار سے عادت رکھنے والی عورت
٤۔	فِيْهِ	هِ	تحيّض	اپنے آپ کو حائض قرار دینے میں
٥۔	اَنَّهَا	هَا	الثانية	عدد کے اعتبار سے عادت رکھنے والی عورت
٦۔	وَ لَوِ اعْتَادَتْ	هِيَ	المرأة	اگر کوئی عورت (فقط وقت کی) عادت رکھتی ہو
٧۔	فَهِيَ	هِيَ	المرأة	وقت کے اعتبار سے عادت رکھنے والی عورت
٨۔	اِلَيْهِ	هِ	العدد	گذشتہ مہینوں کے دنوں کی تعداد کی طرف
٩۔	تَحَيُّضَهَا	هَا	المرأة	وقت کی عادت رکھنے والی عورت کا خود کو حائض قرار دینا
١٠۔	بِرُؤْيَتِهٖ	هٖ	الدم	خون کو دیکھتے ہی
١١۔	فِيْهِ	هِ	الوقت	(عادت کے) وقت میں
١٢۔	بَعْدَ ذٰلِکَ	x	x	دو مہینوں میں وقت کے اعتبار سے عادت کے مستقر ہونے کے بعد
١٣۔	ذٰلِکَ	x	x	خون کو دیکھتے ہی اپنے آپ کو حائض قرار دینا

متن 106 :

[اور وہ عورتیں جو صاحبِ عادت نہ ہوں ، مثلاً مضطربہ ؛ اور وہ جو پہلی بار خون دیکھ رہی ہو ، وہ اگر خون دیکھیں تو اُسے حیض قرار دیں یا استحاضہ؟

ایسی عورتیں دو قسم کی ہیں :

● وہ جو خون کو مختلف خصوصیات/امتیازات کے ساتھ دیکھتی ہیں ، مثلاً چند دن خون ، سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور چند دن سرخ رنگ کا یا چند دن خون بدبودار ہوتا ہے اور چند دن بدبو کے بغیر ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

● وہ جو اپنے خون میں کسی قسم کا امتیاز نہیں دیکھتیں ، یعنی جتنے دن بھی خون دیکھتی ہیں وہ ایک جیسی خصوصیات کا حامل رہتا ہے ، جس میں کسی قسم کی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔

مصنفؒ پہلے ان عورتوں کا ذکر کرتے ہیں جو اپنے خون میں امتیازات کا مشاہدہ کرتی ہیں۔ فرماتے ہیں :]

اور **ذات التـمييز** یعنی وہ عورت جو خون کو دو یا دو سے زیادہ اقسام کا دیکھے (تو ضروری ہے کہ) رجوع کرے (اُس) **تـمييز** کی طرف اس طرح کہ قوی (صفات والے خون) کو حیض قرار دے اور ضعیف (صفات والے خون) کو استحاضہ قرار دے (قوی اور ضعیف خون کی صفات عنقریب بیان ہوں گی) اس شرط کے ساتھ (قوی صفات والے خون کو حیض قرار دیا جائے گا جب وہ :)

■ حیض کی دو حدوں :

● حدِ قلت (: کم از کم حد ، یعنی پے در پے تین دن) ،
● حدِ کثرت (: زیادہ سے زیادہ حد ، یعنی دس دن) ،

سے تجاوز نہ کرے (یعنی تین دن سے کم نہ ہو اور دس دن سے زیادہ نہ ہو) ،

■ اور (ضعیف صفات والے خون کو اس شرط کے ساتھ استحاضہ قرار دیا جائے گا جب) ضعیف (خون) اور خون سے پاک رہنے کے دن ، جنہیں ضعیف خون کے ساتھ ملایا جائے گا (کی مدت) **اَقلِّ طُهر** (یعنی دس دن) سے کم نہ ہو۔

[مثلاً کوئی عورت تین دن قوی صفات والا خون دیکھے اور آئندہ کے چار دنوں میں ضعیف صفات والا خون دیکھے اور پھر چار دنوں تک دیکھے گئے ضعیف صفات والے خون کو استحاضہ قرار نہیں دے سکتی کیونکہ ضعیف صفات والے خون اور پاکیزگی کے دنوں کی مجموعی تعداد آٹھ ہے جو **اقلِّ طُهر** یعنی دس دنوں سے کم ہے۔ لہٰذا ناچار ہے

کہ ضعیف صفات والے خون کو بھی حیض قرار دے ۔

اس طرح ، اس کے حیض کے دنوں کی مجموعی مقدار سات دن ہوجائے گی اور بعد میں دیکھے گئے قوی صفات والے خون کو حیض قرار نہیں دے سکتی کیونکہ دو حیضوں کے درمیان اقلِّ طُھر کا فاصلہ ہونا ضروری ہے ، جو اس مثال میں حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا یہ خون جو اگرچہ صفات میں قوی ہے ، استحاضہ قرار پائے گا]۔

اور (حیض کے خون کا) قوی ہونا عبارت ہے ـــــــ ، تین (صفات اور علامات) سے ،

(ان صفات کو ، صفاتِ حیض کہتے ہیں ، اگرچہ صفاتِ حیض ان تین سے زیادہ ہیں)۔

(پہلی صفت :) ـــــــ ، رنگ (ہے :)

پس سیاہ رنگ کا خون ، سُرخ رنگ کے خون کی نسبت قوی ہے۔

اور سرخ رنگ کا خون ، اشقر (یعنی زردی مائل ، سُرخ خون) کی نسبت قوی ہے۔

اور اشقر ، زرد رنگ کے خون کی نسبت قوی ہے۔

اور زرد رنگ کا خون ، اکدر (زرد مائل بہ سفید) کی نسبت قوی ہے۔

(دوسری صفت) ـــــــ ، بو (ہے :)

پس سخت بدبودار خون ، قوی ہے ، اُس خون کی نسبت :

- جو بے بو ہے ،
- اور (اُس سے بھی قوی ہے) جو نسبتاً کم بدبودار ہو۔

(تیسری صفت) ـــــــ ، قوام (یا کثافت یعنی خون کا گاڑھا پن ہے :)

پس گاڑھا خون ، پتلے خون سے قوی ہے۔

■ اور تین صفات کا حامل خون ـــــــ ، دو صفات کے حامل خون سے قوی ہے۔

■ اور دو صفات کا حامل خون ـــــــ ، ایک صفت کے حامل خون سے قوی ہے۔

■ اور ایک صفت کا حامل خون ـــــــ ، قوی ہے اُس خون کی نسبت جو کسی صفت کا حامل نہ ہو۔

اگر دو قسم کے خون کے صفات کی تعداد مساوی ہو ، اگرچہ یہ دونوں خون ـــــــ ، رنگ ، بو یا قوام کے اعتبار سے مختلف ہوں ،

[مثلاً : ایک سخت بدبودار ہے اور دوسرا قوی رنگ یعنی سیاہ رنگ کا حامل ہے تو اس صورت میں اگرچہ یہ دونوں خون اپنی صفات کے اعتبار سے دو قسم کے خون شمار ہوتے ہیں اور خون کا دو قسم کا ہونا ـــ، معیارِ تمییز بھی ہے لیکن اس کے باوجود اس صورت میں (حکمِ) تمییز حاصل نہیں ہوتا۔ لہٰذا ایسی عورت ذات التمییز نہیں کہلائے گی۔ ایسی عورت کا حکم بعد میں بیان کیا جائے گا کہ وہ اپنے خاندان کی عورتوں کی عادت کی طرف رجوع کرے یا ...]۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	تَأْخُذُهُ	هُ	التمییز	خون کو مختلف امتیازات/صفات کے ساتھ دیکھنے والی عورت ، ان امتیازات/صفات کو اختیار کرے گی
۲۔	حَدَّیْهِ	هِ	الحیض	قلت اور کثرت کے اعتبار سے حیض کی دو حدیں
۳۔	اِلَیْهِ	هِ	الضعیف	کمزور صفات والے خون کی طرف
٤۔	وَ اِنْ کَانَ	هُوَ	العدد	اگرچہ عدد

متن 107 :

اور (ذات التمییز کیلئے) تمییز کی طرف رجوع کرنے کا حکم ثابت ہے :

■ مبتدأۃ کیلئے ، دال کی کسرہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ تلفظ جائز ہے۔ اور یہ وہ عورت ہے جس کی عادت (وقت اور عدد کے اعتبار سے) قائم (Set) نہ ہوئی ہو :

● یا اس لیے کہ پہلی مرتبہ ہے کہ وہ خون دیکھ رہی ہے۔

● یا پہلے خون دیکھ چکی ہو اور بعد (کے مہینوں میں خون دیکھے) ، جبکہ خون ـــــ ، دنوں کی تعداد اور وقت کے اعتبار سے مختلف ہو۔

■ اور مضطربہ کیلئے ، اور یہ وہ عورت ہے جو اپنی عادت کو بھول گئی ہو (ایسی عورت کو ناسیہ بھی کہتے ہیں اور اس کی تین قسمیں ہیں :

- یہ کہ فقط) وقت (کو بھول گئی ہو)،
- (یا فقط) عدد (کو بھول گئی ہو)،
- یا (وقت اور عدد) دونوں کو (بھول گئی ہو، اور اس قسم کی عورت کو جو وقت اور عادت دونوں کو بھول چکی ہو ـــــ، متحیّرہ بھی کہتے ہیں)۔

اور کبھی تو مضطربہ کا اطلاق اس عورت پر ہوتا ہے ـــــ، جو اپنی عادت کو بھول گئی ہو؛

اور کبھی اس کا اطلاق اس عورت پر ہوتا ہے جسے چند ماہ مکرّر خون آئے مگر اُس کی عادت (وقت اور عدد کے اعتبار سے) معیّن نہ ہو پائے۔

اور اس بنا پر کہ بعض فقہاء (مثلاً محقق حلیؒ اور علامہ حلیؒ) نے مضطربہ کا اطلاق ایسی عورت پر بھی کیا ہے کہ چند ماہ خون دیکھنے کے باوجود جس کی عادت معیّن نہ ہو پائی ہو۔ لہٰذا مبتدأۃ کا اطلاق مخصوص ہوجائے گا، اُس عورت کیلئے جو خون کو پہلی مرتبہ دیکھے۔

اور (مضطربہ کے بارے میں) پہلی (اصطلاح)،

(یعنی یہ کہ مضطربہ کا اطلاق اس عورت پر ہوتا ہے جو اپنی عادت کو بھول جائے ـــ)،

زیادہ مشہور ہے،

(پس مبتدأۃ کا اطلاق مخصوص نہیں ہوگا اُس عورت کیلئے جو خون کو پہلی مرتبہ دیکھے، بلکہ اس میں وہ عورت بھی شامل ہوگی جس کی عادت مستقر (Set) نہ ہو)۔

اور (فقہاء کی) اختلافِ (نظر) کا فائدہ ـــــــ،

(اُن عورتوں کے بارے میں، جن کی عادتِ حیض، وقت اور عدد کے اعتبار سے معیّن نہ ہو پائی ہو)،

ـــــ، واضح ہوجاتا ہے ـــــ، مبتدأۃ کی دوسری قسم (یعنی وہ خواتین جن کی عادت معین نہ ہو پائی ہو) کے اپنے خاندان کی عورتوں کی طرف:

- رجوع کرنے میں ـــــ،
- یا رجوع نہ کرنے میں،

[جب یہ عورتیں اپنے خون میں تمییز نہ پائیں۔ اپنے خاندان کی عورتوں کی

طرف رجوع نہ کرسکنے کی صورت میں یہ عورتیں ، روایات کی طرف رجوع کریں گے تا کہ اپنا شرعی وظیفہ مشخّص کرسکیں۔

پس جو فقیہ، اس قسم کو جسے عادتِ معین حاصل نہ ہوئی ہو——— ، مبتدأة میں شمار کرے ، اُس کا فتویٰ یہ ہوگا کہ اگر ایسی عورت خون میں تـمییـز موجود نہ پائے تو اپنے رشتہ داروں کی طرف رجوع کرے گی۔ اور رشتہ داروں سے مایوسی کی صورت میں روایات میں بیان کئے گئے دستور پرعمل کرے گی۔

اور جو فقیہ اس قسم کو مضطربہ میں شمار کرے ، اُس کا فتویٰ یہ ہوگا کہ اگر ایسی عورت ،خون میں تـمییـز موجود نہ پائے تو رشتہ داروں کی طرف رجوع کرنے سے پہلے، روایات میں بیان کئے گئے دستور کی طرف رجوع کرے گی]۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنى
۱۔	وَ فَتْحِهَا	هَا	الدَّال	دال کی فتحہ کے ساتھ
۲۔	وَ هِيَ	هِيَ	المبتدأة	مبتدأة عورت
۳۔	لَهَا	هَا	من موصولة	جس عورت کیلئے
٤۔	لِابْتِدَآئِهَا	هَا	من موصولة	اس عورت کی (حیض کی) ابتداء کی وجہ سے
٥۔	اَوْ بَعْدَهُ	هٗ	الابتداء	یا ابتداء کے بعد
٦۔	مَعَ اخْتِلَافِهٖ	هٖ	دم الحيض	خونِ حیض کے مختلف ہونے کے ساتھ
۷۔	عَادَتَهَا	هَا	من موصولة	جو اپنی عادت (کا وقت/عدد بھول جائے)
۸۔	ذٰلِكَ	x	x	جو اپنی عادت بھول چکی ہو
۹۔	لَهَا	هَا	من موصولة	وہ عورت جسے
۱۰۔	عَلىٰ هٰذَا	x	x	اس بنا پر کہ مضطربہ کا اطلاق دوقسم کی عورتوں پر ہوتا ہے
۱۱۔	رَأَتْهُ	هٗ	دم الحيض	وہ عورت جو خون حیض کو (پہلی بار) دیکھے

۱۲۔	اَهْلِهَا	هَا		مبتدأۃ کی دوسری قسم والی عورت یعنی وہ عورت جس کی عادت مستقر نہ ہوئی ہو، کے رشتہ دار
۱۳۔	اَوْ عَدَمِهٖ	ہٖ	رجوع	یا رجوع نہ کرنا

متن 108 :

اگر وہ خون جو دس دن سے تجاوز کرجائے ، اُس میں تـمییز نہ پائی جائے ، یعنی وہ خون اپنے رنگ اور صفات (بو اور قوام) میں دو طرح کا نہ ہو بلکہ تمام کا تمام ایک رنگ اور صفات کا حامل ہو ـــــــــ ،

اور اگر رنگ اور صفات کے مختلف ہونے کی وجہ سے دو طرح کا ہو ،

(مثلاً چند دن کے لئے قوی ہو اور باقی دنوں میں ضعیف ہو) ،

لیکن شرائطِ تمییزِ حیض نہ رکھتا ہو ،

(یعنی یہ کہ قوی خون ، دس دن سے زیادہ نہ ہو اور تین دن سے کم نہ ہو اور ضعیف خون ، اقلِّ طُہر یعنی تین دن سے کم نہ ہو) ،

چنانچہ مثلاً قوی خون دس دن سے تجاوز کرجائے ـــــ ، ان دونوں صورتوں میں مبتدأۃ کا وظیفہ یہ ہے کہ :

- ماں اور باپ کی طرف سے رشتہ دار خواتین کی عادت ،
- یا فقط ماں ـــــ ،
- یا فقط باپ کی طرف سے رشتہ دار خواتین کی عادت کو ـــــ ،

حیض قرار دے گی ، اور عادت سے اضافی دنوں کو ـــــ ، استحاضہ قرار دے گی۔

مثلاً بہن ، پھوپھی اور خالہ ، کی بیٹیاں۔

(لیکن یہ اس صورت میں جب ان رشتہ داروں کی عادت ایک جیسی ہو) ؛

اور اگر ان کی عادت مختلف ہو ،

(مثلاً : والد کی طرف سے رشتہ دار خواتین کی عادت کچھ ہو اور والدہ کی طرف سے رشتہ دار خواتین کی عادت کچھ اور ہو تو) ،

اگرچہ ان کی اکثریت ایک جیسی عادت رکھتی ہوں ،

(تب بھی حق نہیں رکھتی کہ اکثریت کی عادت کو اختیار کرے۔ بلکہ اس صورت میں ضروری ہے کہ)،

اپنی ہم سِن خواتین کی عادتِ حیض کو معیار قرار دیتے ہوئے ، حیض قرار دے۔ اور اقران وہ عورتیں ہیں جو عرفاً ، عمر (یعنی سِن و سال) کے اعتبار سے اِس سے نزدیک ہوں۔

اور مصنفؒ نے اپنی تینوں کتابوں (یعنی بیان ، ذکریٰ اور دروس) میں ''ہم عمر اور رشتہ داروں'' خواتین کی عادت کی طرف رجوع کرنے کے سلسلہ میں ایک شرط کا اضافہ کیا ہے۔ اور وہ شرط :

'' ان سب کا ــــــــــــ ہم شہری ہونا ہے''۔

(اور فرمایا ہے کہ اُن رشتہ داروں اور ہم عمر خواتین کی عادت کو اختیار کیا جائے جو ہم شہری ہوں)،

کیونکہ شہروں کی آب و ہوا کے اختلاف کی وجہ سے مزاج بھی مختلف ہوجاتے ہیں۔

اور مصنفؒ نے اپنی کتاب ذکریٰ میں ایک اور شرط کا بھی اضافہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ :

''اگر رشتہ داروں کی عادت مختلف ہو تو اکثریت کی عادت کو اختیار کرتے ہوئے خود کو حائض قرار دے''۔

(لیکن کتابِ لمعہ میں مصنفؒ کی ظاہری عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اکثریت معتبر نہیں ہے۔ چنانچہ شارحؒ نے مصنفؒ کی عبارت کے بعد اس جملہ کا اضافہ کیا ہے کہ : وَ اِنْ غَلَبَ بَعْضُهُنَّ ، لیکن جو کچھ ذکریٰ میں بیان کیا ہے ، یعنی اکثریت کی طرف رجوع کرنا) ، وہ بہتر ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
١۔	شُرُوْطُهُ	هُ	تمییز	تمییز کی شرائط ، مثلاً خونِ قوی کا تجاوز نہ کرنا..
٢۔	اَوْ اَحَدِهِمَا	هُمَا	الطرفین	یا طرفین (یعنی ماں اور باپ کی طرف سے رشتہ داروں) میں سے کوئی ایک
٣۔	بَنَاتِهِنَّ	هُنَّ	☜	بہن ، پھوپھی اور خالہ کی بیٹیاں
٤۔	فَاِنِ اخْتَلَفْنَ	هُنَّ	اهل المبتدأة	مبتدأۃ کے خاندان کی عورتیں اختلاف رکھتی ہوں

۵۔	فَاَقْرَانُهَا	هَا	المبتدأة	مبتدأۃ کی ہم سن رہم عمر
٦۔	مَنْ قَارَبَهَا	هَا	المبتدأة	وہ عورتیں جو (عمر میں) مبتدأۃ سے قریب ہوں
۷۔	بِاخْتِلَافِهٖ	ہٖ	البلد	شہروں کے مختلف ہونے سے
۸۔	وَ هُوَ	هُوَ	الرجوع	اکثر کی طرف رجوع کا معتبر ہونا

متن 109 :

اور مصنفؒ نے ہم عمر خواتین کے سلسلہ میں یہ فرض کیا ہے کہ ممکن ہے وہ وجود نہ رکھتی ہوں ، جبکہ رشتہ دار خواتین کے سلسلہ میں اس بات (یعنی ان کے نہ ہونے) کو فرض نہیں کیا ،

(اور اس بات کو اگلے پیراگراف میں یہ کہہ کر بیان کیا ہے کہ : فَاِنْ فَقَدْنَ اَوِ اخْتَلَفْنَ)۔

کیونکہ ہم عمر خواتین میں یہ بات ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو ، لیکن رشتہ دار خواتین کے بارے میں یہ بات ممکن نہیں ہے کیونکہ کم از کم ماں تو ہوگی۔

(ہاں !) لیکن کبھی رشتہ داروں میں بھی یہ فرض کیا جاسکتا ہے کہ اُن میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو، حتیٰ کہ ماں بھی مرگئی ہو۔

اور یہ بات بھی فرض کی جاسکتی ہے کہ اُن کی عادت معلوم نہ ہو۔

لہٰذا مصنفؒ نے لمعہ کے علاوہ دیگر کتابوں میں ،'رشتہ داروں' اور 'ہم عمر' دونوں کے بارے میں:

- اُن کے موجود نہ ہونے ،
- یا اُن کی عادت کے مختلف ہونے ــــــــ کے فرض کو ذکر کیا ہے۔

پس اگر ہم سن و سال مفقود ہوں یا موجود ہوں تو ان کی عادت مختلف ہو ، تو ایسی خاتون کا وظیفہ، مضطربہ خاتون (جس کے خون میں تمییز نہ پائی جائے) کے وظیفہ جیسا ہے کہ : روایات میں بیان کئے گئے دستور کی طرف رجوع کرے اور روایات میں بیان کیا گیا دستور یہ ہے :

ہر دو مہینوں میں :

- ایک ماہ (میں) ــــــــ دس دن ،
- اور دوسرے ماہ (میں) ــــــــ تین دن ،

کو حیض قرار دے گی۔

اور اُسے اختیار ہے کہ دس دن اور تین میں سے جسے چاہے پہلے ماہ کیلئے اختیار کرلے۔ یعنی چاہے تو پہلے ماہ دس دن اور آئندہ ماہ تین دن کیلئے اپنے آپ کو حائض قرار دے اور چاہے تو پہلے ماہ تین دن اور آئندہ ماہ دس دن کیلئے اپنے آپ کو حائض قرار دے۔

● یا ہر ماہ، سات سات دنوں کو حیض قرار دے۔

(یعنی پہلے ماہ بھی سات دن کیلئے خود کو حائض قرار دے اور آئندہ ماہ بھی سات سات دن تک خود کو حائض قرار دے)،

● یا ہر ماہ چھ چھ دنوں کو حیض قرار دے۔

اور اسے اختیار ہے کہ ان (تین دستورات) میں سے جسے چاہے انتخاب کرلے۔

[یعنی چاہے تو:

● تین اور دس کو اختیار کرے (جن کا مجموعہ تیرہ (۱۳) دن ہوگا)،
● چاہے تو سات سات کو اختیار کرے (جن کا مجموعہ چودہ (۱۴) دن ہوگا)،
● اور چاہے تو چھ چھ کو اختیار کرے (کہ جن کا مجموعہ بارہ (۱۲) دن ہوگا]۔

اگرچہ اس کیلئے بہتر یہ ہے کہ (۱۲، ۱۳ اور ۱۴ میں سے) اُس عدد (والی روایت) کو اختیار کرے جو اُس کے مزاج کے موافق ہو۔ پس:

● گرم مزاج والی ــــــــ، سات سات کو اختیار کرے (جن کا مجموعہ ۱۴ دن ہوگا)،
● ٹھنڈے مزاج والی ــــــ، چھ چھ کو اختیار کرے (جن کا مجموعہ ۱۲ دن ہوگا)،
● متوسط مزاج والی ــــــ، تین اور دس کو اختیار کرے (جن کا مجموعہ ۱۳ دن ہوگا)،

اور اُسے اختیار ہے کہ اُس نے روایات میں سے جس عدد کو انتخاب کیا ہے، اُسے خون کے دنوں میں سے جہاں سے چاہے، قرار دے دے۔

(مثلاً: سات دن کے انتخاب کی صورت میں، اُسے اختیار ہے کہ جیسے ہی خون دیکھے، پہلے دن سے لے کر چوتھے دن تک کسی بھی دن کو حیض کا پہلا دن قرار دے سکتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر پہلے دن کو حیض قرار دے، تو ساتویں دن حیض تمام ہو جائے گا۔ اور اگر دوسرے دن کو حیض قرار دے تو حیض کی مدت آٹھویں دن تک

ہوگی۔ اور اگر تیسرے دن کو حیض کا ابتدائی دن قرار دے تو حیض کی مدت نویں دن تک ہوگی۔ اور اگر چوتھے دن کو حیض کا ابتدائی دن قرار دے تو حیض کی مدت دسویں دن تک ہوگی۔ لیکن اگر سات کے عدد کو اختیار کیا ہے تو پانچویں دن کو حیض کا ابتدائی دن قرار نہیں دے سکتی۔ کیونکہ اس صورت میں حیض کی مدت گیارہویں دن تک جا پہنچے گی، جبکہ حیض کی مدت دس دن سے زیادہ نہیں ہوتی)۔

اگرچہ اُس کیلئے بہتر یہ ہے کہ پہلے دن کو ہی حیض (کا ابتدائی دن) قرار دے دے۔ اور اگر وہ پہلے دن کو حیض کی ابتداء قرار دیتی ہے تو شوہر کو اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے،

(کہ وہ بیوی سے کہے کہ اُس نے دوسرے، تیسرے یا چوتھے دن کو حیض کی ابتداء قرار کیوں نہیں دیا؟)،

حیض کی ابتداء کا یہ اختیار عورت کو صرف پہلے ماہ میں ہے، جبکہ آئندہ مہینوں میں ضروری ہے کہ اُسی دن کو حیض کی ابتداء قرار دے جسے گذشتہ ماہ حیض کی ابتداء کیلئے انتخاب کیا تھا،

(مثلاً اگر پہلے ماہ روایات سے منتخب کردہ عدد کو پہلے ہی دن سے حیض قرار دیا ہو تو ضروری ہے کہ آئندہ مہینوں میں بھی پہلے ہی دن کو حیض کا ابتدائی دن قرار دے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لِإمْكَانِهِ	ہ	فقدان	فقدان کے امکان کی وجہ سے
۲۔	فِيْهِنَّ	هُنَّ	الاقران	ہم سن خواتین میں
۳۔	دُوْنَهُنَّ	هُنَّ	الاهل	رشتہ دار خواتین کے علاوہ
٤۔	بِمَوْتِهِنَّ	هُنَّ	الاهل	رشتہ دار خواتین کی فوت کرجانے کی وجہ سے
٥۔	بِعَادَتِهِنَّ	هُنَّ	الاهل	فوت شدہ رشتہ دار خواتین کی عادت (کا مبتدأۃ کو علم نہ ہو کی وجہ) سے
٦۔	فِيْ غَيْرِهِ	ہ	لمعة	لمعہ کے علاوہ دوسری کتاب میں
۷۔	فِيْهِمَا	هُمَا	الاقران + الاهل	ہم سن اور رشتہ دار خواتین میں

۸۔	وَ هِيَ	هِيَ	الروايات	وہ روایات یہ (حکم بیان کرتی) ہیں
۹۔	مِنهُمَا	هُمَا	عشرة + ثلاثة	(ہر دو ماہ میں) دس اور تین دنوں میں سے
۱۰۔	فِيْ ذٰلِکَ	x	x	مختلف روایات میں
۱۱۔	لَهَا	هَا	المبتدأة	مبتدأۃ کیلئے
۱۲۔	مِزَاجِهَا	هَا	المبتدأة	مبتدأۃ کے مزاج
۱۳۔	مِنهَا	هَا	الروايات	روایات میں سے
۱٤۔	مَا اخْتَارَتْهُ	هُ	ما الموصولة	مبتدأۃ (روایت میں سے جس عدد) کو اختیار کرے
۱۵۔	فِيْ ذٰلِکَ	x	x	مبتدأۃ کے کسی دن کو حیض کا پہلا دن قرار دینے میں
۱٦۔	هٰذَا	x	x	مبتدأۃ کا کسی دن کو حیض کا پہلا دن قرار دینے کا اختیار
۱۷۔	مَا بَعْدَهُ	هُ	الشهر الاول	پہلے مہینے کے بعد (کے مہینوں میں)
۱۸۔	يُوَافِقُهُ	هُ	ما الموصولة	وہ جو وقت کے اعتبار سے موافقت رکھتا ہو، پہلے ماہ میں اختیار کیے گئے دنوں سے

متن 110 :

(اور مضطربہ عورت کا روایات میں سے کسی ایک روایت پر عمل کرنا، اور اُسے یہ اختیار حاصل ہونا کہ وہ روایات سے منتخب عدد کو خون کے دنوں میں، کہیں سے بھی حیض کی ابتداء قرار دے سکتی ہے)،

یہ حکم مضطربہ (کی اُس قسم) کیلئے ہے جو وقت اور عدد دونوں کو بھول چکی ہو۔

لیکن اگر مضطربہ عورت، ان دو میں سے صرف ایک چیز کو بھولی ہو (مثلاً یا:

- فقط عدد کو بھولی ہو،
- یا فقط وقت کو بھولی ہو)،

تو اگر جسے بھولی ہو، وہ وقت ہو،

(یعنی نہ جانتی ہو کہ گذشتہ مہینوں کے کن دنوں میں حائض رہی تھی لیکن یہ جانتی ہو کہ حیض کے دنوں کی تعداد مثلاً سات دن تھی تو ایسی صورت میں اس سات کے)،

عدد کو روایات (میں بیان کیے گئے عدد) کی مانند اختیار کرے گی،

[اور حیض قرار دے گی۔ اور خون دیکھنے کے دنوں میں سے، جہاں سے چاہے حیض کی ابتداء قرار دے سکتی ہے، پہلی قسم کی مضطربہ عورت کی مانند، جو وقت اور عدد دونوں کو بھول چکی تھی، اور اختیار رکھتی تھی کہ روایات سے اخذ کیے گئے عدد کو خون دیکھنے کے دنوں میں جہاں سے چاہے، قرار دے دے]۔

یا (اگر جسے بھولی ہو وہ وقت کی بجائے) عدد ہو ــــــــ،

[لیکن وقت کو اجمالاً جانتی ہو۔ مثلاً اجمالاً جانتی ہو کہ گذشتہ ماہ کی آٹھ تاریخ کو وہ حائض تھی۔ اور اس کی بھی تین صورتیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً اجمالاً جانتی ہو کہ:

- گذشتہ ماہ کی آٹھ تاریخ ــــــــ، حیض کا پہلا دن تھا۔
- یا گذشتہ ماہ کی آٹھ تاریخ ــــــــ، حیض کا درمیانی دن تھا۔
- یا گذشتہ ماہ کی آٹھ تاریخ ــــــــ، حیض کا آخری دن تھا۔

چنانچہ تمام صورتوں میں ایسی عورت کا وظیفہ یہ ہے کہ وہ]،

ــــ، اُس (وقت یعنی تاریخ) کو حیض قرار دے، جس کا (حیض ہونا) یقینی ہو (خواہ وہ معیّن وقت):

- (حیض کا) اوّل (یعنی پہلا دن) ہو،
- (حیض کا) آخر (یعنی آخری دن) ہو،
- یا (حیض کے) اول و آخر کا درمیان ہو (یعنی حیض کا درمیانی دن ہو)،

اور ــــ،

(یہ تو ہوا حیض کا ایک دن اور چونکہ حیض تین دن سے کم نہیں ہوا کرتا، لہٰذا حیض کے) اس پہلے دن کی تکمیل کرے گی، روایتوں (میں بیان کئے گئے تین عدد) میں سے کسی ایک (عدد) کے ذریعہ سے، اور یہ تکمیل اس طرح ہونا چاہیے، جو روایت میں بیان کئے گئے عدد کے مطابق ہو، [اور اس طرح نہ ہو کہ روایت میں بیان کئے گئے عدد سے زیادہ ہوجائے۔ اس تکمیل

کی وضاحت یہ ہے کہ :]

● اگر اسے حیض کا پہلا دن یاد آجائے ـــــــ ، تو ضروری ہے کہ اُس ایک دن کی، دو دن کا اضافہ کرکے تکمیل کرے۔ چنانچہ یہ تین دن یقینی طور پر ایامِ حیض ہیں۔ اور اس کے بعد روایات کی طرف رجوع کرے اور ایامِ حیض کی روایات میں بیان کئے گئے عدد کے ذریعہ تکمیل کرے۔

● یا اگر اُسے حیض کا آخری دن یاد آجائے ـــــــ ،

(تو اُس دن کو حیض قرار دے گی اور اِس دن کی تکمیل کرے گی ، اُس سے پہلے والے دو دنوں کو اُس دن کے ساتھ ملا کر۔ چنانچہ) ،

اُس دن سے پہلے والے اِن دو دنوں میں یقینی طور پر حائض رہی ہوگی ،

(یہ تو ہوئی پہلی تکمیل ـــ ، دوسری تکمیل کے طور پر)

اِن دو (دنوں) سے پہلے (جتنے دن حائض قرار پائے گی ، اسے) روایت (میں بیان کیے گئے عدد) سے تمام (یعنی مکمل) کرے گی۔

(مثلاً اگر جانتی ہو کہ ہمیشہ حیض کا آخری دن مہینے کی دس تاریخ ہوتی ہے۔ تو اس عورت کا فرض یہ ہے کہ دسویں دن کو تو حیض قرار دے گی ہے ، اس سے پہلے کے دو دن یعنی نویں اور آٹھویں تاریخ کو بھی حیض قرار دے گی۔ اس کے بعد اگر چاہے کہ سات سات والی روایت پر عمل کرے تو ساتویں ، چھٹی، پانچویں اور چوتھی تاریخ کو بھی حیض قرار دے گی) ۔

● یا اگر اُسے حیض کا درمیانی دن یاد آجائے ـــــــ ، مثلاً اُسے یاد آجائے کہ مہینے کی پانچویں تاریخ ، حیض کا درمیانی دن تھا ، جسے دو متساوی دنوں نے گھیرے میں لیا ہوا ہو ،

(یعنی اگر اِس دن سے پہلے تین دن حائض تھی تو اس دن کے بعد بھی تین دن حائض رہی ہوگی ـــــــ ، اور اُسے یاد ہو کہ یہ درمیانی دن) ،

ایک ہی دن تھا ، تو اس کا وظیفہ یہ ہے کہ اُس ایک دن کو دو دنوں کے گھیرے میں لے لے گی ،

(یعنی اُس دن سے پہلے اور اُس دن کے بعد ایک ایک دن کا اضافہ کر دے گی تا کہ تین دن کی تکمیل ہوجائے ، کیونکہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہوتی ہے اور

دوسری تکمیل کے طور پر) ،

(سات) سات کی روایت کو اختیار کرے گی تا کہ وسطِ حقیقی حاصل ہوجائے ،

(پس ان تین دنوں کے ساتھ چار دنوں کا اضافہ کرے گی یعنی دو دن ان تین دنوں سے پہلے اور دو دن ان تین دنوں کے بعد کو حیض قرار دے گی جن کا مجموعہ سات دن ہوگا)۔

● یا اگر اُسے یاد آجائے کہ حیض کا وسط ــــــ ، دو دن تھے۔تو اس کا وظیفہ یہ ہے کہ اِن دو دنوں کو گھیرے میں لے گی ــــ ، ان دو دنوں کی مثل کے ساتھ،

(یعنی دو دنوں میں دو مزید دنوں کا اضافہ کرے گی اس طرح کہ ان دو دنوں سے پہلے ایک دن اور ان دو دنوں کے بعد ایک دن ، خود کو حائض قرار دے گی۔ کیونکہ وسط کا لازمہ یہ ہے کم از کم ان دو دنوں سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد ، حائض رہی ہوگی) ،

پس چار دن یقینی طور پر حائض رہی ہوگی اور (تکمیلِ دوم کے طور پر چھ) چھ (دنوں) والی روایت اختیار کرے گی۔ چنانچہ قرار دے گی (چار) یقینی دنوں سے پہلے ایک دن کو اور (ان چار یقینی دنوں کے) بعد ایک دن کو (کہ جن کا مجموعہ چھ دن ہوگا)۔

● یا اُسے یاد آجائے کہ وسط ــــ ، اثنا کے معنی میں تھا مطلقاً ،

(یعنی خواہ وسط حقیقی ہو یا غیر حقیقی۔ مثلاً اگر اُسے یاد ہو کہ گذشتہ ماہ کی پانچ تاریخ اُس کے حیض کا درمیانی دن تھا۔ لیکن یہ نہ جانتی ہو کہ یہ پانچواں دن حقیقی طور پر درمیانی دن تھا کہ جس کی دونوں طرف برابر ہوں ــــــ ، یا غیر حقیقی تھا)۔

ایسی صورت میں اُس کا وظیفہ یہ ہے کہ اُس دن کو دو دنوں کے گھیرے میں دے گی ،

(یعنی اس دن سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد میں ، کل تین دن ، اپنے آپ کو حائض قرار دے گی) ،

یقینی طور پر (اور تکمیلِ دوم کے طور پر ان تین دنوں کی) ــــ ، روایات میں سے کسی ایک کے ساتھ تکمیل کرے۔

(اور فرق نہیں ہے کہ تکمیل کرنے والے دنوں کو ان تین دنوں سے) پہلے قرار دے یا ان تین

دنوں کے بعد قرار دے۔ یا کچھ دنوں کو ان تین دنوں سے پہلے قرار دے اور باقی دنوں کو ان تین دنوں کے بعد قرار دے ،

[مثلاً اگر سات دن کی روایت کو منتخب کرتی ہے تو یہ بھی کرسکتی ہے کہ چار دنوں کو ان تین یقینی دنوں سے پہلے قرار دے ، اور یہ بھی کرسکتی ہے کہ ان چار دنوں کو ان تین یقینی دنوں کے بعد قرار دے۔ اور یہ بھی کرسکتی ہے کہ دو دنوں کو ان تین یقینی دنوں سے پہلے قرار دے اور دو دنوں کو ان کے بعد قرار دے۔ یا ایک دن کو ان تین یقینی دنوں سے پہلے قرار دے اور باقی تین دنوں کو ان تین یقینی دنوں کے بعد قرار دے وجہ یہ ہے کہ ،'وسط'ـــــــ ، وسطِ حقیقی نہیں ہے ، بلکہ غیر حقیقی ہے۔ اور وسط کے غیر حقیقی ہونے کی صورت میں چھ والی روایت کو بھی انتخاب کیا جاسکتا ہے اور سات والی روایت کو بھی۔ خواہ یہ غیر حقیقی وسط ، ایک دن ہو یا دو دن۔

وسطِ حقیقی میں یہ فرق تھا کہ اگر وسط ایک دن ہوتو واجب تھا کہ سات والی روایت کو اختیار کرے ، اور اگر وسط دو دن ہوتو واجب تھا کہ چھ والی روایت کو اختیار کرے۔ تا کہ عدد کی دونوں طرفیں مساوی ہوں۔لیکن وسط کے غیر حقیقی ہونے میں]،

ایک دن یا ایک سے زیادہ دنوں کے یقین رکھنے میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا ،

[کیونکہ وسط کے غیر حقیقی ہونے کی صورت میں عدد کا زوج اور طاق ہونا کوئی تاثیر نہیں رکھتا۔ پس وسط کے غیر حقیقی ہونے کی صورت میں خواہ وہ ایک دن ہو یا دو دن، دونوں صورتوں میں چھ چھ اور سات سات والی روایت کو اختیار کیا جاسکتا ہے]۔

اور اگر فی الجملہ (یعنی اجمالاً) اُسے ایک عدد یاد آجائے ،

(مثلاً اُسے یاد آئے کہ گذشتہ ماہ دو دن پانچویں اور چھٹی تاریخ کو حائض تھی لیکن نہ جانتی ہو کہ یہ دو دن عادت کے ابتدائی دن تھے ، وسط کے دن تھے یا آخری دن تھے، تو اس صورت میں اس کا وظیفہ یہ ہے کہ) ،

بس اسی عدد (مثلاً دو دن) کو (حیض قرار دے ، کہ ان دو دنوں میں) یقینی طور پر (حائض رہی ہوگی۔ چنانچہ) روایات میں سے کسی ایک روایت سے (اس عدد) کی تکمیل کرے ،

(کیونکہ حیض کی مدت ایک یا دو دن تو نہیں ہوتی۔ اور کوئی فرق نہیں ہے کہ یقینی عدد یعنی دنوں کی تکمیل کی خاطر، اضافی دنوں کو یقینی دنوں سے) ،

پہلے قرار دے یا ان کے بعد قرار دے یا کچھ دنوں کو یقینی عدد سے پہلے قرار دے اور کچھ دنوں کو اس عدد کے بعد قرار دے۔

(شارح فرماتے ہیں کہ) ہمارے نزدیک (کسی بھی قسم کی مضطربہ عورت کیلئے) واجب نہیں ہے کہ احتیاط کے طور پر حائض عورت اور مستحاضہ عورت کی تکلیفوں (یعنی شرعی وظیفوں) کو ملا کر عمل کرے ،

[یعنی حائض پر جو چیزیں حرام ہیں ، اُن سے پرہیز کرے اور مستحاضہ عورت پر جو چیزیں واجب ہیں ، اُن پر عمل کرے۔ جیسا کہ شیخ طوسیؒ کا فتویٰ تھا کہ :

وہ مضطربہ عورت جو صرف اپنی عادت کے وقت کو بھولی ہو ، اُس پر واجب ہے کہ خون دیکھنے کے تمام دنوں میں حائض عورت کے وظیفہ پر عمل کرتے ہوئے مسجد میں داخل نہ ہو ، قرآن کو نہ چھوئے وغیرہ وغیرہ ـــــــ ، اور مستحاضہ عورت کے وظیفہ پر عمل کرتے ہوئے عبادت کیلئے غسل بھی انجام دے اور وضو بھی۔

اور وہ مضطربہ عورت جو صرف اپنی عادت کے دنوں کو بھولی ہو ، اُس پر واجب ہے کہ وہ اس احتیاط پر خون دیکھنے کے تین دن گذرنے کے بعد سے عمل کرے]۔

اور (اگرچہ اس احتیاط پر عمل کرنا ہمارے نزدیک واجب نہیں ہے لیکن اگر کوئی مائل ہو تو اس کیلئے) اس احتیاط پر عمل کرنا جائز ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ هٰذَا	x	x	روایات میں سے کسی پر عمل کرنے کا اختیار
۲۔	اَحَدَهُمَا	هُمَا	وقت + عدد	وقت اور عدد میں سے کسی ایک کو
۳۔	فَاِنْ كَانَ	هُوَ	المنسی	پس اگر جسے بھولی ہو وہ ... ہو تو
٤۔	بَيْنَهُمَا	هُمَا	اول + آخر	اول اور آخر کے درمیان
٥۔	اَكْمَلَتْهُ	هٗ	ما تیقن من الوقت	وقتِ متیقن (جس کا یقین ہو) کی تکمیل کریگی

٦۔	اَوَّلَهُ	هٗ	الوقت	حیض کا پہلا دن
٧۔	اَکْمَلَتْهُ	هٗ	الاول	مضطربہ عورت ، اس ایک دن کی تکمیل کریگی
٨۔	وَ اَکْمَلَتْهُ	هٗ	ثلاثة متيقنة	تین یقینی دنوں کی تکمیل کریگی (روایات سے)
٩۔	اَوْ آخِرَهُ	هٗ	الوقت	او ذكرت آخر الوقت من الحيض یعنی یا اسے حیض کا آخری دن یاد آجائے
١٠۔	قَبْلَهُ	هٗ	الآخر	اس آخری دن سے پہلے (کے دو دن)
١١۔	وَ قَبْلَهُمَا	هُمَا	يومين	دو دنوں سے پہلے (کے دنوں کی تکمیل کریگی)
١٢۔	اَوْ وَسَطَهُ	هٗ	الوقت	او ذكرت وسط الوقت من الحيض یعنی یا اسے حیض کا درمیانی دن یاد آجائے
١٣۔	وَ اَنَّهُ يَوْمٌ	هٗ	الوسط	وہ وسط یا درمیانی دن ایک دن ہے (جسے...)
١٤۔	حَفَّتْهُ	هی+ هٗ	مضطربة العدد + الوسط	عدد کے اعتبار سے مضطرب عورت گھیرے میں لے لیگی اس وسط کو (دو دن کے ذریعہ)
١٥۔	لِتُطَابِقَ	هِیَ	رواية السبعة	تاکہ سات والی روایت مطابقت پیدا کرلے
١٦۔	اَوْ يَوْمَانِ	x	x	یا وہ وسط ، دو دن ہوں گے
١٧۔	حَفَّتْهُمَا	هُمَا	يومان	مضطربة العدد ان دو دنوں کو گھیرے میں لیگی
١٨۔	بِمِثْلِهِمَا	هُمَا	يومان	ان دو دنوں کی مثل یعنی دو مزید دنوں سے
١٩۔	وَ بَعْدَهُ	هٗ	المتيقن	یقینی دن (سے پہلے اور اس) کے بعد
٢٠۔	هُنَا	x	x	جب وسط اثناء کے معنی میں ہو
٢١۔	فَهُوَ	هُوَ	عدد	وہ عدد
٢٢۔	قَبْلَهُ اَوْ بَعْدَهُ	هٗ	متيقن	(تکمیل) یقینی دن سے پہلے ہو یا اس کے بعد
٢٣۔	لَهَا	هَا	مضطربة	مضطربہ عورت کیلئے
٢٤۔	فِعْلُهُ	هٗ	احتياط	احتیاط پر عمل کرنا

(حائض پر حرام، مکروہ اور مستحب کام)

متن 111 :

﴿ **وَ يَحْرُمُ عَلَيْهَا** ﴾ اَیْ عَلَى الْحَآئِضِ مُطْلَقاً :

- ﴿ **الصَّلَاةُ** ﴾ وَاجِبَةً وَ مَنْدُوْبَةً ،
- ﴿ **وَالصَّوْمُ ، وَ تَقْضِيْهِ** ﴾ دُوْنَهَا ،

وَالْفَارِقُ ـــــ النَّصُّ ، لَامَشَقَّتُهَا بِتَكَرُّرِهَا ـــــ وَ لَا غَيْرُ ذٰلِكَ .

﴿ **وَالطَّوَافُ** ﴾ الْوَاجِبُ وَالْمَنْدُوْبُ ،

وَ اِنْ لَّمْ يُشْتَرَطْ فِيْهِ الطَّهَارَةُ لِتَحْرِيْمِ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ مُطْلَقاً عَلَيْهَا .

﴿ **وَ مَسُّ** ﴾ كِتَابَةِ ﴿ **الْقُرْآنِ** ﴾ ،

وَ فِیْ مَعْنَاهُ :

- اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰی ،
- وَ اَسْمَآءُ الْاَنْبِيَآءِ ،
- وَالْاَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ـــــ كَمَا تَقَدَّمَ .

﴿ **وَ يُكْرَهُ حَمْلُهُ** ﴾ وَ لَوْ بِالْعَلَاقَةِ ﴿ **وَ لَمْسُ هَامِشِهٖ** ﴾ وَ بَيْنَ سُطُوْرِهٖ ﴿ **كَالْجُنُبِ** ﴾ .

متن 112 :

﴿ **وَ يَحْرُمُ** ﴾ عَلَيْهَا ﴿ **اللَّبْثُ فِی الْمَسَاجِدِ** ﴾ غَيْرِ الْحَرَمَيْنِ ،

وَ فِيْهِمَا ـــــ يَحْرُمُ الدُّخُوْلُ مُطْلَقاً، كَمَا مَرَّ ،

وَ كَذَا يَحْرُمُ عَلَيْهَا ـــــ وَضْعُ شَیْءٍ فِيْهَا كَالْجُنُبِ ،

﴿ **وَ قِرَآءَةُ الْعَزَائِمِ** ﴾ وَ اَبْعَاضِهَا ،

﴿ وَ طَلَاقُهَا ﴾ مَعَ حُضُوْرِ الزَّوْجِ اَوْ حُكْمِهٖ، وَ دُخُـوْلِهٖ بِهَا وَ كَوْنِهَا حَايِلاً ، وَ اِلَّا صَحَّ .

وَ اِنَّـمَـا اَطْلَقَ لِتَحْرِيْمِهٖ فِى الْجُمْلَةِ ، وَ مَحَلُّ التَّفْصِيْلِ بَابُ الطَّلَاقِ ، وَ اِنِ اعْتِيْدَ هُنَا اِجْمَالاً .

متن 113 :

﴿ **وَ وَطْؤُهَا قُبُلاً عَامِداً عَالِماً ، فَتَجِبُ الْكَفَّارَةُ** ﴾ لَوْ فَعَلَ ،

﴿ **احْتِيَاطاً** ﴾ لَا وُجُوْباً عَلَى الْاَقْوىٰ ، وَ لَا كَفَّارَةَ عَلَيْهَا مُطْلَقاً .

وَ الْكَفَّارَةُ :

﴿ **بِدِيْنَارٍ** ﴾ اَىْ مِثْقَالِ ذَهَبٍ خَالِصٍ مَضْرُوْبٍ، ﴿**فِى الثُّلُثِ الْاَوَّلِ** ،

ثُمَّ : "نِصْفِهٖ" ــــــــــــــــــــ فِى الثُّلُثِ الثَّانِىْ ،

ثُمَّ : "رُبُعِهٖ" ــــــــــــــــــــ فِى الثُّلُثِ الْاَخِيْرِ ﴾

وَ يَخْتَلِفُ ذٰلِكَ :

- بِاخْتِلَافِ الْعَادَةِ ،
- وَ مَا فِىْ حُكْمِهَا ــــــــ مِنَ التَّمَيُّزِ وَالرِّوَايَاتِ ،

فَالْاَوَّلَانِ ــــــــــــ اَوَّلٌ ، لِذَاتِ السِّتَّةِ .

وَالْوَسَطَانِ ــــــــــــ وَسَطٌ .

وَالْاَخِيْرَانِ ــــــــــــ آخِرٌ ــــــ وَ هٰكَذَا .

وَ مَصْرَفُهَا ــــــــ مُسْتَحَقُّ الْكَفَّارَةِ ، وَ لَا يُعْتَبَرُ فِيْهِ ــــــ التَّعَدُّدُ .

متن 114 :

﴿ **وَ يُكْرَهُ لَهَا : قَرَآءَةُ بَاقِى الْقُرْآنِ** ﴾ غَيْرِ الْعَزَآئِمِ مِنْ غَيْرِ اسْتِثْنَآءٍ لِلسَّبْعِ

﴿ وَ كَذَا ﴾ يُكْرَهُ لَهُ :

﴿ الْاِسْتِمْتَاعُ بِغَيْرِ الْقُبُلِ ﴾ مِمَّا بَيْنَ السُّرَّةِ وَ الرُّكْبَةِ ،

وَ يُكْرَهُ لَهَا ـــــ اِعَانَتُهُ عَلَيْهِ ، اِلَّا اَنْ يَّطْلُبَهٗ ـــــ فَتَنْتَفِي الْكَرَاهَةُ عَنْهَا:

- لِوُجُوْبِ الْاِجَابَةِ .

وَ يَظْهَرُ مِنَ الْعِبَارَةِ ـــــــــ كَرَاهَةُ الْاِسْتِمْتَاعِ بِغَيْرِ الْقُبُلِ مُطْلَقاً ،

وَالْمَعْرُوْفُ ـــــــ مَا ذَكَرْنَاهُ .

متن 115 :

﴿ وَ يُسْتَحَبُّ ﴾ لَهَا :

﴿ الْجُلُوْسُ فِيْ مُصَلَّاهَا ﴾ اِنْ كَانَ لَهَا مَحَلٌّ ، مُعَدٌّ لَهَا ، وَ اِلَّا فَحَيْثُ شَآءَ تْ

﴿ بَعْدَ الْوُضُوْءِ ﴾ الْمَنْوِيِّ بِهٖ ـــــــ التَّقَرُّبُ ، دُوْنَ الْاِسْتِبَاحَةِ .

﴿ وَ تَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى بِقَدْرِ الصَّلَاةِ ﴾ لِبَقَآءِ التَّمْرِيْنِ عَلَى الْعِبَادَةِ ، فَاِنَّ الْخَيْرَ عَادَةٌ .

﴿ وَ يُكْرَهُ لَهَا : الْخِضَابُ ﴾ بِالْحِنَّآءِ وَ غَيْرِهٖ كَالْجُنُبِ ،

متن 116 :

﴿ وَ تَتْرُكُ ذَاتُ الْعَادَةِ ﴾ الْمُسْتَقِرَّةِ ـــــ ،

- وَقْتاً وَ عَدَداً ،
- اَوْ وَقْتاً ـــــ خَاصَّةً ،

﴿ الْعِبَادَةَ ﴾ الْمَشْرُوْطَةَ بِالطَّهَارَةِ ـــــــ ﴿ بِرُؤْيَةِ الدَّمِ ﴾ .

اَمَّا ذَاتُ الْعَادَةِ الْعَدَدِيَّةِ خَاصَّةً ، فَهِيَ كَالْمُضْطَرِبَةِ فِيْ ذٰلِكَ كَمَا سَلَفَ ،

﴿ وَ غَيْرُهَا ﴾ مِنَ الْمُبْتَدِأَةِ وَالْمُضْطَرِبَةِ ـــــ ﴿ بَعْدَ ثَلَاثَةِ ﴾ اَيَّامٍ اِحْتِيَاطاً ،

وَالْاَقْوٰى: جَوَازُ تَرْكِهِمَا بِرُؤْيَتِهٖ اَيْضاً ـــــــ خُصُوْصاً اِذَا ظَنَّتَاهُ حَيْضاً ،

وَ هُوَ اخْتِيَارُهُ فِي الذِّكْرىٰ ،

وَاقْتَصَرَ فِي الْكِتَابَيْنِ ـــ عَلَى الْجَوَازِ مَعَ ظَنِّهِ خَاصَّةً .

متن 117 :

﴿ وَ يُكْرَهُ وَطْؤُهَا ﴾ قُبُلاً ﴿ بَعْدَ الْإِنْقِطَاعِ قَبْلَ الْغُسْلِ عَلَى الْأَظْهَرِ ﴾ ،

خِلَافاً لِلصَّدُوقِ ـــــــ حَيْثُ حَرَّمَهُ ،

وَ مُسْتَنَدُ الْقَوْلَيْنِ ـــــــ الْأَخْبَارُ الْمُخْتَلَفَةُ ـــــ ظَاهِراً ،

وَالْحَمْلُ عَلَى الْكَرَاهَةِ ـــــ طَرِيقُ الْجَمْعِ ،

وَالْآيَةُ ظَاهِرَةٌ فِي التَّحْرِيمِ ـــــ قَابِلَةٌ لِلتَّأْوِيلِ .

﴿ وَ تَقْضِيْ كُلَّ صَلاَةٍ ، تَمَكَّنَتْ مِنْ فِعْلِهَا ، قَبْلَهُ ﴾ ـــــــ ،

بِأَنْ مَّضىٰ مِنْ أَوَّلِ الْوَقْتِ :

- مِقْدَارُ فِعْلِهَا ،
- وَ فِعْلِ مَا يُعْتَبَرُ فِيهَا ـــــ مِمَّا لَيْسَ بِحَاصِلٍ لَهَا ،

ـــــــ ، طَاهِرَةً .

﴿أَوْ فِعْلِ رَكْعَةٍ مَعَ الطَّهَارَةِ ﴾ وَ غَيْرِهَا مِنَ الشَّرَآئِطِ الْمَفْقُوْدَةِ ﴿ بَعْدَهُ ﴾ .

(حائض پر حرام، مکروہ اور مستحب کام)

متن 111 :

اور حرام ہے اُس پر یعنی حائض عورت پر مطلقاً :

[یعنی خواہ :

- صاحب عادت ہو ،
- مضطربہ ہو یا مبتدأۃ ـــــــــ، خون دیکھنے والے دنوں میں] ،

[1] واجب اور مستحب نماز کا پڑھنا۔

اور (اسی طرح حرام ہے اُس پر) :

[2] روزہ (رکھنا)۔

(واضح رہے کہ یہ حرمت ذاتی نہیں بلکہ تشریعی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اگر حائض عورت وہ عبادتیں جن میں طہارت شرط ہے ، حیض کی حالت میں بجا لانا چاہے ، انہیں شریعت میں جائز سمجھتے ہوئے، جیسا کہ حیض سے پہلے بجا لاتی رہی ہے تو یہ شریعت میں دخل اندازی کے زمرہ میں آئے گا جو یقیناً حرام ہے)۔

اور (حیض کے جتنے دن روزہ رکھنے سے محروم رہی ہے) اُن (دنوں کے روزے) کی قضا کرے گی (پاکی کے دنوں میں) سوائے نماز کے (کہ جس کی قضا واجب نہیں ہے)۔

اور (روزہ اور نماز میں اس فرق کی کوئی وجہ اور فلسفہ بیان نہیں کیا گیا۔ دونوں میں) فرق پیدا کرنے والی چیز صرف روایت ہے۔

- نہ (اس لیے) کہ (چونکہ) نماز کی قضا سخت (تھی ، لہٰذا نماز کی قضا معاف ہے)
- اور نہ (اس کے علاوہ) کسی اور وجہ سے (نماز کی قضا معاف کی گئی ہے کہ ہم اپنے ذہن سے دلیلیں گھڑتے پھریں)۔

[3] اور (نیز حائض عورت پر حرام ہے خدا کے گھر کا) واجب یا مستحب طواف کرنا۔

(اور اگر کوئی کہے کہ واجب طواف میں چونکہ طہارت واجب ہے لہٰذا طواف کا حرام

ہونا سمجھ میں آتا ہے۔ لیکن) ،

مستحب طواف میں (تو) طہارت شرط نہیں ہے ،

(پس اسے حرام نہیں ہونا چاہیے۔ جواب یہ ہے کہ ٹھیک ہے کہ مستحب طواف میں طہارت شرط نہیں ہے لیکن طواف کے لیے مسجد الحرام میں داخل ہونا تو شرط ہے) ،

اور حائض عورت کا مسجد (الحرام) میں داخل ہونا مطلقاً حرام ہے ،

[یعنی خواہ :

- توقف کیلئے ، مسجد میں داخل ہو ،
- یا توقف کے بغیر ، مسجد سے عبور کرنا مقصود ہو ، کیونکہ یہ بھی حرام ہے]۔

[4] اور (نیز حائض عورت پر حرام ہے) قرآن کا چھونا ، اور قرآن کے معنی (حکم) میں ہے :

- اللہ تعالیٰ کا نام ،
- اور (تمام) انبیاء علیہم السلام (کے نام) ،
- اور ائمہ علیہم السلام کے اسماءِ (گرامی) ،

جیسا کہ (اس کی تفصیل ، جنابت کی بحث میں) گذر چکی ہے (انہیں ہاتھ لگانا جنب شخص پر بھی حرام ہے)۔

اور (حائض عورت کا قرآن کو) اٹھانا مکروہ ہے اگرچہ (یہ اٹھانا ، قرآن کو مثلاً گلے میں) آویزاں کرنے کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو ،

(لیکن یہ کراہت اس وقت ہے جب اٹھانے اور آویزاں کرنے کی وجہ سے قرآن کے حروف کو مس کرنا لازم نہ آئے اور اگر مس کرنا لازم آئے تو یہ اٹھانا اور آویزاں کرنا حرام ہوگا) ،

اور (اسی طرح) قرآن کے حاشیہ اور اس کی سطروں کے درمیان (خالی جگہوں) کو چھونا ،

(بھی مکروہ ہے۔ جیسا کہ جنب شخص پر بھی قرآن اٹھائے پھرنا اور اس کے حاشیہ اور سطروں کے درمیان خالی جگہوں کو چھونا مکروہ ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ تَقْضِيْهِ	هِ	حائض + الصوم	حائض عورت ، دورانِ حیض چھوٹ جانے والے روزوں کی قضا کریگی
۲۔	دُوْنَهَا	هَا	الصلاة	نماز کے علاوہ (یعنی نماز کی قضا معاف ہے)
۳۔	لَا مَشَقَّتُهَا	هَا	الصلاة	(معافی کی وجہ) نماز کی مشقت نہیں ہے
٤۔	بِتَكَرُّرِهَا	هَا	الصلاة	نماز کے مکرر ہونے کی وجہ سے
٥۔	فِيْهِ	هِ	الطواف	طواف میں
٦۔	عَلَيْهَا	هَا	حائض	حائض عورت پر
۷۔	فِيْ مَعْنَاهُ	هُ	قرآن	قرآن کے معنی میں
۸۔	حَمْلُهُ	هُ	قرآن	قرآن کا اٹھانا
۹۔	هَامِشِهٖ	هٖ	قرآن	قرآن کا حاشیہ
۱۰۔	سُطُوْرِهٖ	هٖ	قرآن	قرآن کی سطریں

متن 112 :

[5] اور (نیز) حائض عورت پر مسجدوں میں توقف کرنا حرام ہے سوائے :

- مسجد الحرام ،
- اور مسجد النبویؐ ،

کے ، جن میں (توقف کے علاوہ) داخل ہونا (بھی) مطلقاً حرام ہے ،

(یعنی خواہ یہ داخل ہونا عبور کی صورت میں ہو یا توقف کی صورت میں)۔

جیسا کہ (اس کا بیان) گذر چکا ہے۔

اور اسی طرح حائض عورت پر مسجدوں میں کچھ رکھنا (بھی حرام ہے) جنب شخص کی مانند۔

[6] اور (نیز حائض عورت پر حرام ہے) عزائم (یعنی قرآن کی واجب سجدے والی چار سورتوں) کی تلاوت ، اور (حتی کہ) ان سورتوں کے کچھ حصے کی تلاوت بھی (حائض عورت پر حرام ہے)۔

[7] اور (حرام ہے شوہر پر اپنی) حائض (بیوی) کو طلاق دینا ،

(اور اس حرمت کی چند شرائط ہیں:)

● (یہ کہ) شوہر اس کے پاس ہو (اور اس کے حائض ہونے سے آگاہ ہو) ، یا پاس ہونے کے حکم میں ہو (مثلاً اگر دور بھی ہو تو کسی ذریعہ مثلاً فون کے ذریعہ سے اس کی حالت معلوم کرسکتا ہو) ،

● (دوسری شرط یہ ہے کہ) شوہر نے (شادی کے بعد) اس سے ہمبستری کی ہو،

● (تیسری شرط یہ ہے کہ) حائل (یعنی غیر حاملہ) ہو ،

اور اگر (یہ تین شرطیں) نہ پائی جائیں تو (شوہر کیلئے اپنی حائض بیوی کو طلاق دینا) صحیح ہے۔

[پس معلوم ہوا کہ مرد کیلئے اپنی بیوی کو تین صورتوں میں حیض کی حالت میں طلاق دینا صحیح ہے :

● بیوی سے دور ہونے کی وجہ سے معلوم نہ کر سکے کہ بیوی حیض کی حالت میں ہے یا حیض سے پاک ہے ،

● یہ کہ شوہر نے شادی کے بعد سے اب تک اپنی بیوی سے ہمبستری نہ کی ہو،

● یا اُسے معلوم ہوجائے کہ اُس کی بیوی حاملہ ہے ،

البتہ فقہاء میں اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا حاملہ عورت حائض ہوسکتی ہے یا نہیں؟]۔

اور (مصنفؒ نے) طلاق کے حرام ہونے کو مطلقاً بیان کیا ہے ،

(اور طلاق کے حرام ہونے کی شرائط کو ذکر نہیں کیا ہے ، بلکہ شارح نے ان شرائط کو بیان کیا ہے۔ مصنفؒ نے بطورِ مطلق کہا ہے کہ حائض عورت کو طلاق دینا حرام ہے۔ وجہ یہ ہے کہ طلاق کے) ،

تفصیلی (مسائل کے بیان کی) جگہ بابِ طلاق ہے۔ اگرچہ یہاں (بابِ طہارت میں فقہاء کی) عادت (ہوگئی) ہے (کہ وہ) اجمالی طور پر (اس سے بحث کرتے ہیں)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	عَلَيْهَا	هَا	الحائض	حائض عورت پر

۲۔	وَ فِيْهِمَا	هُمَا	الحرمين	مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ میں
۳۔	فِيْهَا	هَا	المساجد	مسجدوں میں (کچھ رکھنا)
٤۔	وَ اَبْعَاضِهَا	هَا	العزائم	واجب سجدے والی سورتوں کے کچھ حصے
٥۔	وَ طَلَاقُهَا	هَا	الحائض	حائض عورت کو طلاق دینا
٦۔	اَوْ حُكْمِهٖ	ہٖ	حضور	یا حاضر ہونے کی حکم (میں ہو)
۷۔	وَ دُخُوْلِهٖ	ہٖ	الزوج	شوہر کا ہمبستری کرنا
۸۔	بِهَا	هَا	الحائض	(اپنی) حائض (بیوی) سے
۹۔	وَ كَوْنِهَا	هَا	الحائض	حائض عورت کا ... ہونا
۱۰۔	لِتَحْرِيْمِهٖ	ہٖ	الطلاق	طلاق کے حرام ہونے کی وجہ سے
۱۱۔	هُنَا	x	x	کتاب طہارت میں

متن 113 :

[8] اور (نیز شوہر پر حرام ہے اپنی) حائض (بیوی) سے ہمبستری کرنا ، آگے کی طرف سے (فَرْج یعنی Vaginal track میں) جانتے ہوئے ،

(کہ بیوی حیض کی حالت میں ہے ، اور یہ بھی جانتے ہوئے کہ حیض کی حالت میں بیوی سے آگے کی طرف سے ہمبستری کرنا حرام ہے) ،

پس اگر (جانتے بوجھتے) ہمبستری کرے تو کفارہ دینا واجب ہوجائے گا ، (البتہ) احتیاطاً نہ بطورِ واجب ، اقویٰ (قول کی بنیاد) پر (کیونکہ کفارہ کے واجب ہونے پر کوئی مضبوط دلیل موجود نہیں ہے) ،

اور (حائض عورت جس سے ہمبستری کی گئی ہے) اُس پر مطلقاً کوئی کفارہ نہیں ہوگا ،

(خواہ وہ ہمبستری پر راضی تھی یا مجبور ، نہ احتیاطاً اور نہ ہی بطورِ واجب)۔

اور (حیض کی حالت میں ہمبستری کے) کفارہ (کی مقدار) :

- پہلے ایک تہائی دنوں میں ـــــ ، ایک دینار یعنی ایک مثقالِ شرعی ، خالص سکہ دار سونا ہے۔
- پھر دوسرے ایک تہائی دنوں میں ـــــ ، آدھا مثقالِ شرعی ، خالص سکہ دار سونا ہے۔

● پھر آخری ایک تہائی دنوں میں ــــــ ، ایک چوتھائی مثقالِ شرعی ، خالص سکہ دار سونا ہے۔
(ایک مثقالِ شرعی کی مقدار ، چنے کے چودہ دانوں کے مساوی ہے۔ اگر چنے کا ایک دانہ 0.303 گرام کے مساوی ہو تو ایک مثقالِ شرعی کی مقدار تقریباً 4.25 گرام ہوگی۔ علاوہ ازیں سات مثقال شرعی مساوی ہوتے ہیں دس درہم کے۔ کفارہ میں جہاں تک ممکن ہو سکہ دار سونا دیا جائے البتہ مجبوری کی صورت میں اس کی قیمت ہی دینا پڑیگی)۔

اور اس (تہائی ــــــ ، یعنی حیض کے کل دنوں کے تیسرے حصے ــــــ ، کی تعداد ،

● عورتوں کی ماہانہ) عادت ،
● اور وہ جو (ماہانہ) عادت کے حکم میں ہے ،
○ مثلاً تمییز ،
(اس عورت میں جو صاحبِ عادت نہیں ہے اور خون کو چند قسم کا دیکھتی ہے) ،
○ اور روایات ،
(اس عورت میں جو ایک طرح کا خون دیکھتی ہے اور جس کا وظیفہ روایات پر عمل کرنا ہے ــــــ ، کے دنوں) ،

ــــــ کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتی ہے ۔ پس :
(جب معلوم ہوگیا ہے کہ حیض کے دنوں کی تہائی مختلف عورتوں کیلئے مختلف ہوتی ہے تو مثال کے طور پر سمجھئے کہ) :

● 'پہلے دو روز' ــــــــــــ ، پہلی (تہائی)
● اور 'درمیانی دو روز' ــــــــــــ ، وسط (یا درمیانی تہائی)
● اور 'آخری دو روز' ــــــــــــ ، آخری (تہائی ، قرار پائیں گے ،

ایسی عورت کیلئے :

● جس کی عادت کے دنوں کی تعداد ــــــ ، چھ ہے ،
● یا جس کی تمییز کے دنوں کی تعداد ــــــ ، چھ ہے ،
● یا (عادت و تمییز کے نہ ہونے کی صورت میں ، اُس نے) چھ دن والی روایت کو اختیار کیا ہے۔

اور اسی طرح ،

[پہلی ، دوسری اور تیسری تہائیاں تقسیم ہوں گی اگر حیض کے دنوں کی تعداد چھ سے کم یا چھ سے زیادہ ہو۔ مثلاً وہ عورت جس کے حیض کے دنوں کی تعداد تین روز ہے ، تو اُس کیلئے :

- پہلا دن ــــــــــــــ ، پہلی تہائی ،
- دوسرا دن ــــــــــــ ، دوسری تہائی ،
- اور تیسرا دن ــــــــ ، آخری تہائی ہوگا]۔

اور کفارہ کا مصرف ،

(یعنی جنہیں کفارہ دیا جاسکتا ہے ، وہ لوگ ہیں جو دوسری چیزوں مثلا ماہِ رمضان کا روزہ نہ رکھنے کا) ،

کفارہ (لینے کے) مستحق ہیں (اور وہ فقراء و مساکین ہیں)۔

اور اس (یعنی کفارہ کے مستحق) میں تعدد شرط نہیں ہے ،:

(یعنی یہ کہ کفارہ کے مستحق ایک سے زیادہ لوگ ہوں ، برخلاف ماہِ رمضان کے کفارہ کے ، جس میں ضروری ہے کہ کفارہ ، ساٹھ فقراء میں تقسیم ہو)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَطْؤُهَا	هَا	الحائض	حائض عورت سے ہمبستری کرنا
۲۔	عَلَيْهَا	هَا	الحائض	حائض عورت پر
۳۔	ثُمَّ نِصْفِهِ	هٖ	دينار	پھر آدھا دینار
٤۔	ذٰلِکَ	x	x	ایک تہائی کے دنوں کی تعداد
٥۔	فِيْ حُكْمِهَا	هَا	عادة	عادت کے حکم میں ہو
٦۔	وَ مَصْرَفُهَا	هَا	الكفارة	کفارہ کا مصرف/استعمال
٧۔	فِيْهِ	هِ	مستحق الكفارة	کفارہ کے مستحق میں

متن 114 :

اور حائض عورت کیلئے عزائم کے علاوہ باقی (پورے) قرآن کی تلاوت کرنا مکروہ ہے ، (حائض عورت کیلئے) سات (آیتوں) کا استثناء بھی نہیں ہے ،

(جبکہ جنب شخص کیلئے قرآن کی سات آیت تک کی تلاوت مکروہ نہیں ہے ، سات سے زیادہ آیات کی تلاوت مکروہ ہے۔ لیکن حائض عورت کیلئے سات تو کیا ایک آیت کی تلاوت کرنا بھی مکروہ ہے)۔

اور اسی طرح (حائض عورت کے) شوہر کیلئے (اپنی حائض عورت سے) آگے والی شرمگاہ کو چھوڑ کر ، ناف سے لے کر زانو تک کے حصے سے ، جنسی لذت حاصل کرنا (مثلاً بوس و کنار وغیرہ) مکروہ ہے۔

اور مکروہ ہے حائض عورت کیلئے ، اس لذت کے حصول کیلئے اپنے شوہر کی مدد کرنا ،

(یعنی خود سے شوہر کے نزدیک ہونا اور اُسے اِس لذت کے حصول کیلئے آمادہ کرنا) ،

مگر یہ کہ شوہر خود اُسے اپنے سے قریب کرے (جنسی لذت کے حصول کیلئے) تو ایسی صورت میں عورت پر سے کراہت ختم ہوجاتی ہے کیونکہ ،

(دورانِ حیض آگے والی شرمگاہ کو چھوڑ کر ، باقی بدن سے جنسی لذت کے حصول کیلئے اگر شوہر اپنی بیوی کو طلب کرے تو بیوی کیلئے اپنے آپ کو) ،

پیش کرنا واجب ہے۔

اور (مصنفؒ کی عبارت سے) ظاہر ہوتا ہے کہ آگے والی شرمگاہ کو چھوڑ کر مطلقاً (یعنی باقی پورے بدن سے) جنسی لذت حاصل کرنا مکروہ ہے ،

(کیونکہ مصنفؒ نے ناف سے زانو کے استثناء کو ذکر نہیں کیا بلکہ یہ استثناء شارحؒ کی طرف سے ہے۔ شارحؒ فرماتے ہیں :)

اور ہم نے جو (استثناء) بیان کیا ہے (فقہاء کے درمیان) یہی (بات) مشہور ہے۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنى
۱۔	يُكْرَهُ لَهَا	هَا	الحائض	حائض عورت کیلئے مکروہ ہے

۲۔	يُكْرَهُ لَهٗ	ہٗ	الزوج	شوہر کیلئے مکروہ ہے
۳۔	لَهَا	هَا	الحائض	حائض عورت کیلئے
٤۔	اِعَانَتُهٗ	ہٗ	الزوج	شوہر کی مدد کرنا
٥۔	عَلَيْهِ	ہِ	الاستمتاع	جنسی لذت کے حصول پر
٦۔	اَنْ يَّطْلُبَهٗ	ہٗ	الاستمتاع	مگر یہ کہ شوہر جنسی لذت کا طلبگار ہو
٧۔	عَنْهَا	هَا	الحائض	حائض عورت سے
٨۔	ذَكَرْنَاهُ	ہٗ	☜	شارحؒ نے جسے ذکر کیا ہے یعنی : ما بين السرة والركبة

متن 115 :

اور حائض عورت کیلئے مستحب ہے (کہ نماز کے وقت ، نماز کیلئے) مبیح ہونے کی بجائے (فقط) قربت کی نیت سے وضو کرنے کے بعد نماز کیلئے مخصوص کی گئی جگہ پر بیٹھ جائے ،

اور اگر کوئی جگہ مخصوص نہ کی گئی ہو تو کسی بھی پاک صاف جگہ پر چاہے بیٹھ جائے ـــــ ،

اور نماز کی مقدار کے برابر ـــــــــ ، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔

(مثلاً سبحان الله ، یا الحمد لله ، یا لا اله الا الله یا الله اکبر کی تسبیح پڑھتی رہے ، اور اس استحباب کی حکمت یہ ہے) ،

کہ عبادت کرنے کی عادت محفوظ رہے ،

(تاکہ ایسا نہ ہو کہ حیض سے پاک ہوتے ہوتے ، عبادت کی عادت اُس سے چھوٹ جائے اور جب پاک ہو تو عبادت اُس کیلئے مشکل ہوجائے) ،

کیونکہ نیکی کے کام (اکثر طور پر) عادت (یعنی انجام دیتے رہنے کی وجہ سے محفوظ رہتے) ہیں۔

اور جـــنـــب شخص کی مانند ، حائض عورت کیلئے بھی ، مہندی وغیرہ سے اپنے بالوں کو خضاب (Dye) کرنا مکروہ ہے۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنى
۱۔	لَهَا	هَا	الحائض	حائض عورت کیلئے
۲۔	فِيْ مُصَلَّاهَا	هَا	الحائض	حائض عورت اپنے مصلّٰی پر
۳۔	لَهَا	هَا	الحائض	اگر حائض عورت کیلئے
٤۔	مُعَدٌّ لَهَا	هَا	الصلاة	نماز کیلئے آمادہ کیا گیا ہو
٥۔	بِهٖ	ہٖ	الوضوء	وضو سے
٦۔	وَ غَيْرِهٖ	ہٖ	الحِناء	مہندی کے علاوہ (کسی چیز سے خضاب کرنا)

متن 116 :

اور وہ عورت جو عادتِ مستقرہ رکھتی ہو ،

(عادتِ مستقرہ کی وضاحت ہم گذشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں کہ اگر دو ماہ پے در پے کوئی عورت مخصوص وقت میں مخصوص دنوں کیلئے خون دیکھے تو وقت اور عدد کے اعتبار سے اس کی عادت مقرر (Fix) ہوجاتی ہے) ،

یعنی :

- وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت ،
- اور صرف وقت کی عادت رکھنے والی عورت ،

ـــــــــــ ، ہو (اپنی عادت کے دنوں میں) خون کو دیکھتے ہی وہ تمام عبادتیں ترک کردے گی جنہیں انجام دینے کیلئے طہارت (وضو، غسل یا تیمّم) شرط ہے۔

لیکن صرف صاحبِ عادتِ عددیہ ، تو یہ عبادت کے ترک کرنے میں مضطربہ عورت کی مانند ہے (کہ عبادت کو تین دن بعد ترک کرے گی)۔

اور وہ (عورت) جو (صاحبِ عادت) نہیں ہے اور مبتدأۃ اور مضطربہ ہے ، تو وہ احتیاط پر عمل کرتے ہوئے (تین دن تک عبادت انجام دیتی رہے گی اور) تین دن کے بعد عبادت کو ترک کردے گی۔ (ورنہ مشہور فتویٰ کے مطابق) ان دونوں (یعنی مبتدأۃ اور مضطربہ) کیلئے جائز ہے کہ خون دیکھتے

ہی عبادت کو انجام دینا ترک کردیں، خصوصاً جب ان دونوں کو خون کے حیض ہونے کا گمان ہو۔

اور مصنفؒ نے اپنی کتاب ذکریٰ میں، اسی فتویٰ کو اختیار کیا ہے۔ اور اپنی دو کتابوں (بیان اور دروس) میں اس بات پر اکتفا کیا ہے کہ فقط اس صورت میں (خون کو دیکھتے ہی عبادت کو ترک کرنا) جائز ہے، جب خون کے حیض ہونے کا گمان ہو۔

(البتہ واضح رہے کہ ان دو کتابوں میں مصنفؒ کا یہ فتویٰ صرف مضطربہ کیلئے ہے اور مبتدأۃ اس فتویٰ میں شامل نہیں ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فِیْ ذٰلِکَ	x	x	عبادت کو ترک کرنے میں
۲۔	وَ غَیْرُھَا	ھَا	ذات العادۃ	اور جو (وقت اور عدد کے اعتبار سے) مخصوص عادت نہ رکھتی ہو (یعنی مبتدأۃ اور مضطربہ)
۳۔	تَرْکِھِمَا	ھُمَا	مبتدأۃ + مضطربۃ	مبتدأۃ اور مضطربہ کا ترک کردینا
٤۔	بِرُؤْیَتِہٖ	ہٖ	الدم	خون کو دیکھتے ہی
٥۔	اِذَا ظَنَّتَاہُ	ھُمَا + ہُ	مبتدأۃ و مضطربہ + دم	جب مبتدأۃ اور مضطربہ، خون کو (حیض گمان کریں)
٦۔	وَ ھُوَ	ھُوَ	الاقویٰ	یہ اقویٰ قول
۷۔	اِخْتِیَارُہٗ	ہٗ	مصنفؒ	مصنفؒ کا اختیار کردہ ہے
۸۔	مَعَ ظَنِّہٖ	ہٖ	الحیض	حیض کے گمان کے ساتھ

متن 117 :

اور (شوہر کیلئے اپنی بیوی سے) خونِ (حیض) کے بند ہوجانے کے بعد اور غسل سے پہلے، آگے والی شرمگاہ کی طرف سے ہمبستری کرنا مکروہ ہے، اظہر (زیادہ ظاہر و واضح) نظریہ کے مطابق۔

شیخ صدوقؒ کے برخلاف جو (غسل سے پہلے ہمبستری کو) حرام قرار دیتے ہیں۔

اور ان دو نظریوں (یعنی قولِ اظہر اور شیخ صدوقؒ) کی دلیل ایسی روایتیں ہیں جو ظاہراً ایک

دوسرے سے تعارض رکھتی ہیں ،

(کیونکہ ایک قسم میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ یہ کام جائز ہے جبکہ دوسری قسم میں اس کام سے روکا گیا ہے۔ شارح فرماتے ہیں کہ ان دو قسم کی روایتوں میں اس طرح ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے کہ جن روایتوں میں اس کام سے روکا گیا ہے، اُنہیں) ،

کراہت پر حمل کر کے (ان کے تعارض کو برطرف کردیا جائے یہی ان روایتوں کو) جمع کرنے کا طریقہ ہے۔

اور وہ آیت (جسے اس فعل کے حرام ہونے کے قائل فقہاء دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں یعنی **وَ لا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ**) قابلِ تاویل ہے۔

[کیونکہ بعض قُرّاء نے یَطْهُرْنَ کو طاء کی تشدید کے ساتھ پڑھا ہے یعنی یَطَّهَّرْنَ جو اصل میں یَتَطَهَّرْنَ تھا (بابِ تَفَعُّل سے فعل مضارع)۔ صَرف کے قاعدہ کے مطابق اس کلمہ کی تاء کو طاء سے بدل دیا اور دونوں کو ایک دوسرے میں مُدغم کر دیا۔

پس آیت کا معنی یہ ہوا : جب تک حائض عورتیں ، خون کے بند ہوجانے کے بعد غسل نہ کرلیں، ان سے ہمبستری حرام ہے۔ کیونکہ تَطَهَّرَ ظاہراً ''غسل کرنے'' کے معنی میں آتا ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ ٹھیک ہے کہ آیت سے ظاہری طور پر غسل سے پہلے ہمبستری کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے ، لیکن چند دلیلوں سے ثابت کیا جاسکتا ہے کہ اس آیت سے مراد حرمت نہیں کراہت ہے۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ :

باب تَفَعُّل جو ثلاثی مزید فیہ کا باب ہے ، مجرد کے معنی میں بھی اکثراً آتا ہے جیسے:

- **تَبَيَّنَ ———— ، يعنى بَانَ**
- **تَطَعَّمَ ———— ، يعنى طَعَمَ**
- **تَبَسَّمَ ———— ، يعنى بَسَمَ**

پس اس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ تَطَهَّرَ ———، طَهُرَ کے معنی میں ہے اور طَهُرَ ظاہراً حیض سے پاک ہونے کے معنی میں آتا ہے۔ پس آیت کا معنی یہ ہوگا :

''حائض عورتوں سے ہمبستری مت کرو جب تک وہ حیض سے پاک نہ ہوجائیں۔''
چنانچہ حیض سے پاک ہونے کے بعد اگرچہ انہوں نے غسل نہ کیا ہو ، ان سے ہمبستری حرام نہیں ہے]۔

(پہلے بتایا جا چکا ہے کہ حائض عورت پر اُن نمازوں کی قضا واجب نہیں جو دورانِ حیض اُس نے نہیں پڑھیں۔ لیکن اگر عورت حائض نہ ہو ، اور نماز کا وقت داخل ہوجائے ، اور وہ نماز کو اس کی شرائط کے مطابق پڑھ سکتی ہو ، لیکن نماز پڑھنے کو اوّل وقت سے تاخیر میں ڈال دے یہاں تک کہ حائض ہوجائے تو اس نماز کی قضا اس پر واجب ہوگی۔ چنانچہ یہ عورت)،

ــــــــــ ،ہر (قسم کی) نماز کی قضا کرے گی (خواہ نمازِ پنجگانہ ہو یا کوئی اور واجب نماز) ، جسے حیض (کے شروع ہونے) سے پہلے ـــــــــ ، (بطورِ کامل) ادا کرنے پر قادر تھی۔

اس طرح کہ نماز کے اوّل وقت میں سے اتنا وقت گذر جائے :

- جس (وقت) میں نماز ادا کرسکتی ہو ،
- اور ان شرائط کو مہیا کرسکتی ہو جو اُس میں نہ پائی جاتی ہوں لیکن نماز کے صحیح ہونے میں معتبر (یعنی شرط) ہوں (مثلاً وضو ، لباس بدلنا ، لباس پاک کرنا اور غصبی جگہ سے مباح جگہ تک خود کو پہنچانا وغیرہ) ،

جبکہ وہ (ابھی خونِ حیض سے) پاک ہو۔

یاـــــــــ ، خونِ حیض کے بند ہوجانے کے بعد ، (نماز کے آخرِ وقت میں) ،

- با طہارت (یعنی باغسل ہوکر) ،
- اور طہارت کے علاوہ نماز کی دوسری شرائط جو اس میں نہیں پائی جاتی تھیں (کے حصول کے بعد) ،

صرف ایک رکعت ادا کرنے (پر قادر تھی، لیکن نماز نہ پڑھے اور وقت ختم ہوجائے تو ضروری ہے کہ اس نماز کی قضا بجا لائے)۔

(یہ مسئلہ پہلے مسئلہ سے جدا ہے۔ پہلا مسئلہ حیض شروع ہونے سے پہلے سے متعلق تھا اور

یہ مسئلہ حیض ختم ہونے کے بعد سے متعلق ہے۔ پس اگر حائض عورت ، نماز کے آخری وقت میں ، خونِ حیض سے پاک ہوجائے اور غسل کرنے اور نماز کی دیگر شرائط مہیا کرنے کے بعد ایک رکعت نماز پڑھنے کا وقت رکھتی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو ادا کرے ، اور اگر نہ پڑھے اور وقت ختم ہوجائے تو ضروری ہے کہ اس نماز کی قضا بجا لائے)۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنى
۱۔	وَطْؤُهَا	هَا	الحائض	حائض عورت سے ہمبستری کرنا
۲۔	حَرَّمَهُ	هُ	وطئ	شیخ صدوقؒ نے ،غسلِ حیض سے پہلے بیوی سے ہمبستری کرنے کو حرام قرار دیا ہے
۳۔	مِنْ فِعْلِهَا	هَا	صلاة	نماز جس کے انجام دینے پر (قدرت رکھتی تھی)
٤۔	قَبْلَهُ	هُ	الحيض	حیض (کے آغاز) سے پہلے
٥۔	مِقْدَارُ فِعْلِهَا	هَا	صلاة	نماز کو انجام دینے کیلئے درکار وقت کی مقدار
٦۔	فِيْهَا	هَا	صلاة	نماز میں
۷۔	لَهَا	هَا	المرأة	عورت کو
۸۔	وَ غَيْرِهَا	هَا	الطهارة	اور طہارت کے علاوہ (دوسری شرائط)
۹۔	بَعْدَهُ	هُ	الحيض	حیض کے بعد

(استحاضہ کے احکام)

متن 118 :

﴿ **وَ اَمَّا الْاِسْتِحَاضَةُ فَهِيَ : مَا** ﴾ اَيِ الدَّمُ الْخَارِجُ مِنَ الرَّحِمِ الَّذِيْ ـــــــ ،

﴿**زَادَ عَلَى الْعَشَرَةِ** ﴾ مُطْلَقاً .

﴿ **اَوِ الْعَادَةِ مُسْتَمِراً** ﴾ اِلـىٰ اَنْ يَّتَـجَاوَزَ الْعَشَرَةَ ، فَيَكُوْنُ تَجَاوُزُهَا كَاشِفاً عَنْ كَوْنِ السَّابِقِ عَلَيْهَا بَعْدَ الْعَادَةِ ــــــــــ "اسْتِحَاضَةً" .

﴿ **اَوْ بَعْدَ الْيَأْسِ** ﴾ بِبُلُوْغِ الْخَمْسِيْنَ اَوِ السِّتِّيْنَ عَلَى التَّفْصِيْلِ .

﴿ **اَوْ بَعْدَ النِّفَاسِ** ﴾ كَـالْـمَوْجُوْدِ بَعْدَ الْعَشَرَةِ ، اَوْ فِيْهَا بَعْدَ اَيَّامِ الْعَادَةِ مَعَ تَجَاوُزِ الْعَشَرَةِ :

- اِذَا لَمْ يَتَخَلَّلْهُ ــــــــ نَقَآءُ اَقَلِّ الطُّهْرِ ،
- اَوْ يُصَادِفُ اَيَّامَ الْعَادَةِ فِي الْحَيْضِ ،
  - بَعْدَ مُضِيِّ عَشَرَةٍ ،
  - فَصَاعِداً ــــــــــ مِنْ اَيَّامِ النِّفَاسِ ،
- اَوْ يَحْصُلُ فِيْهِ ــــــــ تَمْيِيْزٌ ــــــــ بِشَرَآئِطِهٖ .

متن 119 :

﴿ **وَ دَمُهَا** ﴾ اَيِ الْاِسْتِحَاضَةِ ﴿ **اَصْـفَـرُ ، بَـارِدٌ ، رَقِيْقٌ ، فَاتِرٌ** ﴾ اَىْ يَـخْرُجُ بِتَثَاقُلٍ وَ فُتُوْرٍ ، لَا بِدَفْعٍ ﴿ **غَالِباً** ﴾ .

وَ مُـقَـابِـلُ الْـغَـالِـبِ ، مَـا تَجِدُهٗ فِي الْوَقْتِ الْمَذْكُوْرِ ، فَاِنَّهٗ يُحْكَمُ بِكَوْنِهٖ : اسْتِحَاضَةً ، وَ اِنْ كَانَ بِصِفَةِ دَمِ الْحَيْضِ ، لِعَدَمِ اِمْكَانِهٖ .

متن 120 :

ثُمَّ الْاِسْتِحَاضَةُ تَنْقَسِمُ اِلىٰ :

- قَلِيْلَةٍ ،
- وَ كَثِيْرَةٍ ،
- وَ مُتَوَسِّطَةٍ ،

لِاَنَّهَا :

- اِمَّا اَنْ لَا تَغْمِسَ الدَّمُ الْقُطْنَةَ ـــــ اَجْمَعَ ـــــ ظَاهِراً وَ بَاطِناً ،
- اَوْ تَغْمِسَهَا كَذٰلِكَ ـــــ وَ لَا تَسِيْلُ عَنْهَا بِنَفْسِهٖ اِلىٰ غَيْرِهَا ،
- اَوْ تَسِيْلُ عَنْهَا ـــــــــــــــــ اِلَى الْخِرْقَةِ .

متن 121 :

﴿ **فَاِنْ لَّمْ تَغْمِسِ الْقُطْنَةَ ـــــــ تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلاَةٍ مَعَ** :

- **تَغْيِيْرِهَا** ﴾ الْقُطْنَةَ ـــــ لِعَدَمِ الْعَفْوِ عَنْ هذَا الدَّمِ مُطْلَقاً ،
- وَ غَسْلِ مَا ظَهَرَ مِنَ الْفَرْجِ عِنْدَ الْجُلُوْسِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ ،

وَ اِنَّمَا تَرَكَهٗ ـــــ لِاَنَّهٗ اِزَالَةُ خَبَثٍ ـــــ قَدْ عُلِمَ مِمَّا سَلَفَ .

﴿ **وَ مَا يَغْمِسُهَا بِغَيْرِ سَيْلٍ ، تَزِيْدُ** ﴾ عَلىٰ مَا ذُكِرَ فِى الْحَالَةِ الْاُوْلىٰ ـــــ ، ﴿ **الْغُسْلَ لِلصُّبْحِ** ﴾ اِنْ كَانَ الْغَمْسُ قَبْلَهَا ،

وَ لَوْ كَانَتْ صَآئِمَةً ـــــ قَدَّمَتْهُ عَلَى الْفَجْرِ ـــــ وَاجْتَزَأَتْ بِهٖ لِلصَّلَاةِ ،

وَ لَوْ تَأَخَّرَ الْغَمْسُ عَنِ الصَّلَاةِ ـــــــ فَكَالْاَوَّلِ .

متن 122 :

﴿ **وَ مَا يَسِيْلُ** ﴾ يَجِبُ لَهٗ ـــــــ جَمِيْعُ مَا وَجَبَ فِى الْحَالَتَيْنِ ،

وَ تَزِیْدُ عَلَیْهِمَا ــــــ ﴿ اَنَّهَا تَغْتَسِلُ اَیْضاً لِلظُّهْرَیْنِ ﴾ تَجْمَعُ بَیْنَهُمَا ،
﴿ ثُمَّ لِلْعِشَآئَیْنِ ﴾ ــــــ کَذٰلِكَ .
﴿ وَ تُغَیِّرُ الْخِرْقَةَ فِیْهِمَا ﴾ اَیْ فِی الْحَالَتَیْنِ الْوُسْطٰی وَ الْاٰخِیْرَةِ ،
لِاَنَّ الْـغَمْسَ یُوْجِبُ رَطُوْبَةَ ــــــــ مَا لَاصَقَ الْخِرْقَةَ مِنَ الْقُطْنَةِ ،
وَ اِنْ لَّمْ یَسِلْ اِلَیْهَا ــــــ فَتَنْجُسُ ــــــ وَ مَعَ السَّیَلَانِ وَاضِحٌ ،
وَ فِیْ حُکْمِ تَغْیِیْرِهَا ــــــــ "تَطْهِیْرُهَا".
وَ اِنَّمَا یَجِبُ :
الْغُسْلُ فِیْ هٰذِهِ الْاَحْوَالِ ــــــ مَعَ وُجُوْدِ الدَّمِ الْمُوْجِبِ لَهٗ ،
قَبْلَ فِعْلِ الصَّلَاةِ ــــــــ وَ اِنْ کَانَ فِیْ غَیْرِ وَقْتِهَا ،
اِذَا ــــــ لَمْ تَکُنْ قَدِ اغْتَسَلَتْ لَهٗ ــــــ بَعْدَهٗ ،
کَمَا یَدُلُّ عَلَیْهِ ــــــــــــ خَبَرُ الصَّحَّافِ .
وَ رُبَّمَا قِیْلَ : بِاعْتِبَارِ وَقْتِ الصَّلَاةِ ــــــ وَ لَا شَاهِدَ لَهٗ .

(استحاضہ کے احکام)

متن 118 :

(موجباتِ غسل میں پہلی چیز جَنابت اور دوسری چیز حیض تھی ، جن کی بحث گذر چکی ہے۔ اب استحاضہ کی بحث ہے جو موجباتِ غسل میں سے تیسری چیز ہے۔ استحاضہ ان مصدروں میں سے ہے جن کا فعل ہمیشہ بطور مجہول استعمال ہوتا ہے مثلاً **استحیضت**۔ استحاضہ کی تعریف کرتے ہوئے شہیدین فرماتے ہیں :)

اور استحاضہ ـــــــــــ **تو یہ رحم سے خارج ہونے والا وہ خون ہے جو :**

[1] دس دن پر زیادہ ہوجائے ،

(یعنی دسویں دن کے تمام ہونے کے بعد بھی اگر خون خارج ہونا بند نہ ہو تو اب جو خون آتا رہے گا اسے حیض نہیں کہیں گے بلکہ استحاضہ کہیں گے) ،

مطلقاً ،

(یعنی خون کا دس دن سے تجاوز کرجانا خواہ : حیض کی صاحبِ عادت عورت سے ہو یا اُس سے ہو جو صاحبِ عادت نہیں ہے۔ اور صاحبِ عادت ہونے کی صورت میں ، خواہ اس کی عادت دس دن ہو یا دس دن سے کم ہو)۔

[2] یا (استحاضہ وہ خون ہے جو حیض کی صاحبِ عادت عورت میں اُس کی) **عادت** (کے دنوں) سے (کسی ماہ) **مستمر** (یعنی جاری) **رہے یہاں تک کہ** (یہ خون) **دس دن سے بھی تجاوز کرجائے ، پس خون کا** (دس دن سے) **تجاوز کرجانا واضح کرتا ہے کہ عادت کے بعد** (مستمر رہنے اور) **دس دنوں سے سبقت کر جانے والا** (خون) ـــــــ**، استحاضہ ہے۔**

(مثلاً اگر کسی کی حیض کی عادت سات دنوں کی ہو اور کسی ماہ خون سات دنوں کے بعد بھی جاری رہے یہاں تک کہ خون دس دن گذرنے کے بعد بھی بند نہ ہو تو معلوم ہوجائے گا کہ آٹھویں ، نویں اور دسویں دن آنے والا خون ، خونِ استحاضہ تھا۔ کیونکہ اگر خون دس دن سے تجاوز نہ کرتا تو وہ خونِ حیض ہی شمار ہوتا۔ اس لیے کہ حیض کی

زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے)۔

[3] یا (استحاضہ وہ خون ہے جو کوئی عورت) یائسہ ہونے کے بعد دیکھے ، (یعنی) پچاس یا ساٹھ سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد ، اُس تفصیل کے مطابق جو بیان کی جاچکی ہے

(یعنی اگر عورت قرشیہ یا نبطیہ ہو تو ساٹھ سال کے بعد ورنہ پچاس سال کے بعد دیکھے گئے خون کو استحاضہ کہتے ہیں)۔

[4] یا (استحاضہ وہ خون ہے جو عورت خونِ) نفاس کے بعد دیکھتی ہے ،

(اس عبارت کو سمجھنے کیلئے پہلے ایک مقدمہ بیان کرتے ہیں وہ یہ کہ نفاس کی انتہائی مدت کتنے روز ہے ؟ عرضِ خدمت ہے کہ وہ عورت جو حیض میں صاحبِ عادت نہ ہو یعنی مضطربہ ہو یا مبتدأۃ۔ تو ایسی عورت کے خونِ نفاس دیکھنے کی انتہائی مدت دس دن ہے۔ اور وہ عورت جو صاحبِ عادت عددیہ وقتیہ یا فقط صاحبِ عادتِ عددیہ ہو تو ایسی عورت کیلئے خونِ حیض دیکھنے کی انتہائی مدت ، اُس کی عادت کے دنوں کے مساوی ہوتی ہے۔ مثلاً وہ عورت جس کی عادت کے دنوں کی تعداد سات روز ہو اور خونِ نفاس دس دن سے تجاوز کر جائے تو عادت کے سات دنوں میں دیکھا گیا خون ، خونِ نفاس ہوگا اور باقی دنوں میں دیکھا گیا خون ، خونِ استحاضہ ہوگا۔ اب آیئے عبارت کو سمجھتے ہیں :)

جیسے وہ خون :

● جو دس دن کے بعد تک موجود رہتا ہے ،

(اس عورت کیلئے جو حیض میں صاحبِ عادت نہ ہو یعنی مضطربہ اور مبتدأۃ)

● یا (وہ خون جو صاحبِ عادت عورت اپنی) عادت کے دنوں کے بعد (خود) میں (دیکھے) ، اس شرط کے ساتھ کہ (یہ خون) دس دن سے تجاوز کر جائے ۔

(ایک اور مقدمہ بیان کرنا بھی ضروری ہے اور وہ یہ کہ جیسا کہ مصنفؒ نے فرمایا ہے کہ استحاضہ وہ خون ہے جسے عورت نفاس کے بعد دیکھے۔ تو کیا نفاس کے بعد دیکھے جانے والا ہر خون ، نفاس ہے؟ شارح فرماتے ہیں کہ نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ جو خون، نفاس سے متصل ہے ، یعنی نفاس اور استحاضہ میں کوئی ایسا دن نہیں گذرتا جو خون سے

خالی ہو، وہ تو بلاشبہ استحاضہ ہے لیکن اگر نفاس اور بعد میں دیکھے جانے والے خون کے درمیان چند روز کا فاصلہ آجائے جن میں عورت خون نہ دیکھے تو بعد میں دیکھے جانے والا خون چند شرائط کے تحت ہی خونِ استحاضہ ہوسکتا ہے اور وہ شرائط یہ ہیں کہ :)

● جب (نفاس اور بعد میں دیکھے جانے والے خون میں) اَقلِّ طُھر (یعنی دس دن) کی پاکی، خلل (یعنی فاصلہ) نہ ڈال دے،

(کیونکہ جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے کہ دو حیض کے درمیان ضروری ہے کہ کم از کم اَقلِّ طُھر یعنی دس دن کا فاصلہ ہو، اسی طرح نفاس اور حیض میں بھی کم از کم اَقلِّ طُھر کا فاصلہ ہونا ضروری ہے، اور جب نفاس اور بعد میں دیکھے گئے خون کے درمیان دس پاکی کے دن فاصلہ ڈال دیں تو پھر بعد میں دیکھا جانے والا خون، استحاضہ نہیں بلکہ حیض ہوگا)۔

● یا (نفاس کے بعد دیکھا جانے والا خون) نفاس کے دنوں سے :

- دس،
- یا دس سے زیادہ دنوں کے گذر جانے کے بعد،

حیض کی عادت کے دنوں سے نہ ٹکرا رہا ہو،

(پس اگر نفاس کے بعد دس یا دس دنوں سے زیادہ پاکی کے دن گذر جائیں ـــــ، اور پھر عورت خون دیکھے تو اگر وہ یہ خون اپنی سابقہ عادت کے دنوں میں دیکھ رہی ہے تو، یہ خون، خونِ حیض ہوگا، نہ خونِ استحاضہ۔ مثلاً اس کی عادت ہر ماہ کی اکیس تاریخ تھی۔ مہینے کی پہلی تاریخ کو اس کے یہاں ولادت ہوئی۔ پہلی سے دس تاریخ تک اسے نفاس رہا۔ پھر بیس تاریخ تک وہ پاک رہی۔ اکیس تاریخ کو خون پھر سے شروع ہوگیا۔ تو چونکہ یہ خون اس کی عادت کے دنوں میں شروع ہوا ہے اور نفاس کے بعد اَقلِّ طُھر کا فاصلہ بھی آچکا ہے لہٰذا یہ خون، خونِ حیض ہوگا نہ، خونِ نفاس)۔

● یا نفاس کے بعد دیکھے جانے والے خون میں تمییز اپنی شرائط کے ساتھ حاصل نہ ہو،

(یعنی نفاس کے بعد دیکھے جانے والے خون میں تمییز اور حیض کی صفات نہ پائی جائیں

یعنی وہ عورت صاحبِ تمییز نہ ہو کیونکہ اگر اس خون میں حیض کی صفات پائی جائیں تمییز کی شرائط کے ہمراہ تو وہ خون، حیض ہوگا نہ استحاضہ اور تمییز کی شرائط میں سے ایک شرط خونِ نفاس اور بعد میں دیکھے گئے خون کے درمیان اَقَلِّ طُهر یعنی دس دن کے فاصلہ کا ہونا ہے)۔

☜ (نوٹ: فعل یُصَادِفَ اور یَحْصُلُ ـــــــ، لَمْ یَتَخَلَّلْ پر عطف ہونے کی بنا پر مجزوم ہیں کیونکہ حرف جحد یعنی لَمْ ان پر بھی عمل کر رہا ہے)۔

یعنی	مرجع	ضمیر	قول	
(خون کا) دس دن سے تجاوز کرجانا	العشرة	هَا	تَجَاوُزُهَا	۱۔
دس دنوں پر	العشرة	هَا	عَلَيْهَا	۲۔
دس دنوں کے اندر	العشرة	هَا	اَوْ فِيْهَا	۳۔
دس دن پر تجاوز کرجانے والے خون میں خلل نہ ڈال دے	الدم بعد العشرة	هُ	اِذَا لَمْ یَتَخَلَّلْهُ	٤۔
دس دن پر تجاوز کر جانے والے خون میں	الدم بعد العشرة	هِ	فِيْهِ	٥۔
تمییز اپنی شرائط کے ساتھ	تمییز	هِ	بِشَرَائِطِهِ	٦۔

متن 119 :

اور خونِ استحاضہ (کی صفات، خونِ حیض کے مقابلے میں یہ ہیں کہ یہ:)

- زرد رنگ کا ہوتا ہے،
- (خونِ حیض کی نسبت) ٹھنڈا ہوتا ہے،
- (خونِ حیض کی نسبت) کم گاڑھا ہوتا ہے،
- اور فاتر ہوتا ہے ـــــــ، یعنی (خونِ حیض کی نسبت) سُستی سے خارج ہوتا ہے نہ (یہ کہ) تیزی سے (خارج ہو)،

(خونِ استحاضہ) اکثر اوقات (میں انہی صفات کا حامل ہوتا ہے)۔

(اور مصنفؒ کے قول:) ''اکثر اوقات'' کے مقابلے میں ہے وہ خون ـــــ ، جو مذکورہ (بالا) اوقات میں خارج ہوتا ہے ،

[یعنی :

- جو دس دن سے زائد ہوجائے ،
- یا عادت کے دنوں سے مستمر ہو اور دس دن سے تجاوز کرجائے ،
- یا مذکورہ تفصیل کے مطابق یائسگی ،
- اور نفاس کے بعد خارج ہو]،

کیونکہ اس خون پر استحاضہ کا حکم لگایا جاتا ہے اگرچہ یہ، خونِ حیض کی صفات کا حامل ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ (مذکورہ اوقات میں) اس کا (خونِ حیض ہونا) ممکن نہیں ہوتا۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	مَا تَجِدُهُ	هِیَ + هُ	المرأة + ما الموصولة	وہ (خون) جسے عورت پائے (یعنی دیکھے)
۲۔	فَاِنَّهُ	هُ	ما تجده	مذکورہ وقت میں دیکھا جانے والا خون
۳۔	بِكَوْنِهِ	هِ	ما تجده	کہ دیکھا جانے والا خون (استحاضہ ہے)
٤۔	اِمْكَانِهِ	هِ	الحيض	حیض کا امکان

متن 120 :

پھر استحاضہ تقسیم ہوتا ہے (تین قسموں میں):

- (استحاضہ) قلیلہ،
- (استحاضہ) متوسطہ،
- (استحاضہ) کثیرہ،

کیونکہ خون استحاضہ یا (تو اس قدر کم ہوتا ہے) کہ نہ تو ظاہری طور پر روئی کے پنبہ کو مکمل طور پر آلودہ کرتا ہے اور نہ ہی باطنی طور پر (استحاضہ قلیلہ کی تعریف)،

یا (اِس قدر ہوتا ہے) کہ روئی کے پنبہ میں نفوذ کر کے اسے ظاہری اور باطنی، مکمل طور پر آلودہ کر دیتا ہے،

لیکن (ابھی بھی اس کی مقدار بہت زیادہ نہیں ہوتی) اور یہ خودبخود روئی کے پنبہ سے، روئی کے کے پنبہ کے غیر (یعنی روئی کے پنبہ کو سنبھالنے والی پٹی) تک بہنے نہیں لگتا۔ (استحاضہ متوسطہ کی تعریف)،

یا،

(خارج ہونے والے خون کی مقدار اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ یہ روئی کے پنبہ میں نفوذ کر کے اس کے ظاہر اور باطن کو آلودہ کرنے کے علاوہ)،

اُس سے بہتا ہوا (روئی کے پنبہ کو سنبھالنے والی) پٹی تک پہنچ جاتا ہے۔ (استحاضہ کثیرہ کی تعریف)

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لِاَنَّهَا	هَا	دم الاستحاضة	اس لیے کہ خونِ حیض
۲۔	اَوْ تَغْمِسَهَا	هَا	الدم + القطنة	یا خون، روئی کے پنبہ میں نفوذ کر جاتا ہے
۳۔	كَذٰلِكَ	x	x	باہر سے بھی اور اندر سے بھی
٤۔	عَنْهَا	هَا	القطنة	روئی سے
۵۔	بِنَفْسِهٖ	ہٖ	الدم	خون، خود بخود
٦۔	اِلٰى غَيْرِهَا	هَا	القطنة	روئی کے پنبہ کے غیر (یعنی پٹی) تک
۷۔	عَنْهَا	هَا	القطنة	روئی کے پنبہ سے

(استحاضہ قلیلہ کے احکام یہ ھیں:)

متن 121 :

[1] اگر خون روئی کے پنبہ کو (ظاہری اور باطنی مکمل طور پر) آلودہ نہ کرے، تو ایسی عورت ہر نماز کیلئے الگ الگ وضو کرے گی،

[2] اور روئی کے پنبہ کو بھی تبدیل کرے گی کیونکہ (خونِ استحاضہ ان خونوں میں سے ایک ہے) جس کی (لباس اور بدن سے) معافی نہیں ہے مطلقاً (یعنی خواہ درہم بغلی سے کم مقدار میں ہی کیوں نہ ہو)۔

[3] اور شرمگاہ کی اتنی مقدار کو دھوئے گی جو دو پاؤں پر بیٹھنے کی صورت میں ظاہر ہو۔

اور مصنفؒ نے (اس تیسرے حکم یعنی شرمگاہ کے دھونے کے ذکر کو) ترک کیا ہے کیونکہ (شرمگاہ کا دھونا) خبث (یعنی ظاہری نجاست) کو دور کرنا ہے اور گذشتہ مطالب سے یہ جانا جا چکا ہے ،

(کہ نماز کیلئے لباس اور بدن سے خبث کا دور کرنا ضروری ہے ، پس شرمگاہ کا پاک کرنا بھی ضروری ہے)۔

(استحاضہ متوسطہ کے احکام یہ ہیں :)

اور اگر خون روئی کے پنبہ سے بہے بغیر ، اس کے ظاہر و باطن کو آلودہ کردے (یعنی استحاضہ متوسطہ ہو) ، تو یہ عورت پہلی حالت (استحاضہ قلیلہ) میں بیان کئے گئے احکام میں اضافہ کرے گی :

صبح (کی نماز کیلئے ایک) غسل کا ـــــــ ، (اس شرط کے ساتھ کہ) ،

اگر روئی کے پنبہ کے ظاہر و باطن کا آلودہ ہونا (یعنی استحاضہ قلیلہ کا متوسطہ میں تبدیل ہونا) صبح کی نماز سے پہلے انجام پایا ہو ،

اور اگر عورت چاہے کہ (استحاضہ متوسطہ کی حالت میں) روزہ رکھے تو (ضروری ہے کہ غسل کو طلوعِ) فجر پر مقدم کرے (یعنی اذانِ فجر سے پہلے غسل سے فارغ ہوجائے)۔ اور (یہی) غسل صبح کی نماز کیلئے کافی ہے (یعنی اس غسل کے بعد ، نمازِ صبح کیلئے الگ سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے)۔

اور اگر روئی کے پنبہ کے ظاہر و باطن کا آلودہ ہونا (یعنی استحاضہ کا متوسطہ ہونا) نمازِ صبح کے بعد انجام پائے ـــــــ ، تو ایسی عورت استحاضہ قلیلہ والی کی مانند ہوگی۔

(یعنی ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو صرف وضو سے انجام دے گی اور غسل ضروری نہیں ہوگا)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لَمْ تَغْمِسْ	هِيَ	الدم	خون نے (روئی کے پنبہ میں) نفوذ نہ کیا ہو
۲۔	مَعَ تَغْيِيْرِهَا	هَا	القطنة	روئی کو تبدیل کرنے کے ساتھ
۳۔	تَرَكَهُ	هُ	مصنفؒ+ غسل ما ظهر من الفرج	مصنفؒ نے شرمگاہ کے ظاہری/بیرونی حصے کے دھونے کے ذکر کو ترک کیا ہے (کیونکہ)

٤۔	وَ مَا يَغْمِسُهَا	هَا	القطنة	وہ خون جو روئی کے پنبہ میں نفوذ کرجائے
٥۔	قَبْلَهَا	هَا	صلاة الصبح	صبح کی نماز سے پہلے
٦۔	قَدَّمَتْهُ	هِيَ + هُ	مستحاضة+ غسل	مستحاضہ عورت ، غسل کو مقدم کرے
٧۔	بِهِ	هِ	غسل قبل صلاة الصبح	نماز صبح سے پہلے انجام دیا گیا غسل

متن 122 :

(استحاضه کثیره کے احکام یه هیں :)

اور وہ خون جو (روئی کے پنبہ کے ظاہر و باطن کو آلودہ کرتا ہوا اس سے تجاوز کرکے) بہنے لگے (یعنی استحاضہ کثیرہ) تو واجب ہے اُس خون کی وجہ سے ــــــــــ ، ہر وہ حکم جو (پہلی) دو حالتوں (یعنی استحاضہ قلیلہ اور استحاضہ متوسطہ) میں واجب تھا۔ ان دو حالتوں کے احکام پر یہ عورت اضافہ کرے گی:

● (صبح کی نماز کے غسل کے علاوہ) ظہر و عصر کی نمازوں کیلئے بھی ایک غسل کرے گی ، اور دونوں (نمازوں) کو جمع کرے گی (یعنی دونوں کو بغیر کسی وقفہ کے پڑھے گی)۔

● پھر مغرب و عشاء کی نمازوں کیلئے بھی اسی طرح (ایک غسل کرے گی اور بغیر کسی وقفہ کے دونوں نمازوں کو پڑھے گی)۔

اور (استحاضہ متوسطہ اور استحاضہ کثیرہ) دونوں میں روئی کو سنبھالنے والی پٹی کو بھی تبدیل کرے گی، کیونکہ روئی کا ظاہری اور باطنی طور پر آلودہ ہونا ــــــــ، سبب بنتا ہے کہ پٹی کی وہ طرف جو روئی سے چپکی ہوئی ہے ، مرطوب ہوجائے ، اگرچہ خون اس (پٹی) تک سرایت نہ کرے (استحاضۂ متوسطہ کی حالت میں) کہ وہ (پٹی) نجس ہوجائے۔

اور اگر خون اس (پٹی) تک سرایت کر جائے (استحاضۂ کثیرہ کی حالت میں) تو اس کا نجس ہونا واضح ہے۔

اور پٹی کے تبدیل کرنے کے حکم میں ہے ــــــــ ، اس کا (دھوکر) پاک کرنا۔

[فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ استحاضہ کی ان حالتوں میں غسل کے واجب ہونے

کا معیار کیا ہے؟ کیا معیار :

● خون کا نماز کی ادائیگی سے پہلے موجود ہونا ہے اگرچہ نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے پہلے بند بھی ہوجائے؟

● یا معیار، خون کا، نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد پایا جانا ہے اور وقتِ نماز سے پہلے دیکھے گئے خون کی کوئی حیثیت نہیں؟

شہید ثانیؒ نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ :

● اگر نمازِ صبح کا وقت داخل ہونے سے پہلے کسی کا استحاضہ قلیلہ سے متوسطہ ہوجائے اور ابھی نماز کا وقت داخل نہ ہوا ہو کہ خون بند بھی ہوجائے، تو ایسی صورت میں واجب ہے کہ نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد، صبح کی نماز کیلئے غسل کرے۔ اور اگر خون بند نہ ہو اور جاری رہے، اس وقت تو بدرجۂ اولیٰ غسل واجب ہوگا۔

● اور اگر نمازِ صبح کا وقت داخل ہونے سے پہلے کسی کا استحاضہ، متوسطہ سے کثیرہ ہوجائے تو واجب ہے کہ نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد، صبح کی نماز کیلئے غسل کرے اگرچہ نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے خون بند ہی کیوں نہ ہوجائے۔

اگر صبح کی نماز کے بعد استحاضہ کثیرہ اپنی حالت پر باقی رہا تو ظہرین کیلئے پھر ایک غسل کرنا پڑے گا اور یہی حکم ہے اگر ظہرین کی نماز سے پہلے خون بند بھی ہوجائے۔

اور اگر ظہرین کی نماز کے بعد استحاضہ کثیرہ اپنی حالت پر باقی رہا تو مغربین کی نماز کیلئے پھر غسل کرنا پڑے گا حتی اگر مغربین سے پہلے خون بند ہی کیوں نہ ہوجائے۔

اور اگر صبح کی نماز کے بعد استحاضہ کثیرہ متوسطہ یا قلیلہ میں تبدیل ہوجائے ہو تو ظہرین کی نماز کیلئے غسل کی ضرورت نہیں رہے گی۔

شہید ثانیؒ اپنا نظریہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :]

اور (استحاضہ کی بدلتی ہوئی) ان حالتوں میں غسل (کے) واجب (ہونے کا معیار یہ) ہے (کہ) خون (کی وہ مقدار، متوسطہ یا کثیرہ) جو موجبِ غسل ہے ـــــــ، نماز کے ادا کرنے سے پہلے موجود ہو، اگرچہ خون کا یہ پایا جانا، نماز کے وقت کے علاوہ ہی کیوں نہ ہو۔

(یعنی ایسے وقت میں ، جب ابھی نماز کا وقت نہ ہوا ہو ، اس شرط کے ساتھ کہ)

اس خون کے پائے جانے کے بعد ، نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے ، غسل نہ کرچکی ہو ،

(کیونکہ غسل کرنے سے اس خون کا حکم برطرف ہوجاتا ہے۔ اور اس خون کی وجہ سے دوبارہ غسل واجب نہیں ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر صبح کی نماز کے بعد خون استحاضہ کثیرہ تھا اور بند ہوجائے اور پھر یہ عورت غسل کرلے تو زوال کے بعد ظہرین کی نماز کیلئے اس پر غسل واجب نہیں ہوگا بلکہ دیکھا جائے گا کہ غسل کے بعد کوئی خون دیکھا ہے یا نہیں۔ اگر دیکھے تو اسی خون کے حکم پر عمل کرے گی۔ یعنی اگر خون قلیلہ یا متوسطہ ہو تو ظہر و عصر کی نماز کیلئے صرف الگ الگ وضو کافی ہوگا ؛ اور اگر خون کثیرہ ہی رہے تو زوال کے بعد ظہرین کی نماز کیلئے غسل کرنا پڑے گا) ،

جیسا کہ روایتِ صحّاف بھی اسی حکم پر دلالت کرتی ہے۔

اور بعض (فقہاء) قائل ہوئے ہیں کہ : (ان حالتوں میں غسل کے واجب ہونے کا معیار) نماز کے وقت کے اعتبار سے ہے (یعنی خون کا پایا جانا ، نماز کے وقت کے داخل ہونے کے بعد ہو) لیکن اس نظریہ کو ثابت کرنے والی ، کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لَهُ	هُ	ما الموصولة	(خون جو روئی کے پنبہ سے بہتا ہوا پٹی تک پہنچ جائے) اس کیلئے
۲۔	عَلَيْهِمَا	هُمَا	الحالتين	پہلی دو حالتوں (قلیلہ ، متوسطہ) پر
۳۔	اَنَّهَا	هَا	المستحاضة	مستحاضہ عورت
٤۔	بَيْنَهُمَا	هُمَا	الظهرين	ظہر و عصر کی نماز (کو ملا کر پڑھے گی)
٥۔	اِلَيْهَا	هَا	الخرقة	پٹی تک
٦۔	تَغْيِيْرِهَا	هَا	الخرقة	پٹی کو بدلنا
۷۔	تَطْهِيْرُهَا	هَا	الخرقة	پٹی کو دھو کر پاک کرلینا

۸۔	فَتَنَجُسُ	هِيَ	الخرقة	پس اگر خون بہہ کر پٹی تک پہنچ جائے تو پٹی نجس ہوجائے گی
۹۔	هٰذه الاحوال	x	x	استحاضہ کی مختلف حالتیں ، قلیلہ، متوسطہ، کثیرہ
۱۰۔	اَلْمُوْجِبِ لَهٗ	هٗ	الغسل	(خون) جو غسل کا موجب ہوتا ہے
۱۱۔	فِيْ غَيْرِ وَقْتِهَا	هَا	الصلاة	نماز کے وقت کے علاوہ کسی وقت میں ہو
۱۲۔	لَهٗ	هٗ	الدم	(اگر مستحاضہ عورت نے) اس خون کیلئے (غسل نہ کیا ہو)
۱۳۔	بَعْدَهٗ	هٗ	الدم	خون کے بعد
۱٤۔	عَلَيْهِ	هِ	وجود الدم قبل فعل الصلاة	اس بات پر کہ غسل کے واجب ہونے کا معیار، خون کا نماز کے انجام دینے سے پہلے موجود ہونا ہے اگرچہ نماز کا وقت بھی ابھی داخل نہ ہوا ہو
۱۵۔	لَا شَاهِدَ لَهٗ	هٗ	قول : قيل	اس قول پر کوئی دلیل نہیں ہے

(نفاس کے احکام)

متن 123 :

﴿**وَ اَمَّا النِّفَاسُ**﴾ بِكَسْرِ النُّوْنِ ﴿**فَدَمُ الْوِلَادَةِ مَعَهَا**﴾ بِاَنْ يُّقَارِنَ خُرُوْجَ جُزْءٍ وَّ اِنْ كَانَ مُنْفَصِلاً ، مِمَّا يُعَدُّ آدَمِياً ، اَوْ مَبْدَأً نَشْوِ آدَمِيٍّ ، وَ اِنْ كَانَ مُضْغَةً مَعَ الْيَقِيْنِ .

اَمَّا الْعَلَقَةُ ــــــــ وَ هِيَ الْقِطْعَةُ مِنَ الدَّمِ الْغَلِيْظِ .

فَاِنْ فُرِضَ الْعِلْمُ بِكَوْنِهَا : مَبْدَأً نَشْوِ اِنْسَانٍ ، كَانَ دَمُهَا نِفَاساً ــــــــ ،

اِلَّا اَنَّهُ ــــــــ بَعِيْدٌ .

﴿**اَوْ بَعْدَهَا**﴾ بِاَنْ يَّخْرُجَ الدَّمُ بَعْدَ خُرُوْجِهٖ اَجْمَعَ .

وَ لَوْ تَعَدَّدَ الْجُزْءُ مُنْفَصِلاً اَوِ الْوَلَدُ ، فَلِكُلٍّ نِفَاسٌ ــــــــ وَ اِنِ اتَّصَلَا ،

وَ يَتَدَاخَلُ مِنْهُ ــــــــ مَا اتَّفَقَا فِيْهِ .

وَاحْتَرَزَ بِالْقَيْدَيْنِ عَمَّا يَخْرُجُ قَبْلَ الْوِلَادَةِ ، فَلَا يَكُوْنُ نِفَاساً ــــــــ ،

بَلِ اسْتِحَاضَةً ــــــــ اِلَّا مَعَ اِمْكَانِ كَوْنِهٖ حَيْضاً .

متن 124 :

﴿**وَ اَقَلُّهُ مُسَمَّاهُ**﴾ وَ هُوَ وُجُوْدُهُ ــــــــ فِيْ لَحْظَةٍ ،

فَيَجِبُ الْغُسْلُ ــــــــ بِانْقِطَاعِهٖ بَعْدَهَا ،

وَ لَوْ لَمْ تَرَ دَماً ــــــــ فَلَا نِفَاسَ عِنْدَنَا .

﴿**وَ اَكْثَرُهُ : قَدْرُ الْعَادَةِ فِي الْحَيْضِ**﴾ لِلْمُعْتَادَةِ عَلٰى تَقْدِيْرِ تَجَاوُزِهِ الْعَشَرَةَ ،

وَ اِلَّا فَالْجَمِيْعُ نِفَاسٌ ــــــــ وَ اِنْ تَجَاوَزَهَا ــــــــ كَالْحَيْضِ .

﴿ فَإنْ لَّمْ تَكُنْ لَّهَا عَادَةٌ ، فَالْعَشَرَةُ ﴾ اَكْثَرُهُ ﴿ عَلَى الْمَشْهُوْرِ ﴾ .

متن 125 :

وَ اِنَّمَا يُحْكَمُ بِهِ ـــــــــــ نِفَاساً :

- فِيْ اَيَّامِ الْعَادَةِ ،
- وَ فِيْ مَجْمُوْعِ الْعَشَرَةِ ،

مَعَ وُجُوْدِهِ:

- فِيْهِمَا ،
- اَوْ فِيْ طَرَفَيْهِمَا .

اَمَّا لَوْ رَأَتْهُ :

- فِيْ اَحَدِ الطَّرَفَيْنِ خَاصَّةً ،
- اَوْ فِيْهِ وَ فِي الْوَسَطِ ،

فَلَا نِفَاسَ لَهَا ـــــــــــــــــ فِى الْخَالِيْ عَنْهُ ،

- مُتَقَدِّماً ،
- وَ مُتَأَخِّراً ،

بَلْ:

- فِيْ وَقْتِ الدَّمِ ،
- اَوِ الدَّمَيْنِ ـــــــــ فَصَاعِداً ،
- وَ مَا بَيْنَهُمَا .

فَلَوْ رَأَتْ :

- اَوَّلَهُ ـــــ لَحْظَةً ،

- وَ آخِرَ السَّبْعَةِ ــــــ لِمُعْتَادَتِهَا ،

ـــــــــــــ ، فَالْجَمِيْعُ نِفَاسٌ .

وَ لَوْ رَأَتْهُ ــــــ آخِرَهَا خَاصَّةً ــــــ فَهُوَ النِّفَاسُ .

وَ مِثْلُهٗ ــــــ رُؤْيَةُ الْمُبْتَدِئَةِ ، وَالْمُضْطَرِبَةِ ــــــ فِى الْعَشَرَةِ ،

بَلِ الْمُعْتَادَةِ ــــــ عَلىٰ تَقْدِيْرِ انْقِطَاعِهٖ ــــــ عَلَيْهَا .

متن 126 :

وَ لَوْ تَجَاوَزَ ـــــــــــــ ،

فَمَا وُجِدَ مِنْهُ ــــــ فِى الْعَادَةِ ،

وَ مَا قَبْلَهٗ ــــــ اِلىٰ اَوَّلِ زَمَانِ الرُّؤْيَةِ ،

ـــــــــــــ ، نِفَاسٌ خَاصَّةً ،

كَمَا لَوْ رَأَتْ :

- رَابِعَ الْوِلَادَةِ ــــــ مَثَلاً ،
- وَ سَابِعَهَا ــــــ لِمُعْتَادَتِهَا ،

وَاسْتَمَرَّ اِلىٰ اَنْ تَجَاوَزَ الْعَشَرَةَ ،

فَنِفَاسُهَا ــــــ الْاَرْبَعَةُ الْاَخِيْرَةُ مِنَ السَّبْعَةِ ــــــ خَاصَّةً .

وَ لَوْ رَأَتْهُ ــــــ فِى السَّابِعِ خَاصَّةً ، فَتَجَاوَزَهَا ــــــ فَهُوَ النِّفَاسُ خَاصَّةً .

وَ لَوْ رَأَتْهُ :

- مِنْ اَوَّلِهٖ ،
- وَالسَّابِعِ ــــــ وَ تَجَاوَزَ الْعَشَرَةَ ،

سِوآءٌ :

اَ كَانَ بَعْدَ انْقِطَاعِهِ ـــــــــ اَمْ لَا ،

فَالْعَادَةُ ـــــــ "خَاصَّةً" ـــــــــ نِفَاسٌ .

وَ لَوْ رَأَتْهُ :

- اَوَّلًا ،
- وَّ بَعْدَ الْعَادَةِ ـــــــ وَ تَجَاوَزَ ،

فَالْاَوَّلُ ـــــــ خَاصَّةً ـــــــــ نِفَاسٌ .

وَ عَلٰى هٰذَا الْقِيَاسِ .

متن 127 :

﴿ وَ حُكْمُهَا كَالْحَآئِضِ ﴾ فِى الْاَحْكَام:

- الْوَاجِبَةِ ـــــــ وَالْمَنْدُوْبَةِ
- وَالْمُحَرَّمَةِ ـــــــ وَالْمَكْرُوْهَةِ .

وَ تُفَارِقُهَا :

- فِى الْاَقَلِّ وَ الْاَكْثَرِ ،
- وَ الدَّلَالَةِ ـــــــ عَلَى الْبُلُوْغِ ،

فَاِنَّهُ مُخْتَصٌّ ـــــ بِالْحَآئِضِ ، لِسَبْقِ دَلَالَةِ النِّفَاسِ بِالْحَمْلِ ،

- وَ انْقِضَآءِ الْعِدَّةِ بِالْحَيْضِ ـــــــ دُوْنَ النِّفَاسِ ـــ غَالِباً ،
- وَ رُجُوْعِ الْحَآئِضِ :
  - اِلٰى عَادَتِهَا ـــــــ وَ عَادَةِ نِسَآئِهَا ،
  - وَالرِّوَايَاتِ ـــــ وَ التَّمْيِيْزِ ـــــــ دُوْنَهَا .
- وَ يَخْتَصُّ النِّفَاسُ :

بِعَدَمِ اشْتِرَاطِ: اَقَلِّ الطُّهْرِ ــــ بَيْنَ النِّفَاسَيْنِ ، كَالتَّوْأَمَيْنِ ، ــــــ ، بِخِلَافِ الْحَيْضَتَيْنِ .

متن 128 :

﴿ **وَ يَجِبُ الْوُضُوْءُ مَعَ غُسْلِهِنَّ** ﴾ مُتَقَدِّماً عَلَيْهِ اَوْ مُتَأَخِّراً .

﴿ **وَ يُسْتَحَبُّ قَبْلَهُ** ﴾ وَ تَتَخَيَّرُ فِيْهِ بَيْنَ نِيَّةِ :

- اَلْاِسْتِبَاحَةِ ،
- وَالرَّفْعِ ــــ مُطْلَقاً عَلٰى اَصَحِّ الْقَوْلَيْنِ ،

اِذَا وَقَعَ ــــــ بَعْدَ الْاِنْقِطَاعِ .

(نفاس کے احکام)

متن 123 :

[استحاضہ کی بحث ختم ہوئی۔ اب نفاس کی بحث شروع ہوتی ہے جو موجباتِ غسل میں چوتھی چیز ہے۔ بطور مقدمہ عرض ہے کہ جب عورت حاملہ ہوتی ہے تو عورت اور مرد کے نطفوں کے ملاپ سے بننے والا بچہ ، ماں کے رحم میں اپنی خلقت کے مراحل مکمل کرنے لگتا ہے۔ اس بچے کو تقریباً نو (۹) ماہ کیلئے ماں کے رحم میں رہنا ہوتا ہے۔ اپنی خلقت کے مختلف مراحل طے کرنے کیلئے یہ بچہ غذا کا محتاج ہوتا ہے۔ خدائے قادر ومطلق نے اس کی غذا کا بندوبست اس طرح فرمایا کہ رحم کی وہ رگیں جن کے پھٹنے سے خون ، حیض کی صورت میں رحم سے خارج ہوجایا کرتا تھا ، اب وہی رگیں بچہ کی ناف سے جڑ کر خون کی صورت میں اسے غذا فراہم کرنے لگتی ہیں۔ جب بچے کی خلقت مکمل ہوجاتی ہے اور وہ اس قابل ہوجاتا ہے کہ ماں کے رحم سے خارج ہوکر باہر کی دنیا میں رہتے ہوئے نشوونما پاسکے تو خون کی صورت میں غذا پہنچانے والی یہ رگیں بچے سے جدا ہوجاتی ہیں۔ ان رگوں کے پھٹنے سے جو خون نکلتا ہے وہ یا تو بچے کے شکمِ مادر سے باہر آتے ہی خارج ہونا شروع ہوجاتا ہے یا خون کا خارج ہونا تھوڑی دیر کے بعد انجام پاتا ہے۔

اصطلاحاً اس خون کو ، خونِ نفاس کہتے ہیں۔ خونِ نفاس کے سلسلہ میں ضروری نہیں ہے کہ بچے کی خلقت تمام ہوچکی ہو اور پھر وہ ماں کے شکم سے باہر آئے ، بلکہ اگر بچے کی خلقت نامکمل بھی ہو مثلاً اگر بچہ خون کے لوتھڑے کی صورت میں بھی ماں کے شکم سے خارج ہو ، تب بھی اس کے ہمراہ نکلنے والا خون ، خونِ نفاس ہی کہلائے گا]۔

اور خونِ نفاس ، نون کی کسرہ کے ساتھ ، تو یہ (بچے کی) ولادت کے ساتھ (خارج ہونے والا) خون ہے۔ یعنی یہ خون بچے کے کسی جزء کے ماں کے رحم سے خارج ہونے سے ملا ہوا ہوتا ہے اگرچہ بچہ کا جزء اس کے بدن سے جدا ہوکر خارج ہو ، لیکن ضروری ہے کہ یہ جزء ، انسان شمار ہو ، یا انسان کی خلقت کا ابتدائی مرحلہ ہو ، اگرچہ مُضغہ (یعنی گوشت کا لوتھڑا) ہی کیوں نہ ہو ،

(اس طرح کہ اگر ماں کے شکم میں رہتا تو اس کی خلقت مکمل ہوجاتی ، اس شرط کے ساتھ کہ خارج ہونے والے خون کے لوتھڑے کے انسان کی خلقت کا ابتدائی مرحلہ ہونے کے بارے میں) ،

یقین ہو۔

لیکن علقہ (مُضغہ سے پہلے کا مرحلہ) : جو جمے ہوئے خون کا ٹکڑا ہوتا ہے ، اگر بطورِ فرض جان لیا جائے کہ یہ انسانی خلقت کا ابتدائی مرحلہ ہے تو اس کے ساتھ خارج ہونے والا خون ، نفاس ہوگا ، اگرچہ اس بات کا یقین کر لینا بعید ہے۔

[شیخ الرئیس بوعلی سینا اپنی کتابِ قانون کی پہلی جلد میں تولد الجنین کی فصل میں فرماتے ہیں کہ رحم میں نُطفہ ، نو (۹) دنوں کے بعد خون کی شکل اختیار کرنے لگتا ہے اور پندرہویں دن علقہ بن جاتا ہے۔ البتہ کبھی ایک دو روز آگے پیچھے ہوجاتے ہیں۔ پندرہویں دن سے بارہ دنوں تک (یعنی ستائیسویں دن تک) خون کے اس لوتھڑے میں گوشت پیدا ہونا شروع ہوجاتا ہے (یہ مرحلہ مُضغہ کہلاتا ہے)۔ حمل کے ستائیسویں دن تین اعضاء (دل جگر اور دماغ) ایک دوسرے سے جدا ہوجاتے ہیں۔ اور کبھی دو یا تین روز آگے پیچھے ہوجاتے ہیں۔ مزید نُہ (۹) دنوں کے بعد (یعنی تقریباً پینتیسویں دن) سر بدن سے جدا ہوجاتا ہے اور ہاتھ پاؤں باقی بدن سے]۔

یا نفاس وہ خون ہے جو بچے کی ولادت کے بعد خارج ہوتا ہے یعنی خون نفاس بچے کے پورے کے پورے ماں کے شکم سے باہر آنے کے بعد خارج ہوتا ہے۔

اور اگر شکم میں دو بچے ہوں ، تو ہر بچے کا خونِ نفاس جدا ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی بچے کے اعضاء ، شکم میں ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں تو ہر عضو کے شکم سے خارج ہونے پر جدا جدا نفاس حساب ہوگا۔

- اگر (ماں کے شکم میں) جزء (یعنی بچے کے اعضاء) متعدد ہوں (اس طرح کہ ہر جزء دوسرے جزء سے) جدا (خارج) ہو ،
- یا بچے متعدد ہوں ،

تو ہر (جزء یا بچے) کیلئے (الگ الگ) نفاس (محسوب) ہوگا ، اگرچہ یہ متعدد جزء یا بچے پے در پے

(خارج ہوں)۔

[یہ فرض کرتے ہوئے کہ بچے یا اس کے اجزاء متعدد ہوں، ممکن ہے ان کے نفاس میں سے کچھ دن ایک دوسرے میں داخل ہوجائیں۔ مثلاً فرض کریں کہ ایک بچہ پہلی تاریخ کو پیدا ہوا اور خون دیکھا گیا۔ پانچویں تاریخ کو دوسرا بچہ پیدا ہوا۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ دونوں کے نفاس کی مدت دس دس دن ہے تو عورت چودہ دن تک خون دیکھے گی۔ پہلی سے دس تاریخ تک پہلے بچے کیلئے اور پانچویں تاریخ سے چودہ تاریخ تک دوسرے بچے کیلئے۔ پہلی تاریخ سے چار تاریخ تک، نفاس پہلے بچے کیلئے مخصوص ہے اور گیارہ تاریخ سے چودہ تاریخ تک دوسرے بچے کیلئے جبکہ پانچ تاریخ سے دس تاریخ تک نفاس کا عرصہ دونوں بچوں کیلئے مشترک ہے۔ ان مشترکوں دنوں کے بارے میں کہا جائے گا کہ دونوں کے نفاس ان دنوں میں، ایک دوسرے میں داخل ہوگئے ہیں۔ اب آیئے عبارت دیکھتے ہیں:]

اور داخل ہوجاتے ہیں (دونوں کے وقتِ نفاس میں) سے، (وقت کی) وہ مقدار جس (مقدار) میں دونوں متفق (اکٹھے) ہوجاتے ہیں۔

اور مصنفؒ یہ دو قیدیں (کہ خون نفاس ولادت کے ہموقت یا اس کے بعد خارج ہوتا ہے) لگا کر بچا ہے اس (خون) سے جو ولادت سے پہلے خارج ہو، پس وہ نفاس نہیں ہوگا بلکہ استحاضہ ہوگا مگر یہ کہ اس (خون) کا حیض ہونا ممکن ہو،

(تو اس پر حیض کا حکم لگایا جائے گا۔ مثلاً ولادت سے پہلے تین دن مسلسل آئے، اور اس خون اور نفاس کے درمیان دس دن کا فاصلہ ہو کیونکہ بعض فقہاء حیض اور نفاس کے درمیان دس دن کی پاکی کو شرط سمجھتے ہیں)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	مَعَهَا	هَا	الولادة	(جو بچے کی) ولادت کے ہمراہ (خارج ہوتا ہے)
۲۔	بِاَنْ يُقَارِنَ	هُوَ	الدم	خون ہمراہ ہو

٣۔	بِكَوْنِهَا	هَا	العلقة	علقہ کا ... ہونا
٤۔	دَمُهَا	هَا	العلقة	خون جو علقہ کے ہمراہ خارج ہو
٥۔	اِلَّا اَنَّهُ بَعِيْدٌ	هٗ	فرض	لیکن یہ کہ ایسا فرض کرنا بعید ہے
٦۔	اَوْ بَعْدَهَا	هَا	الولادة	یا وہ خون جو بچے کی ولادت کے بعد خارج ہو
٧۔	بَعْدَ خُرُوْجِهٖ	هٖ	مولود	بچے کے شکمِ مادر سے باہر آنے کے بعد
٨۔	وَ اِنِ اتَّصَلَا	هُمَا	الجزء+ الولد	اگرچہ بچے کا جز اور بچہ، متصل ہوں
٩۔	مِنْهُ	هٗ	نفاس	(دونوں کے) نفاس میں سے
١٠۔	مَا اتَّفَقَا		الجزء+ الولد	جس (مدت) میں دونوں شریک ہوں
١١۔	فِيْهِ	هٖ	ما الموصولة	اس (مدت) میں
١٢۔	كَوْنِهٖ	هٖ	الدم قبل الولادة	ولادت سے پہلے والے خون کا (حیض) ہونا

متن 124 :

اور نفاس کی کم سے کم مدت، وہ مدت ہے کہ جس پر خون دیکھنے کا نام صادق آجائے،
(اس طرح کہ کہا جائے کہ اس عورت نے ولادت کے بعد خون دیکھا ہے)
اور وہ مدت، خون کا (بچے کی ولادت کے ہمراہ یا اس کے بعد) موجود ہونا (یعنی دیکھا جانا) ہے ایک لحظہ کیلئے۔

(پس لازم نہیں ہے کہ خونِ نفاس تین دن یا اس سے زیادہ نظر آئے)۔

پس اس لحظہ کے بعد، خون کے بند ہوجانے پر، غسل واجب ہوجاتا ہے۔

اور اگر عورت ایک لحظہ کیلئے بھی خون نہ دیکھے، تو (ہم فقہاءِ امامیہ کے نزدیک، اس عورت کیلئے) نفاس (متحقق) نہیں (ہوتا اور نہ ہی اس پر غسل واجب ہوتا ہے)۔

اور نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت: حیض میں صاحبِ عادت عورت کی عادت کی مقدار (کے برابر) ہے۔ اس فرض پر کہ خونِ نفاس دس دن سے تجاوز کرجائے اور اگر خونِ نفاس دس دن سے تجاوز نہ کرے (حتی اگر دس دن تک ہی کیوں نہ دکھائی دے) تو سب کا سب (خون) نفاس ہوگا۔۔۔۔۔۔۔،

اگرچہ خون عادت کے دنوں سے تجاوز ہی کیوں نہ کرجائے ، حیض کی مانند ،
(کیونکہ حیض کی بحث میں بتایا جاچکا ہے کہ اگر خون عادت کے دنوں سے تجاوز کرجائے لیکن دس دن سے تجاوز نہ کرے تو سب کا سب ، حیض ہوگا)۔
پس اگر کوئی عورت صاحبِ عادت نہ ہو ، تو دس دن ، نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے ، (فقہاء کے درمیان) مشہور (نظریہ کے بنا) پر۔

یعنی	مرجع	ضمیر	قول	
نفاس کی کم سے کم مدت	النفاس	ہٗ	وَ اَقَلُّهٗ	۱۔
خون کا مسمّٰی (جس پر خون کا نام صادق آئے)	الدم	ہٗ	مُسَمَّاهُ	۲۔
اور وہ مسمیٰ (جس پر نام صادق آئے)	مسمیٰ	هُوَ	وَ هُوَ	۳۔
خون کا پایا جانا ہے	الدم	ہٗ	وُجُوْدُهٗ	٤۔
خون کے بند ہوجانے کے ساتھ	الدم	ہٖ	بِانْقِطَاعِهٖ	٥۔
اس لحظہ کے بعد	لحظة	هَا	بَعْدَهَا	٦۔
اگر نفاس والی عورت نہ دیکھے	النفسآء	هِيَ	لَوْ لَمْ تَرَ	۷۔
نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت	النفاس	ہٗ	وَ اَكْثَرُهٗ	۸۔
خونِ نفاس کا (دس دنوں سے) تجاوز کر جانا	دم النفاس	ہٖ	تَجَاوُزِهٖ	۹۔
اگرچہ خون عادت کے دنوں سے بڑھ جائے	الدم + العادة	هُوَ + هَا	وَ اِنْ تَجَاوَزَهَا	۱۰۔
نفاس والی عورت کیلئے	النفساء	هَا	لَهَا	۱۱۔
نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت	النفاس	ہٗ	اَكْثَرُهٗ	۱۲۔

متن 125 :

اور (اگر عورت صاحبِ عادت ہے تو) عادت کے دنوں میں ،
(اور اگر صاحبِ عادت نہیں ہے) تو تمام دس دنوں میں (دیکھے گئے) ـــــــــ ، خون پر (اس شرط کے ساتھ) نفاس کا حکم لگایا جائے گا :

- جب خون کو عادت یا تمام دس دنوں میں دیکھے ،
- یا عادت کی ابتداء اور انتہاء اور تمام دس دنوں کی ابتداء اور انتہاء میں دیکھے ،

(مثلاً اگر سات دن کی عادت ہے تو عادت کے پہلے دن اور عادت کے آخری دن خون دیکھے خواہ درمیان میں نہ بھی دیکھے، اور اگر صاحبِ عادت نہیں ہے تو پہلے دن اور دسویں دن خون دیکھے خواہ درمیان میں نہ بھی دیکھے تو پورے دس دن ، نفاس ہوگا)۔

لیکن اگر خون کو دو طرفوں میں سے صرف ایک طرف میں دیکھے ،

(مثلاً عادت کے پہلے دن فقط یا دس دنوں میں سے پہلے دن فقط یا عادت کے آخری دن فقط یا دسویں دن فقط)۔

یا ایک طرف اور ـــــــــــ ، درمیان میں دیکھے ۔

[مثلاً :

- عادت کے پہلے دن اور تیسرے دن خون دیکھے ،
- یا تیسرے دن اور عادت کے آخری دن خون دیکھے ،

پہلی مثال میں صرف پہلے تین دن نفاس ہے ، اور اس کے بعد کے دنوں میں نفاس نہیں ہے۔ اور دوسری مثال میں تیسرے دن سے لے کر عادت کے آخری دن تک نفاس ہے ، اور اس سے پہلے ولادت کے دن تک نفاس نہیں ہے]۔

ـــــــــــ ، تو جن دنوں میں خون نہیں دیکھا وہ نفاس نہیں ہوگا خواہ :

- اس سے پہلے ہو ،
- یا بعد میں ،

بلکہ نفاس :

■ صرف وہی دن ہوگا جس میں خون دیکھا ہے (متعلق بہ : "لو رأته في أحد الطرفين")

■ یا دو دن جن میں خون دیکھے (متعلق بہ : "أو فيه و في الوسط")

■ یا (یہ کہ نفاس وہ دن ہوں گے جو دو دن سے) زیادہ ہیں (کہ جن میں خون دیکھا ہے) اور دو خونوں کے درمیانی دن ہیں ۔

(مثلاً غیر صاحبِ عادت عورت میں اگر وہ دس دنوں میں سے پہلے دن ، تیسرے دن اور ساتویں دن خون دیکھے تو اس عورت کیلئے نفاس یہی تین دن اور ان کے درمیانی دن ہوں گے جن کی مجموعی تعداد سات دن ہے ، پس ساتویں دن سے دسویں تک نفاس نہیں ہے)۔

[مثال برائے : أو فی طرفیھما یعنی عادت کی دو طرفوں میں خون دیکھے، ابتدا اور انتہاء :]

پس اگر عورت (وضعِ حمل کے) :

- پہلے دن ایک لحظہ کیلئے (خون) دیکھے (اور پھر پاک ہوجائے) ،
- اور (پھر عادت کے) آخری ساتویں دن (بھی ایک لحظہ کیلئے خون دیکھے)،

تو اگر اس عورت کی عادتِ حیض سات دن کی ہو ، تو ــــــــــ ، (پہلی سے سات تک کے) تمام (دنوں میں دیکھا گیا خون) نفاس ہوگا۔

(اگرچہ یہ عورت ، وضعِ حمل کے دوسرے دن سے چھٹے دن تک خون سے پاک رہی ہو)۔

[مثال برائے : فی أحد الطرفین یعنی عادت کی دو طرفوں میں سے صرف ایک طرف، ابتدا یا انتہاء :]

اور اگر عورت فقط آخری (یعنی) ساتویں دن خون دیکھے ، تو یہی آخری دن فقط نفاس ہوگا ،

(اور اس سے پہلے کے چھ دنوں پر نفاس کا حکم لاگو نہیں ہوگا)۔

اور صاحبِ عادت عورت کی مانند ہے ــــــــــ ، مبتدأۃ اور مضطربہ کا دیکھنا :

- دس دن کے عرصہ میں ،

(اگر پہلے اور دسویں دن خون دیکھے ، تو پورے دس دن نفاس ہے) ،

- بلکہ وہ صاحبِ عادت عورت بھی ، اس صورت میں ، جب خون ،

(عادت کے دنوں سے تجاوز کرجائے لیکن دس دنوں سے تجاوز نہ کرے بلکہ)

دسویں دن بند ہوجائے ،

(یہ عورت اس صورت میں اگر پہلے اور دسویں دن خون دیکھے ، تو پورے دس دن نفاس ہوگا اور اگر فقط دسویں دن خون دیکھے تو یہ دسواں دن ہی نفاس ہوگا فقط)۔

يعنی	مرجع	ضمير	قول	
خون پر (نفاس کا حکم لاگو ہوگا)	الدم	ہٖ	بِہٖ	١۔
خون کے موجود ہونے کے ساتھ	الدم	ہٖ	مَعَ وُجُوْدِہٖ	٢۔
عادت کے دنوں اور تمام دس دنوں میں	ايام العادة + مجموع العشرة	هُمَا	فِيْهِمَا	٣۔
عادت کے دنوں اور دس دنوں کے مجموعہ کی اطراف (ابتداء اور انتہاء) میں	ايام العادة + مجموع العشرة	هُمَا	فِيْ طَرَفَيْهِمَا	٤۔
اگر عورت خون کو دیکھے	الدم	ہٗ	لَوْ رَأَتْهُ	٥۔
دو طرفوں (یعنی ابتداء یا انتہاء) میں سے کسی ایک میں	احد الطرفين	ہِ	اَوْ فِيْهِ	٦۔
عورت کیلئے	المرأة	هَا	لَهَا	٧۔
خون سے (خالی دنوں میں)	الدم	ہٗ	عَنْهُ	٨۔
اور دو خونوں کے درمیانی (وقت میں)	الدمين	هُمَا	وَ مَا بَيْنَهُمَا	٩۔
نفاس (یا وضعِ حمل) کے پہلے دن	النفاس	ہٗ	اَوَّلَهٗ	١٠۔
سات کی عادت رکھنے والی عورت کیلئے	السبعة	هَا	لِمُعْتَادَتِهَا	١١۔
(سات کی عادت رکھنے والی اپنی عادت کے آخری یعنی ساتویں دن (خون دیکھے)	السبعة	هَا	آخِرَهَا	١٢۔
تو وہ آخری دن یعنی ساتواں دن	آخر	هُوَ	فَهُوَ	١٣۔
صاحبِ عادت عورت کی مانند ہے	صاحب العادة	ہٗ	وَ مِثْلُهٗ	١٤۔
خون کے منقطع ہوجانے کی صورت میں	الدم	ہٖ	اِنْقِطَاعِہٖ	١٥۔
دسویں دن پر	العشرة	هَا	عَلَيْهَا	١٦۔

متن 126 :

اگر (صاحبِ عادت عورت کا) خون (دس دن سے) تجاوز کرجائے ، (تو اس صورت میں) ،

وہ خون جسے وہ :

- عادت (کے آخری دن) میں دیکھے ،
- اور وہ ، جسے عادت (کے آخری مثلاً ساتویں دن) سے قبل ،

(یعنی عادت کے آخری دن سے پیچھے کی طرف ، خون دکھائی دینے کے)

پہلے دن (مثلاً چوتھے دن) تک دیکھے ، تو :

صرف اسی مدت (مثلاً ساتویں ، چھٹے ، پانچویں اور چوتھے دن) میں دیکھا گیا خون نفاس ہوگا۔

مثلاً اگر عورت ولادت (یعنی وضعِ حمل) کے :

- چوتھے دن خون دیکھے ،
- اور (پھر) ساتویں دن (خون) دیکھے ، وہ عورت جس کی عادت (کا آخری دن) سات (یعنی ساتواں دن) ہو ،

(ساتویں دن) خون (رُکے نہیں بلکہ) جاری رہے یہاں تک کہ دسویں دن سے تجاوز کرجائے ،

تو ایسی عورت کا نفاس :

ساتویں دن سے لے کر (پیچھے کی طرف والے) آخری چار دن ہوں گے فقط۔

(یعنی : سات ، چھ ، پانچ اور چار)۔

اگر (سات دن کی عادت رکھنے والی) عورت فقط ساتویں دن خون دیکھے ، اور خون (اپنے جریان کی وجہ سے) دسویں دن سے تجاوز کرجائے ، تو ایسی صورت میں :

”فقط ساتویں دن دیکھا گیا خون ، نفاس ہوگا۔“

اگر (سات دن کی عادت رکھنے والی) عورت خون کو ،

- (اپنی عادت کے) پہلے ،
- اور ساتویں دن دیکھے ،

اور خون (اپنے جریان کی وجہ سے) دسویں دن سے تجاوز کرجائے ،

اور اس بات سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ (خون کا دس دنوں سے تجاوز کرجانا :

- ساتویں دن خون دیکھنے کے) بند ہونے کے بعد ہو،
- یا (ساتویں تاریخ سے مسلسل خون جاری رہا اور دس دن سے تجاوز کرگیا) ،

تو اس صورت میں : فقط عادت (کے سات دن ، مدتِ) نفاس ہوگی۔

اگر (سات دن کی عادت رکھنے والی) عورت ،

- اپنی عادت کے پہلے دن خون دیکھے ،

(اور پھر عادت کے آخری دن تک خون نہ دیکھے ، اور عادت کے دن گذر جائیں)

- اور (پھر) عادت کے بعد (آٹھویں دن خون دیکھے ، اور آٹھویں دن سے خون مستمر رہ کر دس دن سے) تجاوز کرجائے ،

تو ایسی صورت میں : فقط (عادت کا) پہلا (دن) نفاس ہوگا۔

(باقی مثالیں بھی) اسی قیاس کے مطابق (بنائی جاسکتی ہیں)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ لَوْ تَجَاوَزَ	هُوَ	الدم	اور اگر خون تجاوز کرجائے
۲۔	مِنْهُ	هُ	الدم	خون سے
۳۔	فِيْ الْعَادَةِ	x	x	عبارت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ فی العادة سے مراد فی آخر العادة یعنی عادت کا آخری دن ہے
٤۔	وَ مَا قَبْلَهُ	هٗ	آخر العادة	عادت کے آخری دن سے پہلے (پیچھے کی طرف)
٥۔	وَ سَابِعَهَا	هَا	الولادة	ولادت یا وضعِ حمل کے ساتویں دن
٦۔	لِمُعْتَادَتِهَا	هَا	السبعة	سات کی عادت رکھنے والی عورت کیلئے
۷۔	فَنِفَاسُهَا	هَا	النفساء	نفاس والی عورت کا نفاس
۸۔	فَتَجَاوَزَهَا	هَا	العشرة	خون دس دن سے تجاوز کرجائے
۹۔	فَهُوَ	هُوَ	السابع	تو ساتواں دن

۱۰۔	مِنْ اَوَّلِهٖ	ہٖ	السابع	(سات کی عادت رکھنے والی عورت ، عادت کے) سات دنوں میں سے پہلے دن (خون دیکھے)
۱۱۔	بَعْدَ انْقِطَاعِهٖ	ہٖ	الدم	خون کے بند ہونے کے بعد

متن 127 :

(نَفساء کے احکام :)

وہ عورت جو نفاس کی حالت میں ہو، اس کا حکم حیض والی عورت جیسا ہے ، تمام :

- واجب ــــــــــ (اور) مستحب ،
- حرام اور مکروہ ــــــــ ، احکام میں۔

(یعنی حائض پر جو چیزیں واجب اور مستحب ہیں ، نفساء پر بھی وہ چیزیں واجب اور مستحب ہیں۔ اسی طرح جو چیزیں حائض پر حرام ومکروہ ہیں ، نفساء پر بھی وہ چیزیں حرام اور مکروہ ہیں)۔

البتہ دونوں میں کچھ باتیں جدا بھی ہیں جیسے :

[1] دونوں کی :کم سے کم مدت اور ــــ ، زیادہ سے زیادہ مدت ،

(کیونکہ نفاس کی کم سے کم مدت ایک لحظہ بھی ہوسکتی ہے جبکہ حیض کی کم سے کم مدت معین ہے جو تین روز ہے۔حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت تمام فقہاء کے نزدیک متفقہ طور پر ، دس دن ہے۔لیکن نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ جیسا کہ معلوم ہوچکا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت، دس دن ہے اگرچہ بعض نے اٹھارہ دن بھی کہا ہے)۔

[2] لڑکی کے بالغ ہونے پر دلالت کرنا ، حیض کے ساتھ مختص ہے کیونکہ نفاس اپنی دلالت میں حمل سے پیچھے رہ جاتا ہے کیونکہ حمل نفاس سے پہلے ہوتا ہے اور نفاس وضعِ حمل کے بعد ،

(پس نفاس کا بالغ ہونے پر دلالت کرنا بے فائدہ ہے کیونکہ نفاس سے پہلے ، لڑکی کا بالغ ہونا، اس کے حاملہ ہونے سے معلوم ہوسکتا ہے)۔

[3] اور تیسرا فرق یہ ہے کہ عورت کی عدت حیض کے ذریعہ ختم ہوجاتی ہے جبکہ نفاس سے غالبًا

عدت کا ختم ہونا معلوم نہیں ہوتا ۔

[اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی عورت کو طلاق دی گئی ہو اور وہ صاحبِ عادت ہو ، تو اس کی عدت تین طُہر ہے، یعنی ضروری ہے کہ پاکی کی تین حالتیں اس پر گذر جائیں۔ اور پہلی پاکی وہی ہے جس میں اُسے طلاق دی گئی ہے۔ اور دوسری پاکی پہلے حیض سے فارغ ہونے کے بعد والی ہے۔ جبکہ تیسری پاکی دوسری بار حیض سے فارغ ہونے کے بعد شروع ہوتی ہے۔ اور یہ عورت جیسے ہی خونِ حیض کو دیکھے گی ، اس کی تیسری پاکی ختم ہوجائی گی۔ لیکن جس عورت کو دورانِ حمل طلاق دی گئی ہو ، اُس کی عدت ، وضعِ حمل ہے۔ پس جیسے ہی بچے کی ولادت ہو ، خواہ بچہ کامل پیدا ہو یا ناقص، اِس عورت کی عدت ختم ہوجاتی ہے۔ اب اسے اپنی عدت کے خاتمے کیلئے خونِ نفاس دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ بعض حالتوں میں عدت کا ختم ہونا ، نفاس ہی سے معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی عورت بدکاری کی وجہ سے حاملہ ہوئی ہو ، اور اس کا شوہر اسے طلاق دے دے ، اور دورانِ حمل وہ دو پاکی بھی دیکھ لے (البتہ اگر اس بات کو قبول کر لیا جائے کہ حاملہ عورت بھی حیض دیکھ سکتی ہے) تو اس صورت میں کہا جاتا ہے کہ نفاس ، اس عورت کی تیسری پاکی ہے۔ پس جیسے ہی یہ عورت خونِ نفاس دیکھے، اس کی عدت ختم ہوجاتی ہے ، لیکن فقط بچے کی ولادت سے عدت ختم نہیں ہوتی]۔

[4] اور چوتھا فرق یہ ہے کہ حائض ، خونِ حیض کے دس دن سے تجاوز کرجانے کی صورت میں :

● اگر صاحبِ عادت ہے تو اپنی عادت کی طرف رجوع کرے گی۔

(اگر عادت سات دن ہے تو سات دنوں کو حیض قرار دے گی اور باقی کے دنوں کو استحاضہ)۔

● (اور اگر صاحبِ تمییز ہے تو اپنی تمییز کی طرف رجوع کرے گی)۔

(اور اگر صاحبِ تمییز نہ ہوتو) :

● اپنے خاندان کی خواتین کی عادت کی طرف رجوع کریگی۔

● اور اگر خاندان کی خواتین نہ ہوں تو روایات میں بیان کئے گئے دستور پر عمل کریگی۔

(لیکن اگر) نفاس والی عورت (کا نفاس ، دس دن سے تجاوز کرجائے ، تو یہ) ان چیزوں کی طرف رجوع نہیں کرسکتی ۔

(جن کی طرف حائض رجوع کریگی۔ نہ ہی یہ اپنے سابقہ نفاس یا خاندان کی خواتین کے نفاس کی طرف رجوع کا حق رکھتی ہے)۔

[5] نفاس مختص ہے اس بات سے کہ دو نفاسوں کے درمیان اقلّ طُھر (کا فاصلہ ہونا) شرط نہیں ہے ، جیسے جڑواں بچے ،

(جو ماں کے شکم میں ہوں اور یکے بعد دیگرے خارج ہوں ، تو ہر بچے کے خارج ہونے پر نفاس جدا جدا ہوگا ، جبکہ دونوں کے نفاس میں اقلِّ طُہر کا فاصلہ نہیں پایا جاتا)۔

برخلاف دوحیضوں کے (جن میں اقلّ طُھر کا فاصلہ شرط ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ حُکْمُهَا	هَا	النفساء	نفاس والی عورت کا حکم
۲۔	وَ تُفَارِقُهَا	هَا	الحائض	نفاس والی عورت (چند امور میں) حائض عورت سے مختلف ہوتی ہے
۳۔	فَاِنَّهٗ	ہٗ	البلوغ	کیونکہ بلوغ
٤۔	اِلیٰ عَادَتِهَا	هَا	الحائض	حائض عورت کا اپنی حیض کی عادت کی طرف رجوع کرسکنا
٥۔	دُوْنَهَا	هَا	النفساء	لیکن نفاس والی عورت اپنی نفاس کی عادت کی طرف رجوع نہیں کرسکتی

متن 128 :

(حائض ، مستحاضہ اور نفساء ، جو غسل انجام دیتی ہے ، یہ نماز کیلئے کفایت نہیں کرتا) ،

(بلکہ) واجب ہے کہ ان غسلوں کے ساتھ وضو بھی انجام دیا جائے ، خواہ یہ وضو ، غسل سے پہلے انجام دیا جائے یا غسل کے بعد۔

(اگرچہ) مستحب ہے کہ (وضو کو) غسل سے پہلے انجام دیا جائے۔

اور عورت کو اختیار ہے کہ وضو میں ــــــ ،

- نماز کیلئے مباح ہونے کی نیت کرے ،
- یا حدث کے رفع ہونے کیلئے ، مطلقاً ۔

(یعنی خواہ وضو کو غسل سے پہلے انجام دے یا بعد میں۔ لیکن بعض فقہاء نے کہا ہے کہ اگر غسل سے پہلے وضو کرنا چاہتی ہے تو رفعِ حدث کی نیت نہیں کرسکتی کیونکہ حدث ، جو اس حالت میں حدثِ اکبر ہوتا ہے ، وضو سے رفع نہیں ہوسکتا ، بلکہ صرف غسل سے رفع ہوتا ہے۔ مطلقاً کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہماری یہ نظر) ،

دو اقوال میں سے ــــــــــ ، زیادہ صحیح قول کی بنیاد پر ہے۔

(اور ہم نے جو یہ کہا ہے کہ نیت میں اختیار رکھتی ہے ، تو یہ صرف اس صورت میں ہے) ــــــ ،

جب وضو خونِ حیض کے بند ہونے کے بعد انجام دیا گیا ہو۔

(کیونکہ اگر خون ابھی بند نہیں ہوا تو اختیار نہیں رکھتی کہ وضو میں رفعِ حدث کی نیت کرے کیونکہ ابھی حدث ، اس سے برطرف نہیں ہوا ، بلکہ ایسی صورت میں صرف استباحت کی نیت سے وضو کرسکتی ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	مَعَ غُسْلِهِنَّ	هُنَّ	النُّفَسَاء	نفاس والی عورتوں کے غسل کے ہمراہ
۲۔	مُتَقَدِّماً عَلَيْهِ	هِ	الغسل	درحالانکہ (وضو) مقدم ہو غسل پر (یا...)
۳۔	قَبْلَهُ	هُ	الغسل	غسل سے پہلے (وضو مستحب ہے)
٤۔	فِيْهِ	هِ	الوضوء	وضو (کی نیت) میں (اختیار رکھتی ہے)
٥۔	اِذَا وَقَعَ	هُوَ	الوضوء	جب وضو واقع ہو

(غسلِ مسِ میت کے احکام)

متن 129 :

﴿ وَ اَمَّا غُسْلُ الْمَسِّ ﴾ لِلْمَيِّتِ الْآدَمِيِّ النَّجِسِ ـــــــــ ،

﴿ فَبَعْدَ الْبَرْدِ وَ قَبْلَ التَّطْهِيْرِ ﴾ بِتَمَامِ الْغُسْلِ ـــــــــ ،

فَلَا غُسْلَ بِمَسِّهٖ :

- قَبْلَ الْبَرْدِ ،
- وَ بَعْدَ الْمَوْتِ .

وَ فِيْ وُجُوْبِ غَسْلِ الْعُضْوِ اللَّامِسِ ـــــــــ قَوْلَانِ :

- اَجْوَدُهُمَا ـــــــــ ذٰلِكَ ،

خِلَافاً لِلْمُصَنِّفِ ، وَ كَذَا لَا غُسْلَ بِمَسِّهٖ ـــــ بَعْدَ الْغُسْلِ .

وَ فِيْ وُجُوْبِهٖ بِمَسِّ عُضْوٍ ، كَمُلَ غُسْلُهٗ ، قَوْلَانِ : اخْتَارَ الْمُصَنِّفُ عَدَمَهٗ .

متن 130 :

وَ فِيْ حُكْمِ الْمَيِّتِ :

- جُزْؤُهٗ ـــــــــ الْمُشْتَمِلُ عَلٰى عَظْمٍ ،
- وَالْمُبَانُ ـــــــــ مِنْهُ مِنْ حَيٍّ ،
- وَالْعَظْمُ الْمُجَرَّدُ ـــــــــ عِنْدَ الْمُصَنِّفِ ،

اسْتِنَاداً اِلٰى دَوَرَانِ الْغُسْلِ مَعَهٗ وُجُوْداً وَ عَدَماً ـــــــــ ، وَ هُوَ ضَعِيْفٌ .

متن 131 :

﴿ وَ يَجِبُ فِيْهِ ﴾ اَيْ فِيْ غُسْلِ الْمَسِّ ﴿ الْوُضُوْءُ ﴾ قَبْلَهٗ اَوْ بَعْدَهٗ كَغَيْرِهٖ

مِنْ اَغْسَالِ الْحَيِّ غَيْرِ الْجَنَابَةِ .

وَ ((فِيْ)) فِيْ قَوْلِهٖ : ((فِيْهِ))ـــــــــــ لِلْمُصَاحَبَةِ ،

كَقَوْلِهٖ تَعَالىٰ :

- ((اُدْخُلُوْا فِيْ اُمَمٍ))

وَ

- ((فَخَرَجَ عَلىٰ قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ))

اِنْ عَادَ ضَمِيْرُهٗـــــــــــــ اِلَى "الْغُسْلِ" ،

وَ اِنْ عَادَ اِلَى "الْمَسِّ"ـــــــــــ فَسَبَبِيَّةٌ .

(غسلِ مسِ میت کے احکام)

متن 129 :

[نفاس کے احکام تمام ہوئے۔ اب غسل کے موجبات میں سے پانچویں موجب کا ذکر ہے جو مردہ انسان کے بدن کو مس کرنا ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی مردہ انسان کے بدن کو ،جب اس کے بدن کی گرمی ختم ہوچکی ہو اور ابھی اسے غسل بھی نہ دیا گیا ہو ، اپنے بدن کے کسی حصے سے چھولے ، تو اس کیلئے ضروری ہے کہ میت کو مس کرنے کا غسل کرے۔ آیئے عبارت دیکھتے ہیں]۔

اور نجس انسان کی میت کو مس کرنے کا غسل (واجب ہے ، اُس وقت) جب :

- ٹھنڈا پڑنے کے بعد ،
- اور (تینوں) غسل (کے مکمل ہونے) کے ذریعہ اسکی تطہیر سے پہلے ، اُسے چھولیا گیا ہو۔

(آدمی کی قید سے حیوان خارج ہوجاتا ہے۔ پس حیوان کے مردار کو چھولینے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ اور نجس کی قید سے وہ ہستیاں خارج ہوجاتی ہیں جن کا جسم مرنے کے بعد بھی پاک رہتا ہے یعنی معصوم اور شہید ، جیسا کہ اس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے)۔

(غسلِ مسِ میت کے مسائل :)

● پس (معلوم ہوا کہ) میت کو چھولینے سے غسل واجب نہیں ہوگا اگر اُسے مرنے کے بعد ، ٹھنڈا ہونے سے پہلے چھوا جائے۔ اور اسی حالت میں (یعنی مرنے کے بعد ، ٹھنڈا ہونے سے پہلے) کیا (میت کے جسم کو اپنے) کسی عضو سے چھونے کی صورت میں اُس عضو کا دھونا واجب ہے؟

اس بارے میں دو قول ہیں۔ ان میں سے بہترین قول یہی ہے ،

(یعنی یہ کہ مس کرنے والے عضو مثلاً 'ہاتھ' کا دھونا واجب ہے۔ اور ہمارا یہ فتویٰ) مصنفؒ کے (فتویٰ کے) خلاف ہے۔

● اور اسی طرح (میت کے تینوں) غسل (مکمل) ہونے کے بعد اُسے چھوئے ـــــــ ، تو بھی

غسل واجب نہیں ہوگا۔

● اور میت کے اُس عضو کے مس کرنے سے، غسل کے واجب ہونے میں، جس کا غسل مکمل ہوچکا ہو ــ، دو قول ہیں۔ مصنفؒ نے ان میں سے غسل کے واجب نہ ہونے والے قول کو اختیار کیا ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بِمَسِّهٖ	ہٖ	المیت	میت کو مس کرنے سے
۲۔	اَجْوَدُهُمَا	هُمَا	قولان	ان دو اقوال میں سے بہترین قول
۳۔	ذٰلِکَ	x	x	مس کرنے والے عضو کے دھونے کا واجب ہونا
٤۔	وَ فِیْ وُجُوْبِهٖ	ہٖ	الغسل	غسل کے واجب ہونے کے بارے میں
٥۔	غُسْلُهٗ	هٗ	عضو	جس کے تین غسل مکمل ہوچکے ہوں
٦۔	عَدَمَهٗ	هٗ	وجوب	عدمِ وجوب (واجب نہ ہونے کو اختیار کیا ہے)

متن 130 :

● اور میت کے حکم میں ہے:

● اُس (یعنی میت) کا وہ جز (عضو) ــــــــــــــ، جو ہڈی پر مشتمل ہو۔

● اور زندہ انسان سے جدا ہوجانے والا وہ جز ــــــــ، جو ہڈی پر مشتمل ہو۔

اور، گوشت سے خالی ہڈی (بھی میت کے حکم میں ہے)، مصنفؒ کے نزدیک، کیونکہ (مصنفؒ کے نظریہ کے مطابق) غسل کا واجب ہونا یا واجب نہ ہونا، ہڈی کے ہونے یا نہ ہونے پر منحصر ہے۔ لیکن یہ (نظریہ) کمزور ہے۔ (شہید ثانی)

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	جُزْؤُهٗ	هٗ	المیت	میت کا وہ جز (عضو)
۲۔	مِنْهُ	هٗ	الجزء	وہ جز (عضو) جو ہڈی پر مشتمل ہو
۳۔	مَعَهٗ	هٗ	العظم	ہڈی کے ساتھ
	وَ هُوَ	هُوَ	استناد	لیکن یہ استدلال

متن 131 :

(دو نکتے:)

اور غسلِ مسِ میت میں ، (نماز کیلئے) واجب ہے کہ غسل سے پہلے یا بعد میں ، وضو کیا جائے ، جنابت کے علاوہ ، زندہ انسان کے دوسرے غسلوں کی مانند ،

(جن میں غسل کے علاوہ ، نماز کیلئے وضو بھی ضروری ہوتا ہے۔ سوائے غسلِ جنابت کے کہ جس کے بعد نماز کیلئے وضو کی ضرورت نہیں رہتی)۔

اور مصنفؒ کے قول "فيه" میں "في" ــــــ، مصاحبت (یعنی ہمراہی / ساتھ ہونے) کے معنی میں ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ ...]

(سورۂ مبارکہ اعراف ۷ : ۳۸)

کہا ! امتوں کے ساتھ داخل ہوجاؤ۔

نیز ،

[فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ...]

(سورۂ مبارکہ قصص ۲۸ : ۷۹)

پس وہ نکلا اپنی قوم کی طرف ، زینت کے ساتھ،

(یہ معنی اُس وقت ہے) جب ، فیہ میں موجود ضمیر ، غسل کی طرف پلٹے ،

اور اگر ضمیر ، "مس میت" کی طرف پلٹے تو ــــــ، "فیہ" میں "فی" سببیت کے معنی میں ہوگی۔

دونوں صورتوں میں عبارت کا معنی یہ ہے :

- غسلِ مسِ میت کے ساتھ ، (نماز کیلئے) وضو بھی واجب ہوگا۔
- مسِ میت کے سبب (نماز کیلئے) وضو بھی واجب ہوگا۔

	قول	ضمير	مرجع	یعنی
۱۔	قَبْلَهُ اَوْ بَعْدَهُ	هُ	الغسل	غسل سے پہلے یا غسل کے بعد
۲۔	كَغَيْرِهٖ	هٖ	غسل المس	غسلِ مسِ میت کے علاوہ دوسرے غسلوں میں (سوائے غسلِ جنابت کے)
۳۔	فِيْ قَوْلِهٖ	هٖ	المصنفؒ	مصنفؒ کے قول میں
٤۔	ضَمِيْرُهُ	هُ	فيه	''فیہ'' میں موجود ضمیر

(میت کے احکام)

متن 132 :

﴿ اَلْقَوْلُ فِیْ اَحْکَامِ الْاَمْوَاتِ ﴾

﴿ وَ هِیَ خَمْسَةٌ ﴾ :

﴿ اَوَّلُ : الْاِحْتِضَارُ ﴾

وَ هُوَ السَّوْقُ ، اَعَانَنَا اللّٰهُ عَلَیْهِ ، وَ ثَبَّتَنَا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ لَدَیْهِ .

سُمِّیَ بِهٖ :

- لِحُضُوْرِ الْمَوْتِ ،
- اَوِ الْمَلآئِکَةِ الْمُوَکَّلَةِ بِهٖ ،
- اَوْ اِخْوَانِهٖ وَ اَهْلِهٖ عِنْدَهٗ .

﴿ وَ یَجِبُ ﴾ کِفَایَةً **﴿ تَوْجِیْهُهٗ ﴾** اَیِ الْـمُحْتَضَرِ ، الْمَدْلُوْلُ عَلَیْهِ بِالْمَصْدَرِ **﴿ اِلَی الْقِبْلَةِ ﴾** فِی الْمَشْهُوْرِ ، بِاَنْ :

- یُّجْعَلَ عَلٰی ظَهْرِهٖ ،
- وَ یُجْعَلَ بَاطِنُ قَدَمَیْهِ اِلَیْهَا

﴿ بِحَیْثُ لَوْ جَلَسَ ، اسْتَقْبَلَ ﴾ . وَ لَا فَرْقَ فِیْ ذٰلِكَ بَیْنَ الصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ .

وَ لَا یَخْتَصُّ الْوُجُوْبُ بِوَلِیِّهٖ ، بَلْ بِمَنْ عَلِمَ بِاحْتِضَارِهٖ ـــــــــــ ،

وَ اِنْ تَأَکَّدَ :

- فِیْهِ ،

- وَ فِى الْحَاضِرِيْنَ .

متن 133 :

﴿ وَ يُسْتَحَبُّ : نَقْلُهُ اِلىٰ مُصَلَّاهُ ﴾ وَ هُوَ : مَا كَانَ اَعَدَّهُ لِلصَّلَاةِ فِيْهِ ، اَوْ عَلَيْهِ، اِنْ :

- تَعَسَّرَ عَلَيْهِ الْمَوْتُ ،
- وَاشْتَدَّ بِهِ النَّزْعُ ،

كَمَا وَرَدَ بِهِ النَّصُّ ــــــــــ وَ قَيَّدَ بِهِ الْمُصَنِّفُ فِىْ غَيْرِهِ .

﴿ وَ تَلْقِيْنُهُ : الشَّهَادَتَيْنِ ، والْإِقْرَارَ بِالْاَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ﴾ .

وَالْمُرَادُ بِالتَّلْقِيْنِ : التَّفْهِيْمُ . يُقَالُ ((غُلَامٌ لَقِنٌ)) اَىْ سَرِيْعُ الْفَهْمِ ، فَيُعْتَبَرُ: اِفْهَامُهُ ذٰلِكَ .

وَ يَنْبَغِىْ لِلْمَرِيْضِ مُتَابَعَتُهُ بِاللِّسَانِ وَ الْقَلْبِ ،

فَاِنْ تَعَذَّرَ اللِّسَانُ ـــــ اقْتَصَرَ عَلَى الْقَلْبِ .

﴿ وَ كَلِمَاتِ الْفَرَجِ ﴾ وَ هِىَ :

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ، اِلىٰ قَوْلِهِ : وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ)) .

وَ يَنْبَغِىْ اَنْ يَّجْعَلَ خَاتِمَةَ تَلْقِيْنِهِ ــــــــ ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ)) ،

فَمَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ ــــــــ ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ)) ، دَخَلَ الْجَنَّةَ .

متن 134 :

﴿ وَ قِرَآءَةُ الْقُرْآنِ عِنْدَهُ ﴾ قَبْلَ خُرُوْجِ رُوْحِهِ وَ بَعْدَهُ،

- لِلْبَرَكَةِ ،

- وَالْاِسْتِدْفَاعِ ،

خُصُوْصاً :

- یٰس ،
- وَالصَّافَاتِ ،

قَبْلَهٗ ـــــــــ لِتَعْجِيْلِ رَاحَتِهٖ .

﴿ **وَالْمِصْبَاحُ ، اِذَا مَاتَ لَيْلاً** ﴾ فِی الْمَشْهُوْرِ ، وَ لَا شَاهِدَ لَهٗ بِخُصُوْصِهٖ ،

وَ رُوِیَ ضَعِيْفاً ـــــــــ دَوَامُ الْاِسْرَاجِ .

﴿ **وَلْتُغْمَضْ عَيْنَاهُ** ﴾ بَعْدَ مَوْتِهٖ مُعَجَّلاً ، لِئَلَّا يَقْبَحَ مَنْظَرُهٗ .

﴿ **وَ يُطَبَّقُ فُوْهُ** ﴾ كَذٰلِكَ .

وَ كَذَا يُسْتَحَبُّ : شَدُّ لَحْيَيْهِ بِعِصَابَةٍ ، لِئَلَّا يَسْتَرْخِیَ .

﴿ **وَ تُمَدُّ يَدَاهُ اِلٰی جَنْبَيْهِ** ﴾ وَ سَاقَاهُ اِنْ كَانَا مُنْقَبِضَتَيْنِ ،

لِيَكُوْنَ ـــــ :

- اَطْوَعَ ـــــــ لِلْغُسْلِ ،
- وَ اَسْهَلَ ـــــــ لِلدَّرْجِ فِی الْكَفَنِ .

﴿ **وَ يُغَطّٰی بِثَوْبٍ** ﴾ لِلتَّأَسِّیْ ، وَ لِمَا فِيْهِ مِنَ السَّتْرِ وَ الصِّيَانَةِ .

متن 135 :

﴿ **وَ يُعَجَّلُ تَجْهِيْزُهٗ** ﴾ ، فَاِنَّهٗ مِنْ اِكْرَامِهٖ ،

﴿ **اِلَّا مَعَ الْاِشْتِبَاهِ** ﴾ فَلَا يَجُوْزُ التَّعْجِيْلُ فَضْلاً عَنْ رُجْحَانِهٖ ،

﴿ **فَيُصْبَرُ عَلَيْهِ ثَلاثَةَ اَيَّامٍ** ﴾ اِلَّا اَنْ يُّعْلَمَ قَبْلَهَا ،

- لِتَغَيُّرٍ ،

- وَ غَيْرِهِ مِنْ اَمَارَاتِ الْمَوْتِ :
  - كَانْخِسَافِ صُدْغَيْهِ ،
  - وَ مَيْلِ اَنْفِهِ ،
  - وَامْتِدَادِ جِلْدَةِ وَجْهِهِ ،
  - وَانْخِلَاعِ كَفِّهِ مِنْ ذِرَاعِهِ ،
  - وَاسْتِرْخَاءِ قَدَمَيْهِ ،
  - وَ تَقَلُّصِ اُنْثَيَيْهِ اِلىٰ فَوْقٍ مَعَ تَدَلِّي الْجِلْدَةِ ،
  - وَ نَحْوِ ذٰلِكَ .

متن 136 :

﴿ **وَ يُكْرَهُ : حُضُوْرُ الْجُنُبِ ، وَالْحَائِضِ عِنْدَهُ** ﴾ لِتَأَذِّی الْمَلَآئِكَةِ بِهِمَا .

وَ غَايَةُ الْكَرَاهَةِ :

- تَحَقُّقُ الْمَوْتِ ،
- وَانْصِرَافُ الْمَلَائِكَةِ .

﴿ **وَ طَرْحُ حَدِيْدٍ عَلىٰ بَطْنِهِ** ﴾ فِی الْمَشْهُوْرِ ،

وَ لَا شَاهِدَ لَهُ ــــــــــ مِنَ الْاَخْبَارِ ،

وَ لَا كَرَاهَةَ فِیْ وَضْعِ ــــــ غَيْرِهِ ، لِلْاَصْلِ .

وَ قِيْلَ : يُكْرَهُ اَيْضاً .

(میت کے احکام)

متن 132 :

میت کے احکام کے بارے میں گفتگو

اور یہ احکام ـــــــ پانچ ھیں

ان احکام میں پہلے احتضار :

اور یہ احتضار جان کنی کی حالت ہے ، خدا جان کنی کے وقت ہماری مدد فرمائے ،

(تا کہ ہماری روح ہمارے بدن سے آسانی کے ساتھ خارج ہوجائے) ،

اور جان دیتے وقت ہمیں قول (یعنی ایمان کی سلامتی اور اہلبیت علیہم السلام کی محبت پر) قائم رکھے ،

جو دلیلوں کے ذریعہ ہمارے لیے ثابت شدہ ہے (تا کہ دنیاوی فتنے ہمیں گمراہ نہ کردیں)۔

احتضار کا یہ نام اس لیے ہے کیونکہ :

- موت ،
- موت پر موکل فرشتے ،
- یا برادرانِ دینی اور اہل خانہ ،

مرنے والے شخص کے پاس ، حاضر ہوتے ہیں۔

اور واجب کفائی ہے ، محتضر شخص کو ، قبلہ رو کرنا ، (اور لفظِ محتضر پر) مصدر (یعنی احتضار) دلالت کرتا ہے۔

(یہ حکم) مشہور قول کی بناء پر ہے۔

(اور قبلہ رو کرنے سے مراد) یہ ہے کہ محتضر کو پشت کے بل لٹایا جائے اور اس کے قدموں کے تلوے روبقبلہ کیے جائیں۔ اس طرح کہ اگر یہ شخص اُٹھ کر بیٹھ جائے تو اس کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو۔ اور اس حکم میں محتضر کے چھوٹے یا بڑے ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اور اس کام کا واجب ہونا ،

- محتضر کے ولی سے مختص نہیں ہے ،
- بلکہ ہر وہ شخص جسے اس کی جان دینے کی حالت کا علم ہوجائے ، اُس پر واجب ہے۔

اگرچہ ولی اور حاضرین کو اس کام کے انجام دینے کی تاکید کی گئی ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ هِیَ	هِیَ	احکام الاموات	میت کے احکام
۲۔	وَ هُوَ	هُوَ	الاحتضار	احتضار
۳۔	عَلَيْهِ	هِ	سوق/احتضار	(خدا) احتضار کے وقت (ہماری مدد فرمائے)
٤۔	لَدَيْهِ	هِ	سوق/احتضار	احتضار کے وقت
٥۔	بِهٖ	هٖ	الاحتضار	(نام رکھا گیا ہے سوق کا) احتضار
٦۔	اَلْمُوَكَّلَةِ بِهٖ	هٖ	المحتضر	جو محتضر شخص پر مؤکل ہوتے ہیں
۷۔	اَوْ اِخْوَانِهٖ	هٖ	المحتضر	یا محتضر شخص کے بھائی
۸۔	عِنْدَهٗ	هٗ	المحتضر	محتضر شخص کے پاس
۹۔	عَلَيْهِ	هِ	المحتضر	محتضر کے لفظ پر
۱۰۔	بِاَنْ يُجْعَلَ	هُوَ	المحتضر	محتضر کو قرار دیا جائے
۱۱۔	عَلٰى ظَهْرِهٖ	هٖ	المحتضر	محتضر کو اس کی پشت پر (یعنی پشت کے بل لٹایا جائے)
۱۲۔	قَدَمَيْهِ	هِ	المحتضر	محتضر کے دونوں پاؤں
۱۳۔	اِلَيْهَا	هَا	القبلة	قبلہ کی طرف
۱٤۔	ذٰلِكَ	x	x	محتضر کو قبلہ رو کرنے کے وجوب میں
۱٥۔	بِوَلِيِّهٖ	هٖ	المحتضر	محتضر شخص کے ولی کو

۱۶۔	باِحۡتِضَارِہٖ	ہٖ	المحتضر	محتضر شخص کی حالتِ احتضار کو
۱۷۔	فِیۡہِ	ہِ	الولی	ولی کے بارے میں

متن 133 :

(احتضار کے مستحبات :)

[1] اور مستحب ہے کہ محتضر کو اُس کے مصلّٰے منتقل کیا جائے۔ اور مصلّٰے وہ جگہ ہے جسے اُس نے نماز کیلئے آمادہ کیا ہو۔ یا مصلّٰے وہ شئے ہے جسے اُس نے نماز پڑھنے کیلئے آمادہ کیا ہو ـــ اگر جان دینا اُس کیلئے مشکل ہو رہا ہو۔ اور روح نکلنے کی حالت اُس پر سخت ہوگئی ہو۔ جیسا کہ اس شرط کے بارے میں روایت وارد ہوئی ہے۔ اور مصنفؒ نے اپنی دوسری کتابوں میں بھی ، مصلّٰے کی طرف منتقل کیے جانے کے استحباب کو احتضار کی سختی کے ساتھ مشروط کیا ہے۔

[2] اور مستحب ہے محتضر کو شہادتین کی تلقین کرنا

(یعنی اسے سمجھانا کہ کہے : أَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَ أَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوۡلُ اللّٰهِ۔

یعنی خدا کے سوائے کوئی لائقِ عبادت نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں) ،

اور بارہ ائمہ علیہم السلام کی امامت کا اقرار لینا۔

اور تلقین سے مراد محتضر کو سمجھانا ہے ، کیونکہ لغت میں کہا جاتا ہے :

غُلَامٌ لَقِنٌ ــــــــــــــ یعنی جلدی سمجھنے والا جوان۔

پس تلقین میں محتضر کو یہ سب سمجھانا شرط ہے۔

اور مریض (یعنی محتضر) کو چاہیے کہ وہ اپنی زبان اور دل کے ذریعہ تلقین کرنے والے شخص کے ساتھ تلقین کو دہرائے۔ پس اگر زبان سے دہرانا مشکل ہورہا ہو تو دل سے دہرانے پر اکتفاء کرے۔

[3] اور مستحب ہے محتضر کو کلماتِ فَرَج کی تلقین کرنا۔ اور کلماتِ فَرَج یہ ہیں :

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الۡحَلِيۡمُ الۡكَرِيۡمُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الۡعَلِيُّ الۡعَظِيۡمُ ، سُبۡحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبۡعِ وَ رَبِّ الۡاَرَضِيۡنَ السَّبۡعِ وَ مَا فِيۡهِنَّ وَ مَا بَيۡنَهُنَّ (وَ مَا تَحۡتَهُنَّ)، وَ رَبِّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ وَ سَلَامٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ، وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ .

اور مناسب ہے کہ تلقین کرنے والا شخص، تلقین کا اختتام : لَا اِلٰـــهَ اِلَّا اللہ کو قرار دے، کیونکہ روایت میں ہے کہ جس شخص کا دنیا میں آخری کلام :لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	نَقْلُهٗ	هٗ	المحتضر	محتضر شخص کو منتقل کرنا
۲۔	مُصَلَّاهُ	هُ	المحتضر	محتضر شخص کا مصلّٰے
۳۔	وَ هُوَ	هُوَ	مصلّٰی	اور یہ مصلّٰے
٤۔	اَعَدَّهٗ	هُوَ + هٗ	محتضر + ما الموصولة	جسے محتضر شخص نے آمادہ کیا ہو
٥۔	فِيْهِ	هِ	ما الموصولة	جس (جگہ) میں
٦۔	اَوْ عَلَيْهِ	هِ	ما الموصولة	یا جس (چیز) پر
۷۔	اِنْ تَعَسَّرَ عَلَيْهِ	هِ	المحتضر	اگر (جان دینا) محتضر کیلئے مشکل ہورہا ہو
۸۔	وَاشْتَدَّ بِهٖ	هٖ	المحتضر	یا (حالتِ نزع) محتضر شخص پر شدید ہوجائے
۹۔	وَرَدَ بِهٖ	هٖ	☜	مذکورہ قید کے بارے میں یعنی جب موت اور نزع کی حالت محتضر کیلئے سخت ہوجائے
۱۰۔	وَ قَيَّدَ بِهٖ	هٖ	☜	مصنفؒ نے مذکورہ استحباب کو مذکورہ قید کے ساتھ مقید کیا ہے
۱۱۔	فِيْ غَيْرِهٖ	هٖ	لمعة	لمعہ کے علاوہ دوسری کتاب میں
۱۲۔	وَ تَلْقِيْنُهٗ	هٗ	المحتضر	محتضر شخص کو تلقین کرنا
۱۳۔	اِفْهَامُهٗ	هٗ	المحتضر	محتضر شخص کو سمجھانا
۱٤۔	ذٰلِكَ	x	x	شہادتین اور ائمہ علیہم السلام کی امامت کا اقرار
۱٥۔	مُتَابَعَتُهٗ	هٗ	مُلَقِّن	تلقین کرنے والے شخص کی پیروی
۱٦۔	اقْتَصَرَ	هُوَ	المريض	مریض/محتضر شخص اکتفاء کریگا

متن 134 :

[4] اور مستحب ہے کہ رُوح نکلنے سے پہلے اور بعد میں، محتضر کے پاس قرآن کی تلاوت کی جائے، تاکہ:

- برکت ہو،
- اور عذاب اور شیطان دور ہوں،

(کیونکہ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ کوئی ایسا نہیں ہے جس پر شیطان اپنے چند شیطان مؤکل نہ کرے تاکہ مرتے وقت اُسے، دین میں، شک میں ڈال دیں)۔

خصوصاً روح نکلنے سے پہلے سورۂ مبارکہ یٰس اور سورۂ مبارکہ صافات کی تلاوت کی جائے تاکہ روح جلدی سے نکل جائے۔

[5] اور مشہور قول کے مطابق مستحب ہے کہ اگر محتضر رات کے وقت فوت ہو تو اس کے قریب چراغ روشن کیا جائے۔ لیکن اس بارے میں کوئی روایت موجود نہیں ہے جو خاص طور پر اس استحباب پر دلالت کرے کے اگر محتضر رات کے وقت فوت ہو تو اس کے قریب چراغ جلایا جائے۔ اور پھر روایت بھی ضعیف ہے،

(کیونکہ اس کا راوی سہل بن زیاد ہے جس کے بارے میں نجاشیؒ اور شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں کہ یہ شخص ضعیف راوی ہے اور غیر معتمد ہے)،

اس (روایت) میں صرف اس قدر ہے کہ ہر رات چراغ جلایا جائے۔

(اور دوام سے شارح کی مراد یہ نہیں ہے کہ دن رات چراغ جلتا رہے اور نہ ہی یہ مراد ہے کہ صرف اسی رات چراغ جلایا جائے جس رات محتضر فوت ہوا ہو)۔

[6] اور مستحب ہے کہ محتضر کے مرنے کے بعد جس قدر جلدی ہو سکے، اس کی آنکھیں بند کردی جائیں، تاکہ اس کا قیافہ برا نہ لگنے لگے۔

[7] اور نیز مستحب ہے کہ جلد از جلد اس کے منہ (یعنی اوپر اور نیچے والے دانتوں) کو باہم ملا دیا جائے (تاکہ منہ کھلا رہنے کی وجہ سے میت بد قیافہ نہ ہوجائے)۔

[8] اور اسی طرح مستحب ہے کہ میت کی ٹھوڑی کے دائیں بائیں کی جن دو ہڈیوں پر ڈاڑھی

اُگتی ہے انہیں کسی پٹی کے ذریعہ باندھ دیا جائے، تاکہ ڈھیلے پڑ کر لٹکنے نہ لگیں۔

[9] اور مستحب ہے کہ میت کے ہاتھوں کو اس کے پہلوؤں میں دراز کر دیا جائے، اسی طرح اگر پنڈلیاں مُڑی ہوئی ہوں تو انہیں بھی دراز کر دیا جائے، تاکہ غسل دینے اور کفن پہنانے میں آسانی رہے۔

[10] اور مستحب ہے کہ میت کو کسی چادر میں لپیٹ دیا جائے:

- رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کی پیروی کرتے ہوئے،
- اور اس لیے بھی کہ اس طرح میت لوگوں کی نگاہوں سے چھپ جاتی ہے تاکہ لوگ اس کے قیافہ سے نفرت نہ کریں، اور اس لیے بھی کہ اس طرح میت کی کیڑوں مکوڑوں سے حفاظت ہوجاتی ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	عِنْدَهُ	هُ	المحتضر	محتضر شخص کے پاس
۲۔	وَ بَعْدَهُ	هُ	خروج الروح	روح خارج ہونے کے بعد
۳۔	قَبْلَهُ	هُ	خروج الروح	روح نکلنے سے پہلے
٤۔	رَاحَتِهِ	هِ	المحتضر	محتضر شخص کی روح کا آسانی سے خروج
٥۔	لَا شَاهِدَ لَهُ	هُ	المصباح	چراغ روشن رکھنے پر کوئی دلیل نہیں ہے
٦۔	بِخُصُوْصِهِ	هِ	اذا مات لیلاً	خصوصاً جب کوئی شخص رات میں مرے
۷۔	عَيْنَاهُ	هُ	المحتضر	محتضر شخص کی دونوں آنکھیں
۸۔	فُوْهُ	هُ	المحتضر	محتضر شخص کا منہ
۹۔	كَذٰلِكَ	x	x	تاکہ اسے دیکھنا برا نہ لگے
۱۰۔	لَحْيَيْهِ	هِ	المیت	میت کی ڈاڑھی کی دائیں بائیں کی دو ہڈیاں
۱۱۔	يَدَاهُ اِلىٰ جَنْبَيْهِ	هُ + هِ	المیت	میت کے دونوں ہاتھوں کو اس کے پہلوؤں میں
۱۲۔	لِيَكُوْنَ	هُوَ	المیت	تاکہ میت ہوجائے
۱۳۔	وَ لِمَا فِيْهِ	هِ	تغطیة الثوب	کپڑے میں پوشیدہ کرنے میں

متن 135 :

[11] اور مستحب ہے کہ اس کی تجہیز (یعنی غسل وکفن) میں جلدی کریں ، کیونکہ میت کا احترام اسی بات کا تقاضا کرتا ہے ، مگر یہ کہ اس کی موت مشکوک ہوجائے ، تو ایسی صورت میں جلدی کرنا جائز نہیں ہے ، مستحب ہونا تو دور کی بات ہے۔ ایسی صورت میں تین دن تک صبر کیا جائے گا مگر یہ کہ تین دن سے پہلے ہی جسمانی تبدیلیوں اور موت کی نشانیوں وغیرہ سے ، اُس کا مردہ ہونا ثابت ہوجائے مثلاً :

- کنپٹیوں کا ڈوب جانا ،
- ناک کا کسی طرف کوخم ہوجانا ،
- چہرے کی جلد کا پھیل کر ڈھیلا ہوجانا ،
- ہتھیلی کا کلائی سے آزاد ہوجانا ،
- دونوں پیروں کا ڈھیلا پڑ جانا ،
- (خصیتین میں موجود) انڈوں کا اوپر کی طرف سکڑ جانا جبکہ جلد لٹکی رہی ،

اور اس طرح کی دوسری نشانیاں جن سے کسی کا مرنا ثابت ہوجائے۔

(ان نشانیوں کے ہوتے ہوئے اگر تین دن سے پہلے ہی غسل وکفن و دفن میں جلدی کی جائے تو کوئی حرج نہیں)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	تَجْهِيزُهُ	هُ	المیت	میت کا غسل، کفن، نماز اور دفن
۲۔	فَإِنَّهُ	هُ	التعجیل	میت کے تجہیز میں جلدی کرنا
۳۔	مِنْ اِكْرَامِهِ	هٖ	المیت	میت کے احترام میں سے ہے
٤۔	رُجْحَانِهِ	هٖ	التعجیل	(چہ جائیکہ) تعجیل میں رجحان پایا جائے
٥۔	عَلَيْهِ	هِ	المیت	میت پر
٦۔	قَبْلَهَا	هَا	ثلاثة ایام	تین دن سے پہلے
۷۔	وَ غَيْرِهٖ	هٖ	التغیر	تغیر کے علاوہ دوسری (علامات)

۸۔	صُدْغَيْهِ	هِ	المیت	میت کی کنپٹیاں

متن 136 :

(احتضار کے مکروہات :)

اور جنب اور حائض کا محتضر کے پاس حاضر ہونا، مکروہ ہے، کیونکہ موت پر مؤکل فرشتے، ان دونوں کی موجودگی سے اذیت محسوس کرتے ہیں۔ اور کراہت کی انتہاء، موت کے ثابت ہونے اور فرشتوں کے پلٹ جانے تک ہے۔

اور نیز میت کے پیٹ پر لوہے (کی کوئی چیز) رکھنا مکروہ ہے (جیسا کہ یہ مشہور ہے۔لیکن) اس بارے میں کوئی روایت موجود نہیں ہے۔

لوہے کے علاوہ کسی اور چیز کے پیٹ پر رکھنے میں کراہت نہیں ہے۔ کیونکہ ہم کسی اور چیز کے پیٹ پر رکھنے کے بارے میں شک رکھتے ہیں کہ یہ مکروہ ہے یا نہیں؟ تو اصل یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔ اگرچہ بعض فقہاء قائل ہوئے ہیں کہ لوہے کے علاوہ پیٹ پر کوئی اور چیز رکھنا بھی مکروہ ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	عِنْدَهُ	هُ	المحتضر	محتضر شخص کے پاس
۲۔	بِهِمَا	هُمَا	الجنب+ الحائض	جنب شخص اور حائض عورت سے
۳۔	وَ لَا شَاهِدَ لَهُ	هُ	طرح الحدید علی بطن المیت	میت کے پیٹ پر لوہے کی کوئی چیز رکھنے کے مکروہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے
٤۔	غَيْرِهِ	هِ	حدید	لوہے کی چیز کے علاوہ کوئی چیز

(غسلِ میت کے احکام)

متن 137 :

﴿ اَلثَّانِیُ : الْغُسْلُ ﴾

﴿ وَ یَجِبُ تَغْسِیْلُ کُلِّ ﴾ مَیِّتٍ ﴿ مُسْلِمٍ ــــــــــــ ،
اَوْ بِحُکْمِهٖ ﴾ :

- کَالطِّفْلِ ،
- وَ الْمَجْنُوْنِ ،

ــــــــــــ ، الْمُتَوَلِّدَیْنِ مِنْ مُسْلِمٍ ،

- وَ لَقِیْطِ دَارِ الْاِسْلَامِ ، اَوْ دَارِ الْکُفْرِ ــــــــ وَ فِیْهَا مُسْلِمٌ یُمْکِنُ تَوَلُّدُهٗ ــــــــــــ مِنْهُ ،
- وَالْمَسْبِیِّ بِیَدِ الْمُسْلِمِ ــــــــ ،

عَلَی الْقَوْلِ بِتَبَعِیَّتِهٖ فِی الْاِسْلَامِ کَمَا هُوَ مُخْتَارُ الْمُصَنِّفِ ، وَ اِنْ کَانَ الْمَسْبِیُّ ــــــ " وَلَدَ زِنَا " .

وَ فِیْ الْمُتَخَلِّقِ مِنْ " مَآءِ الزَّانِیْ الْمُسْلِمِ " ــــــ نَظَرٌ ،

- مِنْ ــــــــــــ اِنْتِفَآءِ التَّبَعِیَّةِ شَرْعاً .

  وَ مِنْ ــــــــ تَوَلُّدِهٖ مِنْهُ " حَقِیْقَةً "

  وَ کَوْنِهٖ وَلَداً ــــــــــــ " لُغَةً " ،
- فَیَتْبَعُهٗ فِی الْاِسْلَامِ کَمَا یَحْرُمُ نِکَاحُهٗ .

متن 138 :

وَ يُسْتَثْنىٰ مِنَ الْمُسْلِمِ " مَنْ حُكِمَ بِكُفْرِهِ " مِنَ الْفِرَقِ ، كَالْخَارِجِيِّ وَ النَّاصِبِيِّ وَ الْمُجَسِّمِ .

وَ اِنَّمَا تَرَكَ " اسْتِثْنَاءَهُ " لِخُرُوْجِهِ عَنِ الْاِسْلَامِ حَقِيْقَةً ، وَ اِنْ اُطْلِقَ عَلَيْهِ ظَاهِراً .

وَ يَدْخُلُ فِىْ حُكْمِ الْمُسْلِمِ :

- " الطِّفْلُ " ﴿ **وَ لَوْ سِقْطاً ، اِذَا كَانَ لَهُ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ** ﴾

وَ لَوْ كَانَ دُوْنَهَا :

- لُفَّ فِىْ خِرْقَةٍ ،
- وَ دُفِنَ بِغَيْرِ غُسْلٍ .

متن 139 :

﴿ **بِالسِّدْرِ** ﴾ اَىْ بِمَآءٍ مُصَاحِبٍ لِشَىْءٍ مِّنَ السِّدْرِ ،

وَ اَقَلُّهُ : مَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ اسْمُهُ .

وَ اَكْثَرُهُ : اَنْ لَّا يَخْرُجَ بِهِ الْمَآءُ "عَنِ الْاِطْلَاقِ" فِى الْغَسْلَةِ الْاُوْلىٰ .

﴿ **ثُمَّ** ﴾ بِمَآءٍ مُصَاحِبٍ لِشَىْءٍ مِّنَ ﴿ **الْكَافُوْرِ** ﴾ كَذٰلِكَ .

﴿ **ثُمَّ** ﴾ يُغَسَّلُ ثَالِثاً بِالْمَآءِ ﴿ **الْقُرَاحِ** ﴾ وَ هُوَ " الْمُطْلَقُ " الْخَالِصُ مِنَ الْخَلِيْطِ ، بِمَعْنىٰ كَوْنِهِ "غَيْرُ مُعْتَبَرٍ فِيْهِ " ، لَا اَنَّ سَلْبَهُ عَنْهُ مُعْتَبَرٌ ، وَ اِنَّمَا الْمُعْتَبَرُ كَوْنُهُ مَآءً مُطْلَقاً .

متن 140 :

وَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْ هذِهِ الْاَغْسَالِ ﴿ **كَالْجَنَابَةِ** ﴾ يُبْدَأُ :

بِغَسۡلِ :

- رَأۡسِهٖ وَ رَقَبَتِهٖ ـــــ اَوَّلاً ،
- ثُمَّ ـــــــــ بِمَيَامِنِهٖ ،
- ثُمَّ ـــــــــ بِمَيَاسِرِهٖ ،

اَوۡ يَغۡمِسُهٗ فِى الۡمَآءِ دَفۡعَةً وَاحِدَةً عُرۡفِيَّةً .

﴿ **مُقۡتَرِناً** ﴾ فِىۡ اَوَّلِهٖ ﴿ **بِالنِّيَّةِ** ﴾ .

وَ ظَاهِرُ الۡعِبَارَةِ ـ وَ هُوَ الَّذِىۡ صَرَّحَ بِهٖ فِىۡ غَيۡرِهٖ ـــــــــ ،

" الۡاِكۡتِفَآءُ : بِنِيَّةٍ وَاحِدَةٍ ـــــــــ لِلۡاَغۡسَالِ الثَّلَاثَةِ .

وَالۡاَجۡوَدُ : " التَّعَدُّدُ " ـــــــــ بِتَعَدُّدِهَا .

ثُمَّ اِنِ اتَّحَدَ الۡغَاسِلُ ، تَوَلّٰى هُوَ : " النِّيَّةَ " ، وَ لَا تُجۡزِىۡ مِنۡ غَيۡرِهٖ .

وَ اِنۡ تَعَدَّدَ ، وَاشۡتَرَكُوۡا فِى الصَّبِّ ـــــ نَوَوۡا جَمِيۡعاً .

وَ لَوۡ كَانَ الۡبَعۡضُ " يُصَبُّ " وَ الۡآخَرُ " يُقَلِّبُ " ، نَوَى الصَّابُّ ـــــــــ ، لِاَنَّهُ الۡغَاسِلُ ـــ حَقِيۡقَةً ، وَاسۡتُحِبَّ مِنَ الۡآخَرِ .

وَاكۡتَفَى الۡمُصَنِّفُ ـ فِى الذِّكۡرٰى ـــ بِهَا ـــ مِنۡهُ ، اَيۡضاً .

وَ لَوۡ تَرَتَّبُوۡا : بِاَنۡ غَسَّلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمۡ بَعۡضاً ، اعۡتُبِرَتۡ مِنۡ كُلِّ وَاحِدٍ، عِنۡدَ ابۡتِدَآءِ فِعۡلِهٖ .

متن 141 :

﴿ **وَ الۡاَوۡلٰى بِمِيۡرَاثِهٖ ، اَوۡلٰى بِاَحۡكَامِهٖ** ﴾، بِمَعۡنٰى اَنَّ الۡوَارِثَ اَوۡلٰى مِمَّنۡ لَيۡسَ بِوَارِثٍ وَ اِنۡ كَانَ قَرِيۡباً .

ثُمَّ ـــــ اِنِ اتَّحَدَ الۡوَارِثُ ـــــــــ اخۡتُصَّ .

وَ اِنْ تَعَدَّدَ :

- فَالذَّكَرُ اَوْلىٰ ـــــــــ مِنَ الْاُنْثىٰ ،
- وَ الْمُكَلَّفُ ـــــــــ مِن غَيْرِهِ ،
- وَالْاَبُ اَوْلىٰ ـــ مِنَ " الْوَلَدِ وَالْجَدِّ " .

﴿ **وَالزَّوْجُ اَوْلىٰ** ﴾ بِزَوْجَتِهِ ﴿ **مُطْلَقاً** ﴾ فِىْ جَمِيْعِ اَحْكَامِ الْمَيِّتِ ،

وَ لَا فَرْقَ بَيْنَ الدَّآئِمِ وَ الْمُنْقَطِعِ .

متن 142 :

﴿ **وَ يَجِبُ : الْمُسَاوَاةُ** ﴾ بَيْنَ الْغَاسِلِ وَ الْمَيِّتِ ـــــــــ ،

﴿ **فِى الرُّجُوْلِيَّةِ وَالْاُنُوْثِيَّةِ** ﴾ ، فَاِذَا كَانَ الْوَلِيُّ مُخَالِفاً لِلْمَيِّتِ ، اَذِنَ لِلْمُمَاثِلِ ، لَا اَنَّ وِلَايَتَهُ تَسْقُطُ . اِذْ لَا مُنَافَاةَ بَيْنَ الْاَوْلَوِيَّةِ وَ عَدَمِ الْمُبَاشَرَةِ .

وَ قَيَّدَ بِالرُّجُوْلِيَّةِ ، لِئَلَّا يَخْرُجَ تَغْسِيْلُ كُلٍّ مِّنَ الرَّجُلِ وَ الْمَرْأَةِ " ابْنَ ثَلَاثِ سِنِيْنَ وَ بِنْتَهُ " ، لِانْتِفَاءِ وَصْفِ الرُّجُوْلِيَّةِ فِى الْمُغَسَّلِ الصَّغِيْرِ ،

وَ مَعَ ذٰلِكَ ـــــــــ لَا يَخْلُوْا مِنَ الْقُصُوْرِ كَمَا لَا يَخْفىٰ .

وَ اِنَّمَا يُعْتَبَرُ الْمُمَاثَلَةُ ﴿ **فِىْ غَيْرِ الزَّوْجَيْنِ** ﴾ فَيَجُوْزُ لِكُلٍّ مِّنْهُمَا ـــــــ ، تَغْسِيْلُ صَاحِبِهِ ـــــــــ " اخْتِيَاراً " ،

فَالزَّوْجُ :

- بِالْوِلَايَةِ ،

وَالزَّوْجَةُ :

- مَعَهَا ،
- اَوْ بِاِذْنِ الْوَلِيِّ .

متن 143 :

وَ الْمَشْهُوْرُ: اَنَّهٗ مِنْ وَّرَآءِ الثِّيَابِ وَ اِنْ جَازَ " النَّظَرُ " .

وَ يُغْتَفَرُ " الْعَصْرُ " هُنَا فِى الثَّوْبِ ، كَمَا يُغْتَفَرُ فِى الْخِرْقَةِ السَّاتِرَةِ لِلْعَوْرَةِ مُطْلَقاً ، اِجْرَآءً لَّهُمَا "مَجرٰى ـــــــ مَا لَا يُمْكِنُ عَصْرُهٗ " .

متن 144 :

وَ لَا فَرْقَ فِى الزَّوْجَةِ:

- بَيْنَ الْحُرَّةِ وَ الْاَمَةِ ،
- وَالْمَدْخُوْلِ بِهَا وَ غَيْرِهَا .

وَ الْمُطَلَّقَةُ رَجْعِيَّةً ـــــــ زَوْجَةٌ ، بِخِلَافِ الْبَآئِنِ .

وَ لَا يَقْدَحُ " انْقِضَآءُ الْعِدَّةِ " فِىْ جَوَازِ التَّغْسِيْلِ عِنْدَنَا ،

بَلْ لَّوْ تَزَوَّجَتْ ـــــــ جَازَ لَهَا تَغْسِيْلُهٗ ـــــــ ، وَ اِنْ بَعُدَ الْفَرْضُ .

وَ كَذَا يَجُوْزُ لِلرَّجُلِ " تَغْسِيْلُ مَمْلُوْكَتِهٖ غَيْرَ الْمُزَوَّجَةِ " ـــــــ ، وَ اِنْ كَانَتْ أُمَّ وَلَدٍ ـــــــ دُوْنَ الْمُكَاتَبَةِ ،

وَ اِنْ كَانَتْ مَشْرُوْطَةً ـــــــ دُوْنَ الْعَكْسِ ، لِزَوَالِ مِلْكِهٖ عَنْهَا.

نَعَمْ لَوْ كَانَتْ أُمَّ وَلَدٍ غَيْرَ مَنْكُوْحَةٍ لِغَيْرِهٖ عِنْدَ الْمَوْتِ جَازَ .

متن 145 :

﴿ وَ مَعَ التَّعَذُّرِ ﴾ لِلْمُسَاوِى فِى الذُّكُوْرَةِ وَ الْاُنُوْثَةِ ،

﴿ فَالْمَحْرَمُ ﴾ وَ هُوَ : مَنْ يَّحْرُمُ نِكَاحُهٗ مُؤَبَّداً ،

- بِنَسَبٍ ،
- اَوْ رَضَاعٍ ،

- اَوْ مُصَاهَرَةٍ ؛

يُغَسِّلُ مَحْرَمَهُ الَّذِىْ يَزِيْدُ سِنُّهُ عَنْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ ﴿**مِنْ وَّرَآءِ الثَّوْبِ** ــــ ، **فَاِنْ تَعَذَّرَ** ﴾ الْـمَحْرَمُ وَ الْمُمَاثِلُ ﴿**فَالْكَافِرُ** ﴾ يُغَسِّلُ الْمُسْلِمَ ، وَ الْكَافِرَةُ تُغَسِّلُ الْمُسْلِمَةَ ﴿ **بِتَعْلِيْمِ الْمُسْلِمِ** ﴾ عَلَى الْمَشْهُوْرِ .

وَالْمُرَادُ هُنَا : " صُوْرَةُ الْغُسْلِ " وَ لَا يُعْتَبَرُ فِيْهِ ـــــــ النِّيَّةُ .

وَ يُمْكِنُ اعْتِبَارُ نِيَّةِ الْكَافِرِ ـــــــ كَمَا تُعْتَبَرُ نِيَّتُهٗ فِى الْعِتْقِ .

وَ نَفَاهُ الْمُحَقِّقُ فِى الْمُعْتَبَرِ ،

- لِضَعْفِ الْمُسْتَنَدِ ،
- وَ كَوْنِهٖ لَيْسَ بِغُسْلٍ حَقِيْقِيٍّ ـــــــ لِعَدَمِ النِّيَّةِ .

وَ عُذْرُهٗ وَاضِحٌ .

متن 146 :

﴿ **وَ يَـجُوْزُ : تَغْسِيْلُ الرَّجُلِ: ابْنَةَ ثَلَاثِ سِنِيْنَ مُجَرَّدَةً ، وَ كَذَا الْمَرْأَةُ** ﴾ يَجُوْزُ لَهَا تَغْسِيْلُ: ابْنِ ثَلَاثٍ ، مُجَرَّداً ـــــــ وَ اِنْ وُجِدَ الْمُمَاثِلُ .

وَ مُنْتَهىٰ تَحْدِيْدِ السِّنِّ ـــــ " الْمَوْتُ " ، فَلَا اعْتِبَارَ بِمَا بَعْدَهٗ وَ اِنْ طَالَ.

وَ بِهٰذَا يُمْكِنُ وُقُوْعُ الْغُسْلِ لِوَلَدِ الثَّلَاثِ تَامَّةً مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ ،

فَلَا يَرِدُ مَا قِيْلَ : اِنَّهٗ يُعْتَبَرُ نُقْصَانُهَا ـــــ لِيَقَعَ الْغُسْلُ قَبْلَ تَمَامِهَا .

متن 147 :

﴿ **وَالشَّهِيْدُ** ﴾ وَ هُوَ الْمُسْلِمُ وَ مِنْ بِحُكْمِهٖ ، الْمَيِّتُ فِىْ مَعْرَكَةِ قِتَالٍ، اَمَرَ بِهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ ، اَوِ الْاِمَامُ ، اَوْ نَائِبُهُمَا الْخَاصُ ؛ وَ هُوَ فِىْ حِزْبِهِمَا بِسَبَبِهٖ .

اَوْ قُتِلَ فِیْ جِهَادٍ مَامُوْرٍ بِهٖ فِیْ حَالِ الْغَیْبَةِ ، كَمَا لَوْ دَهَمَ عَلَى الْمُسْلِمِیْنَ مَنْ يُّخَافُ مِنْهُ عَلٰى بَيْضَةِ الْاِسْلَامِ ، فَاضْطَرُّوْا اِلٰى جِهَادِهِمْ بِدُوْنِ الْاِمَامِ ، اَوْ نَآئِبِهٖ ، عَلٰى خِلَافٍ فِیْ هٰذَا الْقِسْمِ .

سُمِّیَ بِذٰلِكَ : لِاَنَّهٗ مَشْهُوْدٌ لَهٗ بِالْمَغْفِرَةِ وَالْجَنَّةِ ،

﴿ **لَا يُغَسَّلُ ، وَ لَا يُكَفَّنُ بَلْ يُصَلّٰى عَلَيْهِ** ﴾ وَ يُدْفَنُ بِثِيَابِهٖ وَ دِمَآئِهٖ . وَ يُنْزَعُ عَنْهُ الْفَرْوُ وَالْجُلُوْدُ كَالْخُفَّيْنِ وَ اِنْ اَصَابَهُمَا الدَّمُ .

متن 148 :

وَ مَنْ خَرَجَ عَمَّا ذَكَرْنَا ، يَجِبُ تَغْسِيْلُهٗ ، وَ تَكْفِيْنُهٗ ، وَ اِنْ اُطْلِقَ عَلَيْهِ اسْمُ الشَّهِيْدِ فِیْ بَعْضِ الْاَخْبَارِ ، كَالْمَطْعُوْنِ ، وَ الْمَبْطُوْنِ ، وَ الْغَرِيْقِ ، وَالْمَهْدُوْمِ عَلَيْهِ ، وَالنُّفَسَآءِ وَالْمَقْتُوْلِ دُوْنَ مَالِهٖ وَ اَهْلِهٖ مِنْ قُطَّاعِ الطَّرِيْقِ وَ غَيْرِهِمْ .

﴿ **وَ تَجِبُ اِزَالَةُ النَّجَاسَةِ** ﴾ الْعَرَضِيَّةِ ﴿ **عَنْ بَدَنِهٖ اَوَّلاً** ﴾ قَبْلَ الشُّرُوْعِ فِیْ غُسْلِهٖ .

متن 149 :

﴿ **وَ يُسْتَحَبُّ فَتْقُ قَمِيْصِهٖ** ﴾ مِنَ الْوَارِثِ ، اَوْ مَنْ يَّاذَنُ لَهٗ ﴿ **وَ نَزْعُهٗ مِنْ تَحْتِهٖ** ﴾ لِاَنَّهٗ مَظَنَّةُ النَّجَاسَةِ ، وَ يَجُوْزُ غُسْلُهٗ فِيْهِ ، بَلْ هُوَ اَفْضَلُ عِنْدَ الْاَكْثَرِ ، وَ يَطْهُرُ بِطُهْرِهٖ مِنْ غَيْرِ عَصْرٍ ،

وَ عَلٰى تَقْدِيْرِ نَزْعِهٖ تُسْتَرُ عَوْرَتُهٗ وُجُوْباً بِهٖ ، اَوْ بِخِرْقَةٍ وَ هُوَ اَمْكَنُ لِلْغُسْلِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْغَاسِلُ غَيْرَ مُبْصِرٍ اَوْ وَاثِقاً مِّنْ نَّفْسِهٖ بِكَفِّ الْبَصَرِ فَيُسْتَحَبُّ اسْتِظْهَاراً .

متن 150 :

﴿ **وَ تَغْسِيْلُهٗ عَلٰى سَاجَةٍ** ﴾ وَ هِیَ لَوْحٌ مِّنْ خَشَبٍ مَخْصُوْصٍ .

وَالْـمُـرَادُ: وَضْـعُـهُ عَـلَيْهَـا ، اَوْ عَـلـىٰ غَيْـرِهَـا مِـمَّا يُؤَدِّىٰ فَائِدَتَهَا ، حِفْظاً لِجَسَدِهِ مِنَ التَّلَطُّخِ ، وَلْيَكُنْ عَلىٰ مُرْتَفعٍ وَ مَكَانُ الرِّجْلَيْنِ مُنْحَدِراً ،

﴿**مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ**﴾ .

وَ فِـى الـدُّرُوْسِ يَجِبُ الْاِسْتِقْبَالُ بِهِ ، وَ مَالَ اِلَيْهِ فِى الذِّكْرىٰ ، وَ اسْتَقْرَبَ عَدَمَهُ فِى الْبَيَانِ، وَ هُوَ قَوِىٌّ ،

متن 151 :

﴿ **وَ تَثْلِيْثُ الْغَسَلاتِ** ﴾ بِـاَنْ يُـغْسَلَ كُلُّ عُضْوٍ مِنَ الْاَعْضَآءِ الثَّلاثَةِ ثَلاثاً ثَلاثاً فِىْ كُلِّ غَسْلَةٍ .

﴿ **وَ غَسْلُ يَدَيْهِ** ﴾ اَىْ يَدَيِ الْمَيِّتِ اِلىٰ نِصْفِ الذِّرَاعِ ثَلاثاً ﴿ **مَعَ كُلِّ غَسْلَةٍ** ﴾.

وَ كَذَا يُسْتَحَبُّ غَسْلُ الْغَاسِلِ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ غَسْلَةٍ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ .

﴿ **وَ مَسْـحُ بَطْنِهِ فِىْ** ﴾ الْغَسْلَتَيْنِ ﴿ **الْاُوْلَيَيْنِ** ﴾ قَبْـلَهُـمَا تَحَفُّظاً مِنْ خُرُوْجِ شَىْءٍ بَعْدَ الْغُسْلِ ، لِعَدَمِ الْقُوَّةِ الْمَاسِكَةِ ، اِلَّا الْحَامِلَ الَّتِىْ مَاتَ وَلَدُهَا ، فَاِنَّهَا لَا تُمْسَحُ ، حَذَراً مِنَ الْاِجْهَاضِ .

متن 152 :

﴿ **وَ تَنْشِيْفُهُ** ﴾ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْغُسْلِ ﴿ **بِثَوْبٍ** ﴾ ، صَوْناً لِلْكَفَنِ مِنَ الْبَلَلِ .

﴿ **وَ اِرْسَالُ الْمَآءِ فِىْ غَيْرِ الْكَنِيْفِ** ﴾ الْمُعَدِّ لِلنَّجَاسَةِ .

وَ الْاَفْضَلُ ــــــــ اَنْ يُجْعَلَ فِىْ حَفِيْرَةٍ خَاصَّةٍ بِهِ .

﴿ **وَ تَرْكُ رُكُوْبِهِ** ﴾ بِاَنْ يَّجْعَلَهُ الْغَاسِلُ بَيْنَ رِجْلَيْهِ .

﴿ **وَ اِقْعَـادِهِ ، وَ قَـلْـمِ ظُـفْرِهِ وَ تَرْجِيْلِ شَعْرِهِ** ﴾ وَ هُـوَ تَسْـرِيْـحُهُ . وَ لَوْ فُعِلَ ذٰلِكَ، دُفِنَ مَا يَنْفَصِلُ مِنْ شَعْرِهِ وَ ظُفْرِهِ مَعَهُ ، وُجُوْباً .

(غسلِ میت کے احکام)

متن 137 :

(میت کے احکام میں دوسری چیز، اسے غسل دینا ھے)

(موجباتِ غسل میں چھٹی موجب چیز، موت ہے۔ اس کے سبب غسل واجب ہوجاتا ہے)۔

اور واجب ہے ہر اُس میت کو غسل دینا :

- جو مسلمان ہو،
- یا مسلمان کے حکم میں ہو ــــــ،

● جیسے بچہ اور پاگل شخص جو مسلمان کی اولاد ہوں (البتہ ایسا پاگل جو اپنی بلوغت سے پہلے بھی پاگل ہو لیکن اگر بالغ ہو کر پاگل ہوا ہو اور اپنی بلوغت کے دوران اسلام کا اظہار بھی کیا ہو تو یہ شخص مسلمان ہوگا، نہ یہ کہ مسلمان کے حکم میں ہوگا)۔

● اور وہ بچہ جو دارِ اسلام میں پڑا ہوا ملا ہو، اس شرط کے ساتھ کہ اُس میں کفر کی علامات نہ پائی جائیں۔

● یا وہ بچہ جو دارِ کفر میں کہیں پڑا ہوا ملا ہو، لیکن اس ملک میں کوئی مسلمان بھی رہتا ہو اور ممکن ہو کہ یہ بچہ اس سے متولد ہوا ہو۔

[دارِ اسلام سے مراد ملک بھی ہوسکتا ہے اور شہر وغیرہ بھی۔ لیکن اس سلسلہ میں معیار کیا ہے؟ اگر کسی ملک میں مسلمانوں کی حکومت ہو، تو کیا اسے دارِ اسلام کہیں گے اگرچہ اس کی آبادی کی اکثریت غیر مسلم ہو۔ یا اگر کسی ملک میں کافروں کی حکومت ہو، تو کیا اسے دارِ کفر کہیں گے، اگرچہ اس کی آبادی کی اکثریت مسلمان ہو۔ احادیث سے جس بات کا استفادہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جس ملک کی آبادی کی اکثریت مسلمان ہو، وہ دارِ اسلام ہے اور جس ملک کی آبادی کی اکثریت کافر ہو، وہ دارِ کفر ہے۔ البتہ اس کے برخلاف قول بھی موجود ہے جس میں حکومت کو معیار قرار دیا گیا ہے]،

● اور کافر کا وہ بچہ (بھی مسلمان کے حکم میں ہے) جو جہاد میں مسلمان کے ہاتھوں قیدی بنا ہو، (اور دفاع، جہاد کے حکم میں نہیں ہے)، (تو مسئلہ کے بارے میں پائے جانے والے تین اقوال میں سے، قبول کرتے ہوئے) اس قول کو کہ کافر کا مسلمان کے ہاتھوں بنایا گیا قیدی بچہ، اسے قیدی بنانے والے مسلمان کے اسلام، کے تابع ہوتا ہے، جیسا کہ مصنفؒ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے، اگرچہ یہ قیدی بچہ ولد الزنا ہی کیوں نہ ہو۔

(اور مسئلہ کے بارے میں باقی دو قول یہ ہیں: کافر کا یہ قیدی بچہ، مسلمان شخص کے تابع ہوگا، فقط طہارت میں۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ کسی چیز میں تابع نہیں ہوگا، نہ اسلام میں اور نہ طہارت میں)۔

● اور زانی مسلمان کے نطفہ سے وجود میں آنے والے بچہ کا، اسلام میں مسلمان کے تابع ہونا ــــــ، مشکل ہے۔ کیونکہ:

○ شرعاً یہ بچہ، اس زانی مسلمان کے تابع نہیں ہے،

(یہ پہلا احتمال ہے، چنانچہ اسے غسل دینا واجب نہیں ہوگا)۔

○ یہ بچہ اسی زانی کے نطفہ سے خلق ہوا ہے اور لغت میں بھی اسے ولد (یعنی بیٹا) کہا جاتا ہے۔ لہٰذا:

یہ بچہ اس زانی مسلمان کے تابع ہوگا، اسکے اسلام میں،

(یہ دوسرا احتمال ہے، پس اسے غسل دینا واجب ہوگا)۔

جیسا کہ اس بچے کا (اپنی زانی ماں سے) نکاح حرام ہے،

(اگر لڑکا ہو اور اگر لڑکی ہو تو اپنے زانی باپ سے نکاح حرام ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اَوْ بِحُکْمِهٖ	ہٖ	مسلم	یا مسلمان کے حکم میں ہو
۲۔	وَ فِیْهَا	هَا	دار الکفر	کافر ملک میں

۳۔	تَوَلُّدُهُ	هُ	لقيط	لقیط صفت مشبہ ہے اور اسم مفعول کے معنی میں ہے یعنی ملقوط : وہ جو کہیں پڑا ہوا مل جائے
٤۔	مِنْهُ	هُ	مسلم	مسلمان سے
٥۔	بِتَبَعِيَّتِهِ	هِ	المسبى	مسلمان شخص کے قیدی کا اسلام میں اسکے تابع ہونے کے (نظریہ) سے
٦۔	كَمَا هُوَ	هُوَ	القول بتبعيته	جیسا کہ مصنفؒ نے ،مسلمان شخص کے قیدی کا ، اسلام میں اس کے تابع ہونے کے نظریہ کو اختیار کیا ہے
٧۔	تَوَلُّدِهِ	هِ	المتخلق	پیدا ہونے والے بچے کا متولد ہونا
٨۔	مِنْهُ حَقِيْقَةً	هُ	المسلم	حقیقت میں تو مسلمان ہی سے (پیدا ہوا ہے)
٩۔	وَ كَوْنِهِ	هِ	المتخلق	پیدا ہونے والے بچے کا ہونا
١٠۔	فَيَتْبَعُهُ	هُ	المتخلق+ المسلم	پیدا ہونے والا بچہ، تابع ہوگا مسلمان شخص کے
١١۔	نِكَاحُهُ	هُ	المتخلق	پیدا ہونے والے بچے کا نکاح

متن 138 :

اور بعض فرقوں کے وہ لوگ جن پر (شریعت کی طرف سے) کافر ہونے کا حکم لگایا ہے جیسے :

■ خارجی ،

(جنگِ نہروان میں یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کے طرفدار تھے ، لیکن جب ابوموسیٰ اشعری ، عمرو بن عاص کے فریب میں آگئے تو یہ لوگ حضرت امیر علیہ السلام کی بیعت سے خارج ہوگئے۔ اور حضرت کے خلاف خروج کیا اور آپؑ کی مخالفت کرنے لگے۔ آج بھی اگر کوئی ان کا ہم عقیدہ ہو تو وہ بھی خارجی شمار ہوگا)۔

■ ناصبی ،

(وہ لوگ جو اہل بیت علیہم السلام سے دشمنی کی بنا پر ان کی اہانت کرتے ہیں)۔

■ اور خدا کو مجسم ماننے والے ،

(یہ سب لوگ) استثنائی طور پر مسلمان ہونے سے خارج ہیں (پس ان کے مردہ اجسام کو غسل دینا واجب نہیں ہے)۔

اور مصنفؒ نے اس استثناء کو (اپنی عبارت میں) ذکر نہیں کیا ، اس لیے کہ یہ فرقے حقیقی طور پر ، اسلام سے خارج ہیں ، اگرچہ ظاہراً ان پر مسلمان ہونے کا اطلاق ہوتا ہے (کیونکہ ظاہراً یہ لوگ خدا کی وحدانیت اور رسول خدا ﷺ کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں)۔

اور مسلمان کے حکم میں وہ بچہ بھی شامل ہے :

● جو ماں کے شکم میں چار ماہ کا ساقط ہوجائے ،

(پس جس بچے نے ماں کے شکم میں چار ماہ پورے کیے ہوں اور ساقط ہوجائے ، اُسے غسل دینا واجب ہے)۔

اور اگر چار ماہ مکمل ہونے سے پہلے ساقط ہوجائے تو اس صورت میں کسی کپڑے میں لپیٹ کر بغیر غسل کے دفن کر دیا جائے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بِکُفْرِہٖ	ہٖ	من الموصولة	جس کے کفر کا حکم لگایا گیا ہے
۲۔	اِسْتِثْنَائُهٗ	هٗ	من حكم بكفره	اس کا استثناء جس کے کفر کا حکم لگایا گیا ہو
۳۔	لِخُرُوْجِہٖ	ہٖ	من حكم بكفرہٖ	کیونکہ خارج ہے وہ جس کے کفر کا حکم لگایا گیا ہے
٤۔	وَ اِنْ اُطْلِقَ	هُوَ	الاسلام	اگرچہ اسلام کا اطلاق ہوتا ہے
٥۔	عَلَيْهِ	هِ	من حكم بكفره	اُس پر جس کے کفر کا حکم لگایا گیا ہے
٦۔	اِذَا كَانَ لَهٗ	هٗ	الطفل	جب وہ بچہ (چار ماہ کا ہو)
۷۔	دُوْنَهَا	هَا	اربعة اشهر	چار ماہ سے چھوٹا
۸۔	لُفَّ	هُوَ	الطفل	اس بچے کو لپیٹا جائے گا

متن 139 :

(غسلِ میت :)

(اور واجب ہے کہ میت کو تین غسل دیئے جائیں) :

■ پہلا غسل بیری (کے پتوں) کے ہمراہ یعنی اُس پانی کے ساتھ دیا جائے جس میں بیری (کے پتوں) کی کچھ مقدار مخلوط کی گئی ہو۔

● اور بیری کی کم سے کم مقدار یہ ہے کہ کہا جائے کہ پانی میں بیری مخلوط کی گئی ہے۔

● اور بیری کی زیادہ سے زیادہ مقدار یہ ہے کہ اس کے اضافہ سے پانی ''مطلق ہونے'' سے خارج نہ ہوجائے (یعنی بیری کی مقدار اس قدر ہو کہ پانی مضاف نہ ہونے پائے)۔

■ (بیری کے پانی سے غسل دینے کے بعد) پھر (واجب ہے کہ میت کو) اُس پانی سے (دوسرا غسل دیا جائے) جس میں کافور کی کچھ مقدار مخلوط کی گئی ہو، اسی طرح ،

[یعنی انہی شرائط کے تحت جو بیری کے بارے میں بیان کی گئی ہیں یعنی :

● اس قدر کم نہ ہو کہ یہ نہ کہا جائے کہ اس میں کافور مخلوط نہیں کیا گیا ،

● اور نہ اس قدر زیادہ ہو کہ پانی مضاف ہوجائے]۔

■ (کافور کے پانی سے غسل دینے کے بعد) پھر (واجب ہے کہ میت کو) تیسرا غسل اس پانی سے دیا جائے جو قراح ہو اور یہ وہ پانی ہے جو مطلق (یعنی مضاف نہ) ہو اور ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک ہو۔

(البتہ یہ جو کہا ہے کہ قراح وہ پانی ہے جو ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک ہو، تو کیا اس سے یہ مراد ہے کہ اس میں ایک ذرہ کی بھی ملاوٹ نہ ہو؟ جیسا کہ بعض فقہاء اسی بات کے قائل ہوئے ہیں۔ شارحؒ خود ہی وضاحت کرتے ہیں کہ قراح پانی کے :)

کسی خلیط (یعنی ملاوٹ) سے پاک ہونے سے ، مراد یہ نہیں ہے کہ :

اس میں کسی ملاوٹ کا ہونا غیر معتبر ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ ملاوٹ کا اس سے سلب کرنا واجب ہو ،

بلکہ جو بات اس پانی میں شرط ہے وہ صرف اس کا مطلق ہونا ہے۔

(مراد یہ ہے کہ لازم نہیں ہے کہ میت کو دیئے جانے والے تیسرے غسل میں

بھی پہلے دوغسلوں کی مانند بیری یا کافور کی کچھ مقدار مخلوط کی جائے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ اَقَلُّهُ	هُ	السدر	بیری کی کم سے کم مقدار
۲۔	عَلَيْهِ	هِ	ما الموصولة	جس (مقدار) پر
۳۔	اِسْمُهُ	هُ	السدر	بیری کا نام
٤۔	بِهٖ	هٖ	السدر	بیری کی وجہ سے
٥۔	كَوْنِهٖ	هٖ	الخليط	خلیط/ملاوٹ کا ہونا
٦۔	فِيْهِ	هِ	الماء القراح	قراح/خالص پانی میں
٧۔	سَلْبَهُ	هُ	الخليط	ملاوٹ کا سلب ہونا
٨۔	عَنْهُ	هُ	الماء القراح	قراح/خالص پانی سے
٩۔	كَوْنُهُ	هُ	الماء القراح	قراح/خالص پانی کا ہونا ہے

متن 140 :

اور میت کو دیئے جانے والے ان تین غسلوں میں سے ہر ایک کی ترکیب وہی ہے جو غسل جنابت کی ہے۔ پس (اگر غسل ترتیبی ہو تو) :

- شروع میں ــــــــ ، پہلے سر اور گردن دھوئی جائے ،
- اس کے بعد ، میت کے دائیں طرف کے اعضاء ،
- اور پھر میت کے بائیں طرف کے اعضاء دھوئے جائیں۔

(اور اگر غسل ارتماسی دینا چاہیں) تو غسل دینے والا شخص، میت کو ایک ہی آن میں زیرِ آب لے جائے ، اس طرح کہ عرفاً کہا جائے کہ (میت کو) ایک ہی آن میں زیرِ آب لے جایا گیا ہے۔

(غسل کی نیت :)

(اور جو شخص میت کو غسل دے رہا ہو ، ضروری ہے کہ) غسل کے شروع میں نیت کر لے (اور غسل کو قربت کے قصد سے انجام دے)۔

مصنفؒ کی ظاہری عبارت سے ، جسے انہوں نے اپنی دوسری کتابوں میں صریحاً بیان کیا ہے ، (یہ معلوم ہوتا ہے کہ میت کے) تینوں غسلوں میں ایک ہی نیت پر اکتفاء کیا جاسکتا ہے۔

اگرچہ بہتر یہ ہے کہ غسل کے متعدد ہونے کی وجہ سے نیتیں بھی متعدد کی جائیں (یعنی ہر غسل کی نیت الگ الگ کی جائے)۔

پھر اگر ایک ہی شخص تینوں غسل انجام دینے والا ہو تو نیت کرنا اسی کے ذمہ ہے۔ اور کسی دوسرے شخص کا غسل دینے کی نیت کرلینا کافی نہیں ہے۔

اور اگر غسل دینے والے کئی لوگ ہوں ، اور پانی ڈالنے میں سب شریک ہوں ، تو سب کے سب نیت کریں گے (کہ میت کو غسل دے رہے ہیں)۔

اور اگر کچھ لوگ پانی ڈال رہے ہوں اور کچھ دوسرے لوگ میت ہلا جُلا رہے ہوں ، تو پانی ڈالنے والے نیت کریں گے ، کیونکہ درحقیقت غسل دینے والے وہی ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ جو میت کو ہلا جُلا رہے ہیں ، ان کا نیت کرنا بھی مستحب ہے۔

اور مصنفؒ نے اپنی کتاب ذکریٰ میں ، میت کو ہلانے جُلانے والوں کے نیت کرنے کو بھی کافی جانا ہے ،

(یعنی اگر فقط یہی لوگ نیت کرلیں اور میت پر پانی ڈالنے والے نیت نہ بھی کریں ، تب بھی کافی ہے ، اسی طرح جس طرح پانی ڈالنے والوں کا نیت کرلینا کافی ہے)۔

اور اگر (چند لوگ) ترتیب سے میت کو غسل دے رہے ہوں ،

(یعنی ان میں سے ہر شخص ، میت کے بعض حصے کو غسل دے ، مثلاً کوئی سر اور گردن کو دھوئے ، کوئی دائیں طرف کو اور کوئی بائیں طرف کو)

تو ایسی صورت میں یہ بات شرط ہے کہ ہر شخص ، میت کے کسی عضو کو غسل دینے سے پہلے نیت کرے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	رَأْسِهِ وَ رَقَبَتِهِ	ہ	المیت	میت کا سر اور گردن
۲۔	بِمَيَامِنِهِ	ہ	المیت	میت کے جسم کے دائیں طرف واقع اعضاء سے

۳۔	يَغْمِسُهُ فِى الْمَاءِ	هُوَ+ ہُ	الغاسل+ الميت	غسل دینے والا میت کو (ایک ہی آن میں) زیرِ آب لے جائے
٤۔	فِىْ اَوَّلِهٖ	ہٖ	الغسل	غسل کی ابتداء میں
٥۔	وَ هُوَ	هُوَ	ظاهر العبارة	عبارت سے جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے
٦۔	بِهٖ	ہٖ	الذى	جس کے بارے میں
٧۔	فِىْ غَيْرِهٖ	ہٖ	لمعة	کتاب لمعہ کے علاوہ
٨۔	بِتَعَدُّدِهَا	هَا	الاغسال	غسل کے متعدد ہونے کی صورت میں
٩۔	تَوَلّٰى هُوَ	هُوَ	الغاسل	غسل دینے والا اپنے ذمہ لے گا ، ھو یہاں تاکید کیلئے ہے
١٠۔	وَ لَا تُجْزِىْ	هِىَ	النية	نیت کفایت نہیں کریگی
١١۔	مِنْ غَيْرِهٖ	ہٖ	الغاسل	غسل دینے والے شخص کے علاوہ کسی سے
١٢۔	لِاَنَّهٗ	ہٗ	الصاب	کیونکہ میت پر پانی ڈالنے والا
١٣۔	بِهَا	هَا	النية	نیت (پر اکتفاء کیا ہے)
١٤۔	مِنْهُ	ہُ	المقلب	میت کو کروٹ دینے والے شخص سے
١٥۔	مِنْهُمْ	هُمْ	الغاسلون	غسل دینے والوں سے
١٦۔	اعْتُبِرَتْ	هِىَ	النية	نیت شرط کی گی ہے
١٧۔	فِعْلِهٖ	ہٖ	الغسل	غسل کو انجام دینے (کی ابتداء کے وقت)

متن 141 :

(غسل میں اولویت :)

اور جو شخص میت کی میراث حاصل کرنے میں اولویت رکھتا ہے ، وہ میت کے احکام (غسل وکفن و دفن) میں بھی اولویت رکھتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وارث اولویت رکھتا ہے اُس سے جو وارث نہیں ہے ، اگرچہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو ۔

(پس اگر وارث کے علاوہ کوئی شخص ، میت کے احکام کو انجام دینا چاہے ، تو ضروری ہے کہ پہلے میت کے ورثاء سے اجازت لے لے ، ورنہ اس کیلئے ان احکام کو انجام دینا جائز نہیں ہوگا)۔

پھر ، اگر وارث ایک ہی شخص ہو تو ،

(میت کے احکام کو انجام دینا اور کسی دوسرے کو ان احکام کے انجام دینے کی اجازت دینا) اُسی سے مختص ہوجاتے ہیں (خواہ وہ ایک شخص' مرد ہو یا عورت)۔

اور اگر وارث متعدد ہوں ، تو اس صورت میں (میت کے احکام کی انجام دہی میں) :

- مرد ــــــــــــــــ ،عورت پر ،
- اور مکلّف (یعنی بالغ شخص) ــــــــ ، غیر مکلّف (یعنی نابالغ) پر ،
- اور والد ــــــــــــــــ ، بیٹے اور جدّ کی نسبت ،

ــــــ ، اولویت رکھتا ہے۔

اور شوہر اپنی (مردہ) بیوی کے تمام احکامِ میت کے سلسلہ میں اولویت رکھتا ہے ، مطلقاً ،

(یعنی خواہ شوہر ، بیوی کے رشتہ داروں میں سے ہو یا رشتہ داروں میں سے نہ ہو ، بیوی شوہر کے علاوہ دوسرے وارث رکھتی ہو یا نہ رکھتی ہو) ،

اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ان کا عقد دائمی تھا یا غیر دائمی۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بِمِيْرَاثِهٖ	ہٖ	الميت	میت سے وراثت کے سلسلہ میں
۲۔	بِاَحْكَامِهٖ	ہٖ	الميت	میت کے احکام کے سلسلہ میں
۳۔	اخْتُصَّ	هُوَ	الوارث	وہی اکلوتا وارث میت کے احکام کیلئے مختص ہوگا
٤۔	مِنْ غَيْرِهٖ	ہٖ	المكلف	غیر مکلّف سے
٥۔	بِزَوْجَتِهٖ	ہٖ	الزوج	شوہر اپنی بیوی کی نسبت

متن 142 :

(غسل دینے والے کی شرائط :)

اور واجب ہے کہ غسل دینے والے اور میت میں ، مرد اور عورت ہونے کے اعتبار سے ، برابری ہو

(یعنی اگر عورت کی میت ہے تو ضروری ہے کہ اُسے عورت ہی غسل دے ، اور اگر مرد کی میت ہے تو ضروری ہے کہ اُسے مرد ہی غسل دے)۔

پس اگر میت کا ولی (وہ شخص جسے اولویت حاصل ہو) ، میت کا مخالف (یعنی ہم جنس نہ) ہو ، تو وہ میت کے ہم جنس شخص (مرد یا عورت) کو ، میت کے احکام انجام دینے کیلئے اجازت دے گا۔

ایسا نہیں ہے کہ (میت کے ہم جنس نہ ہونے کی وجہ سے ، میت پر سے) اُس کی ولایت ساقط ہوجاتی ہے۔ کیونکہ اولویت اور مباشرت (یعنی کسی کام کو خود انجام دے سکنے) کا (ایک ساتھ میسر) نہ ہونا، ایک دوسرے سے کوئی منافات نہیں رکھتے ،

[ولی اگر خود کسی کام کو مباشراً (یعنی خود سے) انجام نہ دے سکے تو اس کی ولایت ، اُس کام کی اجازت دینے سے مخصوص ہوجاتی ہے]۔

اور مصنفؒ نے رجولیت (اور انوثیت یعنی مرد ہونے اور مؤنث ہونے) کی شرط لگائی ہے تاکہ اس شرط سے ، مرد اور عورت میں سے کوئی بھی اپنے تین سال کے بیٹے اور تین سال کی بیٹی کو غسل دینے سے ، خارج نہ ہوجائے۔ کیونکہ غسل دیئے جانے والے چھوٹے بچے میں رجولیت (مرد ہونے) کی صفت نہیں پائی جاتی۔

(یہ مسئلہ تو مصنفؒ کی عبارت سے حل ہوجاتا ہے کیونکہ مصنفؒ نے رجولیت کی قید لگائی ہے ذکوریت کی نہیں اور تین سالہ بچے پر رجولیت کا نہیں بلکہ ذکوریت کا اطلاق ہوتا ہے)۔

لیکن اس کے باوجود مصنفؒ کی عبارت قاصر ہے ،

(اور اُس مسئلہ کو شامل نہیں ہے جس میں مرد ، تین سالہ بچی کو غسل دے کیونکہ بچی پر بھی انوثیت کا اطلاق ہوتا) ،

جیسا کہ یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔

(اور یہ جو کہا ہے کہ غسل دینے والے اور میت کا ہم جنس ہونا شرط ہے تو) ہم جنس ہونے کی یہ شرط میاں بیوی کیلئے نہیں ہے۔ پس ان میں سے ہر ایک کیلئے اختیاری حالت میں اپنے ساتھی کو غسل دینا جائز ہے۔ پس شوہر بیوی کو غسل دے گا :

- بیوی پر اپنی ولایت کی وجہ سے ،

اور بیوی شوہر کو غسل دے گی :

- اسی ولایت کے ہمراہ ،

[اگر :

- بیوی کے علاوہ کوئی اور وارث نہ ہو ،
- یا اگر کوئی اور وارث ہو تو بیوی ولایت میں اس کی شریک ہو۔ مثلاً فرض کریں کہ میت کی وارث اس کی بیوی اور بیٹی ہے۔ اس صورت میں دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے پر اولویت نہیں رکھتی۔ کیونکہ ورثاء میں اولویت وہاں ہوتی ہے جب وارث مرد اور عورتیں ہوں۔ لیکن اس مثال میں دونوں عورتیں ہیں۔ تو اس صورت میں بیوی اپنی بیٹی کی رضایت سے شوہر کو غسل دے سکتی ہے ، ولایت مشترکہ کے عنوان سے جبکہ پہلی مثال میں بیوی ولایت منحصرہ کے عنوان سے شوہر کو غسل دے گی]۔

- یا ،

(اگر ولایت میں بیوی کا کوئی اور بھی شریک ہو جو اس پر اولویت رکھتا ہو تو اس صورت میں بیوی) ،

ولی کی اجازت سے (شوہر کو غسل دے سکتی ہے)۔

(مثلاً مردہ شوہر کے وارث اس کی بیوی اور بیٹا ہوں تو چونکہ بیٹے کو ماں پر اولویت حاصل ہے لہٰذا ماں بیٹے کی اجازت سے شوہر کو غسل دے سکتی ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
١۔	اَذِنَ	هُوَ	الولی	ولی اجازت دے گا

۲۔	وِلَايَتَهُ	هٗ	الولی	ولی کی ولایت (ولی کا ولی رہنا)
۳۔	وَ مَعَ ذٰلِکَ	x	x	رجولیت کی قید کے باوجود
٤۔	لِكُلٍّ مِنْهُمَا	هُمَا	الزوجین	شوہر اور بیوی میں سے ہر ایک کیلئے
٥۔	صَاحِبِهٖ	هٖ	الزوج/الزوجة	اپنے صاحب/ساتھی کو، مرد کیلئے بیوی اس کی صاحب ہے اور بیوی کیلئے شوہر اس کا صاحب ہے
٦۔	مَعَهَا	هَا	الولاية	ولایت کے ساتھ

متن 143 :

اور مشہور یہ ہے کہ 'شوہر کا بیوی کو اور بیوی کا شوہر کو غسل دینا' کپڑے کے پیچھے سے ہو، اگرچہ ان کا ایک دوسرے کے جسم کو دیکھنا جائز ہے۔

(اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب ان کا ایک دوسرے کو دیکھنا جائز ہے تو پھر کپڑے کی اوٹ سے غسل دینا کیا معنی رکھتا ہے؟ تو ہم کہیں گے یقیناً کوئی حکمت ہوگی لیکن ہم اس حکمت سے واقف نہیں ہیں)۔

(جیسا کہ معلوم ہوچکا ہے کہ غسل دینے سے پہلے میت کا بدن، نجس ہوتا ہے۔ تو کیا وہ کپڑا جسے میت کے بدن پر ڈال کر غسل دیا جارہا ہے، غسل مکمل ہونے کے بعد، نچوڑنے سے پاک ہوگا یا اس میں نچوڑنا ضروری نہیں ہے۔ تو فرماتے ہیں کہ)،

میاں بیوی کی صورت میں غسل کیلئے جسم پر ڈالے گئے کپڑے کا نچوڑنا معاف ہے،

(چنانچہ غسل کے مکمل ہوتے ہی بدن پر ڈالا گیا کپڑا بھی تبعیت کی وجہ سے خودبخود پاک ہوجائے گا اور اسے نچوڑنے کی ضرورت بھی نہیں رہے گی)۔

اسی طرح جس طرح مطلقاً میت کی شرمگاہ کو چھپانے کیلئے ڈالے گئے کپڑے سے نچوڑنا معاف ہے،

(خواہ مرد، مرد کو غسل دے رہا ہو یا عورت، عورت کو) فقہاء نے ثیاب اور خرقہ کو ان چیزوں کی مانند قرار دیا ہے جنہیں نچوڑنا ممکن نہیں ہوتا (یعنی لکڑی اور پتھر کی مانند قرار دیا ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اَنَّہٗ	ہٗ	الغسل	(مشہور یہ ہے کہ) غسل
۲۔	ھُنَا	x	x	تغسیل کل من الزوجین لصاحبه، یعنی شوہر اور بیوی میں سے ہر ایک کا دوسرے کو غسل دے سکنے کی بحث میں
۳۔	لَھُمَا	ھُمَا	الثوب + الخرقة الساترة	میت کے بدن پر ڈالے گئے کپڑے اور شرمگاہ کو چھپانے والے پارچہ کو
٤۔	عَصۡرُہٗ	ہٗ	ما الموصولة	وہ جس چیز کا نچوڑا جانا ممکن نہ ہو۔

متن 144 :

اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بیوی ــــــــ ،

- آزاد عورت ہو یا کنیز ہو،
- اس سے ہمبستری کی گئی ہو یا ہمبستری نہ کی گئی ہو،

اور وہ عورت جسے طلاقِ رجعی دی گئی ہو ــــــــ ، (دورانِ عدت) بیوی کے حکم میں ہے
(کیونکہ شوہر دورانِ عدت بغیر عقد کے اُس سے رجوع کرنے کا حق رکھتا ہے)

برخلاف اس عورت کے جسے طلاقِ بائن دی گئی ہو۔

(کیونکہ طلاق بائن کی صورت میں، دورانِ عدت بیوی کی طرف رجوع کرنے کا حق ختم ہوجاتا ہے)۔

اور فقہاءِ امامیہ کے نزدیک، عدت کا ختم ہوجانا، غسل دینے کے جائز ہونے پر کوئی قدغن نہیں لگاتا، بلکہ اگر عدت ختم ہونے پر عورت نے ازدواج بھی کرلیا ہو تب بھی اس کیلئے اپنے مردہ شوہر کو غسل دینا جائز ہے ــــــــ ، البتہ ایسے کسی اتفاق کا پیش آنا بہت مشکل ہے۔

اور (جس طرح میاں بیوی کا ایک دوسرے کو غسل دینا جائز ہے) اسی طرح مرد (آقا) کیلئے اپنی غیر شادی شدہ کنیز کو غسل دینا بھی جائز ہے، اگرچہ یہ کنیز اپنے مولیٰ کے بچے کی ماں ہو۔

(گو ایسی کنیز، آزادی کی دہلیز پر ہوتی ہے۔ آقا اسے بیچ نہیں سکتا۔ آقا کے مرتے

ہی یہ خودبخود آزاد ہوجاتی ہے لیکن یہ سب باتیں آقا کے اپنی ام ولد کنیز کو غسل دینے کے جواز سے نہیں روک سکتیں)۔

(لیکن غسل کے جائز ہونے میں یہ بات شرط ہے کہ کنیز نے آقا سے) مکاتبہ نہ کر رکھا ہو۔

[مکاتبہ کیا ہے؟ اس کی وضاحت یہ ہے کہ: غلام یا کنیز اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنے آقا سے قرارداد باندھ لیں کہ ایک مخصوص رقم کما کر اپنے آقا کو دیں گے تا کہ آقا انہیں آزاد کردے۔ پھر مکاتبہ کی دو قسمیں ہیں :

مکاتبہ مشروط : اور وہ یہ ہے کہ آقا قرار داد کے ضمن میں یہ شرط لگائے کہ اگر غلام معین مال دینے سے قاصر رہا تو اپنی غلامی پر باقی رہے گا۔ پس جب تک غلام معاہدہ کی پوری رقم اپنے آقا کو کما کر نہ دے دے، وہ اپنی غلامی پر باقی رہتا ہے۔

مکاتبہ مطلق : اور وہ یہ ہے کہ آقا قرار داد کے ضمن میں مذکورہ شرط نہ لگائے۔ ایسی صورت میں غلام معین رقم میں سے جس قدر ادا کرتا جاتا ہے، اُسی حد تک آزاد ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس مقدمہ سے معلوم ہوا کہ آقا اپنی مکاتبہ والی کنیز کو غسل نہیں دے سکتا]،

خواہ :

- مکاتبہ مشروط ہو،
- (یا مطلق۔ کیونکہ مکاتبہ کی وجہ سے کنیز اپنے آقا پر حرام ہوجاتی ہے)۔

(آقا تو اپنی کنیز کو غسل دے سکتا ہے لیکن) اس کا برعکس جائز نہیں ہے،

(یعنی کنیز اپنے آقا کو غسل نہیں دے سکتی۔ کیونکہ آقا جیسے ہی فوت ہوا) یہ کنیز اپنے آقا کی ملکیت سے خارج ہوجاتی ہے،

(اور یا تو ورثاء کی ملکیت میں چلی جاتی ہے یا آزاد ہوجاتی ہے)۔

البتہ (ایک صورت میں کنیز کا اپنے آقا کو غسل دینا) جائز ہے، اگر کنیز:

- ام ولد ہو،
- آقا کی موت کے وقت کسی کے نکاح میں نہ ہو۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
١۔	بِهَا	هَا	الزوجة	(وہ) بیوی (جس) سے (ہمبستری کی ہو)
٢۔	غَيْرِهَا	هَا	المدخولة بها	غیر مدخولہ
٣۔	لَهَا	هَا	مطلقة رجعية	اس عورت کیلئے جسے طلاق رجعی دی گئی ہو
٤۔	تَغْسِيْلَهُ	هُ	الميت	(سابقہ شوہر کی) میت کو غسل دینا
٥۔	مَمْلُوْكَتِهِ	هِ	الرجل	مرد کی مملوکہ رکنیز
٦۔	لِزَوَالِ مِلْكِهِ	هِ	مولیٰ	آقا کی ملکیت کا زائل ہوجانا
٧۔	عَنْهَا	هَا	ام ولد	ام ولد سے
٨۔	لِغَيْرِهِ	هِ	مولیٰ	آقا کے علاوہ کسی کی (منکوحہ نہ ہو)
٩۔	جَازَ	هُوَ	الغسل	غسل دینا جائز ہے

متن 145 :

اور ؛

(جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ میاں بیوی نہ ہونے کی صورت میں ، غسل دینے والے کا میت کے ہم جنس ہونا ضروری ہے ، خواہ غسل دینے والا ولی ہو یا وہ جسے ولی نے اجازت دی ہو۔ لیکن جب) ،

غسل دینے والے کسی ایسے شخص کا ملنا دشوار ہو جو تذکیر و تانیث میں میت کے مساوی ہو تو ایسی صورت میں محرم ، اپنی اُس محرم میت کو غسل دے گا جس کی عمر تین سال سے زیادہ ہو ، البتہ کپڑے کے پیچھے سے۔ (اور محرم وہ شخص ہے جس سے نکاح کرنا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام ہو ، (خواہ نکاح کی یہ حرمت :)

- خاندانی رشتہ داری کی وجہ سے ہو (مثلاً : ماں ، بہن ، پھوپھی ، خالہ ؛ باپ ، بھائی، چچا اور ماموں وغیرہ) ،
- یا دودھ پینے کی وجہ سے ہو (مثلاً : دودھ پلانے والی عورت ، اُسکی بیٹی ؛ اور دودھ پلانے والی عورت کا شوہر اور اُسکا بیٹا) ،

- یا دامادی کی وجہ سے ہو (مثلاً : ساس ؛ اور سسر وغیرہ)۔

پس اگر (غسل دینے کیلئے) ہم جنس (مسلمان اور میت کے) محرم کا ملنا مشکل ہو تو ایسی صورت میں ، مشہور نظریہ کے مطابق :

- مسلمان مرد کی میت کو ـــــــــ ، کافر مرد غسل دے ،
- اور مسلمان عورت کی میت کو ـــــ ، کافر عورت غسل دے ،

البتہ جب کوئی مسلمان انہیں غسل دینے کی ترکیب سکھادے۔

اور (کافر کے مسلمان میت کو غسل دینے سے) مراد یہ ہے کہ غسل کی ظاہری شکل حاصل ہوجائے۔ اور اس قسم کے غسل میں نیت بھی شرط نہیں ہے۔

(کیونکہ اس غسل سے شارع کی مراد ، حقیقی غسل شرعی نہیں ہے جس میں قصدِ قربت شرط ہے۔ پس کوئی اعتراض نہ کرے کہ کافر کیسے قصدِ قربت کے ساتھ غسل انجام دے سکتا ہے جب وہ خدا کو مانتا ہی نہیں)۔

اور ممکن ہے کہ اس غسل میں کافر کا قربت کی نیت کرنا شرط ہو ،

(اور یہ اس وقت ہے جب غسل دینے والا کافر ، عیسائی یا یہودی ہو ، جو خدا کے وجود کا اعتقاد رکھتا ہے)۔

جیسا کہ کافر کا' غلام آزاد کرتے وقت ، قصدِ قربت کی نیت کرنا شرط ہے ،

(پس اگر اس قسم کا کافر غلام کو آزاد کرنا چاہے تو اس کیلئے بھی ضروری ہے کہ قصدِ قربت کی نیت کرے کیونکہ ایسی نیت کرنا اس کیلئے ممکن ہے)۔

لیکن محقق حلیؒ نے اپنی کتاب معتبر میں غسل کے (کافر کے ہاتھوں انجام دیئے جانے کے) واجب ہونے کی نفی کی ہے ، کیونکہ :

- اس بارے میں روایت ضعیف ہے ،

(روایت اس لیے ضعیف ہے کہ اس کا راوی عمارِ ساباطی امامیہ نہیں ہے ، اور محققؒ خبرواحد میں راوی کے امامیہ ہونے کی قید لگاتے ہیں) ،

- اور اس قسم کے غسل کا ، حقیقی غسل نہ ہونا ہے کیونکہ اس میں قصدِ قربت کی نیت

نہیں پائی جاتی۔

اور (شارح ، جناب محققِ حلیؒ کےقول کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ) ان کا عذر واضح ہے ، (دو وجوہات کی بنا پر ، ایک تو یہ کہ راوی ضعیف ہے ، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نیت میں قصدِ قربت شرط ہے جو کافر سے ممکن نہیں ہے ،

جواب یہ ہے کہ شارع مقدسؐ نے اس مسئلہ میں غسل حقیقی نہیں چاہا ، بلکہ صرف یہ چاہا ہے کہ غسل کی ظاہری شکل انجام پا جائے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
١۔	نِكَاحُهُ	هُ	من الموصولة	جس سے نکاح (حرام ہو)
٢۔	يُغَسِّلُ	هُوَ	المحرم	محرم غسل دے
٣۔	مَحْرَمَهُ	هُ	المحرم	محرم اپنے محرم کو
٤۔	سِنُّهُ	هُ	محرم	جس محرم کی عمر
٥۔	هُنَا	x	x	کافر مرد یا کافر عورت کے غسل دینے میں
٦۔	فِيْهِ	هِ	غسل صوری	اس غسل میں جو درحقیقت غسل کی ظاہری صورت ہے
٧۔	نِيَّتُهُ	هُ	الكافر	کافر کی نیت
٨۔	نَفَاهُ	هُوَ + هُ	وجوب تغسيل الكافر / اعتبار النية	محققؒ نے کافر کے مسلمان کی میت کو غسل دینے کے وجوب کا انکار کیا ہے ، یا اس سے مراد کافر کی نیت کا معتبر ہونا ہے
٩۔	وَ كَوْنِهِ	هِ	تغسيل الكافر	کافر کے غسل دینے کا ... ہونا
١٠۔	عُذْرُهُ	هُ	المحققؒ	جناب محققؒ کا عذر

متن 146 :

اور جائز ہے (اجنبی) مرد کا تین سالہ عریاں بچی کو غسل دینا اور اسی طرح (اجنبی) عورت کا تین سالہ عریاں بچے کو غسل دینا بھی جائز ہے۔ اگرچہ ان تین سالہ بچوں کو غسل دینے کیلئے ان کا ہم جنس بھی

میسر ہو۔

اور تین سال مکمل ہونے کی آخری حد ۔ ، ''موت'' ہے۔ پس مرنے کے بعد غسل دینے میں جتنی بھی تاخیر ہوجائے، اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی (اور تاخیری ایام ، میت کی عمر میں شمار نہیں ہوں گے)۔

اور اس بات سے (کہ تین سال مکمل ہونے کی آخری حد ''موت'' ہے کسی اجنبی شخص کیلئے) ،

ایسے بچے کو غسل دینا جائز ہوگا جس کے تین سال مکمل ہوچکے ہوں بغیر کسی زیادتی کے۔ پس کسی کا یہ اعتراض کرنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا کہ:

'' تین سال میں سے کچھ مدت (اگرچہ ایک ہی دن ہو، کا) کم ہونا ضروری ہے تاکہ تین سال مکمل ہونے سے پہلے غسل دیا جاسکے۔''

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لَهَا	هَا	المرأة	عورت کیلئے
۲۔	بِمَا بَعْدَهُ	ہٗ	الموت	وہ مدت جو موت کے بعد ہو
۳۔	وَ اِنْ طَالَ	هُوَ	تاخير الغسل	اگرچہ غسل دینے میں کتنی ہی تاخیر ہو جائے
٤۔	وَ بِهٰذَا	x	x	عدم اعتبار الزمان بعد الموت ، یعنی مرنے کے بعد جتنے دن بھی غسل میں تاخیر ہوجائے ان کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا
٥۔	اِنَّهٗ	ہٗ	شأن	ضمیر شان ہے
٦۔	نُقْصَانُهَا	هَا	ثلاث سنين	تین سالوں سے کچھ کم ہونا
۷۔	قَبْلَ تَمَامِهَا	هَا	ثلاث سنين	تین سال مکمل ہونے سے پہلے

متن 147 :

اور شہید ـــــ ، یعنی وہ شخص جو مسلمان یا مسلمان کے حکم میں ہو ـــــ ، اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ یا امام علیہ السلام یا نبی و امام علیہما السلام کے کسی خاص نائب کے حکم سے لڑی جانے والی جنگ میں ، نبی و امام علیہما السلام کے گروہ میں شامل رہتے ہوئے ، جنگ کی وجہ سے مارا گیا ہو۔

یا (شہید) وہ (شخص) ہے ـــــــــ ، جو زمانۂ غیبت میں واجب جہاد میں مارا گیا ہو، مثلاً اگر کفار مسلمانوں پر ایسا حملہ کریں کہ مرکزِ اسلام کے مٹ جانے کا خطرہ ہوجائے اور مسلمان ، امامؑ یا نائب امامؑ کی اجازت کے بغیر ان سے جہاد پر مجبور ہوجائیں ـــــــــ ، البتہ ایسے شہید کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ اس پر شہید کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟

اور شہید کو اس لیے شہید کہا جاتا ہے کیونکہ خدا و رسول نے اسکی بخشش اور جنت کی شہادت دی ہے۔

(شہید کا حکم یہ ہے کہ اسے) نہ غسل دیا جائے گا نہ کفن۔ بلکہ (اسی طرح بغیر غسل و کفن کے) اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

اور شہید کو اس کے انہی کپڑوں اور خون سمیت دفن کیا جائے گا ،

(جس میں وہ شہید ہوا ہو حتی یہ کہ شہید کے خون کو بھی اس سے جدا نہیں کیا جائے گا) ،

لیکن اگر اس کے جسم پر اونی یا چمڑے کی کوئی چیز ہو جیسے (چمڑے کے) جوتے وغیرہ تو انہیں اُتار دیا جائے (کیونکہ ان چیزوں پر لباس کا اطلاق نہیں ہوتا) ، اگرچہ یہ خون آلودہ ہی کیوں نہ ہوچکے ہوں۔

(کافی کی ایک روایت ملاحظہ ہو :

عَنْ زَيْدِ ابْنِ عَلِيٍّ عَنْ آبَائِهِ ، قَالَ ، قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (ع) : يُنْزَعُ عَنِ الشَّهِيْدِ الْفَرْوُ وَالْخُفُّ وَالْقَلَنْسُوَةُ وَالْعِمَامَةُ وَالْمِنْطَقَةُ وَالسَّرَاوِيْلُ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ اَصَابَهُ دَمٌ فَاِنْ اَصَابَهُ دَمٌ تُرِكَ وَ لَا يُتْرَكُ عَلَيْهِ شَيْءٌ مَعْقُوْدٌ اِلَّا حُلَّ (الکافی ج۳ ص۲۱۱)

اس حدیث سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ ہر وہ چیز جو شہید کے ہمراہ ہو اور اس کے خون سے آلودہ ہوجائے ، اسے شہید کے ساتھ دفن کیا جائے۔ لیکن چونکہ روایت ضعیف ہے چنانچہ فقہاء اس بارے میں اختلافِ نظر رکھتے ہیں۔ جیسا کہ شارحؒ نے فرو اور جلود کے خون آلود ہونے کے باوجود انہیں شہید سے جدا کردینے کا حکم لگایا ہے۔

البتہ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ و ان اصابھما میں ضمیر خفین کی طرف پلٹ رہی ہو، ایسی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ جوتے خواہ خون سے آلودہ ہی کیوں نہ ہوجائیں ، انہیں تو ہر حال میں شہید سے جدا کرنا ہے ، لیکن فرو اور جلود کو صرف اس وقت جدا کرنا پڑے گا جب یہ خون آلودہ نہ ہوئے ہوں)۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنی
۱۔	وَالشَّهِيْدُ	x	x	صفتِ مشبہ کا صیغہ ہے اور اسمِ مفعول کے معنی میں ہے یعنی مشهود له
۲۔	مَنْ بِحُكْمِهٖ	ہٖ	المسلم	وہ جو مسلمان کے حکم میں ہو مثلاً نابالغ بچہ
۳۔	بِهٖ	ہٖ	القتال	قتال یعنی جہاد کا
٤۔	نَائِبُهُمَا	هُمَا	النبیؐ + الامامؑ	نبی ﷺ اور امام علیہ السلام کے نائب (خاص)
٥۔	وَ هُوَ	هُوَ	الميت	درحالانکہ مرنے والا
٦۔	فِيْ حِزْبِهِمَا	هُمَا	النبیؐ + الامامؑ	نبی ﷺ اور امام علیہ السلام کے لشکر میں سے ہو
٧۔	بِسَبَبِهٖ	ہٖ	القتال	قتال کی وجہ سے
٨۔	مَأْمُوْرٍ بِهٖ	ہٖ	جهاد	جس جہاد کا حکم دیا گیا ہے
٩۔	مِنْهُ	ہُ	من الموصولة	وہ جن سے
١٠۔	جِهَادِهِمْ	هم	من يخاف منه	ان سے جہاد، جن سے خوف ہو
١١۔	لِاَنَّهٗ	ہٗ	الشهيد	کیونکہ شہید
١٢۔	لَهٗ	ہٗ	الشهيد	شہید کیلئے
١٣۔	عَلَيْهِ	ہِ	الشهيد	شہید پر
١٤۔	بِثِيَابِهٖ	ہٖ	الشهيد	شہید کو اس کے کپڑوں سمیت
١٥۔	عَنْهُ	ہُ	الشهيد	شہید سے
١٦۔	اَصَابَهُمَا	هُمَا	الفرو + الجلود	جانوروں کے بالوں اور ان کی کھال سے بنے ہوئے لباس تک (خون) پہنچ جائے

متن 148 :

اور ہم نے شہید کی جو تعریف کی ہے، اُس سے جو شخص خارج ہوجائے تو اُسے ــــــــــ ، غسل و کفن دینا ـــــ، واجب ہے۔ اگرچہ بعض روایات میں اُسے شہید کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے جیسے:

- وہ شخص جو طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر مر جائے ،
- اور وہ شخص جو اسہال کی بیماری کی وجہ سے مر جائے ،
- اور وہ شخص جو (حادثاتی طور پر) پانی میں غرق ہوکر مر جائے ،
- اور وہ شخص جو چھت کے نیچے دب کر مر جائے ،
- اور وہ عورت جو نفاس کی حالت میں مر جائے ،
- اور وہ شخص جو راہزنوں سے اپنا مال اور اپنی ناموس بچاتے ہوئے مارا جائے ،
- اور ان کے علاوہ اور بہت سے لوگ جنہیں احادیث و روایات میں شہید کہا گیا ہے۔(لیکن ان پر شہید کے احکام جاری نہیں ہوتے اور انہیں غسل وکفن دینا واجب ہے)۔

اور میت کو غسل دینا شروع کرنے سے پہلے' واجب ہے کہ پہلے اُس کے بدن کو عارض والی (ظاہری) نجاست (مثلاً پیشاب ، پائخانہ یا خون وغیرہ) دور کرلی جائے۔

(دس سے بارہ تک جتنی بھی ظاہری نجاستیں ہیں ، انہیں نجاستِ عارضیہ کہتے ہیں)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	تَغْسِيْلُهٗ	ہٗ	من خرج عما ذكرنا	اس شخص کو غسل دینا جو خارج ہوجائے اس سے جسے ہم نے ذکر کیا ہے (واجب ہے)
۲۔	عَلَيْهِ	ہِ	من خرج عما ذكرنا	جو خارج ہوجائے ، اگرچہ اس پر
۳۔	عَنْ بَدَنِهٖ	ہٖ	الميت	میت کے بدن سے
٤۔	غُسْلِهٖ	ہٖ	الميت	غسلِ میت

متن 149 :

(مستحباتِ غسلِ میت:)

(غسلِ میت کے واجبات بیان کرنے کے بعد مصنف رحمہ اللہ غسل کے مستحبات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:)

اور مستحب ہے کہ خود وارث یا جسے وارث اجازت دے ، (غسل سے پہلے) میت کی قمیص کو

چاک کرے اور (آہستگی کے ساتھ) اُسے میت کے نیچے کی طرف سے اُتار لے کیونکہ ممکن ہے لباس نجس ہو چکا ہو۔ (میت کی قمیص کو سر کی طرف سے اتارنا مناسب نہیں ہے)۔

(پس جب میت کے نیچے سے قمیص کو اُس سے جدا کیا جائے گا تو اوپر کا بدن نجس ہونے سے بچ جائے گا۔ علاوہ ازیں اگر کوئی شخص میت کی قمیص کو ولی کی اجازت کے بغیر چاک کردے تو ولی اختیار رکھتا ہے کہ اس سے قمیص کی قیمت کا مطالبہ کرلے)۔

اور جائز ہے کہ میت کو اُس کی قمیص (یعنی لباس) میں غسل دیا جائے۔ بلکہ اکثر فقہاء کے نزدیک یہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور (اگر لباس نجس بھی ہوگا تو) میت کے پاک ہوتے ہی (یہ بھی) پاک ہوجائے گا اور اسے نچوڑنے کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔

اور اگر میت کی قمیص (یعنی لباس) کو اُتارا جائے، تو اس صورت میں واجب ہے کہ اُس کی شرمگاہ کو:

- یا تو اسی قمیص کے ساتھ،
- یا کسی اور کپڑے کے ساتھ، چھپایا جائے۔

اور میت کی قمیص (لباس) کو اس سے اتار لینے سے، اسے غسل دینا زیادہ آسان ہوجاتا ہے،

(یا یہ کہ شرمگاہ کو چھپا لینے سے غسل دینا آسان ہوجاتا ہے)۔

(میت کی شرمگاہ کو چھپانا اس وقت واجب ہے جب غسل دینے والا دیکھ سکتا ہو)،

لیکن اگر غسل دینے والا:

- نابینا ہو،
- یا اسے خود پر بھروسہ ہو کہ اپنی نگاہ کو شرمگاہ پر نہیں پڑنے دے گا،

تو (اگرچہ ایسی صورت میں میت کی شرمگاہ کو چھپانا واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی) مستحب ہے کہ شرمگاہ کو احتیاطاً چھپا دے (تا کہ غلطی سے بھی نگاہ، اس پر نہ پڑجائے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	قَمِيْصِهِ	ہِ	الميت	میت کی قمیص

۲۔	يَأْذَنُ	هُوَ	الوارث	(جسے) وارث اجازت دے
۳۔	لَهُ	هٗ	من الموصولة	وہ شخص جسے وارث اجازت دے
٤۔	نَزْعُهُ	هٗ	قمیص	قمیص کو اتارنا
٥۔	مِنْ تَحْتِهِ	هٖ	المیت	میت کے نیچے سے
٦۔	لِاَنَّهُ	هٗ	قمیص	کیونکہ قمیص
۷۔	فِيْهِ	هٖ	قمیص	قمیص میں
۸۔	بَلْ هُوَ	هُوَ	قمیص	بلکہ قمیص (میں غسل دینا)
۹۔	بِطُهْرِهٖ	هٖ	المیت	(قمیص پاک ہوجاتی ہے) میت کے پاک ہونے کے ساتھ
۱۰۔	وُجُوْباً بِهٖ	هٖ	قمیص	واجب ہے کہ اسی قمیص سے شرمگاہ کو چھپایا جائے یا ...
۱۱۔	وَ هُوَ	هُوَ	مع نزع القمیص	قمیص اتار کر غسل دینا
۱۲۔	مِنْ نَفْسِهٖ	هٖ	الغاسل	غسل دینے والا خود پر (اعتماد رکھتا ہو)

متن 150 :

اور مستحب ہے کہ میت کو ساجہ پر (رکھ کر) غسل دیا جائے اور یہ ساجہ مخصوص لکڑی کا ایک تختہ ہوتا ہے۔

اور (ساجہ کا معنی تو وہی ہے جو بیان کرچکے ہیں لیکن اس حکم سے) مراد یہ ہے کہ میت کو :

- یا تو اسی مخصوص لکڑی کے تختہ پر رکھ کر غسل دیا جائے ،
- یا کسی بھی لکڑی کا تختہ ہو جو ساجہ کا فائدہ دے (اور وہ فائدہ یہ ہے کہ) میت کا بدن آلودہ ہونے سے بچ جائے (اور یہ فائدہ لکڑی کے کسی بھی تختے سے حاصل ہوسکتا ہے)۔

اور مستحب ہے کہ میت (کا سر) بلند جگہ پر ہو اور اس کے پاؤں (سر کی نسبت) کم بلند جگہ پر ہوں (تاکہ غسل کا پانی نہ سر کی طرف پلٹ جائے اور نہ ہی اُس کے پیروں میں جمع ہوجائے)۔

- (لمعہ میں شہید اولؒ کا نظریہ ہے کہ مستحب ہے کہ غسل دیتے وقت میت) رو بقبلہ ہو۔
- اور کتابِ دروس میں روبقبلہ ہونے کو واجب قرار دیتے ہیں۔
- اور ذکریٰ میں بھی اسی بات کی طرف مائل ہوئے ہیں کہ دورانِ غسل میت کا روبقبلہ ہونا واجب ہے۔
- کتابِ بیان میں اس بات کو قریب سمجھا ہے کہ روبقبلہ ہونا واجب نہیں ہے۔

اور (دورانِ غسل میت کے روبقبلہ نہ ہونے کا نظریہ ہی) ایک قوی نظریہ ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	تَغْسِيْلُهٗ	هٗ	الميت	میت کو غسل دینا
۲۔	وَضْعُهٗ	هٗ	الميت	میت کو رکھنا
۳۔	عَلَيْهَا	هَا	ساجة	لکڑی کے تختہ پر
٤۔	فَائِدَتَهَا	هَا	ساجة	جو ساجہ کا فائدہ دے
٥۔	لِجَسَدِهٖ	هٖ	الميت	میت کے بدن کو
٦۔	بِهٖ	هٖ	قبلة	(میت کو) قبلہ رو (لٹا کر غسل دینا)
٧۔	اِلَيْهِ	هِ	وجوب استقبال	قبلہ کی طرف لٹانے کے واجب ہونے کیطرف
٨۔	عَدَمَهٗ	هٗ	الوجوب	واجب نہ ہونے کو
٩۔	وَ هُوَ	هُوَ	عدم الوجوب	واجب نہ ہونا

متن 151 :

اور مستحب ہے کہ (میت کو دیئے جانے والے تینوں غسلوں میں ہر عضو کو) تین تین بار دھویا جائے، یعنی (تین) اعضاء (سر اور گردن ، دائیں طرف کے اعضاء اور بائیں طرف کے اعضاء) میں سے ہر عضو کو ، ہر بار کے دھونے میں تین تین بار دھویا جائے ۔

(مثلاً جب میت کو پہلا غسل دیا جائے تو سر اور گردن کو تین بار بیری کے پانی سے دھویا جائے ، اسی طرح دائیں طرف کو بھی تین بار بیری کے پانی سے دھویا جائے اور

بائیں طرف کو بھی تین بار بیری کے پانی سے دھویا جائے۔ دوسرے اور تیسرے غسل میں بھی اسی طرح ہر عضو کو تین تین بار دھویا جائے تو جب تینوں غسل مکمل ہوجائیں گے تو ہر عضو نو' نو (۹) بار، یا سب کے سب ستائیس بار دھوئے جا چکے ہونگے۔ البتہ میت کے اعضاء کو دھونے میں یہ معتبر نہیں ہے کہ مثلاً اس کے سر کو شیمپو اور جسم کو مثلاً صابن وغیرہ سے رگڑ رگڑ کر دھویا جائے)۔

اور نیز مستحب ہے کہ میت کو دیئے جانے والے تین غسلوں میں سے ہر غسل سے پہلے اُس کے دونوں ہاتھ آدھے بازو تک تین بار دھوئے جائیں۔

اور اسی طرح غسل دینے والے کا (میت کو دیئے جانے والے) ہر غُسل کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنی تک دھونا مستحب ہے۔

اور مستحب ہے کہ پہلے اور دوسرے (یعنی بیری اور کافور کے پانی سے دیئے جانے والے) غسل سے پہلے، میت کے پیٹ کو آہستگی کے ساتھ ملا جائے تا کہ،

(اگر پیٹ میں کوئی نجاست وغیرہ رُکی ہوئی ہو تو اس عمل سے خارج ہوجائے اور) غسل کے بعد کسی چیز (یعنی نجاست) کے خارج ہونے سے بچا جائے۔ کیونکہ (مرنے کے بعد) قوتِ ماسکہ ختم ہوجاتی ہے

(اور قوتِ ماسکہ وہ قوت ہے جو جسم کے مادوں کو جسم میں روک کر رکھتی ہے۔ یہ اسی قوت کی بدولت ہے کہ انسان، جسم کے فاسد مادوں کو کچھ دیر تک روک سکتا ہے۔ اگر یہ قوت نہ ہو تو کوئی شخص اپنے پیشاب پائخانہ پر کنٹرول نہ رکھ سکے۔ اور مثلاً جیسے ہی مثانہ میں تھوڑا سا بھی پیشاب جمع ہو، فوراً خود بخود وہ جسم سے خارج ہوجائے)۔

مگر یہ کہ میت حاملہ عورت ہو، جس کا بچہ اس کے شکم میں ہی مرگیا ہو، تو ایسی صورت میں ایسی عورت کا پیٹ نہیں ملا جائے گا، کیونکہ اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں اسقاط نہ ہوجائے (یعنی بچہ اس کے شکم سے باہر نہ آجائے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بِاَنْ یُغْسَلَ	هُوَ/هُمْ	اعضاء المیت	یہ کہ میت کے اعضاءِ بدن کو دھویا جائے

۲۔	يَدَيْهِ	هِ	الغاسل	غسل دینے والے کا اپنے ہاتھوں کو دھونا
۳۔	بَطْنِهِ	هِ	الميت	میت کے پیٹ کو
٤۔	قَبْلَهُمَا	هُمَا	الغسلتين	پہلے دوغسلوں سے پہلے
٥۔	وَلَدُهَا	هَا	الحامل	حاملہ عورت جس کا بچہ اسکے شکم میں مرجائے
٦۔	فَإِنَّهَا لَا تُمْسَحُ	هَا	الحامل	کیونکہ حاملہ عورت کے پیٹ کو ملا نہیں جائیگا

متن 152 :

اور مستحب ہے کہ غسل سے فارغ ہونے کے بعد کسی کپڑے سے میت کے بدن کو خشک کیا جائے تا کہ کفن گیلا ہونے سے بچ جائے۔

اور نیز مستحب ہے کہ غسل کے پانی کو ٹوائلٹ والے گٹر میں نہ بہایا جائے کہ جسے نجاست کیلئے بنایا جاتا ہے۔ بلکہ افضل یہ ہے کہ اسے غسل کے پانی کیلئے بنائے گئے مخصوص گڑھے میں بہایا جائے۔

مستحب ہے کہ غسل دینے والا ـــــــ،

- میت پر سوار نہ ہوجائے یعنی ایسا نہ ہو کہ میت اس کے دونوں پاؤں کے درمیان میں ہو (اور وہ ایسی حالت میں اسے غسل دیتا رہے ،کیونکہ ایسا کرنا مکروہ ہے)۔
- میت کو بٹھائے نہیں ،
- اس کے ناخن نہ کاٹے ،
- اور نہ ہی اس کے بالوں میں کنگھا کرے ،

اور اگر ناخن کاٹنے اور کنگھا کرنے سے ناخن یا بال میت سے جدا ہوجائیں تو واجب ہے کہ انہیں میت کے ساتھ دفن کردے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	تَنْشِيفُهُ	هُ	الميت	غسل کے بعد میت کے بدن کو خشک کرنا
۲۔	بِهِ	هِ	الماء	غسلِ میت میں میت کے بدن سے جدا ہونے والا پانے کیلئے

۳۔	يَجْعَلَهُ	هُوَ+ هُ	الغاسل + الميت	غسل دینے والا میت کو قرار دے
٤۔	بَيْنَ رِجْلَيْهِ	هِ	الغاسل	غسل دینے والا اپنے دونوں پاؤں کے درمیان
٥۔	وَ اِقْعَادِهٖ	هٖ	الميت	میت کو بٹھانا
٦۔	ذٰلِكَ	x	x	ناخن کاٹنا اور کنگھا کرنا
٧۔	مَعَهُ	هُ	الميت	میت کے ہمراہ دفن کیے جائیں

(میت کے کفن کے احکام)

متن 153 :

﴿ اَلثَّالِثُ : اَلْكَفَنُ ﴾

﴿ وَالْوَاجِبُ مِنْهُ : ﴾ ثَلَاثَةُ اَثْوَابٍ ،

﴿ مِئْزَرٌ ﴾ بِكَسْرِ الْمِيْمِ ثُمَّ الْهَمْزَةِ السَّاكِنَةِ ــــــ ،

يَسْتُرُ مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَالرُّكْبَةِ . وَ يُسْتَحَبُّ اَنْ يَّسْتُرَ مَا بَيْنَ صَدْرِهٖ وَ قَدَمِهٖ .

﴿ وَ قَمِيْصٌ ﴾ يَصِلُ اِلىٰ نِصْفِ السَّاقِ ، وَ اِلَى الْقَدَمِ اَفْضَلُ ، وَ يُجْزِئُ مَكَانَهٗ ثَوْبٌ سَاتِرٌ لِجَمِيْعِ الْبَدَنِ عَلَى الْاَقْوىٰ .

﴿ وَ اِزَارٌ ﴾ بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ وَ هُوَ ثَوْبٌ شَامِلٌ لِجَمِيْعِ الْبَدَن. وَ يُسْتَحَبُّ زِيَادَتُهٗ عَلىٰ ذٰلِكَ ــــ طُوْلاً بِمَا يُمْكِنُ شَدُّهٗ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ وَ رِجْلَيْهِ ، عَرْضاً ، بِحَيْثُ يُمْكِنُ جَعْلُ اَحَدِ جَانِبَيْهِ عَلَى الْآخَرِ .

متن 154 :

وَ يُرَاعىٰ فِيْ جِنْسِهَا ـــــــ الْقَصْدُ ، بِحَسَبِ حَالِ الْمَيِّتِ ،

فَلَا يَجِبُ ـــــــ الْاِقْتِصَارُ عَلَى الْاَدْوَنِ ، وَ اِنْ مَاكَسَ الْوَارِثُ ، اَوْ كَانَ غَيْرَ مُكَلَّفٍ .

وَ يُعْتَبَرُ فِيْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهَا ــــ اَنْ يَّسْتُرَ الْبَدَنَ بِحَيْثُ لَا يَحْكِيْ مَا تَحْتَهٗ .

وَ كَوْنُهٗ مِنْ جِنْسٍ مَّا يُصَلِّيْ فِيْهِ الرَّجُلُ ، وَ اَفْضَلُهٗ : الْقُطْنُ الْاَبْيَضُ .

وَ فِى الْجِلْدِ ، وَجْهٌ بِالْمَنْعِ ـــــــ مَالَ اِلَيْهِ الْمُصَنِّفُ فِى الْبَيَانِ ،

وَ قَطَعَ بِهٖ فِی الذِّكْرىٰ :

- لِعَدَمِ فَهْمِهٖ مِنْ اِطْلَاقِ الثَّوْبِ ،
- وَ لِنَزْعِهٖ عَنِ الشَّهِيْدِ ،

وَ فِی الدُّرُوْسِ: اكْتَفىٰ بِجَوَازِ الصَّلَاةِ فِيْهِ لِلرَّجُلِ ــــ كَمَا ذَكَرْنَاهُ .

متن 155 :

هذَا كُلُّهُ ﴿ **مَعَ الْقُدْرَةِ** ﴾ .

اَمَّا مَعَ الْعَجْزِ ، فَيُجْزِیْ مِنَ الْعَدَدِ ــــ مَا اَمْكَنَ ، وَ لَوْ ثَوْباً وَاحِداً .

وَ فِی الْجِنْسِ يُجْزِیْ كُلُّ مُبَاحٍ ، لٰكِن يُّقَدَّمُ الْجِلْدُ ،

- ❑ عَلَى الْحَرِيْرِ ،
- ❑ وَ هُوَ ــــــ عَلىٰ غَيْرِ الْمَأْكُوْلِ مِنْ :
  - وَّبَرٍ ،
  - وَّ شَعْرٍ ،
  - وَّ جِلْدٍ ،
- ❑ ثُمَّ النَّجِسِ .

وَ يُحْتَمَلُ :

- تَقْدِيْمُهُ عَلَى الْحَرِيْرِ ، وَ مَا بَعْدَهُ ،
- وَ عَلىٰ غَيْرِ الْمَأْكُوْلِ خَاصَّةً ،
- وَالْمَنْعُ مِنْ غَيْرِ جِلْدِ الْمَأْكُوْلِ مُطْلَقاً .

متن 156 :

﴿ **وَ يُسْتَحَبُّ** ﴾ اَنْ يُّزَادَ لِلْمَيِّتِ :

﴿ الْحِبَرَةُ ﴾ بِكَسْرِ الْحَآءِ وَ فَتْحِ الْبَآءِ الْمُوَحَّدَةِ ؛
وَ هُوَ ثَوْبٌ يَمَنِيٌّ ، وَ كَوْنُهَا :

- عِبْرِيَّةً ، بِكَسْرِ الْعَيْنِ ، نِسْبَةٌ اِلٰى بَلَدٍ بِالْيَمَنِ ،
- حَمْرَآءَ .

وَ لَوْ تَعَذَّرَتِ الْاَوْصَافُ ، اَوْ بَعْضُهَا ـــــ سَقَطَتْ ، وَاقْتُصِرَ عَلَى الْبَاقِيْ وَ لَوْ لَفَّافَةً ـــــ بَدَلَهَا .

﴿ وَالْعِمَامَةُ ﴾ لِلرَّجُلِ ، وَ قَدْرُهَا مَا يُؤَدِّيْ هَيْئَتَهَا الْمَطْلُوْبَةَ شَرْعاً ، بِاَنْ تَشْتَمِلَ عَلٰى حَنَكٍ وَ ذُؤَابَتَيْنِ مِنَ الْجَانِبَيْنِ ، تُلْقَيَانِ عَلٰى صَدْرِهٖ ، عَلٰى خِلَافِ الْجَانِبِ الَّذِيْ خُرِّجَتَا مِنْهُ ، وَ هٰذَا بِحَسَبِ الطُّوْلِ ،
وَ اَمَّا الْعَرْضُ ـــــ فَيُعْتَبَرُ فِيْهِ : اِطْلَاقُ اسْمِهَا .

متن 157 :

﴿ وَالْخَامِسَةُ ﴾ وَ هِيَ : خِرْقَةٌ طُوْلُهَا ـــ ثَلَاثَةُ اَذْرُعٍ وَ نِصْفٌ ـــــ ،
فِيْ عَرْضِ ـــــ نِصْفِ ذِرَاعٍ اِلٰى ذِرَاعٍ ،
يُشْفَرُ بِهَا الْمَيِّتُ ـ ذَكَراً اَوْ اُنْثٰى ـ وَ يُلَفُّ بِالْبَاقِيْ حَقْوَيْهِ وَ فَخِذَيْهِ اِلٰى حَيْثُ تَنْتَهِيْ ، ثُمَّ يُدْخَلُ طَرَفُهَا ـــــ تَحْتَ الْجُزْءِ الَّذِيْ تَنْتَهِيْ اِلَيْهِ .
سُمِّيَتْ خَامِسَةً ، نَظَراً اِلٰى اَنَّهَا مُنْتَهٰى عَدَدِ الْكَفَنِ :
الْوَاجِبِ : ـــــــــ وَ هُوَ الثَّلَاثُ ،
وَالنَّدْبِ ـــ وَ هُوَ :

- الْحِبَرَةُ ،
- وَ الْخَامِسَةُ .

وَ اَمَّا الْعِمَامَةُ فَلَا تُعَدُّ مِنْ اَجْزَآءِ الْكَفَنِ اصْطِلَاحاً وَّ اِنِ اسْتُحِبَّتْ .

متن 158 :

﴿ **وَ لِلْمَرْأَةِ : الْقِنَاعُ** ﴾ يُسْتَرُ بِهِ رَأْسُهَا ﴿ **بَدَلاً عَنِ الْعِمَامَةِ وَ** ﴾ يُزَادُ عَنْهُ لَهَا ﴿ **النَّمَطُ** ﴾ وَ هُوَ ثَوْبٌ مِنْ صُوْفٍ فِيْهِ خُطَطٌ تُخَالِفُ لَوْنَهُ ، شَامِلٌ لِجَمِيْعِ الْبَدَنِ فَوْقَ الْجَمِيْعِ .

وَ كَذَا تُزَادُ عَنْهُ خِرْقَةٌ أُخْرىٰ يُلَفُّ بِهَا ثَدْيَاهَا وَ تُشَدُّ اِلىٰ ظَهْرِهَا عَلَى الْمَشْهُوْرِ .

وَ لَمْ يَذْكُرهَا الْمُصَنِّفُ هُنَا ، وَ لَا فِی الْبَيَانِ .

وَ لَعَلَّهُ لِضَعْفِ الْمُسْتَنَدِ ، فَاِنَّهُ ــــــــــــــ خَبَرٌ مُرْسَلٌ مَقْطُوْعٌ ، وَ رَاوِيْهِ: سَهْلُ ابْنُ زِيَادٍ .

متن 159 :

﴿ **وَ يَجِبُ اِمْسَاسُ مَسَاجِدِهِ السَّبْعَةِ بِالْكَافُوْرِ** ﴾ وَ اَقَلُّهُ مُسَمَّاهُ عَلىٰ مُسَمَّاهَا .

﴿ **وَ يُسْتَحَبُّ كَوْنُهُ ثَلاثَةَ عَشَرَ دِرْهَماً وَ ثُلُثاً** ﴾

- وَ دُوْنَهُ فِی الْفَضْلِ ـــــ اَرْبَعَةُ دَرَاهِمَ ،
- وَ دُوْنَهُ ــــــــــــ مِثْقَالٌ وَّ ثُلُثٌ ،
- وَّ دُوْنَهُ ــــــــــــ مِثْقَالٌ .

﴿ **وَ وَضْعُ الْفَاضِلِ** ﴾ مِنْهُ عَنِ الْمَسَاجِدِ ﴿ **عَلىٰ صَدْرِهِ** ﴾ لِاَنَّهُ مَسْجِدٌ فِی بَعْضِ الْاَحْوَالِ .

﴿ **وَ كِتَابَةُ اسْمِهِ وَ اَنَّهُ يَشْهَدُ الشَّهَادَتَيْنِ وَ اَسْمَاءِ الْاَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامِ** ﴾ بِالتُّرْبَةِ الْحُسَيْنِيَّةِ ، ثُمَّ بِالتُّرَابِ الْاَبْيَضِ ،

﴿عَلَى الْعِمَامَةِ ، وَالْقَمِيْصِ وَ الْإِزَارِ ، وَالْحِبَرَةِ ، وَ الْجَرِيْدَتَيْنِ﴾ الْمَعْمُوْلَتَيْنِ

- ﴿مِنْ سَعَفِ النَّخْلِ﴾ ،
- اَوْ مِنَ السِّدْرِ ،
- اَوْ مِنَ الْخِلَافِ ،
- اَوْ مِنَ الرُّمَّانِ ،
- ﴿اَوْ﴾ مِنْ ﴿شَجَرٍ رَطْبٍ﴾ ،

مُرَتَّباً فِى الْفَضْلِ كَمَا ذُكِرَ.

يُجْعَلُ اِحْدَاهُمَا مِنْ جَانِبِهِ الْاَيْمَنِ ، وَ الْاُخْرٰى مِنَ الْاَيْسَرِ ،

﴿فَالْيُمْنٰى عِنْدَ التَّرْقُوَةِ﴾ وَاحِدَةِ التَّرَاقِى ، وَ هِىَ الْعِظَامُ الْمُكْتَنِفَةُ لِثُغْرَةِ النَّحْرِ ـــــ، ﴿بَيْنَ الْقَمِيْصِ وَ بَشَرَتِهِ ،

وَالْاُخْرٰى بَيْنَ الْقَمِيْصِ وَالْإِزَارِ مِنْ جَانِبِهِ الْاَيْسَرِ ، فَوْقَ التَّرْقُوَةِ﴾ ،

وَ لْتَكُوْنَا خُضْرَاوَتَيْنِ ، لِيُسْتَدْفَعَ عَنْهُ بِهِمَا الْعَذَابُ مَا دَامَتَا كَذَالِكَ .

وَ الْمَشْهُوْرُ اَنَّ قَدْرَ كُلِّ وَاحِدَةٍ :

- طُوْلُ عَظْمِ ذِرَاعِ الْمَيِّتِ ،
- ثُمَّ ـــــــ قَدْرُ شِبْرٍ ،
- ثُمَّ ـــــــ اَرْبَعُ اَصَابِعَ .

متن 160 :

وَ اعْـلَمْ اَنَّ الْوَارِدَ فِى الْخَبَرِ مِنَ الْكِتَابَةِ مَا رُوِىَ: اَنَّ الصَّادِقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَتَبَ عَلٰى حَاشِيَةِ كَفَنِ ابْنِهِ اِسْمَاعِيْلَ :

((اِسْمَاعِيْلُ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ))

وَ زَادَ الْاَصْحَابُ الْبَاقِيَ :

- كِتَابَةً ،
- وَ مَكْتُوْباً عَلَيْهِ ،
- وَ مَكْتُوْباً بِهِ ،

❐ لِلتَّبَرُّكِ ،

❐ وَ لِاَنَّهُ خَيْرٌ مَحْضٌ ـــ مَعَ ثُبُوْتِ اَصْلِ الشَّرْعِيَّةِ ،

وَ بِهٰذَا اخْتَلَفَتْ عِبَارَاتُهُمْ فِيْمَا يُكْتَبُ عَلَيْهِ مِنْ اَقْطَاعِ الْكَفَنِ .

وَ عَلىٰ مَا ذُكِرَ لَا يَخْتَصُّ الْحُكْمُ ـــــ بِالْمَذْكُوْرِ ،

بَلْ جَمِيْعُ اَقْطَاعِ الْكَفَنِ فِيْ ذٰلِكَ ـــــ سَوَآءٌ ، بَلْ هِيَ اَوْلىٰ مِنَ الْجَرِيْدَتَيْنِ ـــــ لِدُخُوْلِهَا فِي اِطْلَاقِ النَّصِّ ، بِخِلَافِهِمَا .

متن 161 :

﴿ **وَ لْيُخَطِ** ﴾ الْكَفَنُ اِنِ احْتَاجَ اِلَى الْخِيَاطَةِ ﴿ **بِخُيُوْطِهِ** ﴾ مُسْتَحَباً .

﴿ **وَ لَا تُبَلَّ بِالرِّيْقِ** ﴾ عَلَى الْمَشْهُوْرِ فِيْهِمَا ، وَ لَمْ نَقِفْ فِيْهِمَا عَلىٰ اَثَرٍ .

﴿ **وَ يُكْرَهُ الْاَكْمَامُ الْمُبْتَدَأَةُ** ﴾ لِلْقَمِيْصِ ، وَاحْتَرَزَ بِهِ عَمَّا لَوْ كُفِّنَ فِيْ قَمِيْصِهِ ، فَاِنَّهُ لَا كَرَاهَةَ فِيْ كُمِّهِ ، بَلْ تُقْطَعُ مِنْهُ الْاَزْرَارُ .

﴿ **وَ قَطْعُ الْكَفَنِ بِالْحَدِيْدِ** ﴾ قَالَ الشَّيْخُ : سَمِعْنَاهُ مُذَاكَرَةً مِنَ الشُّيُوْخِ ، وَ عَلَيْهِ كَانَ عَمَلُهُمْ .

﴿ **وَ جَعْلُ الْكَافُوْرِ فِيْ سَمْعِهِ وَ بَصَرِهِ عَلَى الْاَشْهَرِ** ﴾ ، خِلَافاً لِلصَّدُوْقِ ، حَيْثُ اسْتَحَبَّهُ ، اسْتِنَاداً اِلىٰ رِوَايَةٍ مُعَارِضَةٍ بِاَصَحٍّ مِنْهَا وَ اَشْهَرَ .

متن 162 :

﴿ **وَ يُسْتَحَبُّ اغْتِسَالُ الْغَاسِلِ قَبْلَ تَكْفِينِهِ** ﴾ غُسْلَ الْمَسِّ اِنْ اَرَادَ هُوَ التَّكْفِيْنَ . ﴿ **اَوِ الْوُضُوْءُ** ﴾ الَّذِىْ يُجَامِعُ غُسْلَ الْمَسِّ لِلصَّلَاةِ فَيَنْوِىْ فِيْهِ ــــــ :

- اَلْاِسْتِبَاحَةَ ،
- اَوِ الرَّفْعَ ،
- اَوْ اِيْقَاعَ التَّكْفِيْنِ عَلَى الْوَجْهِ الْاَكْمَلِ ــــــــــ ،

فَاِنَّهٗ مِنْ جُمْلَةِ الْغَايَاتِ الْمُتَوَقِّفَةِ عَلَى الطَّهَارَةِ .

وَلَوِ اضْطُرَّ :

- لِخَوْفٍ عَلَى الْمَيِّتِ ،
- اَوْ تَعَذَّرَتِ الطَّهَارَةُ ــــــــــ ،

غَسَلَ يَدَيْهِ مِنَ الْمَنْكِبَيْنِ ثَلَاثاً ثُمَّ كَفَّنَهٗ .

وَلَوْ كَفَّنَهٗ غَيْرُ الْغَاسِلِ فَالْاَقْرَبُ اسْتِحْبَابُ كَوْنِهٖ مُتَطَهِّراً ، لِفَحْوىٰ اغْتِسَالِ الْغَاسِلِ ، اَوْ وُضُوْئِهٖ .

متن 153 :

احکامِ میت میں تیسری چیز : اُسے کفن دینا ہے

(مسلمان شخص کی میت کے) کفن کی واجب مقدار تین کپڑے ہیں (جن کی تفصیل درج ذیل ہے)۔

■ مئزر (لُنگ یا لُنگی): میم مکسور، ہمزہ ساکن (یعنی مِئْزَر)۔ جو ناف اور گھٹنے کے درمیان (میت کے جسم) کو چھپالے؛ اور مستحب ہے کہ (لُنگ اِس مقدار سے کچھ زیادہ ہو تا کہ) یہ سینے اور پیروں تک (میت کے بدن) کو چھپا لے۔

■ اور قمیص: جو (میت کی) آدھی پنڈلی تک پہنچ جائے، اور افضل یہ ہے کہ پیروں تک پہنچ جائے (عربی قمیص کی مانند)۔

(واضح ہے کہ قمیص کی ابتدا شانوں سے ہوگی کیونکہ ایسی کسی چیز کو قمیص نہیں کہتے جو شانوں سے نیچے پہنی جائے۔ کفن میں شامل قمیص اگرچہ حقیقت میں قمیص نہیں ہوتی لیکن اسے قمیص سے کچھ تو مشابہ ہونا چاہیے)،

اور قولِ اقویٰ کی بنیاد پر اگر قمیص کی جگہ ایسی چادر ہو جو (میت کے) پورے بدن کو چھپا لے، تو بھی کافی ہے۔

■ اور ازار (یعنی چادر): ہمزہ کی کسرہ کے ساتھ (یعنی اِزَار)، اور یہ ایسی چادر ہے جو پورے بدن کو چھپالے۔

(چادر ایک ایسی چیز ہے جسے زندہ حالت میں بھی مرد اور عورت دونوں کے لباس کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ البتہ عورت کا حجاب مکمل ہی اسی سے ہوتا ہے کیونکہ عورت کے اسلامی حجاب میں دو چیزیں ہیں: ایک جسم کو چھپانا اور دوسرا اپنی زینت کو چھپانا۔ جسم تو شلوار، قمیص، مقنعہ اور جراب وغیرہ سے چھپ جاتا ہے۔ لیکن ابھی بھی ایک چیز کم

ہے اور وہ ہے زینت۔ کیونکہ لباس کا رنگا رنگ ہونا عورت کی زینت ہے ، ضروری ہے کہ اس رنگا رنگ لباس کو چادر کے ذریعہ چھپایا جائے۔ اور بالفرض اگر لباس رنگارنگ نہ بھی ہو تو عورت کی جسمانی ساخت ایسی ہے جو غیرمحرم کے سامنے چادر سے اپنے جسم کو چھپانے کا تقاضا کرتی ہے) ،

- اور مستحب ہے کہ لمبائی میں اس مقدار سے کچھ زیادہ ہو تا کہ سر اور پیروں کی جانب سے اسے گرہ لگائی جاسکے۔
- اور (یہ چادر) چوڑائی میں اتنی ہو کہ اس کا ایک پلّو دوسرے پر آسکے۔

☜ (نوٹ : بلکہ مناسب یہ ہے کہ کفن تین ایک ہی سائز کی چادروں پر مشتمل ہو جو پورے بدن کو اس طرح چھپالیں کہ سر اور پیروں کی طرف سے انہیں گرہ لگائی جاسکے۔لنگی اور قمیص کی مذکورہ مقدار حدّ اقل کے طور پر بیان کی گئی ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۔١	مِنْهُ	هُ	الکفن	کفن میں سے
۔٢	صَدْرِهِ	هِ	المیت	میت کے سینہ
۔٣	مَكَانَهُ	هُ	قمیص	قمیص کی جگہ
۔٤	زِيَادَتُهُ	هُ	ازار	ازار کی مقدار کا زیادہ ہونا
۔٥	عَلیٰ ذٰلِکَ	x	x	پورے جسم کو چھپانے کی مقدار پر
۔٦	قِبَلِ رَأْسِهِ	هِ	المیت	میت کے سر کی طرف سے
۔٧	جَانِبَيْهِ	هِ	الازار	ازار کی دو کناروں (میں سے)

متن 154 :

اور (جائز ہے میت کے ولی کیلئے) کفن کی جنس میں میت کی حیثیت کے مطابق میانہ روی کی رعایت کرنا ۔ پس واجب نہیں ہے کہ گھٹیا کفن پر اکتفا کیا جائے۔ اگرچہ :

- (میت کی حیثیت کے مطابق کفن خریدنے پر) وارث سودا بازی کریں (یعنی چاہیں کہ

کفن کم قیمت میں خریدا جائے)،

- یا یہ کہ وارث غیر مکلّف (یعنی نابالغ) ہو۔

(کفن کا اعلیٰ جنس سے ہونا مستحب ہے کیونکہ قیامت کے دن میتیں اپنے اپنے کفن پر فخر کریں گی اور انہیں کے ساتھ محشور ہوں گی۔ اور تحقیق امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کو دو ہزار دینار کی مالیت کے کفن میں کفن کیا گیا جس پر پورا قرآن مکتوب تھا۔
التنقیح فی شرح العروۃ الوثقیٰ، السید خوئی ج۸ص۴۱۷)

اور کفن کے تمام کپڑوں (لُنگی، قمیص اور چادر) میں یہ بات شرط ہے کہ ان میں سے ہر ایک اس طرح بدن کو چھپائے کہ بدن کے نیچے سے کھال کی نمائش نہ کرے (یعنی کفن کا کپڑا بہت نازک نہ ہو)۔

اور (نیز شرط ہے کہ) کفن اُس چیز کا ہو جس میں (ملبوس ہوکر) مرد نماز پڑھ سکتا ہو۔

اور کفن کیلئے بہترین چیز (وہ کپڑا ہے جس میں دو خصوصیات ہوں ایک اسکا) سفید (ہونا اور دوسرا اس کا) کاٹن (کا بنا ہوا ہونا ہے)۔

(حلال گوشت جانور کی کھال کے ساتھ انسان کا نماز پڑھنا صحیح ہے۔ لہٰذا اسے کفن کے طور پر استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے۔ شارح فرماتے ہیں کہ ٹھیک ہے لیکن)،

کھال میں کفن کرنا چند وجہ سے ممنوع ہے:

مصنف ؒ اپنی کتاب بیان میں (کھال میں کفن کرنے کے ممنوع ہونے) کی طرف مائل ہوئے ہیں۔

اور اپنی کتاب ذکریٰ میں (کھال میں کفن کرنے کو) یقین کے ساتھ (ممنوع) قرار دیا ہے۔

- کیونکہ کھال سے کپڑے کا اطلاق سمجھ میں نہیں آتا،

(اس لیے کہ روایت میں آیا ہے کہ میت کو کپڑے میں کفن کیا جائے اور کپڑا وہ چیز ہے جو بُننے سے تیار ہوتا ہے، جبکہ کھال بُننے سے تیار نہیں ہوتی)،

- اور اس لیے بھی کہ اگر شہید کے بدن پر کھال کی کوئی چیز ہو تو اسے اُتار لینے کا حکم ہے،

(شہید جس کا رُتبہ یہ ہے کہ جو کچھ اُس کے بدن پر ہو اُس سمیت اُسے دفنا دیا جائے سوائے کھال کے، تو جب شہید کے بدن پر کھال کا وجود قابلِ برداشت نہیں ہے تو عام میت کیلئے یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ اُسے کھال میں کفن کیا جائے!)۔

اور اپنی کتاب دروس میں ،

(مصنفؒ نے کھال میں کفن کرنے کے بارے میں واضح طور پر کچھ نہیں فرمایا بس صرف اتنا فرمایا ہے کہ ہر وہ چیز جس میں نماز جائز ہے ، اُس میں کفن کرنا بھی جائز ہے ۔ البتہ اس عبارت سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ کھال میں کفن کرنا جائز ہے کیونکہ) ،

مصنفؒ نے مرد کیلئے کھال میں (ملبوس ہوکر) نماز پڑھنے کے جائز ہونے پر اکتفا کیا ہے ۔ جیسا کہ ہم (بھی) اس (مطلب) کو ذکر کرچکے ہیں۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فِيْ جِنْسِهَا	هَا	قطعات الكفن	کفن کی جنس میں (جس سے چیز سے وہ بنا ہو)
۲۔	اَوْ كَانَ	هُوَ	الوارث	یا یہ کہ وارث
۳۔	مِنْهَا	هَا	قطعات الكفن	کفن کے تمام کپڑوں میں
٤۔	مَا تَحْتَهٗ	ہٗ	كل واحد منها	کفن کے کپڑوں کے نیچے جو کچھ ہے
٥۔	وَ كَوْنُهٗ	ہٗ	كل واحد منها	کفن کے ہر کپڑے کا ہونا
٦۔	فِيْهِ	ہِ	ما الموصولة	جس (لباس) میں
۷۔	وَ اَفْضَلُهٗ	ہٗ	جنس الكفن	کفن کی جنس میں افضل (کپڑا)
۸۔	اِلَيْهِ	ہِ	المنع	ممنوع ہونے کی طرف
۹۔	بِهٖ	ہٖ	المنع	ممنوع ہونے کو
۱۰۔	فَهْمِهٖ	ہٖ	المصنفؒ	مصنفؒ نہیں سمجھتے
۱۱۔	وَ لِنَزْعِهٖ	ہٖ	جلد	اس لیے کہ جلد (یعنی کھال سے بنی ہوئی چیز) کو اتار لینے (کا حکم ہے)
۱۲۔	ذَكَرْنَاهُ	ہٗ	☜	شہید کی بحث میں کہ جلود یعنی کھال کے لباس کو میت کے بدن سے جدا کردیا جائے

متن 155 :

یہ (کہ کفن ، تین کپڑوں پر مشتمل ہو ، اور اُس جنس کا ہو جس میں نماز پڑھنا صحیح ہو ، یہ) سب ، اُس وقت ہے جب (ولی اِن چیزوں کو مہیا کرنے کی) قدرت (رکھتا) ہو۔

لیکن اگر (ان چیزوں کو مہیا کرنے سے) عاجز ہو تو :

کفن کے تین کپڑوں میں سے جتنے بھی ممکن ہوں کافی ہوں گے اگرچہ ایک کپڑا ہی کیوں نہ ہو۔

اور (کفن کی) جنس (کے سلسلہ) میں :

- ہر مباح چیز (جو غصبی نہ ہو)ـــــــــ ، کافی ہے ،
- لیکن تزکیہ شدہ حلال گوشت جانور کی کھال ، ریشم کے کفن پر مقدم ہے ،
- اور ریشم کا کفن مقدم ہوگا ، غیر مأ کول (یعنی حرام گوشت) جانور کی :
  - پشم ،
  - بالوں ،
  - اور کھال سے بنے ہوئے کفن پر ۔

(اور جب ان سب چیزوں میں سے کوئی بھی میسر نہ ہو تو) پھر نجس (چیز کی نوبت آتی ہے)۔

- اور نجس چیز کا ریشم اور اس کے بعد بیان کی گئی چیزوں پر مقدم ہونے کا احتمال ہے ،

(یعنی احتمال ہے کہ نجس چیز ، ترتیب میں ریشم اور اس کے بعد بیان کی گئی چیزوں سے پہلے اور حلال گوشت جانور کی کھال کے بعد ہو) ،

- اور خاص طور پر غیر مأ کول جانور پر مقدم ہو (یعنی مذکورہ لسٹ میں ریشم کے بعد ہو) ،
- اور احتمال ہے کہ غیر مأ کول کی کھال میں کفن کرنا مطلقاً ممنوع ہو (یعنی خواہ غیر مأ کول کی کھال کے علاوہ کفن دینے کیلئے کچھ بھی نہ ہو ، تو ایسی صورت میں میت کو برہنہ دفن کیا جائیگا)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	هٰذَا	x	x	کفن کی مذکورہ مقدار/قطعات/جنس وغیرہ
۲۔	كُلُّهُ	هٗ	هذا	یہ سب کی سب

۳۔	وَ هُوَ	هُوَ	الحرير	یعنی ریشمی کپڑا مقدم ہے
٤۔	تَقْدِيْمُهٗ	ہٗ	النجس	نجس کا مقدم ہونا
٥۔	وَ مَا بَعْدَهٗ	ہٗ	الحرير	جو ریشمی کپڑے کے بعد (مذکور ہے)

متن 156 :

(کفن کے مستحبات :)

اورمستحب ہے کہ (کفنِ) میت (کے مذکورہ تین کپڑوں کے اوپر، چند چیزوں کا) اضافہ کیا جائے :

■ **حبرہ** : حاء کی کسرہ اور ایک نکتہ والی باء کی فتحہ کے ساتھ (یعنی حِبَرہ) اور حبرہ یعنی **بُرُدِ یمانی** (یعنی یمنی چادر) اورمستحب ہے کہ **بُردِ یمانی** :

● عبرشہر کی بنی ہوئی ہو، عین کی کسرہ کے ساتھ (یعنی عِبْر)، یمن کے شہر (عبر) کی طرف منسوب ہے۔

● او راس کا رنگ سُرخ ہو۔

اور اگر بُرِدِ یمانی کا اِن (دو) اوصاف یا بعض اوصاف کے ساتھ ملنا مشکل ہو، تو مفقود اوصاف کی رعایت ساقط ہوجاتی ہے۔ اور باقی اوصاف پر اقتصار (اکتفا) کیا جائے گا۔ اور اگر بُرِدِ یمانی میسر نہ ہوتو اس کی جگہ کفن میں لفافہ کا اضافہ کیا جائے گا (لفافہ اُس چیز کو کہتے ہیں جو کسی چیز کو ہرطرف سے ڈھانپ لے)۔

[مستحب ہے کہ مرد کی میت کو عمامہ باندھا جائے۔ عمامہ کی لمبائی کتنی ہونا چاہیے، اس کے بارے میں شریعت نے کوئی حد مقرر نہیں کی۔ لیکن شریعت نے عمامہ کی جو شکل و صورت چاہی ہے اگر وہ حاصل ہوجائے تو کافی ہے۔ اور وہ شکل وصورت یہ ہے کہ ایک حنک ہو اور دو ُسرے جو دونوں طرف سے نکالے گئے ہوں اس طرح کے دایاں سرا میت کی بائیں طرف اور بایاں سرا میت کی دائیں طرف، سینہ پر آجائے۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ عمامہ کے کپڑے کے وسط کو ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر اوپر کی طرف لے جائیں اور کان کے پیچھے لے جاکر اُسے ایک چکر دیں یعنی دائیں طرف کو بائیں طرف لے جائیں اور بائیں طرف کو دائیں طرف لے آئیں۔ اس چکر کا فائدہ یہ ہوگا کہ عمامہ پیچھے کی طرف مضبوط ہوجائے گا۔ اب عمامہ کے دو ُسروں کو پیشانی کی طرف لا کر ایک بار پھر چکر دیں یعنی دائیں طرف کو بائیں طرف لے جائیں اور بائیں طرف

کو دائیں طرف لے آئیں ، اس طرح ایک گرہ سی لگ جائے گی۔ اب عمامے کے دونوں سروں کو ایک بار پھر پیچھے کی طرف لے جائیں اور وہاں پھر اسے ایک چکر دے کر اس کے دونوں سروں کو سینہ پر لے آئیں۔ اب عمامے کے دائیں سرے کو میت کی بائیں بغل میں اور بائیں سرے کو دائیں بغل میں رکھ دیں۔ عمامہ تیار ہے جو ایک حنک اور دو 'سروں' پر مشتمل ہے ۔: عبارت ملاحظہ ہو :]

■ **عمامه :** مرد (کی میت) کیلئے ، اور اس کی اُتنی مقدار (یعنی لمبائی) کافی ہے جو عمامہ کی شرعاً مطلوبہ شکل کو ادا کرتا ہو (اس سے عمامہ عرفی مراد نہیں ہے)۔

یعنی یہ ایک **حنک** ،

(ٹھوڑی کے نیچے کی جگہ کو حنک کہتے ہیں ، عمامہ میں حنک یا بہتر ہے کہ کہیں عمامہ میں تحت الحنک ہونا مستحب ہے) ،

اور دو طرف سے دو 'سروں' پر مشتمل ہو جنہیں میت کے سینہ پر ڈالا جائے ، اس جانب کے خلاف کہ جس جانب سے اُسے نکالا گیا ہو (یعنی عمامہ کا دایاں سرا میت کے سینے کی بائیں جانب ہو اور بایاں سرا سینے کی دائیں طرف ہو)۔

عمامہ کی یہ مقدار لمبائی کے اعتبار سے ہے۔ جبکہ چوڑائی میں اس قدر کافی ہے کہ اُس پر عمامہ کے نام کا اطلاق ہو سکے۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنى
١۔	وَ كَوْنُهَا	هَا	الحبرة	حبره کا ہونا ہے
٢۔	اَوْ بَعْضُهَا	هَا	الاوصاف	تین اوصاف میں سے بعض
٣۔	سَقَطَتْ	هِيَ	الاوصاف	بعض اوصاف جو مفقود ہوں ان کا مستحب ہونا ساقط ہوجاتا ہے
٤۔	بَدَلَهَا	هَا	لفّافه	لفّافہ کے عوض
٥۔	وَ قَدْرُهَا	هَا	عمامة	عمامہ کی مقدار

٦۔	هَيْئَتَهَا	هَا	العمامة	عمامہ کی شکل وصورت
٧۔	تُلْقَيَانِ	هُمَا	الذؤبتين	عمامے کے دونوں سروں کا ڈالا جائے گا
٨۔	صَدْرِهِ	هِ	الميت	میت کے سینہ پر
٩۔	مِنْهُ	هُ	الجانب	جس جانب سے
١٠۔	هٰذَا	x	x	عمامہ کی مذکورہ مقدار
١١۔	فِيْهِ	هِ	العرض	چوڑائی میں
١٢۔	اِسْمِهَا	هَا	العمامة	عمامہ کا نام (صادق آجائے)

متن 157 :

■ **خامسه :** اور یہ خرقہ (یعنی کپڑے کا وہ ٹکڑا) ہے :

جس کی لمبائی ، ساڑھے تین ہاتھ ،

(کہنی سے لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک کے فاصلے کو ذراع کہتے ہیں ، عرف میں اسے ہاتھ سے بھی تعبیر کرتے ہیں) ،

اور چوڑائی میں آدھے ہاتھ سے ایک ہاتھ تک کا ہوتا ہے ،

میت خواہ مرد کی ہو یا عورت کی ، اس خرقے سے :

○ میت کو اثفار کیا جائے ،

(اس طرح کہ خرقہ کے ایک سرے کو درمیان سے لمبائی میں چاک کیا جائے اور میت کی رانوں کے درمیان سے گزار کر رانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر مضبوطی سے باندھ دیا جائے ، تا کہ میت کی شرمگاہ مکمل طور پر چھپ جائے ، اور اس سے نجاست خارج نہ ہوسکے) ،

○ اور (اثفار کے بعد خرقہ کے) باقی حصے سے میت کے دونوں پہلوؤں ______ ،

(یعنی کمر کا وہ حصہ جو کولہوں سے متصل ہوتا ہے اور جہاں شلوار رپتلون باندھی جاتی ہے۔ یہ حصہ شلوار رپتلون کو نیچے گرنے سے روکے رکھتا ہے) ،

اور رانوں کو لپیٹا جائے ، یہاں تک کہ (لپیٹتے لپیٹتے) کپڑا ختم ہوجائے۔ پھر کپڑے کے کنارے (یعنی سرے) کو اس حصے کے نیچے داخل کردیا جائے جس پر کپڑا ختم ہوا ہو۔

اس خرقه کو خامسه کا نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ یہ کفن کے کپڑوں میں سے آخری (یعنی پانچواں) کپڑا ہے ، (کیونکہ کفن کے) ،

- واجب (کپڑے)ـــ ، تو وہ تین ہیں (لنگی ،قمیص اور چادر) ،
- اور مستحب (کپڑے) تو وہ (دو ہیں) حبوه اور خامسه(یعنی خرقه) ۔

جبکہ عمامہ ، اصطلاحاً کفن کے اجزاء میں شمار نہیں ہوتا، اگرچہ میت کو عمامہ پہنانا مستحب ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
١۔	طُوْلُهَا	هَا	الخرقة	خرقہ کا طول
٢۔	بِهَا	هَا	الخرقة	خرقہ کے ذریعہ
٣۔	حِقْوَيْهِ	هِ	الميت	میت کے دونوں پہلو
٤۔	طَرَفَهَا	هَا	الخرقة	خرقہ
٥۔	اِلَيْهِ	هِ	الجزء	جس جز پر
٦۔	سُمِّيَتْ	هِيَ	الخرقة	خرقہ کا نام رکھا گیا ہے
٧۔	اَنَّهَا	هَا	الخامسة	اس لیے کہ خامسہ

متن 158 :

■ اور عورت کی میت کیلئے (مستحب ہے کہ مرد کو پہنائے جانے والے) عمامہ کے بدلے میں ، (اُس کیلئے) مقنعه (کا اضافہ کیا جائے) جس سے اُس کے سر کو چھپایا جائے ،

اور مرد کے کفن کے کپڑوں کی نسبت ، عورت کیلئے ایک اور کپڑے کا اضافہ کیا جائے جسے نمط کہتے ہیں۔ اور یہ :

- وہ پشمی کپڑا ہے جس پر لائنیں بنی ہوتی ہیں (یعنی دھاری دار ہوتا ہے) ،
- ان لائنوں کا رنگ کپڑے کے رنگ سے مختلف ہوتا ہے ،

- پورے جسم کو اپنے اندر شامل کرلیتا ہے (یعنی چھپا لیتا ہے)،
- اسے کفن کے تمام کپڑوں کے اوپر ڈالا جاتا ہے۔

اور اسی طرح مرد کی میت کی نسبت ـــــ ،عورت کی میت کے کفن میں ، ایک اور خرقه (ٹکڑے) کا اضافہ کیا جائے ، جس سے عورت کی چھاتیوں کو ڈھانپ کر، پشت کی طرف باندھ دیا جائے ،مشہور قول کی بنیاد پر۔

مصنفؒ نے اس ٹکڑے کے اضافے کو ـــــ ، نہ یہاں (لمعہ میں) اور نہ ہی اپنی کتاب بیان میں ذکر کیا ہے۔

اور شاید اس بات کو ذکر نہ کرنا روایت کے ضعیف ہونے کی وجہ سے ہے ، کیونکہ :

- روایت ـــــ ، مرسل اور مقطوع ہے ،
- اور اس کا راوی سہل بن زیاد ہے ،

(جسے علم رجال کی کتابوں میں ضعیف راوی قرار دیا گیا ہے) ،

[روایتِ مرسل وہ ہوتی ہے جس کی سند کی 'کڑی' میں واقع راویوں میں سے بعض راویوں کے نام غائب ہوں ، یا ان راویوں کو مبہم انداز میں بیان کیا گیا ہو۔ مذکورہ روایت جسے مصنفؒ نے اپنی کتاب ذکریٰ میں ذکر کیا ہے ، کچھ اس طرح سے ہے : **سهل بن زیاد عن بعض اصحابه رفعه ، قال : سألته کیف تکفن المرأة ؟ قال : کما یکفن الرجل ، غیر انها تشد علی ثدییها خرقة تضم الثدی الی صدر، و تشد الی ظهرها۔** اس روایت میں راویوں کو **بعض اصحابه** کہہ کر مبہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

اور روایتِ مقطوع وہ ہوتی ہے جس کی سند کی کڑی معصومؑ پر ختم نہ ہو۔ جیسا کہ مذکورہ روایت میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے کہ لفظ **سألته** واضح نہیں ہے کہ کس سے سوال کیا؟ ممکن ہے امام معصومؑ کے علاوہ کسی اور شخص سے سوال کیا ہو ، حتیٰ اگر امامؑ کے صحابی سے بھی سوال کیا گیا ہو تب بھی روایت مقطوع ہی کہلائے گی]۔

یعنی	مرجع	ضمیر	قول	
مقنعہ کے ذریعہ	القناع	ہ	بِہٖ	۱۔

۲۔	رَأْسَهَا	هَا	المرأة	عورت کا سر
۳۔	يُزَادُ عَنْهُ	هُ	الرجل	مرد کی نسبت سے اضافہ کیا جائیگا
٤۔	لَهَا	هَا	المرأة	عورت کیلئے
٥۔	فِيْهِ		ثوب	اس کپڑے میں
٦۔	تُخَالِفُ	هِيَ	خطط	مختلف ہوتا ہے ان لائنوں کا (رنگ)
۷۔	لَوْنَهُ	هُ	ثوب	کپڑے کے رنگ سے
۸۔	تُزَادُ عَنْهُ	هُ	الرجل	مرد کی نسبت سے اضافہ کیا جائیگا
۹۔	بِهَا	هَا	خرقة	اس خرقہ کے ذریعہ
۱۰۔	تُشَدُّ	هِيَ	خرقة	خرقہ کو باندھا جائیگا
۱۱۔	لَمْ يَذْكُرْهَا	هَا	خرقة	مصنفؒ نے اس خرقہ کو ذکر نہیں کیا
۱۲۔	هُنَا	x	x	کتاب لمعہ میں
۱۳۔	لَعَلَّهُ	هُ	عدم الذكر	ذکر نہ کرنا
۱٤۔	فَإِنَّهُ	هُ	المستند	اس لیے کہ سند
۱۵۔	رَاوِيْهِ	هِ	خبر	روایت کا راوی

متن 159 :

(میت کو حنوط کرنا :)

(واجب ہے کہ مسلمان شخص کی میت کو حنوط کیا جائے خواہ میت نابالغ کی ہو یا بالغ کی ، مرد کی ہو یا عورت کی۔ البتہ جو شخص احرام کی حالت میں مرجائے ، اُس کی میت کو حنوط کرنا جائز نہیں ہے۔ اور ضروری ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد حنوط کیا جائے ، البتہ کفن کرنے سے پہلے ، یا دوران میں یا بعد میں ، کسی بھی موقعہ پر حنوط کرنا جائز ہے۔ اور میت کو حنوط کرنے کا طریقہ یہ ہے :)

اور واجب ہے کہ میت کے سات اعضاءِ سجدہ (یعنی پیشانی ، ہتھیلیوں ، گھٹنوں ، اور پیروں کے

دونوں انگوٹھوں) پر کافور ملی جائے۔ اور کافور کی کم سے کم مقدار (جس کا اعضاءِ سجدہ پر ملنا واجب ہے) اتنی ہے کہ جس پر یہ کہنا صادق آجائے کہ کافور کو اعضاءِ سجدہ پر ملا گیا ہے

(اگرچہ ایک انگلی کے برابر ہی کیوں نہ ملا گیا ہو۔ کافور کی کم سے کم مقدار میں بھی کافور ملنے کا نام صادق آنا کافی ہے اور اعضاءِ سجدہ کی کم سے کم مقدار میں بھی اتنی مقدار پر کافور ملنا کافی ہے کہ کہا جائے کہ ان پر کافور ملا گیا ہے)۔

اور مستحب ہے کہ:

- کافور کا وزن 13.33 درہم ہو (یعنی 9.33 مثقال یاچار گرام)،

اور کافور کی وہ مقدار جس کی فضیلت اس مقدار سے کم ہے وہ درج ذیل ہے:

- چار درہم (2.8 مثقال یا جدید اوزان کے مطابق= تقریباً سوا گرام)،
- اور چار درہم سے کم ــــــــــ ، 1.33 مثقال ہے (تقریباً دو درہم)،

(کیونکہ ایک درہم = 0.7 مثقال کے، جبکہ ایک مثقال = 1.43 درہم کے)

- اور اس سے کم ــــــــــ ، ایک مثقال ہے (تقریباً ڈیڑھ درہم)

اور مستحب ہے کہ (سات) اعضاءِ سجدہ سے بچے ہوئے کافور کو، میت کے سینہ پر ڈال دیا جائے کیونکہ سینہ بعض حالتوں (مثلاً سجدۂ شکر) میں اعضاءِ سجدہ میں شمار ہوتا ہے۔

(کفن پر لکھائی:)

اور نیز مستحب ہے کہ لکھا جائے،

- میت کے نام کو،
- اور یہ کہ وہ شہادتین کی گواہی دیتا ہے (یعنی اس طرح لکھا جائے: **فُلَانٌ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللهِ**، اور فلاں کی جگہ میت کا نام لکھا جائے)،
- اور نیز ائمہ علیہم السلام کے نام کو،

خاکِ کربلا سے، اور اگر یہ میسر نہ ہو تو سفید مٹی سے، اُس کے:

- عمامہ،
- قمیص،

- ازار ،
- حبرۃ (یعنی بُرۡدِ یمانی) ،
- اور جریدتین (پتوں سے صاف' کھجور کے درخت کی دو شاخوں) پر، جنہیں:
  - کھجور کے درخت کی پتے والی شاخ پر عمل کرکے (یعنی پتے دور کرکے) تیار کیا گیا ہو۔
  - یا بیری کے درخت کی شاخ سے ،
  - یا بید کے درخت کی شاخ سے ،
  - یا انار کے درخت کی شاخ سے ،
  - یا کسی بھی سرسبز درخت کی شاخ سے (تیار کیا گیا ہو)۔

درحالانکہ فضیلت میں یہ مذکورہ ترتیب کے مطابق ہیں ،

(یعنی کھجور کی شاخ ، بیری کی شاخ سے افضل ہے ، بیری کی شاخ ، بید کی شاخ سے افضل ہے ، بید کی شاخ ، انار کی شاخ سے افضل ہے اور انار کی شاخ کسی بھی سرسبز درخت کی شاخ سے افضل ہے)۔

ان جریدتین میں سے ایک کو دائیں طرف اور دوسری کو بائیں طرف (اس طرح) رکھا جائے :

- دائیں طرف رکھی جانے والی ، ترقوہ کے پاس رکھی جائے ،

ترقوہ واحد ہے تراقی کی (یعنی ترقوہ کی جمع '' تراقی'' ہے)۔ اور ترقوہ وہ ہڈی ہے جو گلے میں موجود گڑھے کو گھیرے میں لیے ہوئے ہوتی ہے جہاں سے اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے ،

(انسان کی قمیص کا کالر جس ہڈی پر ٹکا ہوا ہوتا ہے اُسے ترقوہ کہتے ہیں اسی وجہ سے اسے انگریزی میں Collar-bone کہتے ہیں)۔

قمیص اور کھال کے درمیان میں (یعنی قمیص کے نیچے)۔

- اور دوسری (شاخ) قمیص اور ازار کے درمیان (یعنی ازار کے نیچے) ، میت کی بائیں طرف ، ترقوہ کے اوپر رکھی جائے۔

ضروری ہے کہ جریدتین تروتازہ ہوں (یعنی خشک نہ ہوں) تاکہ ان کی وجہ سے میت پر سے

عذاب دور رہے، جب تک کہ یہ اسی طرح (تروتازہ) رہیں۔

اورمشہور یہ ہے کہ جریدتین میں سے ہر ایک کی لمبائی :

- میت کے ہاتھ کی ہڈی کی لمبائی کے برابر ہو،
- یا ایک بالشت ہو،
- یا چار (ملی ہوئی) انگلیوں کے برابر ہو۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
١۔	مَسَاجِدِهٖ	هٖ	المیت	میت کے اعضاءِ سجدہ
٢۔	اَقَلُّهٗ	هٗ	الکافور	کافور کی کم سے کم مقدار
٣۔	مُسَمَّاهُ	هٗ	الکافور	جس پر کافور کا نام صادق آئے
٤۔	عَلٰی مُسَمَّاهَا	هَا	مساجد	کہا جائے کہ اعضاءِ سجدہ پر کافور ملا گیا ہے
٥۔	كَوْنُهٗ	هٗ	الکافور	کافور (کی مقدار) کا ہونا ہے
٦۔	دُوْنَهٗ	هٗ	ثلاثة عشر درهما و ثلثا	13.33 درہم سے کم مقدار جو مستحب ہے
٧۔	مِنْهُ	هٗ	الکافور	کافور سے (جو مقدار بچ جائے)
٨۔	عَلٰی صَدْرِهٖ	هٖ	المیت	میت کے سینہ پر
٩۔	لِاَنَّهٗ	هٗ	الصدر	اس لیے کہ سینہ
١٠۔	اِسْمِهٖ	هٖ	المیت	میت کا نام (لکھنا)
١١۔	وَاَنَّهٗ	هٗ	المیت	کہ میت
١٢۔	اِحْدَاهُمَا	هُمَا	الجریدتین	جریدتین میں سے ایک
١٣۔	مِنْ جَانِبِهٖ	هٖ	المیت	میت کی دائیں طرف
١٤۔	وَ بَشَرَتِهٖ	هٖ	المیت	میت کی (قمیص اور) جلد (کے درمیان)
١٥۔	عَنْهُ	هٗ	المیت	میت سے

۱۶۔	بِهِمَا	هما	الجريدتين	جریدتین کی وجہ سے
۱۷۔	کَذٰلِکَ	x	x	جب تک جریدتین سرسبز رہیں

متن 160 :

اور جان لیجئے کہ روایت میں کفن پر لکھنے کے بارے میں جو چیز وارد ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل کے کفن کے بارڈر پر یہ تحریر لکھی کہ:

''اسماعیل شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں!''

اور باقی مستحبات ـــــــــ ،

- یعنی لکھائی (رسالت کی گواہی ، ائمہ علیہم السلام کے اسماءِ گرامی وغیرہ)
- مکتوب علیہ (جس پر لکھا جائے یعنی کفن اور جریدتین) ،
- اور مکتوب بہ (جس سے لکھا جائے یعنی خاک کربلا یا سفید مٹی) ،

ـــــــــ کا ، فقہاء نے :

- تبرک کی خاطر اضافہ کیا ہے ،
- اور جب اصل (یعنی کفن پر لکھنے) کی شرعیت ثابت ہوگئی تو اضافی موارد کا لکھنا خالص اچھائی قرار پاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ فقہاء کی عبارات ایک دوسرے سے مختلف ہیں کہ کفن کے کن ٹکڑوں پر لکھا جائے؟ (کیونکہ روایت میں صرف اتنا ہے کہ امام علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے کفن پر لکھا۔ کفن کے کس ٹکڑے پر لکھا؟ یہ معلوم نہیں ہے۔ اسی وجہ سے بعض فقہاء نے کفن کے پانچوں کپڑوں پر لکھنے کو مستحب جانا ہے اور بعض فقہاء نے چار پر)۔

اور جو کچھ ذکر کیا گیا ہے (کہ اضافہ کی وجہ تبرک اور خیرِ محض ہے) ، اس کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ لکھائی کا حکم ، مذکورہ (پانچ چیزوں سے جنہیں مصنفؒ نے بیان کیا ہے یعنی : عمامہ ، قمیص ، ازار ، بُردِ یمانی اور جریدتین) سے مختص نہیں ہے ، بلکہ کفن کے تمام حصے اس (حکم یعنی کفن پر لکھائی) میں مساوی (حیثیت کے حامل) ہیں۔ بلکہ کفن کے تمام ٹکڑے ، جریدتین سے اولویت رکھتے ہیں ، کیونکہ کفن کے تمام ٹکڑے نص (یعنی روایت میں موجود لفظِ کفن) کے اطلاق میں داخل ہیں ، جریدتین کے برخلاف (کہ جو کفن کا حصہ نہیں ہیں)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اِبْنِهِ	ہٖ	الامامؑ	امام علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے
۲۔	وَلِاَنَّہٗ	ہٗ	زیادة الباقی	باقی اضافات
۳۔	وَ بِھٰذَا	x	x	اس لیے کہ روایت میں کفن کے کسی مخصوص حصے کا ذکر نہیں ہوا
٤۔	عِبَارَاتُھُمْ	ھُمْ	الاصحاب	فقہاء کی عبارتیں
٥۔	عَلَیْہِ	ہِ	ما الموصولة	وہ جس پر (لکھا جائے)
٦۔	فِیْ ذٰلِکَ	x	x	لکھے جانے کے مستحب ہونے میں
۷۔	بَلْ ھِیَ	ھِیَ	اقطاع الکفن	کفن کے اجزا
۸۔	لِدُخُوْلِھَا	ھَا	اقطاع الکفن	کیونکہ کفن کے اجزا داخل ہیں
۹۔	بِخِلَافِھِمَا	ھما	الجریدتین	جریدتین کے برعکس

متن 161 :

اور مستحب ہے کہ:

- اگر کفن کو سینے کی ضرورت پڑے تو اُسی کے دھاگوں سے اُس کی سلائی کی جائے۔
- اور یہ کہ کفن کے دھاگوں کو لعابِ دہن سے گیلا نہ کیا جائے۔

ان دو (مستحبات کے بارے) میں یہ حکم مشہور قول کی بنا پر ہے۔ لیکن ہم اس بارے میں کسی روایت سے واقف نہیں ہیں۔

اور مکروہ ہے کہ:

❑ میت کی قمیص کیلئے ابتداء ہی سے اکمام (کُـمٌّ کی جمع یعنی آستینیں) بنائی جائیں، اور مبتدأة کہہ کر مصنفؒ بچے ہیں اِس سے کہ اگر میت کو اس کی اپنی قمیص ہی میں کفن کیا جائے، کیونکہ ایسی صورت میں قمیص کی آستینوں کا وجود مکروہ نہیں ہے، بس یہ ہے کہ آستینوں سے اَزرار (زِرٌّ کی جمع یعنی بٹنوں) کو جدا کردیں۔

❑ اور نیز مکروہ ہے کہ کفن کو لوہے (کی قینچی یا چھری وغیرہ) سے کاٹا جائے ،

شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے اسے (یعنی کفن کو لوہے سے کاٹے جانے کے بارے میں) بالمشافہ اپنے اساتذہ سے سنا ہے ، اور عملاً بھی وہ اسی پر کاربند تھے ،

(یعنی لوہے سے کفن کو نہیں کاٹتے تھے ، لیکن اس بارے میں کوئی روایت ہم تک نہیں پہنچی)۔

❑ اور نیز مشہور ترین قول کی بنا پر ، میت کے کانوں اور آنکھوں میں کافور ڈالنا مکروہ ہے۔ شیخ صدوقؒ کے برخلاف ، جنہوں نے اسے مستحب قرار دیا ہے ، سہارا لیتے ہوئے ایک ایسی روایت کا جو معارض ہے ایک ایسی روایت سے جو اس سے ،

(یعنی وہ روایت جس کے مطابق انہوں نے یہ فتویٰ دیا ہے)

زیادہ صحیح اور مشہور ہے ،

(اور تعارض کی وجہ یہ ہے کہ اس صحیح اور مشہور روایت میں اس عمل کو مکروہ قرار دیا گیا ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بِخُيُوْطِهِ	ہ	الكفن	کفن کے دھاگوں سے
۲۔	فِيْهِمَا	هما	☜	خود کفن کے دھاگوں سے استفادہ کیا جائے اور انہیں لعابِ دہن سے گیلا نہ کیا جائے
۳۔	بِهِ	ہ	المبتدأة	مبتدأة کے لفظ کے ذریعہ
٤۔	قَمِيْصِهِ	ہ	الميت	میت کی قمیص
٥۔	فَاِنَّهٗ	ہٗ	شأن	ضمیر شان ہے ، یعنی شان یہ ہے کہ
٦۔	كُمِّهِ	ہ	القميص	قمیص کی آستین
۷۔	مِنْهُ	ہُ	القميص	قمیص سے (جدا کر لیے جائیں ، بٹن)
۸۔	سَمِعْنَاهُ	ہُ	☜	كراهة قطع الكفن بالحديد
۹۔	وَ عَلَيْهِ	ہِ	☜	كراهة قطع الكفن بالحديد

۱۰۔	عَمَلُهُمْ	هُمْ	شیوخ	بزرگ فقہاء کا عمل
۱۱۔	فِیْ سَمْعِهٖ	هٖ	المیت	میت کے کان میں
۱۲۔	اِسْتَحَبَّهٗ	هٗ	جعل الکافور	کافور کے کانوں اور آنکھوں میں ڈالنے کو مستحب قرار دیا ہے
۱۳۔	مِنْهَا	هَا	روایة	شیخ صدوقؒ کی انتخاب کردہ روایت سے

متن 162 :

اور مستحب ہے کہ :

- غسل دینے والا شخص اگر خود ہی میت کو کفن بھی کرنا چاہتا ہو تو اُسے کفن کرنے سے پہلے (خود) غسل کرلے یعنی غسلِ مسِ (میت) ۔
- یا (کم از کم) وضو کرلے ،

اور یہ وہی وضو ہے جو نماز کیلئے غسل مسِ میت کے ساتھ جمع ہوجاتا ہے ،

(کیونکہ نماز کیلئے غسلِ مسِ میت کافی نہیں ہے بلکہ نماز میں داخل ہونے سے پہلے وضو ضروری ہوتا ہے ، اور یہ وضو غسلِ مسِ میت کے ساتھ مل کر نماز میں داخل ہونے کیلئے کافی ہے) ،

پس اس وضو میں نیت کرے گا :

- استباحت (یعنی نماز کیلئے مباح ہونے) ،
- یا رفعِ (حدث) کی ،

(یہاں حدث سے مراد پیشاب ، پائخانہ وغیرہ ہے ، نہ حدثِ مسِ میت ، کیونکہ حدثِ مسِ میت صرف غسلِ مسِ میت سے دور ہوسکتا ہے) ،

- یا (نیت کرے گا کہ وضو کرتا ہوں تا کہ میت کو) کفن کرنا، مکمل ترین صورت میں انجام پاجائے۔ کیونکہ میت کو مکمل ترین صورت میں کفن کرنا ان غایات (نتائج / مقاصد) میں سے ہے جو طہارت پر موقوف ہوتی ہیں۔

(کیونکہ اگر طہارت کے بغیر میت کو کفن کیا جائے تو مکمل ترین صورت میں

کفن کرنے کی فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔ اور اس قسم کا وضو ، شریعت میں مستحب وضوؤں میں سے ایک ہے)۔

اور اگر غسل دینے والا مضطر (یعنی مجبور) ہو جائے :

- میت پر خوف کی وجہ سے ،
- یا طہارت (یعنی غسل یا وضو کرنا) اُس کیلئے دشوار ہو ،

تو ایسی صورت میں اُسے چاہیے کہ شانوں سے (انگلیوں کے سروں تک) دونوں ہاتھوں کو تین تین مرتبہ دھولے اور پھر میت کو کفن کرے۔

اور اگر غسل دینے والے کے علاوہ کوئی اور شخص میت کو کفن کرنا چاہے تو اقرب یہ ہے کہ اُس کیلئے باطہارت ہونا مستحب ہے۔

اور اس پر دلیل ، (میت کو) غسل دینے والے شخص کے غسل کرنے یا وضو کرنے کا فحویٰ ہے ،

[فحویٰ کا معنی وہی ہے جو مفہومِ موافق کا ہے (یعنی کسی کام کا بطریقِ اولیٰ موافق ہونا) مثلاً آیت: **لا تقل لهما اُف ٍّ** سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب والدین کو اُف تک کہنے سے منع کیا گیا ہے تو ان پر ہاتھ اُٹھانا تو بطریقِ اولیٰ حرام ہے۔ لیکن اس اولویت کیلئے بھی کوئی دلیل ہوتی ہے مثلاً آیت میں لفظ اُف اس اولویت پر دلالت کرتا ہے کہ والدین پر ہاتھ اُٹھانا حرام ہے۔ موجودہ مسئلہ میں وہ دلیل کیا ہے جس کی وجہ سے غیر غاسل کا ، غاسل شخص سے باوضو ہونا اولویت رکھتا ہے۔ بزرگ اساتذہ یہ فرماتے ہیں کہ غاسل جب میت کو غسل دیتا ہے تو میت سے ایک قسم کی انسیت پیدا کرلیتا ہے ، اب اگر یہی شخص میت کو کفن دینا چاہے تو اس انسیت کے باوجود اس کیلئے مستحب ہے کہ باطہارت ہوجائے۔ اب اگر کوئی اور شخص میت کو کفن دینا چاہے جس نے میت سے اس قسم کا انس پیدا نہیں کیا تو اس کے لیے بطریقِ اولیٰ مستحب ہوگا کہ باطہارت ہوکر میت کو کفن کرے۔ واللہ اعلم بالصواب]۔

	قول	ضمير	مرجع	یعنی
۱۔	تَكْفِيْنِهٖ	هٖ	الميت	تکفین مصدر ہے جو مضاف ہے اپنے مفعول کی طرف ، اور اس میں موجود فاعل کی ضمیر کا مرجع غاسل ہے
۲۔	اِنْ اَرَادَ هُوَ	هُوَ	الغاسل	اگر غسل دینے والا میت کو کفن دینا چاہے
۳۔	فِيْهِ	هِ	الوضوء	پس وضو کرنے والا وضو میں نیت کریگا
٤۔	فَاِنَّهٗ	هٗ	ايقاع التكفين	کفن کا مکمل ترین صورت میں واقع ہونا
٥۔	يَدَيْهِ	هِ	الغاسل	غسل دینے والا اپنے دونوں ہاتھوں کو
٦۔	لَوْ كَفَّنَهٗ	هٗ	الميت	اگر (غیر غاسل) میت کو کفن دینا چاہے
٧۔	كَوْنِهٖ	هٖ	غير الغاسل	وہ جس نے میت کو غسل نہ دیا ہو
٨۔	وُضُوْئِهٖ	هٖ	الغاسل	میت کو غسل دینے والے کے وضو ...

(نمازِ میت کے احکام)

متن 163 :

﴿ اَلرَّابِعُ : اَلصَّلاَةُ عَلَيْهِ ﴾

﴿ **وَ تَجِبُ** ﴾ الصَّلاَةُ ﴿ **عَلىٰ كُلِّ مَنْ بَلَغَ** ﴾ اَىْ اَكْمَلَ ﴿ **سِتاًّ مِّمَّنْ لَّهٗ حُكْمُ الْإِسْلَامِ** ﴾ مِنَ الْاَقْسَامِ الْمَذْكُوْرَةِ فِىْ غُسْلِهٖ ــــــــــــ،

عَدَا الْفِرَقِ الْمَحْكُوْمِ بِكُفْرِهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ .

متن 164 :

﴿ **وَ وَاجِبُهَا : الْقِيَامُ** ﴾ مَعَ الْقُدْرَةِ ، فَلَوْ عَجَزَ عَنْهُ ـــ صَلّٰى بِحَسَبِ الْمُكْنَةِ كَالْيَوْمِيَّةِ .

وَ هَلْ يَسْقُطُ فَرْضُ الْكِفَايَةِ عَنِ الْقَادِرِ بِصَلاَةِ الْعَاجِزِ ؟ نَظَرٌ :

- مِّنْ صِدْقِ الصَّلَاةِ الصَّحِيْحَةِ عَلَيْهِ .
- وَ مِنْ نَقْصِهَا عَنْهُ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى الْكَامِلَةِ ،

وَ تَوَقَّفَ فِى الذِّكْرىٰ ــــــــــــ لِذٰلِكَ .

﴿ **وَاسْتِقْبَالُ** ﴾ الْمُصَلِّىْ ﴿ **الْقِبْلَةَ ، وَ جَعْلُ رَأْسِ الْمَيِّتِ اِلىٰ يَمِيْنِ الْمُصَلِّىْ** ﴾ مُسْتَلْقِياً عَلىٰ ظَهْرِهٖ بَيْنَ يَدَيْهِ ــــــــــــ،

اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مَأْمُوْماً فَيَكْفِىْ كَوْنُهٗ بَيْنَ يَدَىِ الْاِمَامِ وَ مُشَاهَدَتُهٗ لَهٗ .

وَ تُغْفَرُ :

- الْحَيْلُوْلَةُ بِمَأْمُوْمٍ مِّثْلِهٖ ،

- وَ عَدَمُ تَبَاعُدِهِ عَنْهُ ـــــــ بِالْمُعْتَدِّ بِهِ عُرْفاً.

وَ فِي اعْتِبَارِ:

- سَتْرِ عَوْرَةِ الْمُصَلِّيْ
- وَ طَهَارَتِهِ مِنَ الْخَبَثِ فِيْ ثَوْبِهِ وَ بَدَنِهِ ـــــ، وَجْهَانِ .

متن 165 :

﴿ وَالنِّيَّةُ ﴾ الْمُشْتَمِلَةُ عَلىٰ قَصْدِ الْفِعْلِ ـــــــ وَ هُوَ الصَّلَاةُ عَلَى الْمَيِّتِ الْمُتَّحِدِ اَوِ الْمُتَعَدِّدِ ، وَ اِنْ لَّمْ يَعْرِفْهُ ، حَتّٰى لَوْ جَهِلَ ذُكُوْرِيَّتَهٗ وَ اُنُوْثِيَّتَهٗ ،

جَازَ :

- تَذْكِيْرُ الضَّمِيْرِ ،
  - وَ تَانِيْثُهٗ ،

مُؤَوِّلاً :

- بِالْمَيِّتِ ،
  - وَ الْجَنَازَةِ .

﴿ مُتَقَرِّباً ﴾ وَ فِيْ اعْتِبَارِ نِيَّةِ الْوَجْهِ مِنْ وُجُوْبٍ وَّ نَدْبٍ ـ كَغَيْرِهَا مِنَ الْعِبَادَاتِ ـ قَوْلَانِ لِلْمُصَنِّفِ فِي الذِّكْرىٰ ،

﴿ مُقَارِنَةً لِلتَّكْبِيْرِ ﴾ مُسْتَدَامَةَ الْحُكْمِ اِلىٰ آخِرِهَا .

متن 166 :

﴿ وَ تَكْبِيْرَاتٌ خَمْسٌ ﴾ اِحْدَاهَا تَكْبِيْرَةُ الْاِحْرَامِ ـــــ فِيْ غَيْرِ الْمُخَالِفِ ،

﴿ يَتَشَهَّدُ الشَّهَادَتَيْنِ ـــــــ عَقِيْبَ الْاُوْلىٰ .

وَ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ وَ آلِهِ ـــــ عَقِيْبَ الثَّانِيَةِ ﴾ وَ يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّضِيْفَ اِلَيْهِ :

- الصَّلاةَ عَلىٰ بِاقِی الْاَنۡبِيَآءِ عَلَيۡهِمُ السَّلَامُ .

متن 167 :

﴿ **وَ يَدۡعُوۡ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنَاتِ** ﴾ بِاَىِّ دُعَـآءٍ اتَّفَقَ ، وَ اِنۡ كَانَ الۡمَنۡقُوۡلُ اَفۡضَلَ ـــــــــــــــــــــــ ﴿ **عَقِيۡبَ الثَّالِثَةِ** ،

وَ ﴾ يَدۡعُوۡ ﴿ **لِلۡمَيِّتِ** ﴾ الۡمُكَلَّفِ الۡمُؤۡمِنِ ﴿ **عَقِيۡبَ الرَّابِعَةِ** ،

وَ فِىۡ الۡمُسۡتَضۡعَفِ ﴾

وَ هُوَ الَّذِىۡ لَا يَعۡرِفُ الۡحَقَّ ، وَ لَا يُعَانِدُ فِيۡهِ وَ لَا يُوَالِىۡ اَحَداً بِعَيۡنِهٖ ــــــ ،

﴿ **بِدُعَآئِهٖ** ﴾ وَ هُوَ :

((اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لِلَّذِيۡنَ تَابُوۡا وَ اتَّبَعُوۡا سَبِيۡلَكَ وَقِهِمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ)) .

﴿ **وَ** ﴾ يَدۡعُوۡ فِى الصَّلَاةِ ﴿ **عَلَى الطِّفۡلِ** ﴾ الۡمُتَوَلَّدِ :

مِنَ الۡمُؤۡمِنَيۡنِ ـــــــــــــــــ ﴿ **لِاَبَوَيۡهِ** ﴾ ،

اَوۡ مِنۡ مُّؤۡمِنٍ ـــــــــــــــــ لَهٗ ،

وَ لَوۡ كَانَا : غَيۡرَ مُؤۡمِنَيۡنِ ــــــــ دَعَا عَقِيۡبَهَا بِمَا اَحَبَّ .

وَالظَّاهِرُ حِيۡنَئِذٍ ــــــــــــ عَدَمُ وُجُوۡبِهٖ اَصۡلاً .

وَالۡمُرَادُ بِالطِّفۡلِ : " غَيۡرُ الۡبَالِغِ " ، وَ اِنۡ وَجَبَتِ الصَّلَاةُ عَلَيۡهِ .

متن 168 :

﴿ **وَالۡمُنَافِقُ** ﴾ وَ هُـوَ هُـنَا : الۡمُخَالِفُ مُطۡلَقاً ﴿ **يُقۡتَصَرُ** ﴾ فِـى الصَّلَاةِ عَلَيۡهِ ﴿ **عَلىٰ اَرۡبَعِ** ﴾ تَكۡبِيۡرَاتٍ ،

﴿ **وَ يَـلۡعَنُهٗ** ﴾ عَـقِيۡـبَ الـرَّابِـعَةِ ، وَ فِـىۡ وُجُوۡبِهٖ وَجۡهَانِ ، وَ ظَاهِرُهٗ هُنَا وَ فِى الۡبَيَانِ : الۡوُجُوۡبُ ، وَ رَجَّحَ فِى الذِّكۡرىٰ وَالدُّرُوۡسِ عَدَمَهٗ .

متن 169 :

وَالْاَرْكَانُ مِنْ هٰذِهِ الْوَاجِبَاتِ : سَبْعَةٌ ، اَوْ سِتَّةٌ :

- النِّيَّةُ ،
- وَالْقِيَامُ لِلْقَادِرِ ،
- وَالتَّكْبِيرَاتُ .

﴿ وَ لَا يُشْتَرَطُ فِيهَا ـــــ الطَّهَارَةُ ﴾ مِنَ الْحَدَثِ اِجْمَاعاً .

﴿ وَ لَا التَّسْلِيمُ ﴾ عِنْدَنَا اِجْمَاعاً ، بَلْ لَا يُشَرَّعُ بِخُصُوصِهِ اِلَّا مَعَ التَّقِيَّةِ فَيَجِبُ لَوْ تَوَقَّفَتْ عَلَيْهِ .

متن 170 :

﴿ وَ يُسْتَحَبُّ : اِعْلَامُ الْمُؤْمِنِينَ بِهِ ﴾ اَیْ بِمَوْتِهِ ، لِيَتَوَفَّرُوا عَلىٰ تَشْيِيعِهِ وَ تَجْهِيزِهِ ، فَيُكْتَبُ لَهُمُ الْاَجْرُ وَ لَهُ الْمَغْفِرَةُ بِدُعَآئِهِمْ ،

وَلْيُجْمَعْ فِيهِ بَيْنَ وَظِيفَتَيِ التَّعْجِيلِ وَ الْاِعْلَامِ ـــــ ،

فَيُعْلَمَ مِنْهُمْ ـــــ مَنْ لَا يُنَافِي التَّعْجِيلَ ـــــ عُرْفاً ،

وَ لَوِ اسْتَلْزَمَ ـــ الْمُثْلَةَ ـــ حَرُمَ .

متن 171 :

﴿ وَ مَشْیُ الْمُشَيِّعِ خَلْفَهُ ، اَوْ اِلیٰ اَحَدِ جَانِبَيْهِ ﴾ . وَ يُكْرَهُ اَنْ يَتَقَدَّمَهُ لِغَيْرِ تَقِيَّةٍ .

﴿ وَالتَّرْبِيعُ ﴾ وَ هُوَ : حَمْلُهُ بِاَرْبَعَةِ رِجَالٍ مِنْ جَوَانِبِ السَّرِيرِ الْاَرْبَعَةِ كَيْفَ اتَّفَقَ ، وَالْاَفْضَلُ : التَّنَاوُبُ ،

وَ اَفْضَلُهُ اَنْ يُبْدَأَ فِی الْحَمْلِ :

- بِجَانِبِ السَّرِيرِ الْاَيْمَنِ ، وَ هُوَ الَّذِی يَلِی يَسَارَ الْمَيِّتِ ،

فَيَحْمِلُهٗ بِكَتِفِهِ الْاَيْمَنِ ،

- ثُمَّ يَنْتَقِلُ اِلٰى مُؤَخَّرِهِ الْاَيْمَنِ فَيَحْمِلُهٗ بِالْاَيْمَنِ كَذٰلِكَ ،
- ثُمَّ يَنْتَقِلُ اِلٰى مُؤَخَّرِهِ الْاَيْسَرِ ، فَيَحْمِلُهٗ بِالْكَتِفِ الْاَيْسَرِ ،
- ثُمَّ يَنْتَقِلُ اِلٰى مُقَدَّمِهِ الْاَيْسَرِ، فَيَحْمِلُهٗ بِالْكَتِفِ الْاَيْسَرِ كَذٰلِكَ.

متن172 :

﴿ وَ الدُّعَآءُ ﴾ حَالَ الْحَمْلِ بِقَوْلِهٖ :

((بِسْمِ اللّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ ،

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ)) .

وَ عِنْدَ مُشَاهَدَتِهٖ بِقَوْلِهٖ :

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ،

اَللّٰهُمَّ زِدْنَا اِيْمَاناً وَّ تَسْلِيْماً ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ ،

وَ قَهَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَجْعَلْنِىْ مِنَ السَّوَادِ الْمُخْتَرَمِ))

وَ هُوَ : الْهَالِكُ مِنَ النَّاسِ عَلٰى غَيْرِ بَصِيْرَةٍ ، اَوْ مُطْلَقاً ، اِشَارَةٌ اِلَى الرِّضَا بِالْوَاقِعِ كَيْفَ كَانَ ، وَ التَّفْوِيْضِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِحَسَبِ الْاِمْكَانِ .

متن 173 :

﴿ وَ الطَّهَارَةُ وَ لَوْ تَيَمُّماً مَعَ ﴾ الْقُدْرَةِ عَلَى الْمَآئِيَّةِ مَعَ ﴿ خَوْفِ الْفَوْتِ ﴾ وَ كَذَا بِدُوْنِهٖ عَلَى الْمَشْهُوْرِ .

﴿ وَ الْوُقُوْفُ ﴾ اَىْ وُقُوْفُ الْاِمَامِ ، اَوِ الْمُصَلِّىْ وَحْدَهٗ ﴿ عِنْدَ وَسَطِ الرَّجُلِ ، وَ صَدْرِ الْمَرْاَةِ عَلَى الْاَشْهَرِ ﴾ .

وَ مُقَابِلُ الْمَشْهُوْرِ قَوْلُ الشَّيْخِ ـــ فِى الْخِلَافِ :

"اِنَّهٗ يَقِفُ عِنْدَ رَأْسِ الرَّجُلِ ، وَ صَدْرِ الْمَرْأَةِ ."

وَ قَوْلُهٗ ـــــ فِي الْاِسْتِبْصَارِ :

" اِنَّهٗ عِنْدَ رَأْسِهَا وَ صَدْرِهٖ ، وَ الْخُنْثٰى هُنَا كَالْمَرْأَةِ ."

متن 174 :

﴿ **وَ الصَّلَاةُ فِي** ﴾ الْمَوَاضِعِ ﴿ **الْمُعْتَادَةِ** ﴾ لَهَا ،

- لِلتَّبَرُّكِ بِهَا بِكَثْرَةِ مَنْ صَلّٰى فِيْهَا ،
- وَ لِاَنَّ السَّامِعَ بِمَوْتِهٖ يَقْصُدُهَا .

﴿ **وَ رَفْعُ الْيَدَيْنِ بِالتَّكْبِيْرِ كُلِّهٖ عَلَى الْاَقْوٰى** ﴾ ، وَالْاَكْثَرُ عَلَى اخْتِصَاصِهٖ بِالْاُوْلٰى ، وَ كِلَاهُمَا مَرْوِيٌّ ، وَ لَا مُنَافَاةَ فَاِنَّ الْمَنْدُوْبَ قَدْ يُتْرَكُ اَحْيَاناً ، وَ بِذٰلِكَ يَظْهَرُ وَجْهُ الْقُوَّةِ .

متن 175 :

﴿ **وَ مَنْ فَاتَهٗ بَعْضُ التَّكْبِيْرِ** ﴾ مَعَ الْاِمَامِ ﴿ **اَتَمَّ الْبَاقِيَ بَعْدَ فَرَاغِهٖ** ﴾ وِلَاءً مِّنْ غَيْرِ دُعَاءٍ ﴿ **وَ لَوْ عَلَى الْقَبْرِ** ﴾ عَلٰى تَقْدِيْرِ رَفْعِهَا وَ وَضْعِهَا فِيْهِ ، وَ اِنْ بَعُدَ الْفَرْضُ .

وَ قَدْ اَطْلَقَ الْمُصَنِّفُ وَ جَمَاعَةٌ " جَوَازَ الْوِلَاءِ " حِيْنَئِذٍ ، عَمَلاً بِاِطْلَاقِ النَّصِّ .

وَ فِي الذِّكْرٰى : لَوْ دَعَا ــ كَانَ جَائِزاً ، اِذْ هُوَ نَفْيُ وُجُوْبٍ ، لَا نَفْيُ جَوَازٍ .

وَ قَيَّدَهٗ بَعْضُهُمْ بِخَوْفِ الْفَوْتِ عَلٰى تَقْدِيْرِ الدُّعَاءِ ـــــ ،

وَ اِلَّا ـــــ وَجَبَ مَا اَمْكَنَ مِنْهُ ، وَ هُوَ اَجْوَدُ .

متن 176 :

﴿ **وَ يُصَلّٰى عَلٰى مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ يَوْماً وَّ لَيْلَةً** ﴾ عَلٰى اَشْهَرِ الْقَوْلَيْنِ ﴿ **اَوْ**

دَآئِماً ﴾ عَلَى الْقَوْلِ الْآخرِ ، وَ هُوَ الْاَقوىٰ .

وَ الْاَوْلىٰ : قِرَآءَ ةُ ((يُصَلِّيْ)) فِي الْفِعْلَيْنِ ـــ مَبْنِيّاً لِلْمَعْلُوْمِ ، اَيْ:

يُصَلِّيْ مَنْ اَرَادَ الصَّلَاةَ عَلَى الْمَيِّتِ اِذْ لَمْ يَكُنْ هذَا الْمُرِيْدُ قَدْ صَلّٰى عَلَيْهِ ، وَ لَوْ بَعْدَ الدَّفْنِ الْمُدَّةَ الْمَذْكُوْرَةَ ، اَوْ دَآئِماً ، سَوَآءٌ اَكَانَ قَدْ صُلِّيَ عَلَى الْمَيِّتِ اَمْ لَا .

هذَا هُوَ الَّذِيْ اخْتَارَهُ الْمُصَنِّفُ فِي الْمَسْأَلَةِ .

وَ يُمْكِنُ قِرَآءَ تُهٗ مَبْنِيّاً لِلْمَجْهُوْلِ فَيَكُوْنُ الْحُكْمُ مُخْتَصّاً بِمَيِّتٍ لَّمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ .

اَمَّا مَنْ صُلِّيَ عَلَيْهِ فَلَا تُشْرَعُ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ بَعْدَ دَفْنِهٖ ، وَ هُوَ قَوْلٌ لِّبَعْضِ الْاَصْحَابِ ، جَمْعاً بَيْنَ الْاَخْبَارِ . وَ مُخْتَارُ الْمُصَنِّفِ اَقْوىٰ .

متن 177 :

﴿ وَ لَوْ حَضَرَتْ جَنَازَةٌ فِي الْاَثْنَآءِ ﴾ اَيْ فِيْ اَثْنَآءِ الصَّلَاةِ عَلىٰ جَنَازَةٍ اُخْرىٰ **﴿ اَتَمَّهَا ثُمَّ اسْتَأْنَفَ ﴾** الصَّلَاةُ **﴿ عَلَيْهَا ﴾** اَيْ عَلَى الثَّانِيَةِ وَ هُوَ الْاَفْضَلُ مَعَ عَدَمِ الْخَوْفِ عَلَى الثَّانِيَةِ .

وَ رُبَّمَا قِيْلَ: بِتَعَيُّنِهٖ اِذَا كَانَتِ الثَّانِيَةُ مَنْدُوْبَةً، لِاخْتِلَافِ الْوَجْهِ، وَ لَيْسَ بِالْوَجْهِ.

متن 178 :

وَ ذَهَبَ الْعَلَّامَةُ وَ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ وَالْمُتَأَخِّرِيْنَ اِلىٰ :

اَنَّهٗ يَتَخَيَّرُ:

- بَيْنَ قَطْعِ الصَّلَاةِ عَلَى الْاُوْلىٰ وَاسْتِئْنَافِهَا عَلَيْهِمَا ،
- وَ بَيْنَ اِكْمَالِ الْاُوْلىٰ وَ اِفْرَادِ الثَّانِيَةِ بِصَلَاةٍ ثَانِيَةٍ ،

مُحتَجّين بِروَايَةِ عَلِيّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَخِيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِىْ قَوْمٍ كَبَّرُوْا عَلىٰ جَنَازَةٍ تَكْبِيْرَةً ، اَوْ تَكْبِيْرَتَيْنِ وَ وُضِعَتْ مَعَهَا اُخْرىٰ ؟

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :

((اِنْ شَآءُوْا: تَرَكُوْا الْاُوْلىٰ ، حَتّٰى يَفْرُغُوْا مِنَ التَّكْبِيْرِ عَلَى الْاٰخِيْرَةِ . وَ اِنْ شَآءُوْا: رَفَعُوْا الْاُوْلىٰ، وَ اَتَمُّوْا التَّكْبِيْرَ عَلَى الْاٰخِيْرَةِ ، كُلُّ ذٰلِكَ لَا بَأْسَ بِهِ)).

متن 179 :

قَالَ الْمُصَنِّفُ فِى الذِّكْرىٰ :

" وَ الرِّوَايَةُ قَاصِرَةٌ عَنْ اِفَادَةِ الْمُدَّعىٰ ، اِذْ ظَاهِرُهَا اَنَّ :

مَا بَقِىَ مِنْ تَكْبِيْرِ الْاُوْلىٰ ـــــ مَحْسُوْبٌ لِلْجَنَازَتَيْنِ ،

فَاِذَا فَرَغُوْا مِنْ تَكْبِيْرِ الْاُوْلىٰ تَخَيَّرُوْا :

- بَيْنَ تَرْكِهَا بِحَالِهَا حَتّٰى يُكْمِلُوْا التَّكْبِيْرَ عَلَى الْاٰخِيْرَةِ ،
- وَ بَيْنَ رَفْعِهَا مِنْ مَّكَانِهَا وَالْاِتْمَامِ عَلَى الْاٰخِيْرَةِ ،

وَ لَيْسَ فِىْ هٰذَا دَلَالَةٌ عَلىٰ اِبْطَالِ الصَّلَاةِ عَلَى الْاُوْلىٰ بِوَجْهٍ .

هٰذَا ـــــــ مَعَ تَحْرِيْمِ قَطْعِ الصَّلَاةِ الْوَاجِبَةِ .

نَعَمْ لَوْ خِيْفَ عَلَى الْجَنَآئِزِ ـــــ قُطِعَتِ الصَّلَاةُ ـــــــ ،

ثُمَّ اسْتُأْنِفَ عَلَيْهَا ـــــــ ، لِاَنَّهٗ قَطْعٌ لِضَرُوْرَةٍ ".

متن 180 :

وَ اِلىٰ مَا ذُكِرَ ـــــــ اَشَارَ هُنَا بِقَوْلِهٖ :

﴿ **وَالْحَدِيْثُ** ﴾ الَّذِىْ رَوَاهُ عَلِىُّ بْنُ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿ **يَدُلُّ عَلَى** ـــــ ، **احْتِسَابِ مَا بَقِىَ مِنَ التَّكْبِيْرِ** ـــــ **لَهُمَا** ، **ثُمَّ يَأْتِىْ بِالْبَاقِىْ** ـــــــ **لِلثَّانِيَةِ** ، **وَ قَدْ حَقَّقْنَاهُ** ـــــ **فِى الذِّكْرىٰ** ﴾ بِمَا حَكَيْنَاهُ عَنْهَا .

متن 181 :

ثُمَّ اسْتَشْكَلَ ، بَعْدَ ذٰلِكَ ، الْحَدِيْثَ بِعَدَمِ تَنَاوُلِ النِّيَّةِ اَوَّلاً لِلثَّانِيَةِ ، فَكَيْفَ يُصْرَفُ بَاقِي التَّكْبِيْرَاتِ اِلَيْهَا ، مَعَ تَوَقُّفِ الْعَمَلِ عَلَى النِّيَّةِ ؟

وَ اَجَابَ بِاِمْكَانِ حَمْلِهٖ عَلٰى اِحْدَاثِ نِيَّةٍ مِّنَ الْآنِ لِتَشْرِيْكِ بَاقِي التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجَنَازَتَيْنِ .

وَ هٰذَا الْجَوَابُ لَا مَعْدَلَ عَنْهُ ، وَ اِنْ لَّمْ يُصَرَّحْ " بِالنِّيَّةِ " فِي الرِّوَايَةِ ، لِاَنَّهَا اَمْرٌ قَلْبِيٌّ ، يَكْفِيْ فِيْهَا مُجَرَّدُ الْقَصْدِ اِلَى الصَّلَاةِ عَلَى الثَّانِيَةِ ، اِلٰى آخِرِ مَا يُعْتَبَرُ فِيْهَا .

وَ قَدْ حَقَّقَ الْمُصَنِّفُ فِيْ مَوَاضِعَ:

اَنَّ الصَّدْرَ الْاَوَّلَ مَا كَانُوْا يَتَعَرَّضُوْنَ لِلنِّيَّةِ، لِذٰلِكَ ، وَ اِنَّمَا اَحْدَثَ الْبَحْثَ عَنْهَا الْمُتَاَخِّرُوْنَ ، فَيَنْدَفِعُ الْاِشْكَالُ .

وَ قَدْ ظَهَرَ مِنْ ذٰلِكَ اَنْ لَّا دَلِيْلَ عَلٰى جَوَازِ الْقَطْعِ ، وَ بِدُوْنِهٖ يَتَّجِهُ تَحْرِيْمُهٗ .

متن 182 :

وَ مَا ذَكَرَهُ الْمُصَنِّفُ مِنْ جَوَازِ الْقَطْعِ - عَلٰى تَقْدِيْرِ الْخَوْفِ عَلَى الْجَنَآئِزِ - غَيْرُ وَاضِحٍ . لِاَنَّ الْخَوْفَ:

- اِنْ كَانَ عَلَى الْجَمِيْعِ ،
- اَوْ عَلَى الْاُوْلٰى ،

فَالْقَطْعُ يَزِيْدُ الضَّرَرَ عَلَى الْاُوْلٰى ، وَ لَا يُزِيْلُهٗ ، لِانْهِدَامِ مَا قَدْ مَضٰى مِنْ صَلَاتِهَا ، الْمُوْجِبِ لِزِيَادَةِ مَكْثِهَا ،

وَ اِنْ كَانَ الْخَوْفُ عَلَى الْاَخِيْرَةِ ، فَلَا بُدَّ لَهَا مِنَ الْمَكْثِ ، بِمِقْدَارِ الصَّلَاةِ عَلَيْهَا ، وَ هُوَ يَحْصُلُ مَعَ التَّشْرِيْكِ الْآنَ وَالْاِسْتِئْنَافِ .

نَعَمْ يُمْكِنُ فَرْضُهُ نَادِراً بِالْخَوْفِ عَلَى الثَّانِيَةِ ، بِالنَّظَرِ اِلىٰ تَعَدُّدِ الدُّعَآءِ ، مَعَ اخْتِلَافِهِمَا فِيْهِ . بِحَيْثُ يَزِيْدُ مَا يُتَكَرَّرُ مِنْهُ عَلىٰ مَا مَضىٰ مِنَ الصَّلَاةِ .

متن 183 :

وَ حَيْثُ يَخْتَارُ التَّشْرِيْكَ بَيْنَهُمَا فِيْمَا بَقِىَ ،

- يَنْوِىْ بِقَلْبِهِ عَلَى الثَّانِيَةِ ،
- وَ يُكَبِّرُ تَكْبِيْراً مُشْتَرِكاً بَيْنَهُمَا ، كَمَا لَوْ حَضَرَتَا ابْتِدَآءً ،
- وَّ يَدْعُوْا لِكُلِّ وَاحِدَةٍ بِوَظِيْفَتِهَا مِنَ الدُّعَآءِ

مُخَيَّراً فِى التَّقْدِيْمِ اِلىٰ اَنْ يُكْمِلَ الْاُوْلىٰ ، ثُمَّ يُكْمِلَ مَا بَقِىَ مِنَ الثَّانِيَةِ .

وَ مِثْلُهُ مَا لَوِ اقْتَصَرَ عَلىٰ صَلاَةٍ وَاحِدَةٍ عَلىٰ مُتَعَدِّدٍ ، فَاِنَّهُ :

- يُشَرِّكُ بَيْنَهُمْ ــــــ فِيْمَا يَتَّحِدُ لَفْظُهُ .

وَ يُرَاعِى فِى الْمُخْتَلِفِ ــــ كَالدُّعَآءِ ــــ لَوْ كَانَ فِيْهِمْ:

- مُؤْمِنٌ ،
- وَ مَجْهُوْلٌ ،
- وَ مُنَافِقٌ ،
- وَ طِفْلٌ ،

وَظِيْفَةَ ــــ كُلِّ وَاحِدٍ . وَ مَعَ اتِّحَادِ الصِّنْفِ ــــــ يُرَاعِى :

- تَثْنِيَةَ الضَّمِيْرِ ــــــــ ،
- وَ جَمْعَهُ وَ تَذْكِيْرَهُ وَ تَأْنِيْثَهُ ،
- اَوْ يُذَكِّرُ مُطْلَقاً ــــــ مُؤَوِّلاً : بِالْمَيِّتِ ،
- اَوْ يُؤَنِّثُ ــــــ مُؤَوِّلاً : بِالْجَنَازَةِ . وَالْاَوَّلُ ــــــ اَوْلىٰ .

متن 163 :

احکامِ میت میں چوتھی چیز : اُس پر نماز کا پڑھنا ہے

■ ہر اُس شخص پر نماز جنازہ کا پڑھنا ، واجب (یعنی واجبِ کفائی) ہے جو ـــــــ ،

● ـــــــ ، چھ سال کو پہنچ چکا ہو یعنی (اپنی عمر کے) چھ سال مکمل کر چکا ہو ،

● اور ان لوگوں میں سے ہو جو مسلمان کے حکم میں ہیں ـــــ ،

اور ان کی اقسام غسل کی بحث میں ذکر کی جاچکی ہیں ،

(اور وہ اقسام یہ تھیں : مسلمان کا بچہ ، مسلمانوں میں سے جو شخص جنون کا مریض ہوجائے ، مسلمان شخص کے ہاتھوں قید ہونے والا بچہ ، دارِ اسلام سے ملنے والا بچہ ، یا دارِ کفر سے ملنے والا بچہ، اس شرط کے ساتھ کہ اس دارِ کفر میں کوئی مسلمان بھی رہتا ہو اور احتمال ہو کہ یہ بچہ اس کی اولاد ہو) ،

سوائے مسلمانوں کے وہ گروہ جن پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے ،

(مثلاً خوارج اور ناصبی وغیرہ ، پس ان کی نمازِ جنازہ کا پڑھنا واجب نہیں ہے)۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنی
۱۔	لَهٗ	هٗ	من الموصولة	وہ جس کیلئے
۲۔	فِيْ غُسْلِهٖ	هٖ	من الموصولة	مسلمان کے حکم میں شامل وہ لوگ جن کا غسل کے احکام میں ذکر گذر چکا ہے
۳۔	بِكُفْرِهَا	هَا	الفرق	جن فرقوں پر کافر ہونے کا حکم لگایا گیا ہے

متن 164 :

■ اور (نمازِ جنازہ میں) واجب ہے قیام (یعنی یہ کہ نمازِ جنازہ کھڑے ہوکر پڑھی جائے) اگر میسر ہو ، پس اگر (نمازِ جنازہ پڑھنے کیلئے کوئی پیش نماز بھی) کھڑے ہوکر نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو تو پھر جیسے بھی

(اُس کیلئے) ممکن ہو نمازِ پنجگانہ (میں بیان کیے گئے احکام) کی مانند (نمازِ جنازہ پڑھے)،

[پس اگر نمازِ پنجگانہ کو مکمل طور پر کھڑے ہوکر نہ پڑھ سکے بلکہ کچھ مقدار بغیر سہارے کے اور کچھ مقدار سہارے کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکے تو ایسا ہی کرے۔ اور اگر مکمل طور پر سہارے کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے پر قادر ہوتو اسی حالت میں نمازِ جنازہ پڑھے۔ اور اگر بغیر سہارے کے بیٹھ کر نماز پڑھ سکے تو اسی حالت میں نمازِ جنازہ بھی پڑھے۔ اور اگر سہارے کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہوتو نمازِ جنازہ کو بھی سہارے کے ساتھ بیٹھ کر پڑھے۔ اور اگر اس پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو اگر دائیں پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہو تو اسی حالت میں نمازِ جنازہ پڑھ لے۔ اور اگر دائیں پہلو کے بل لیٹ کر بھی نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو اگر بائیں پہلو کے بل لیٹ کر پڑھ سکتا ہو تو ایسا ہی کرے۔ اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو پشت کے بل لیٹ کر نمازِ جنازہ پڑھے۔

نمازِ جنازہ کا پڑھنا واجب کفائی ہے۔ یعنی اگر چند لوگ مل کر اس کام کو انجام دے دیں تو باقی افراد پر سے اس کا وجوب ساقط ہوجاتا ہے]۔

تو کیا قیام سے عاجز شخص کے نمازِ جنازہ پڑھ لینے سے اُس شخص پر سے نمازِ جنازہ کا فریضہ ساقط ہوجاتا ہے جو قیام کی حالت میں نمازِ جنازہ پڑھنے کی قدرت رکھتا ہو؟

(یا اُس شخص کیلئے ضروری ہے کہ دوبارہ میت پر نمازِ جنازہ پڑھے؟)

اس بارے میں احتمال ہے کہ:

- چونکہ قیام سے عاجز شخص کی نماز پر، نماز کا صحیح ہونا صادق آتا ہے،

(نہیں کہا جاسکتا کہ اُس کی نماز باطل ہے۔ لہٰذا قیام پر قدرت رکھنے والے شخص پر سے نمازِ جنازہ کا فریضہ ساقط ہوجائے گا)۔

- اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ ــــــ،

(قدرت رکھنے والے شخص سے نمازِ جنازہ کا فریضہ ساقط نہیں ہوگا، اس لیے کہ) عاجز شخص کی نماز، قدرت رکھنے والے شخص کی نماز کی نسبت ناقص ہے، (اس لیے کہ ایسا شخص

میسر تھا جو) کامل نماز پڑھنے پر قدرت رکھتا ہو۔

☜ اور انہیں دو احتمالوں کی وجہ سے مصنفؒ نے اپنی کتاب ذکریٰ میں توقف اختیار کیا ہے،
(یعنی فتویٰ نہیں دیا کہ عاجز شخص کی نماز سے، اس شخص پر سے نمازِ جنازہ کا فریضہ ساقط ہوگا یا نہیں جو قیام کے ساتھ، میت پر نمازِ جنازہ پڑھنے پر قدرت رکھتا ہو)۔

■ اور نیز واجب ہے کہ (نمازِ جنازہ پڑھتے وقت، اگر) نمازی (امامِ جماعت ہو تو:)

● رو بقبلہ (کھڑا) ہو،

● اور میت کا سر، نمازی کی دائیں طرف رکھا ہو، اس طرح کہ میت نمازی کے سامنے ہو (جسے وہ دیکھ سکتا ہو) اور اُسے پشت کے بل لٹایا گیا ہو۔

لیکن اگر نمازی، ماموم ہو، تو اس صورت میں اتنا ہی کافی ہے کہ:

● میت امام جماعت کے سامنے ہو،

● اور ماموم، امام کو دیکھ رہا ہو،

اور اگر اس جیسا کوئی اور ماموم، (اس کے اور امام کے درمیان) حائل ہو،
(مثلاً اگر جماعت کی دو صفیں ہوں اور یہ دوسری صف میں ہو تو اگر پہلی صف میں کھڑے ہوئے ماموین کی وجہ سے یہ امام جماعت کو نہ دیکھ سکے)،
تو کوئی حرج نہیں ہے۔

■ اور نیز واجب ہے کہ نمازی، میت سے عادی فاصلہ سے (زیادہ) دور نہ ہو کہ عرفاً کہا جائے کہ یہ میت سے دور کھڑا ہے،
(لیکن اگر نمازِ جنازہ کو جماعت کی صورت میں پڑھا جا رہا ہو اور نمازی آخری صف میں ہونے کی وجہ سے میت سے دور کھڑا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

اور نمازِ جنازہ میں ــــ، نمازی کا:

● (اپنی) شرمگاہ کو ڈھانپنا،

● اور اس کے کپڑوں اور جسم کا نجاست سے پاک ہونا،

کے شرط ہونے کے بارے میں ـــــــ، دو احتمال ہیں۔

(ایک احتمال یہ ہے کہ یہ دونوں امور شرط ہیں کیونکہ نماز جنازہ کو ''نماز'' کہا جاتا ہے۔ اور ہر نماز میں شرمگاہ کو چھپانا اور کپڑوں اور جسم سے نجاست کو دور کرنا ضروری ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ ان دو امور کی رعایت نمازِ جنازہ میں شرط نہیں ہے کیونکہ نمازِ جنازہ کو ''نماز'' کہنا بطورِ مجاز ہے نہ بطورِ حقیقت۔ اس لیے کہ حقیقت میں یہ دعا ہے، جس میں نہ رکوع شرط ہے نہ سجود۔ پس جب یہ شرط نہیں ہیں تو وہ بھی شرط نہیں ہیں)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ وَاجِبُهَا	هَا	صلاة	نمازِ میت کے واجبات
۲۔	عَنْهُ	هُ	القیام	قیام سے (عاجز ہو)
۳۔	عَلَيْهِ	هِ	صلاة العاجز	عاجز شخص کی نماز پر (صادق آتا ہے)
٤۔	مِنْ نَقْصِهَا	هَا	صلاة العاجز	عاجز شخص کی نماز کے ناقص ہونے کی وجہ سے
٥۔	عَنْهُ	هُ	العاجز	عاجز شخص سے
٦۔	لِذٰلِکَ	x	x	مسئلہ میں پائے جانے والے دو احتمالوں کی وجہ سے
۷۔	عَلیٰ ظَهْرِهِ	هِ	المیت	میت کو اسکی پشت پر (یعنی کمر کے بل لٹانا)
۸۔	بَيْنَ يَدَيْهِ	هِ	المصلی	نمازی کے سامنے
۹۔	كَوْنُهُ	هُ	المیت	میت کا ہونا
۱۰۔	مُشَاهَدَتُهُ	هُ	الامام	امام کو دیکھنا
۱۱۔	لَهُ	هُ	مأموم	ماموم کا
۱۲۔	مِثْلِهِ	هِ	ماموم	ماموم کی مانند (کوئی دوسرا ماموم)
۱۳۔	تَبَاعُدِهِ	هِ	مصلی	نمازی کا دور ہونا
۱٤۔	عَنْهُ	هُ	المیت	میت سے
۱٥۔	وَ طَهَارَتِهِ	هِ	مصلی	نماز کا پاک ہونا
۱٦۔	فِیْ ثَوْبِهِ	هِ	مصلی	نمازی کے کپڑوں میں سے

متن 165 :

■ اور نیز واجب ہے (کہ نمازِ جنازہ میں) نیت کی جائے جو مشتمل ہو فعل کے ارادہ پر اور وہ فعل، میتِ (حاضر) پر نمازِ (جنازہ) پڑھنا ہے (قربۃً الی اللہ)، خواہ میت ایک ہو یا متعدد، اگرچہ میت سے واقف بھی نہ ہو حتی یہ کہ اگر میت کے مرد یا عورت ہونے کو بھی نہ جانتا ہو،

(تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ یہی نیت کافی ہے کہ میتِ حاضر پر نمازِ جنازہ پڑھتا ہوں قربۃً الی اللہ)۔

(نیت کے بعد، میت کیلئے نماز جنازہ کی چوتھی تکبیر کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے یعنی **اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْراً**، تو اس میں)،

جائز ہے (کہ) مذکر کی ضمیر (کے ساتھ دعا پڑھے اگرچہ میت عورت کی ہی کیوں نہ ہو)،

اور (یہ بھی جائز ہے کہ) مونث کی ضمیر (کے ساتھ دعا پڑھے اگرچہ میت مرد کی ہی کیوں نہ ہو)، بس یہ ہے کہ:

☜ (جب مذکر کی ضمیر کے ساتھ دعا پڑھے تو نیت میں) 'میت' کا لحاظ کریگا (جو لغت کے اعتبار سے مذکر ہے۔ یعنی نیت میں یہ خیال رکھے گا کہ میں اس میت پر نماز پر رہا ہوں خواہ یہ 'میت' مرد کی ہو یا عورت کی)،

☜ اور (جب مؤنث کی ضمیر کے ساتھ دعا پڑھے تو نیت میں) 'جنازۂ' کو ملحوظ رکھے گا (جو لغت کے اعتبار سے مؤنث ہے۔ یعنی نیت میں یہ خیال رکھے گا کہ میں اس جنازہ پر نماز پڑھ رہا ہوں، خواہ یہ 'جنازۂ' مرد کا ہو یا عورت کا)۔

● درحالانکہ نمازِ جنازہ پڑھتے وقت خدا سے قریب ہونے کا طلبگار ہو،

نمازِ جنازہ میں نیتِ وجہ یعنی وجوب اور استحباب کی نیت کے شرط ہونے کے بارے میں، جیسا کہ (نیتِ وجہ، نمازِ جنازہ کے علاوہ) دوسری عبادتوں میں بھی (موردِ بحث) ہے، مصنفؒ نے اپنی کتاب ذکریٰ میں دو رائے دی ہیں،

[کتاب ذکریٰ میں مصنفؒ نے نمازِ جنازہ کی نیت کے ذیل میں جو بحث کی ہے وہ یہ ہے: ''نیت واجب ہے جو مشتمل ہو ـــــــ، فعل کے 'ارادۂ' اور 'وجہ' پر،

قربۃً الی اللہ، کیونکہ ـــــــــ،

- ''عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے''،
- اور اس لیے بھی کہ جب کسی فعل کو چند وجہ (یعنی چند صورتوں) پر انجام دیا جانا ممکن ہو (مثلاً واجب یا مستحب) اور ان وجوہ میں سے بعض وجوہ شارع کی مراد نہ ہوں تو نیتِ (وجہ) کے بغیر امتیاز حاصل نہیں ہوسکتا اور اگر نیتِ (وجہ) کے ذریعہ فعل کو ممتاز نہ کیا جائے تو لازم آئے گا اس چیز کو ترجیح دینا جو ترجیح نہیں رکھتی]۔

- (نیز ضروری ہے کہ نیت، پہلی) تکبیر (یعنی تکبیرۃ الاحرام کہنے) کے ہموقت ہو (کیونکہ یہ عبادت کے شروع ہونے کا وقت ہوتا ہے)،
- (اور نیز ضروری ہے کہ حکمِ) نیت کو نماز کے ختم ہونے تک متدام (یعنی باقی) رکھے (تا کہ نماز کے تمام افعال نیت کے ساتھ انجام پائیں)،

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ هُوَ	هُوَ	قصد الفعل	عمل کے انجام دینے کا ارادہ
۲۔	وَ اِنْ لَّمْ يَعْرِفْهُ	هُ	المیت	اگرچہ نمازی میت کو نہ جانتا ہو
۳۔	ذُكُوْرِيَّتَهٗ	هٗ	المیت	اگرچہ نمازی نہ جانتا ہو کہ میت مرد کی ہے
٤۔	وَ تَانِيْثُهٗ	هٗ	ضمیر	مؤنث کی ضمیر
٥۔	كَغَيْرِهَا	هَا	الصلوۃ	نماز کے علاوہ (دوسری عبادتوں میں)
٦۔	آخِرِهَا	هَا	الصلوۃ	نماز کے اختتام تک

متن 166 :

■ اور غیرِ مخالف (یعنی اہل بیت علیہم السلام کے ماننے والے) کی نمازِ جنازہ میں، (نیت کے بعد) پانچ تکبیریں کہنا واجب ہے، تکبیرۃ الاحرام ان (پانچ تکبیروں) میں سے ایک ہے،

(یعنی تکبیرۃ الاحرام کے بعد مزید چار تکبیریں کہی جائیں گی، اور پانچویں تکبیر کو چھوڑ کر پہلی چار تکبیروں کے بعد جو کچھ پڑھا جائے گا، وہ اس طرح ہے کہ)،

- پہلی تکبیر کے بعد (نمازی):

شہادتین کی گواہی دے گا۔

- اور دوسری تکبیر کے بعد:

نبی (اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کی (پاکیزہ) آل پر درود بھیجے گا، اور مستحب کہ اس میں باقی تمام انبیاء علیہم السلام پر درود بھیجنے کا بھی اضافہ کرے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اِحْدَاهَا	هَا	تکبیرات	پانچ تکبیروں میں سے ایک تکبیر
۲۔	اِلَیْهِ	هِ	الصلاۃ/صلوات	محمد وآل محمد علیہم السلام پر بھیجے گئے درود میں

متن 167 :

- اور تیسری تکبیر کے بعد:

مومنین و مومنات کیلئے دعا کرے، کوئی سی بھی دعا پڑھ سکتا ہے، اگرچہ (ائمہ علیہم السلام) سے منقول دعا کا پڑھنا افضل ہے۔

- اور چوتھی تکبیر کے بعد:

میت کے لیے دعا کرے، (اگر میت) بالغ (اور) مومن (بارہ امامی شیعہ) کی ہو اور (اگر میت) مستضعف (کی ہو) اور مستضعف وہ شخص ہے جو (کم علمی کی وجہ سے مذہبِ) حق کی پہچان نہیں رکھتا، اور حق سے دشمنی بھی نہیں رکھتا اور کسی معین شخص کو اپنا مولیٰ بھی نہیں سمجھتا، (تو اس) میں اُس کی (مخصوص) دعا پڑھی جائے جو یہ ہے:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ

یعنی: خدایا جن لوگوں نے توبہ کی اور تیری راہ چلے انہیں بخش دے اور انہیں جہنم کے عذاب سے بچا لے۔

اور بچے (کی میت) پر نماز پڑھتے وقت:

- اگر مومن ماں باپ کی اولاد ہو تو اس کے والدین کیلئے دعا کرے [مثلاً کہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِاَبَوَيْهِ وَ لَنَا سَلَفاً وَ فَرَطاً وَ اَجْراً (التهذيب ج٣، ص ١٩٥)]

- اور اگر ماں باپ میں سے صرف ایک مؤمن ہو تو اُسی کیلئے دعا کرے۔
- اور اگر دونوں غیر مومن ہوں تو چوتھی تکبیر کے بعد جو دعا چاہے پڑھ لے۔

اس صورت میں ظاہر یہ ہے کہ کسی بھی دعا کا پڑھنا اصلاً واجب نہیں ہوگا،

اور بچے سے مراد (ہر) نابالغ (بچہ) ہے اگرچہ (چھ سال پورے کرنے کی وجہ سے) اُس پر نماز پڑھنا واجب ہی کیوں نہ ہو۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
١۔	فِيْهِ	هِ	الحق	مذہب حق کے بارے میں
٢۔	بِدُعَآئِهٖ	هٖ	المستضعف	مستضعف کی دعا
٣۔	لِاَبَوَيْهِ	هِ	الطفل	بچے کے والدین
٤۔	لَهٗ	هٗ	مومن	ماں باپ میں سے جو مؤمن ہو اس کیلئے
٥۔	عَقِيْبَهَا	هَا	الرابعة	چوتھی تکبیر کے بعد
٦۔	حِيْنَئِذٍ	x	x	حين لم يكن والديه مؤمنين
٧۔	عَدَمُ وُجُوْبِهٖ	هٖ	الدعا	نہ بچے کیلئے، نہ اس کے والدین کیلئے
٨۔	عَلَيْهِ	هِ	الطفل	اس نابالغ بچے پر

متن 168 :

اور منافق شخص ـــــــ،

''یہاں اس سے مراد ہر غیر شیعہ شخص ہے جو اسلام کا دعویدار ہو''،

کی میت پر (نمازِ جنازہ پڑھنا پڑ جائے تو) چار تکبیروں پر اکتفا کیا جائے گا، اور چوتھی تکبیر کے بعد اُس پر (ان الفاظ میں) لعن کرے،

(''اَللّٰهُمَّ اَخْزِ عَبْدَکَ فِیْ عِبَادِکَ وَ بِلَادِکَ، اَللّٰهُمَّ اَصْلِهٖ اَشَدَّ نَارِکَ اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ عَذَابِکَ فَاِنَّهٗ کَانَ یَتَوَلّٰی اَعْدَاءَکَ وَ یُعَادِیْ اَوْلِیَآءَکَ وَ یُبْغِضُ اَهْلَ بَیْتِ

نَبِیّکَ" وسائل الشیعہ ج۳ ،ص ۷۰ باب: کیفیت الصلاۃ علی المخالف)

منافق پر لعنت کے وجوب میں دو احتمال ہیں۔ یہاں (کتابِ لُمعہ میں) اور کتاب بیان میں، ظاہر یہ ہے کہ واجب ہے۔ اور ذکریٰ اور دروس میں مصنفؒ نے لعن کے واجب نہ ہونے کو ترجیح دی ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	هُنَا	x	x	نمازِ میت کی بحث میں
۲۔	عَلَیْهِ	هِ	المنافق	منافق کی میت پر
۳۔	یَلْعَنُهُ	هُ	المنافق	نمازی، منافق کی میت پر لعنت کرے
٤۔	وَ فِیْ وُجُوْبِهٖ	هٖ	لعن	لعنت کے واجب ہونے میں
٥۔	ظَاهِرُهُ هُنَا	هُ	مصنفؒ	کتاب لمعہ میں مصنفؒ کی ظاہری عبارت
٦۔	عَدَمُهُ	هُ	لعن	لعنت کے واجب نہ ہونے کو ترجیح دی ہے

متن 169 :

نمازِ جنازہ کے ان واجبات کے ارکان، سات ہیں:

[1] نیت،

[2] قیام، اس شخص کیلئے جو اس پر قدرت رکھتا ہو،

[3-7] پانچ تکبیریں۔

یا (اگر مخالف ہو تو یہ ارکان) چھ ہیں:

[1] نیت،

[2] قیام، اس شخص کیلئے جو اس پر قدرت رکھتا ہو،

[3-6] چار تکبیریں۔

فقہاء کا اجماع ہے کہ نمازِ جنازہ میں:

- حدث (اصغر ہو یا اکبر) سے، طہارت واجب نہیں ہے،
- نہ ہی علماءِ امامیہ کے نزدیک اس میں سلام ہے۔

بلکہ مخصوصاً اس نماز میں سلام مشروعیت نہیں رکھتا۔لیکن تقیہ کی وجہ ، اور اگر تقیہ سلام پر ہی موقوف ہوتو سلام واجب ہوجائے گا۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فِیۡهَا	هَا	صلاة المیت	نمازِ میت میں
۲۔	بِخُصُوۡصِهٖ	هٖ	التسلیم	بالخصوص سلام (مشروع رمستحب بھی نہیں ہے)
۳۔	لَوۡ تَوَقَّفَتۡ	هِیَ	التقیة	اگر تقیہ موقوف ہو
٤۔	عَلَیۡهِ	هِ	التسلیم	سلام پڑھنے پر

متن 170 :

(چند مستحبات :)

اور مستحب ہے کہ مومنین کو'اس کی' اطلاع دی جائے یعنی'اس شخص کے مرنے کی' ، تا کہ اُس کی تشیع اور تجہیز کیلئے جمع ہوجائیں ، پس ان (امور کی خاطر) ان (مومنین) کیلئے ثواب لکھا جائے گا اور میت کیلئے اِن مومنین کی دعا کے سبب بخشش۔

(جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے کہ میت کے غسل وکفن و دفن میں جلدی کرنا بھی مستحب ہے اور مومنین کو اطلاع کرنا بھی ، پس مناسب ہے کہ) ،

اس استحباب میں ، تعجیل اور اطلاع کے دونوں فریضوں کو جمع (کرنے کی رعایت) کی جائے ، پس ان مومنین کو اطلاع دی جائے جو عرفاً (غسل وکفن و دفن میں) تعجیل سے منافات نہ رکھتے ہوں ، اور اگر مومنین کو اطلاع کرنے کا لازمہ میت کے اعضاء کا ایک دوسرے سے جدا ہونا ہو تو انہیں اطلاع کرنا حرام ہے۔

(چونکہ موت کی وجہ سے میت کے اعضاء میں انحطاط شروع ہوجاتا ہے ، لہٰذا اسے دفن کرنے میں جس قدر تاخیر سے کام لیا جائے ، میت کے اعضاء کے ایک دوسرے سے جدا ہونے کا خطرہ اسی قدر بڑھتا جاتا ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لَهُمُ الْاَجْرُ	هُمْ	المؤمنین	تشییع جنازہ کرنے والے مومنین کیلئے اجر
۲۔	وَ لَهٗ	هٗ	المیت	اور میت کیلئے
۲۔	فِيْهِ	هِ	استحباب الاعلام	اعلان کرنے کے مستحب ہونے میں
۳۔	مِنْهُمْ	هُمْ	مؤمنین	مومنین میں سے وہ لوگ
	وَ لَوِ اسْتَلْزَمَ	هُوَ	الاعلام	اگر اعلان کرنے سے ... لازم آئے

متن 171 :

اور مستحب ہے کہ تشیعِ جنازہ کرنے والے جنازہ کے پیچھے پیچھے چلیں یا جنازہ کے دو اطراف میں سے کسی ایک طرف ہوکر چلیں۔ اور مکروہ ہے کہ تقیہ کے بغیر جنازہ کے آگے آگے چلیں ،

(کیونکہ اہل سنت حضرات جنازے کے آگے آگے چلنے کو افضل سمجھتے ہیں۔ پس اگر ان سے اذیت پہنچنے کا خطرہ ہوتو جنازہ کے آگے آگے چلا جائے۔

مصنفؒ کے لفظ مشی سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ جنازہ کی تشیع میں پیدل چلنا مستحب ہے ، پس کسی سواری پر تشیع جنازہ کرنا ثواب نہیں رکھتا)۔

اور نیز (جنازہ کی) تربیع مستحب ہے ، اور یہ (تربیع) چار افراد کا میت کے تابوت کو چار اطراف سے اٹھانا ہے ، (تابوت کا یہ اٹھانا خواہ) کسی بھی انداز سے ہو (جائز ہے ، لیکن اس میں) افضل ، تناوُب ہے (اور تناوُب : ترتیب ، یعنی چار افراد کا مخصوص ترتیب کے ساتھ تابوت کو اٹھانا ہے)۔

اور تناوُب میں افضل یہ ہے کہ :

تابوت کو (آگے سے) دائیں طرف سے اٹھانا شروع کرے ، اور تابوت کی یہ دائیں طرف وہ ہے جو میت کے بائیں طرف واقع ہوگی (یعنی تابوت کی دائیں طرف وہ ہوگی جس طرف میت کا بایاں بازو ہوگا)۔

- پس اٹھانے والا اسے اپنے دائیں کندھے سے اٹھائے گا ،

(لیکن اگر انسان تابوت کی دائیں طرف کھڑا ہوتو وہ اُسے صرف اپنے بائیں کندھے سے ہی اٹھا سکتا ہے اور دائیں کندھے سے تابوت کو اٹھانے کیلئے اُسے تابوت کے

اندر گھس کر اسے اٹھانا پڑے گا جو ایک بہت ہی مشکل کام ہے۔ لیکن یہ مشکل اُس وقت حل ہوجاتی ہے جب تابوت ایسا ہو کہ اُسے اٹھانے کیلئے اُس کے چاروں طرف ایسے راڈ لگے ہوئے ہوں جو اصل تابوت سے بڑھے ہوئے ہوں۔ پس اس صورت میں انسان اندر کی طرف ہوکر اپنے دائیں کندھے سے اُس راڈ کو اٹھا سکتا ہے۔

لیکن غور کریں کہ تابوت کو اس طرح اٹھانے سے انسان آگے کی طرف سے ، جنازہ سے آگے نہیں بڑھ جائے گا؟ ہاں ، لیکن جنازہ اٹھانے والے کیلئے یہ مکروہ نہیں ہے)۔

- (دائیں کندھے سے تابوت کو کچھ دیر اٹھانے کے بعد) پھر وہ تابوت کی پچھلی دائیں طرف خود کو منتقل کرے گا اور اسی طرح اپنے دائیں کندھے سے تابوت کو اٹھائے گا۔
- (تابوت کی پچھلی دائیں طرف کو کچھ دیر اپنے دائیں کندھے پر اٹھانے کے بعد یہ شخص) پھر اپنے آپ کو (ساتھ ہی موجود) تابوت کی پچھلی بائیں طرف منتقل کرے گا اور اسے اپنے بائیں کندھے سے اٹھائے گا۔
- (تابوت کی پچھلی بائیں طرف کو کچھ دیر اپنے بائیں کندھے سے اٹھانے کے بعد یہ شخص) پھر اپنے آپ کو تابوت کی بائیں جانب آگے کی طرف ، منتقل کرے گا اور اسی طرح اسے اپنے بائیں کندھے سے اٹھائے گا۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	خَلْفَهُ	هُ	المیت	میت کے پیچھے
۲۔	جَانِبَيْهِ	هِ	المیت	میت کی دو اطراف (یعنی دائیں بائیں)
۳۔	يَتَقَدَّمَهُ	هُ	المیت	تشییع کرنے والا میت سے مقدم ہوجائے
٤۔	حَمْلُهُ	هُ	جنازہ	جنازہ کا اٹھانا
٥۔	وَ اَفْضَلُهُ	هُ	التناوب	تناوب/ترتیب میں افضل یہ (ترتیب) ہے
٦۔	فَيَحْمِلُهُ	هُ	الجانب الایمن	تابوت کی دائیں طرف کو تشییع کرنیوالا اٹھائیگا
۷۔	بِكَتِفِهِ	هِ	المشیّع	تشییع کرنیوالا اپنے کندھے سے

۸۔	اِلیٰ مُؤَخَّرِہٖ	ہٖ	السریر	تابوت کی پچھلی طرف
۹۔	مُقَدَّمِہٖ الْاَیْسَرِ	ہٖ	السریر	تابوت کی بائیں طرف کی اگلی سائیڈ

متن172 :

اور مستحب ہے کہ جب تابوت کو اٹھائے ہوئے ہو تو یہ کہہ کر دعا کرے :

بِسْمِ اللهِ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

یعنی : اللہ کے نام سے ، خدایا ! محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیج ، خدایا مومنین و مومنات کو بخش دے۔

اور جب جنازہ کو دیکھے تو یہ کہہ کر دعا کرے :

(("اَللّٰهُ اَکْبَرُ ، هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ، اللّٰهُمَّ زِدْنَا اِیْمَاناً وَّ تَسْلِیْماً ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ ، وَ قَهَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ" ، " اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْنِیْ مِنَ السَّوَادِ الْمُخْتَرَمِ"))

یعنی : اللہ اکبر ! یہ وہ چیز ہے جس کا خدا اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ خدا اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا۔ خدایا ! ہمارے ایمان اور اطاعت میں اضافہ فرما۔ تمام تعریفیں اُس اللہ کیلئے ہیں جو اپنی قدرت کی وجہ سے معزز ہے۔ اور موت کے ذریعہ سے اپنے بندوں پر غالب ہے۔

الحمد للہ کہ اُس نے مجھے 'بے بصیرت مرنے والوں' کے 'گروہ' میں سے قرار نہیں دیا۔

اور سواد مخترم سے مراد وہ لوگ ہیں جو بے بصیرت ہلاک ہوجائیں۔ یا اس سے مطلقاً وہ لوگ مراد ہیں جو ہلاک ہوگئے ہوں خواہ بصیرت کے ساتھ یا بصیرت کے بغیر۔

(پس دعا کا معنی یہ ہوگا کہ الحمدللہ خدا نے مجھے مرنے والے لوگوں میں سے قرار نہیں دیا ، اور یہ درحقیقت اپنی زندگی پر خدا کا شکر ہے۔ اور اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ روایات کے مطابق مؤمن کو چاہیے کہ موت اور خدا سے ملاقات کو پسند کرتا رہے۔ تو جواب یہ ہے کہ زندگی اور موت دونوں خدا کی عطا کردہ ہیں۔ موت سے محبت کا مطلب یہ ہے کہ اگر موت سر پر آجائے تو انسان اُس سے فرار نہ کرے بلکہ خدا کی تقدیر سمجھ کر خوشی خوشی اپنے آپ کو حق کے سپرد کردے۔ لیکن جب تک زندہ ہے تو

مناسب ہے کہ اپنی زندگی پر خدا کا شکر ادا کرتا رہے۔ خلاصہ یہ کہ خدا زندہ رکھے یا موت دے ، ہر حال میں ہمیں اُس کی تقدیر پر راضی رہنا چاہیے)۔

اس دعا میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ خدا کی طرف سے جو بھی واقع ہو ، مومن کو اس پر راضی رہنا چاہیے۔ اور جہاں تک ممکن ہے اپنے کاموں کو خدا کے سپرد کردینا چاہیے ،

(یعنی اگر حالاتِ زندگی اچانک سے بدلنے لگیں ، امیری ، غریبی میں بدل جائے ، تندرستی ، بیماری میں بدل جائے تو انسان کو سمجھنا چاہیے کہ یہ سب کام خدا کے دستِ قدرت میں ہیں۔ اور خدا مومن کیلئے جو بھی چاہتا ہے اُس میں مومن کیلئے بہتری ہی ہوتی ہے۔ شاید وہ اپنے مال کی وجہ سے کسی مصیبت میں پڑنے والا تھا جس کی وجہ سے خدا نے اُسے فقیری دے دی۔ شاید تندرستی کی وجہ سے وہ کسی گناہ میں مبتلا ہونے والا تھا جس کی وجہ سے خدا نے اسے بیماری دے دے وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ مومن کو اپنے خدا سے گلہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کی تقدیر پر راضی رہنا چاہیے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بِقَوْلِهِ	ہ	المشیع	جنازے کی تشیع کرنیوالا اپنے قول سے
۲۔	وَ هُوَ	هُوَ	السواد المخترم	سوادِ مخترم وہ ہے جو

متن 173 :

اور ،

(اگرچہ نمازِ جنازہ پڑھنے والے نمازی کا باطہارت ہونا واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی مستحب ہے کہ وہ) ،

باطہارت ہو اگرچہ پانی پر قدرت رکھنے کے باوجود تیمّم کر لے ، جب نماز کے فوت ہونے کا خوف ہو اور مشہور یہ ہے کہ اگر نماز کے فوت ہونے کا خوف نہ بھی ہو تب بھی نمازِ جنازہ پڑھنے کیلئے تیمّم کرسکتا ہے اگرچہ پانی پر قدرت رکھتا ہو۔

اور نیز مستحب ہے وقوف یعنی امام جماعت کا کھڑا ہونا (اگر نمازِ جنازہ جماعت کی صورت میں پڑھی جارہی ہو) یا (اگر) نمازی ایک ہی ہو تو (اس کا کھڑا ہونا) مشہور ترین قول کی بنیاد پر :

- اگر میت مرد کی ہو تو اس کے وسط کے مقابل میں ہو ،
- اور اگر میت عورت کی ہو تو اس کے سینہ کے مقابل میں ہو ،

اور مشہور قول کے مقابلے میں ہے شیخ طوسیؒ کا قول جسے انہوں نے اپنی کتاب 'خلاف' میں پیش کیا ہے کہ امام یا نمازی :

- مرد کی میت کے سر کے قریب ،
- اور عورت کی میت کے سینہ کے قریب کھڑا ہوگا۔

اور شیخ طوسیؒ اپنی کتاب استبصار میں یہ فرماتے ہیں کہ امام یا نمازی :

- عورت کی میت کے سر کے قریب ،
- اور مرد کی میت کے سینہ کے قریب کھڑا ہوگا۔

اور اس حکم میں خنثیٰ ، عورت کی مانند ہے یعنی خنثیٰ کی میت کا حکم وہی ہے جو عورت کی میت کا حکم ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بِدُوْنِهٖ	ہٖ	خوف الفوت	نماز چھوٹ جانے کے خوف کے بغیر
۲۔	وَحْدَهٗ	ہٗ	المصلی	نمازی اکیلا
۳۔	اِنَّهٗ	ہٗ	المصلی	نمازی
٤۔	رَأْسِهَا	هَا	المرأة	عورت کے سر کے قریب
٥۔	وَ صَدْرِهٖ	ہٖ	الرجل	مرد کے سینہ کے قریب
٦۔	هُنَا	x	x	نمازِ میت کے مسئلہ میں

متن 174 :

اور مستحب ہے کہ نمازِ جنازہ ان جگہوں پر ادا کی جائے جو نمازِ جنازہ کیلئے معروف ہیں :

- تا کہ ان بہت سے لوگوں کی وجہ سے جنہوں نے یہاں نماز پڑھی ہے ، برکت حاصل ہو
- اور اس لیے بھی کہ موت کی خبر سننے والا (نمازِ جنازہ پڑھنے کیلئے عام طور پر) انہی (مخصوص) جگہوں (پر جانے) کا ارادہ کرتا ہے۔

اور (مصنفؒ کے مطابق) اقویٰ قول کی بنیاد پر مستحب ہے کہ نمازِ جنازہ کی تمام تکبیروں میں ہاتھوں کو (کانوں تک) بلند کیا جائے۔ جبکہ اکثر فقہاء رفعِ یدین کو پہلی تکبیر کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں۔

دونوں ہی کے بارے میں روایت وارد ہوئی ہے۔ کوئی بھی دوسرے کی نفی نہیں کررہا کیونکہ (ائمہ معصومین علیہم السلام لوگوں کو سمجھانے کیلئے) مستحب کام کو کبھی جان بوجھ کر بھی چھوڑ دیا (کرتے تھے تاکہ لوگ ان چیزوں کو واجب نہ سمجھنے لگیں)، اور اسی دلیل کی وجہ سے مصنفؒ کے قول کا قوی ہونا ظاہر ہوجاتا ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لَهَا	هَا	الصلاة	نماز کیلئے
۲۔	بِهَا	هَا	مواضع	مواضع رمقامات کی استعانت سے
۳۔	فِيْهَا	هَا	مواضع	ان مواضع رمقامات میں
٤۔	بِمَوْتِهِ	ہٖ	المیت	میت کی موت سے (باخبر ہوکر)
٥۔	يَقْصُدُهَا	هَا	مواضع	ان مقامات (پر پہنچنے) کا قصد رارادہ کرتا ہے
٦۔	كُلِّهِ	ہٖ	التکبیر	تمام تکبیروں میں
٧۔	اِخْتِصَاصِهِ	ہٖ	استحباب رفع الیدین	رفع یدین کے مستحب ہونے کا مخصوص ہونا
٨۔	كِلَاهُمَا	هُمَا	☜	تمام تکبیروں میں اور فقط تکبیرة الاحرام میں
٩۔	بِذٰلِکَ	x	x	چونکہ مستحبات بعض اوقات جان بوجھ کر چھوڑ دیئے جاتے ہیں

متن 175 :

اور جو کوئی بھی نمازِ جنازہ کی بعض تکبیروں کو امام کے ساتھ ادا نہ کرسکے ،

(مثلاً یہ کہ لیٹ پہنچا ہو اور امامِ جماعت بعض تکبیروں کو ادا کرچکا ہو)

تو یہ شخص ،

(جتنی تکبیریں امام کے ساتھ پڑھ سکے ، پڑھ لے مثلاً جب امام تین تکبیریں کہہ کر تیسری تکبیر کی دعا پڑھنے میں مصروف ہو تو یہ شخص تکبیر کہہ کر جماعت میں شریک ہوجائے گا

لیکن چونکہ اس نے ابھی پہلی تکبیر کہی ہے لہٰذا یہ امام کے ساتھ تیسری تکبیر والی دعا نہیں پڑھے گا بلکہ پہلی تکبیر کے بعد چونکہ شہادتین پڑھی جاتی ہے لہٰذا یہ شخص شہادتین پڑھے گا اور اسی طرح ہر تکبیر کے بعد اس تکبیر سے مخصوص دعا کو پڑھتا جائے گا اور)،

باقی تکبیروں کو (امام جماعت کے) نماز سے فارغ ہونے کے بعد تمام کرے، ولاءً (یعنی پے در پے) بغیر دعا کے (جو ان تکبیروں کے درمیان پڑھی جاتی ہے)، اور یہ فرض کرتے ہوئے کہ جنازہ کو اٹھا کر قبر میں رکھ دیا گیا ہو (اور یہ شخص ابھی باقی تکبیروں کو نہ پڑھ سکا ہو) تو قبر پر بھی پڑھ سکتا ہے، اگرچہ یہ فرض بعید ہے۔

اور تحقیق مصنفؒ اور فقہاء کے ایک گروہ نے بطورِ مطلق کہا ہے کہ "جب کوئی شخص بعض تکبیروں کو امام کے ساتھ ادا نہ کرسکے تو باقی تکبیروں کو" پے در پے کہنا جائز ہے، عمل کرتے ہوئے روایت پر جو مطلق ہے، (یعنی روایت میں وِلاء کے جواز کو بغیر کسی شرط کے بیان کیا گیا ہے)۔

(مذکورہ مسئلہ کے بارے میں وارد روایت یہ ہے: رَوَی الْحَلَبِیُّ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللهِ (ع) اَنَّهُ قَالَ: اِذَا اَدْرَکَ الرَّجُلُ التَّکْبِیْرَةَ وَ التَّکْبِیْرَتَیْنِ مِنَ الصَّلاَةِ عَلَی الْمَیّتِ فَلْیَقْضِ مَا بَقِیَ مُتَتَابِعاً. الفقیه ج۱ ص۱٦٥)،

اور ذکریٰ میں مصنفؒ نے یہ کہا ہے کہ اگر باقی تکبیروں کے بعد دعا پڑھے تو بھی جائز ہے کیونکہ روایت میں باقی تکبیروں کے بعد، دعا پڑھنے کے واجب ہونے کی نفی کی ہے، جائز ہونے کی نفی تو نہیں کی۔

اور بعض فقہاء نے 'باقی تکبیروں کے بعد دعا پڑھنے کے جائز ہونے کو' اس بات سے مقید کیا ہے کہ نمازی دعا پڑھنے کی وجہ سے (میت پر بعض تکبیریں) نہ پڑھ سکنے کا خوف رکھتا ہو۔

اور اگر باقی تکبیروں کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو،

(یعنی یہ کہ اسے یقین ہو کہ دعائیں پڑھنے کی مدت میں میت کو اٹھایا نہیں جائے گا)

تو واجب ہے کہ (باقی تکبیروں کے بعد) جس حد تک دعا کا پڑھنا ممکن ہو، پڑھے۔

اور (اس مسئلہ میں، بعض فقہاء کا) یہ قید لگانا (ہی) بہترین ہے (شہید ثانیؒ)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فَرَاغِهِ	ہ	الامام	امام جماعت کے نماز سے فارغ ہوتے ہی

۲۔	بَعْدَ رَفْعِهَا	هَا	الجنازة	جنازہ کے اٹھ جانے کے بعد
۳۔	فِيْهِ	هِ	القبر	قبر میں
٤۔	حِيْنَئِذٍ	x	x	حين فوت بعض التكبيرمع الامام
٥۔	لَوْ دَعَا	هُوَ	المصلی	اگر نمازی (تکبیر کے بعد) دعا کرے
٦۔	قَيَّدَهُ	هُ	الولاء	باقی تکبیروں کو پے در پے کہنے کی قید لگائی ہے
۷۔	بَعْضُهُمْ	هُمْ	الفقهاء	بعض فقہاء نے
۸۔	وَ اِلَّا	x	x	اگر فوت ہونے کا خوف نہ ہو
۹۔	مِنْهُ	هُ	دعا	دعا میں سے
۱۰۔	وَ هُوَ	هُوَ	تقييد بعض	بعض فقہاء کا یہ قید لگانا

متن 176 :

(کیا میت پر دفن کے بعد نماز پڑھنا جائز ہے؟)

اور جس شخص نے میت پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی ہو، تو دو اقوال میں سے مشہور ترین قول کی بنیاد پر:

- (میت کے دفن ہونے کے بعد) دن اور رات (یعنی چوبیس گھنٹے کے دوران) میں کسی بھی وقت اُس پر نمازِ جنازہ پڑھ سکتا ہے،
- یا ایک اور قول کے مطابق، دائماً،

(یعنی کسی بھی وقت اُس میت پر نمازِ جنازہ پڑھ سکتا ہے، اس شرط کے ساتھ کہ اُس کا جسم مٹی میں تبدیل نہ ہو چکا ہو)،

اور (مسئلہ کے بارے میں) یہ (قول) اقویٰ (یعنی سب سے زیادہ مضبوط) ہے۔

اور بہتر یہ ہے کہ دونوں فعلوں (یعنی يُصَلِّيُ اور لَمْ يُصَلِّ) میں يُصَلِّيُ کو مبنی معلوم پڑھا جائے، یعنی نماز پڑھے گا وہ شخص جو میت پر نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر میت پر نماز پڑھنے کا ارادہ رکھنے والا یہ شخص اُس میت پر نماز نہ پڑھ چکا ہو، اگرچہ دفن کی مذکورہ مدت (یعنی چوبیس گھنٹے) کے بعد (میت پر نماز پڑھنا چاہتا ہو) یا (اس مدت کے بعد) کسی وقت بھی (میت پر نماز پڑھنا چاہتا ہو)،

اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اُس میت پر (دفن سے پہلے یا بعد میں) نمازِ جنازہ پڑھی گئی ہے یا نہیں پڑھی گئی۔ اور یہ وہی نظریہ ہے جسے مسئلہ کے بارے میں مصنفؒ نے اختیار کیا ہے۔

اور ممکن ہے اسے (یعنی یصلی اور لم یصل کو بطورِ) مجہول پڑھا جائے (یعنی یُصَلّٰی اور لَمْ یُصَلَّ)

پس اس صورت میں نماز پڑھنے کا حکم مخصوص ہوجائے گا اُس میت کیلئے جس پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی گئی ہو،

(یعنی واجب ہوگا کہ اُس پر نماز پڑھی جائے)۔

اور بعض فقہاء کا کہنا یہ ہے کہ: جس میت پر نمازِ جنازہ پڑھی جا چکی ہو اُس پر دفن کیے جانے کے بعد (دوبارہ) نمازِ جنازہ پڑھنا مشروع (یعنی جائز) نہیں ہے۔ تا کہ،

(اس طرح سے مسئلہ کے بارے میں پائی جانے والی دوقسم کی)

روایتوں کو جمع کیا جاسکے،

(کیونکہ بعض روایات میں دفن کے بعد میت پر نماز پڑھنے کو جائز نہیں سمجھا گیا جبکہ بعض دوسری روایات میں دفن کے بعد میت پر نماز پڑھنے کو جائز سمجھا گیا ہے)۔

(شارحؒ فرماتے ہیں کہ) مصنفؒ نے جس نظریہ کو اختیار کیا ہے (یعنی یہ کہ یُصَلِّیْ کو معلوم پڑھا جائے) وہ اقویٰ ہے۔

یعنی	مرجع	ضمیر	قول	
وہ جس پر نماز (میت) نہ پڑھی ہو	من الموصولة	ہِ	لَمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ	۱۔
اور او دائماً والا دوسرا قول	او دائما	ھُوَ	وَ ھُوَ	۲۔
نماز میت کا ہمیشہ جائز ہونا اگرچہ قبر پر ہی ہو	x	x	ھٰذَا	۳۔
جس (قول) کو مصنفؒ نے اختیار کیا ہے	الذی	ہٗ	اِخْتَارَہٗ	٤۔
دونوں فعلوں میں یصلی کی قرائت	یصلی فی الفعلین	ہٗ	قِرَاءَتُہٗ	٥۔
میت جس پر نماز (میت) نہ پڑھی گئی ہو	میت	ہِ	لَمْ یُصَلَّ عَلَیْہِ	٦۔
اُس (میت) کے دفن ہونے کے بعد، اُس پر	من الموصولة	ہٖ	عَلَیْہِ بَعْدَ دَفْنِہٖ	۷۔
فعل صلی کا مجہول پڑھا جانا، اور دفن کے بعد نماز میت کے پڑھنے کا غیر مشروع ہونا	☜	ھُوَ	وَ ھُوَ	۸۔

متن 177 :

اور اگر کسی جنازہ پر نمازِ میت پڑھنے کے دوران ایک اور جنازہ کو لا یا جائے ،

(یعنی اُسے پہلے جنازہ کے برابر میں لا کر رکھ دیا جائے تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ) ،

پہلے جنازہ پر پڑھی جانے والی نماز کو مکمل کرے اور پھر دوسرے جنازے پر نئے سرے سے نماز پڑھے ، اور یہ بہتر ہے (اس شرط کے ساتھ) جب دوسرے جنازے (کے خراب ہونے) کا خوف نہ ہو۔

اور بعض فقہاء کا یہ قول ہے کہ :

جب دوسرے جنازے پر نماز پڑھنا مستحب ہو (مثلاً یہ کہ دوسرا جنازہ چھ سال سے چھوٹے بچہ کا ہو) تو پہلے جنازے پر (تنہا نماز پڑھنا) متعین (یعنی واجب) ہوجائے گا (اور اس کے بعد دوسرے جنازے پر نماز پڑھی جائے گی) ، کیونکہ (دونوں میں) 'وَجہ' (نیت میں واجب یا مستحب کا قصد) مختلف ہے ،

[جس کی وجہ سے دونوں جنازوں پر ایک ساتھ نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک ہی نیت میں واجب کا بھی قصد کیا جائے (پہلے جنازہ کیلئے) اور مستحب کا بھی قصد کیا جائے (دوسرے جنازہ کیلئے] ،

(شارحؒ فرماتے ہیں کہ) 'وَجہ' کے ذریعہ سے (دلیل دینا صحیح) نہیں ہے ،

[کیونکہ اوّلاً یہ کہ نمازی کیلئے عبادت میں وجہ (یعنی وجوب یا استحباب) کا قصد کرنا شرط نہیں ہے، بلکہ فقط قصدِ قربت کافی ہے۔ اور ثانیاً یہ کہ فرض کریں کہ دو جنازے ہیں جن میں سے ایک پر نماز واجب ہے اور دوسرے پر مستحب۔ دونوں پر ابھی نماز شروع نہیں کی گئی اور انہیں ایک ساتھ لا کر رکھ دیا گیا ہے ، تو آپ کی دلیل کے مطابق ، ان دونوں پر بھی ایک ساتھ نماز پڑھنا صحیح نہیں ہوگی کیونکہ دونوں میں 'وَجہ' مختلف ہے ۔ جبکہ صورتِ حال یہ ہے کہ اس کام کو جائز سمجھتے ہیں] ۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنى
۱۔	اَتَمَّهَا	هَا	الصلاة	نمازی ، پڑھی جانے والی نمازِ میت کو مکمل کریگا
۲۔	وَ هُوَ	هُوَ	☜	اِتْمَامُ الْاُوْلیٰ ثُمَّ اسْتِئْنَافٌ عَلَى الثَّانِيَةِ

۳۔	بِتَعَیُّنِہٖ	ہٖ	استئناف	پہلی میت پر نمازِ میت کو مکمل کرکے دوسری میت پر نئے سرے سے نمازِ میت پڑھنا

متن 178 :

اور علامہ حلیؒ ، نیز متقدمین اور متاخرین فقہاء کا ایک گروہ اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ نمازی :

- پہلے جنازہ پر نماز توڑ کر دونوں پر نئے سرے سے نماز پڑھنے ،
- اور پہلے جنازہ پر نماز مکمل کرکے ، دوسرے جنازے پر جداگانہ دوسری نماز پڑھنے کے درمیان اختیار رکھتا ہے۔

درحالانکہ انہوں نے علی بن جعفرؑ کی روایت کے ذریعہ احتجاج کیا ہے (یعنی روایت کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے) جس میں انہوں نے اپنے بھائی (امام جعفر صادقؑ) سے اُس گروہ کے بارے میں پوچھا (کہ وہ کیا کریں) جنہوں نے ایک جنازہ پر (نماز پڑھنے کیلئے) ایک تکبیر (یعنی تکبیرۃ الاحرام) یا دو تکبیریں کہی ہوں کہ اتنے میں پہلے جنازہ کے ساتھ ایک اور جنازہ لاکر رکھ دیا جائے ؟

امام ؑ نے فرمایا : (انہیں اختیار ہے) :

چاہیں تو پہلے (جنازہ پر نماز) کو ترک کردیں (یعنی توڑ دیں اور دونوں کے لیے نئی نماز شروع کریں) یہاں تک کہ دوسرے جنازے پر (پڑھی جانے والی نماز جو درحقیقت دونوں جنازوں کیلئے ہوگی ، کی پانچوں) تکبیروں سے فارغ ہوجائیں۔

اور چاہیں تو پہلے (جنازہ پر نماز کو نہ توڑیں بلکہ اُس پر پانچوں تکبیریں پڑھ کر نماز کو ختم کریں اور اُسے) اٹھالیں ، اور دوسرے جنازہ پر (نماز شروع کرکے اُس کی تمام) تکبیروں کو مکمل کریں (اور نماز ختم کرلیں) ان میں سے کسی (کو بھی اختیار کرنے) میں کوئی برائی نہیں ہے۔

(روایت کا یہ ترجمہ ان فقہاء کے مُدّعا کے مطابق کیا گیا ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اَنَّہٗ	ہٗ	المصلی	نمازِ میت پڑھنے والا شخص
۲۔	وَاسۡتِئۡنَافِھَا	ھَا	الصلاۃ	اور نماز کا نئے سرے سے پڑھنا

۳۔	عَلَيْهِمَا	هُمَا	الاولى+ الاخرى	پہلے اور دوسرے ، دونوں جنازے پر
٤۔	مَعَهَا	هَا	الجنازة	پہلے جنازے کے ساتھ

متن 179 :

مصنفؒ اپنی کتاب ذکریٰ میں فرماتے ہیں :

’’(مذکورہ) روایت ، اِن فقہاء کے مُدّعا کو فائدہ پہنچانے (یعنی ان کے دعویٰ کی دلیل بننے) سے قاصر ہے۔

(بلکہ درحقیقت روایت دو جنازوں پر نماز کی تشریک یعنی مشترک ہونے کو ثابت کررہی ہے)

کیونکہ روایت (یعنی امام علیہ السلام کے جواب) سے ظاہراً یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ :

(راوی اس مسئلہ کو جانتے ہیں کہ اگر کسی جنازہ پر نماز پڑھی جارہی ہو اور اسی دوران میں ایک اور جنازہ اس کے برابر میں رکھ دیا جائے تو دوسرے جنازہ کو نماز میں شریک کیا جاسکتا ہے ، پوچھنا یہ چاہتے ہیں کہ جب پہلے جنازہ کی تکبیریں ختم ہوجائیں تو کیا ضروری ہے کہ جب تک دوسرے جنازے کی باقی تکبیریں ختم نہ ہوجائیں ، اُسے وہیں رکھا رہنے دیں یا یہ کہ اُسے وہاں سے اٹھایا جاسکتا ہے؟ پس روایت سے یہ مراد ہے کہ :)

پہلے جنازہ کی (وہ) تکبیر(یں) جو (کہے جانے) سے باقی ہیں، وہ دونوں جنازوں کیلئے محسوب ہوں گی ،

(مثلاً اگر دوسرے جنازے کو اُس وقت لایا گیا ہو جب پہلے جنازے کی تیسری تکبیر کہی جاچکی ہو تو پہلے جنازے کی باقی دو تکبیریں دونوں جنازوں کیلئے محسوب ہوں گی اس طرح کہ پہلے جنازے کی چوتھی تکبیر ، دوسرے جنازے کی پہلی تکبیر ہوگی اور پہلے جنازے کی پانچویں تکبیر ، دوسرے جنازے کی دوسری تکبیر ہوگی) ،

پس جب پہلے جنازے کی تکبیروں سے فارغ ہوجائیں ، تو اختیار رکھتے ہیں کہ :

- پہلے جنازے کو اُس کے حال پر چھوڑ دیں یہاں تک کہ دوسرے جنازے پر (اُس کی باقی) تکبیروں کو مکمل کرلیں ،
- یا یہ کہ پہلے جنازہ کو اُس کی جگہ سے اٹھا لیں (اور مثلاً دفن کردیں) اور دوسرے

جنازے پر (باقی تکبیروں کو) مکمل کرلیں۔

اور اس روایت میں ایسا (کوئی لفظ) نہیں ہے جو دلالت کرے (کہ) پہلے جنازے پر کسی بھی وجہ سے نماز کو باطل کرنا (صحیح ہو)۔"

یہ لیجئے (یہ تو ہوا پہلا جواب)۔

اس کے ساتھ (دوسری دلیل یہ ہے کہ) واجب نماز کو توڑنا حرام ہے۔

ہاں! البتہ اگر (دوسرے) جنازوں پر (کسی قسم) کا خوف ہو تو (پہلے جنازہ پر پڑھی جانے والی) نماز کو توڑ دیا جائے، پھر سب جنازوں پر نئی نماز شروع کی جائے، کیونکہ (یہاں نماز کو) توڑنا، ضرورت (اور مجبوری) کی وجہ سے ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	ظَاهِرُهَا	هَا	الرواية	روایت کا ظاہر
۲۔	تَرْكِهَا	هَا	الجنازة الاولیٰ	پہلے جنازہ کو چھوڑ دینا
۳۔	بِحَالِهَا	هَا	الجنازة الاولیٰ	پہلے جنازے کو اس کے حال (یعنی جگہ) پر
٤۔	رَفْعِهَا	هَا	الجنازة الاولیٰ	پہلے جنازے کو اٹھا لینا
٥۔	مِنْ مَكَانِهَا	هَا	الجنازة الاولیٰ	پہلے جنازے کو اس کی جگہ سے
٦۔	فِيْ هٰذَا	x	x	مصنفؒ نے روایت کی جو وضاحت کی ہے، اس کے مطابق روایت میں
۷۔	هٰذَا	x	x	خُذْ ذَا کے معنی میں ہے، یعنی اسے لیجئے
۸۔	عَلَيْهَا	هَا	الجنائز	جنازوں پر
۹۔	لِاَنَّهُ	ہٗ	قطع الصلاة	اس لیے کہ نماز کا توڑنا

متن 180 :

اور مصنفؒ نے (کتاب ذکریٰ میں) جس بات کا ذکر کیا ہے، یہاں (لمعہ میں) بھی یہ کہہ کر اُس کی طرف اشارہ کیا ہے:

اور (مذکورہ) حدیث جسے علی بن جعفرؑ نے روایت کی ہے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ:
(پہلے جنازہ پر پڑھی جانے والی نماز کی) باقی تکبیریں، دونوں جنازوں کیلئے محسوب ہوتی ہیں،
(پس جب پہلے جنازے کی مشترکہ تکبیریں کہہ کر پہلے جنازہ پر نماز مکمل ہوجائے تو)
پھر دوسرے جنازے کیلئے باقی تکبیریں کہی جائیں گی۔ اور ہم نے اپنی کتاب ذکریٰ میں اس مسئلہ کے بارے میں تحقیق پیش کی ہے، (شارح فرماتے ہیں کہ) ہم اس تحقیق کو بیان کرچکے ہیں۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنى
۱۔	هُنَا	x	x	کتاب لمعہ میں
۲۔	لَهُمَا	هُمَا	الاولى+ الثانية	پہلے اور دوسرے دونوں جنازوں کیلئے
۳۔	ثُمَّ يَأْتِيْ	هُوَ	المصلى	پھر نمازی ادا کریگا (باقی تکبیروں کو)
٤۔	حَقَّقْنَاهُ	هُ	الحديث	ہم نے حدیث سے متعلق تحقیق کو (اپنی کتاب ذکریٰ میں پیش کیا ہے)
٥۔	حَكَيْنَاهُ	هُ	تحقيق	ہم نے اس تحقیق کو نقل کیا ہے
٦۔	عَنْهَا	هَا	ذكرىٰ	(مصنفؒ کی کتاب) ذکریٰ سے

متن 181 :

مصنفؒ نے مذکورہ تحقیق پیش کرنے کے بعد، ایک بار پھر حدیث پر اشکال کیا ہے (جس کی وضاحت یہ ہے کہ):
پہلے (جنازہ پر نماز) کی نیت، دوسرے (جنازے پر نماز) کی نیت کو شامل نہیں ہوسکتی،
(مذکورہ روایت میں یہ تو ہے کہ پہلے جنازہ پر نماز کی باقی تکبیریں دوسرے جنازے کیلئے بھی محسوب ہوں گی، لیکن روایت میں کہیں نیت کا تذکرہ نہیں ہے۔ اور یہ مُسلَّم ہے کہ پہلے جنازہ پر نماز کی جو نیت کی گئی تھی وہ اُسی جنازہ کیلئے مخصوص تھی۔ اس میں خودبخود دوسرے جنازہ پر نماز کی نیت شامل نہیں ہوسکتی)،
پھر کیسے ممکن ہے کہ (پہلے جنازہ پر پڑھی جانے والی نماز کی) باقی تکبیروں کو ''دوسرے جنازے

کی طرف'' پھیر دیا جائے؟ جبکہ ہر عمل نیت پر متوقف ہوتا ہے۔

اور (پھر خود ہی یہ کہہ کر اس اشکال کا) جواب دیا ہے کہ:

(اگرچہ روایت میں نیت کا تذکرہ نہیں ہے لیکن) ممکن ہے کہ حدیث کو حمل کیا جائے اس پر،

(کہ امام علیہ السلام کی مراد یہ ہو کہ جس وقت سے دوسرا جنازہ، پہلے جنازہ کے برابر میں لاکر رکھ دیا جائے)،

اُسی وقت سے نئی نیت کر لی جائے، تاکہ باقی تکبیریں دونوں جنازوں کیلئے محسوب ہوں۔

اور یہ وہ جواب ہے جس سے کسی دوسرے جواب کی طرف عدول نہیں کیا جاسکتا۔ اگرچہ روایت میں نیت کی تصریح (یعنی وضاحت) نہیں کی گئی، (شاید) اس لیے کہ (روایت مکلّف کے بیرونی افعال کو بیان کر رہی ہو جبکہ نیت) ایک ایسی چیز ہے جو دل سے کی جاتی ہے (جس کا زبان سے ادا کرنا حتی مستحب بھی نہیں ہے، پس) نیت میں اتنا ہی کافی ہے کہ فقط (دل ہی دل میں) دوسرے جنازے پر نماز پڑھنے اور ان دوسری چیزوں کا جو نیت میں شرط ہیں (مثلاً قصدِ قربت وغیرہ) کا ارادہ کرلیا جائے۔

اور مصنفؒ نے (اپنی مختلف کتابوں میں متعدد) جگہوں پر اس بات کو ثابت کیا ہے کہ (چونکہ نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں) اسی وجہ سے صدرِ اول (یعنی ابتدائی دور کے فقہاء) نیت کے درپے نہیں ہوتے تھے، اور نیت کی یہ بحث (فقہاءِ) متاخرین نے ایجاد کی ہے۔ پس اس وضاحت سے (مذکورہ) اشکال دور ہوجاتا ہے۔

اور گذشتہ بحث سے واضح ہوجاتا ہے کہ نماز کے توڑنے (یعنی باطل کرنے) پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے (جس کے علامہ حلیؒ اور بعض دوسرے فقہاء قائل تھے)۔ اور دلیل کے بغیر نماز کا قطع کرنا (اس کام کے) حرام ہونے کی تقویت کرتا ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	ذٰلِکَ	x	x	حدیث کے بارے میں مصنفؒ کی مذکورہ تحقیق
۲۔	اِلَیْهَا	هَا	الثانیة	دوسرے جنازے کی طرف

۳۔	حَمۡلِهٖ	هٖ	☜	باقی تکبیروں کا دوسرے جنازے کی طرف پھیرنے کو حمل کرنا
٤۔	عَنۡهُ	هُ	الجواب	اس جواب سے
٥۔	لِاَنَّهَا	هَا	النية	اس لیے کہ نیت
٦۔	فِيۡهَا	هَا	النية	نیت میں
٧۔	لِذٰلِکَ	x	x	اس لیے کہ نیت ، دل کے ارادے کا نام ہے
٨۔	عَنۡهَا	هَا	النية	نیت کے بارے میں
٩۔	مِنۡ ذٰلِکَ	x	x	مصنفؒ کی تحقیق سے
١٠۔	وَ بِدُوۡنِهٖ	هٖ	دليل	اور دلیل کے بغیر
١١۔	تَحۡرِيۡمُهٗ	هٗ	القطع	نماز قطع کرنے کا حرام ہونا

متن 182 :

(شارحؒ کا مصنفؒ پر اشکال :)

اور مصنفؒ نے (کتابِ ذکریٰ میں) جنازوں پر (ان کے تلف ہونے کے) خوف کی وجہ سے نماز کے قطع کے جائز ہونے کا جو ذکر کیا ہے تو یہ بات واضح نہیں ہے۔ کیونکہ :

اگر سب جنازوں پر اس بات کا خوف ہو یا صرف پہلے جنازہ پر خوف ہو تو نماز کو قطع کرنے سے ، پہلے جنازہ کیلئے موجود ضرر (یعنی جنازہ کے تلف ہونے) میں مزید اضافہ ہوجائے گا ، اور نماز کو قطع کرنا اس ضرر کو زائل نہیں کرے گا کیونکہ اس پر جس قدر نمازِ جنازہ پڑھی جا چکی ہے وہ نماز کو توڑنے کی وجہ سے ضائع ہوجائے گی ، اور نماز کو قطع کرنا سبب بنے گا کہ پہلا جنازہ زیادہ دیر اپنی جگہ رکھا رہے ،

(اس طرح اس کے تلف ہونے کا خطرہ مزید بڑھ جائے گا)۔

اور اگر دوسرے جنازے پر (اُس کے تلف ہونے کا) خوف ہو تو ،

(ضروری نہیں ہے کہ پہلے جنازے پر پڑھی جانے والی نماز کو قطع کیا جائے تا کہ وہ خوف دور ہو سکے ، بلکہ جیسے ہی دوسرے جنازہ کو لا کر رکھا جائے ، دونوں پر مشترکہ نماز

کی نیت کرلے ، کیونکہ ہر صورت میں) ،

ضروری ہے کہ دوسرا جنازہ اُس پر پڑھی جانے والی نماز کی مدت تک (زمین پر) رکھا رہے ،

(دوسرا جنازہ جب تک اتنی مدت تک زمین پر نہ رکھا رہے جس مدت میں اُس پر نماز پڑھی جاسکے ، تو پھر اُس پر نماز کیسے پڑھی جائے؟) ،

اور دوسرے جنازے کے زمین پر رکھے رہنے کی یہ مدت :

- تشریک کے ساتھ بھی حاصل ہوسکتی ہے ،
- اور پہلے جنازہ پر نماز قطع کرکے نئی نماز کے ساتھ بھی۔

[البتہ جان لیجئے کہ تشریک اور قطع کی مدت اُس وقت مساوی ہوگی ، جب نماز کو دعاؤں کے بغیر پڑھے (کیونکہ بعض فقہاء تکبیر کے بعد پڑھی جانے والی دعاؤں کو واجب نہیں سمجھتے) یعنی فقط پانچ تکبیروں کو پے در پے کہے ، تو اس صورت میں خواہ یہ کہ نماز کو قطع کرے اور نئے سرے سے دونوں کیلئے پانچ تکبیریں کہے یا یہ کہ پہلے جنازہ پر نماز کے دوران ہی تشریک کا قصد کرلے ، ضروری ہے پانچ تکبیر کہنے کی مدت تک وہ جنازہ زمین پر رکھا رہے]۔

ہاں ، البتہ بطورِ نادر ، دوسرے جنازے پر خوف کو ، (ہر تکبیر کے بعد ہر میت کیلئے) دعاؤں کے متعدد ہونے کو ملحوظِ نظر رکھتے ہوئے فرض کیا جاسکتا ہے (کیونکہ جب تشریک کا قصد کیا جائے تو) دونوں جنازے ، (تکبیر کے بعد پڑھی جانے والی) دعا میں ایک دوسرے سے مختلف ہوجاتے ہیں (اورضروری ہوتا ہے کہ ہر جنازے کیلئے اس کی تکبیر کے اعتبار سے دعا پڑھی جائے) ،

[اس کی وضاحت یہ ہے کہ دونوں جنازوں کیلئے مشترک تکبیر ادا کرنے کے بعد ، ہر جنازہ کی تکبیر کے حساب سے اُس کی مخصوص دعا پڑھی جائے ، یعنی مشترک تکبیر کے بعد دو دعائیں پڑھی جائیں گی۔ مثلاً فرض کریں کہ پہلے جنازہ پر دو تکبیریں کہی جا چکی ہیں کہ اتنے میں ایک اور جنازے کو پہلے جنازے کے برابر میں رکھ دیا جاتا ہے۔ تو اگر دوسرے جنازے کیلئے نماز کو قطع نہ کیا جائے بلکہ تیسری تکبیر سے دونوں جنازوں کو نماز کی نیت میں شامل کرلیا جائے تو پہلے جنازے کی نسبت سے تو یہ تیسری تکبیر ہوگی

لیکن دوسرے جنازے کی نسبت سے پہلی تکبیر ہوگی۔ چنانچہ اس تکبیر کے بعد پہلے جنازہ کیلئے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ والی دعا پڑھی جائے گی جبکہ دوسرے جنازہ کیلئے شہادتین پڑھی جائے گی]۔

اس طرح کہ،

(جب دوسرے جنازے کو پہلے جنازے پر پڑھی جانے والی نماز میں شریک کریں گے تو تشریک کے بعد)،

(پہلے) جنازہ پر نماز کی جو مقدار گذر چکی ہے (یعنی پڑھی جاچکی ہے) اس پر اضافہ ہوجائے گا اس چیز کا جس کی تکرار کی جائے گی دعا میں سے، (کیونکہ دوسرے جنازہ کیلئے ان دعاؤں کی تکرار کرنا پڑے گی جو پہلے جنازہ کیلئے پڑھی جاچکی ہیں)۔

[آیئے اس مسئلہ کو مثال سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ پہلے جنازہ پر نماز جاری ہے اور ابھی دوسری تکبیر نہیں گئی کہ ایک اور جنازے کو پہلے جنازہ کے برابر میں رکھ دیا جاتا ہے، جس کے تلف ہونے کا خوف ہے۔ پس اگر دوسرے جنازے کو بھی نماز میں شریک کرلیا جائے تو یہ شرکت دوسری تکبیر سے کی جاسکتی ہے۔ پس دوسری تکبیر کے بعد پہلے جنازہ کی تین دعائیں باقی ہیں اور دوسرے جنازے کی چار دعائیں جو کل ملا کر سات دعائیں ہوئیں۔ لیکن اگر نماز کو دوسری تکبیر سے پہلے ہی قطع کر دیا جائے تو نئی نماز میں دونوں کیلئے چار دعائیں پڑھنا پڑیں گی، جو یقیناً کم وقت میں مکمل ہوجائیں گی۔ چونکہ مقطوع نماز میں صرف شہادتین پڑھی گئی تھی کیونکہ فرض یہ تھا کہ نماز کو دوسری تکبیر سے پہلے قطع کردیا جائے، تو اس صورت میں نئی نماز میں صرف شہادتین کی تکرار ہوگی۔ یہ مقصد نہیں ہے کہ شہادتین کو دو بار پڑھا جائے گا، بلکہ مقصد یہ ہے کہ شہادتین کو پہلی نماز میں پڑھا گیا تھا، یہاں ایک بار پھر پڑھا جائے گا۔ نئی نماز میں دونوں جنازوں کیلئے الگ الگ دعائیں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ایک ہی دعا دونوں کیلئے کافی ہوگی، سوائے اس کے کہ چوتھی تکبیر میں دو جنازوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے تثنیہ کی ضمیریں لائی جائیں گی۔

اور اگر پہلی نماز کی تیسری تکبیر میں دوسرے جنازہ کو شریک کیا جائے تو لازم آئے گا کہ دوسرا جنازہ چھ دعاؤں تک زمین پر رکھا رہے۔ لیکن اگر نماز کو اسی مقام پر قطع کردیا جائے تو دوسرا جنازہ صرف چار دعاؤں تک زمین پر رکھا رہے گا۔ اور اگر پہلی نماز کی چوتھی تکبیر کے بعد دوسرے جنازہ کو نماز میں شریک کیا جائے تو اِسے پانچ دعاؤں تک زمین پر رکھنا پڑے گا۔ لیکن اگر تشریک کی صورت میں دعاؤں میں اضافہ لازم نہ آئے تو نماز کو قطع کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی]۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ لَا یُزِیْلُهٗ	هُوَ + هٗ	قطع+ الضرر	توڑنا ، ضرر کو زائل نہیں کریگا
۲۔	مِنْ صَلاَتِهَا	هَا	الاولی	پہلے جنازے کی نماز میں سے
۳۔	مَكْثِهَا	هَا	الاولیٰ	پہلے جنازے کا پڑا رہنا
٤۔	فَلاَ بُدَّ لَهَا	هَا	الاخیرة/الثانية	دوسرے جنازے کیلئے لازم ہوگا
٥۔	عَلَيْهَا	هَا	الاخیرة/الثانية	دوسرے جنازے پر
٦۔	وَ هُوَ	هُوَ	مقدار مكث	(دوسرے جنازے کے) رکھے رہنے کی مدت
۷۔	فَرْضُهٗ	هٗ	جواز القطع	نماز توڑنے کے جائز ہونے کو فرض کرنا
۸۔	مَعَ اخْتِلاَفِهِمَا	هُمَا	جنازتين	دو جنازوں میں موجود اختلاف
۹۔	فِيْهِ	هِ	الدعاء	دعا میں
۱۰۔	مِنْهُ	هٗ	الدعاء	دعا میں سے

متن 183 :

(دورانِ نماز ، تشریک کی صورت میں نمازِ میت کا طریقه :)

اور جب ـــــــــ ،

(پہلے جنازہ پر نماز کے دوران دوسرا جنازہ اس کے برابر میں لاکر رکھ دیا جائے اور دوسرے جنازے پر خوف کی وجہ سے پہلے جنازہ کی) ،

باقی نماز میں ، تشریک کو اختیار کیا جائے ، تو نمازی دوسرے جنازے پر نماز پڑھنے کیلئے دل ہی دل میں نیت کریگا (یعنی اُسے بھی اپنی نیت میں شامل کرلے گا اور باقی نماز دونوں جنازوں کیلئے مشترکہ ہوگی)۔

اور (نماز کی باقی) تکبیروں کو دونوں جنازوں کی نیت سے کہے گا ، اُسی طرح جیسے اگر دو جنازے نماز کی ابتدا میں ایک ساتھ حاضر ہوتے (تو ہر تکبیر میں یہ نیت ہوتی ہے کہ یہ دونوں جنازوں کیلئے ہے) ، اور (ہر مشترکہ تکبیر کے بعد) ہر جنازے کیلئے اُس کے وظیفہ کے مطابق دعا پڑھے گا ، درحالانکہ نمازی کو اختیار ہے کہ (دو جنازوں میں سے) جس جنازے کی دعا چاہے پہلے پڑھ لے ،

(یعنی نمازی ، مشترکہ تکبیر کے بعد ، دوسرے جنازے کی مخصوص دعا کو پہلے جنازے کی مخصوص دعا سے پہلے پڑھنے کا اختیار رکھتا ہے) ،

یہاں تک کہ پہلے جنازہ کی دعائیں مکمل ہوجائیں ، پھر دوسرے جنازے کی باقی رہ جانے والی دعاؤں کو مکمل کرے گا۔

(اگر مختلف جنازوں پر شروع ھی سے ایک ساتھ نماز پڑھی جائے :)

اور دورانِ نماز تشریک کی مانند ہے وہ تشریک جو نماز کی ابتداء میں ہو یعنی شروع ہی سے متعدد جنازوں کیلئے ایک نماز پر اکتفا کیا جائے۔ پس (اس صورت میں) نمازی :

- اُن چیزوں میں جنازوں کے درمیان تشریک کرے گا جن کے الفاظ تمام جنازوں کیلئے ایک جیسے ہیں ،

(مثلاً تکبیر ، شہادتین ، صلوات ، اور مومنین و مومنات کیلئے دعا۔ پس ان چیزوں میں سب جنازے ایک دوسرے کے شریک ہوں گے ، یعنی یہ چیزیں سب کیلئے ایک ہی انداز میں پڑھی جائیں گی)۔

- اور ان چیزوں میں جن کے الفاظ مختلف جنازوں کے لیے مختلف ہوں ، جیسے (چوتھی تکبیر کے بعد کی) دعا ، پس اگر جنازوں میں مومن ، مجہول ، منافق اور بچے سب ہی شامل ہوں تو ہر جنازے کے وظیفہ کے مطابق اس کیلئے مخصوص الفاظ کی رعایت کریگا۔

■ اور اگر متعدد جنازے ایک ہی صنف سے ہوں (مثلاً سب ہی مومن ہوں) تو (چوتھی تکبیر کے بعد کی دعا میں)______ ،

- دو مردوں یا دو عورتوں کیلئے ـــــــــــ ، تثنیہ کی ضمیر ،
- بہت سے مرد اور عورتوں کیلئے ـــــــــــ ، جمع کی ضمیر ،
  - اگر سب مرد ہوں تو ـــــــــــ ، مذکر کی ضمیر ،
  - اور اگر سب عورتیں ہوں تو ـــــــــــ ، مؤنث کی ضمیر ،

کی رعایت کرے گا۔

■ اور (دوسرا احتمال یہ ہے کہ) جنازے خواہ مَردوں کے ہوں یا عورتوں کے ، سب کیلئے :

- مذکر کی ضمیر کی رعایت کرے ـــــ ، اس اعتبار سے کہ مذکر کی ضمیر' میت کی طرف پلٹے۔

■ (اور تیسرا احتمال یہ ہے کہ :)

- یا مؤنث کی ضمیر کی رعایت کرے ـــــ ، اس اعتبار سے کہ مؤنث کی ضمیر ، جنازے کی طرف پلٹے۔

اور پہلا (احتمال) بہتر ہے ،

(شارحؒ نے پہلے احتمال کو بہتر سمجھا ہے۔ اس پہلے احتمال میں دو احتمال ہیں کہ اس سے مراد) :

- (مرجع کے اعتبار سے ضمیر کی رعایت کرنا ہو) ،
- (یا یہ کہ میت کے اعتبار سے مذکر کی ضمیر کی رعایت کرنا ہو، کیونکہ روایات اور عربی زبان میں میت پر 'جنازہ' کی نسبت 'میت' کا اطلاق زیادہ ہوتا ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بَيْنَهُمَا	هُمَا	جنازتين	دو جنازوں کے درمیان
۲۔	بِقَلْبِهِ	هِ	المصلى	نمازی اپنے دل سے (نیت کریگا ، اس صورت میں زبان سے نیت کرنا جائز نہیں ہے)
۳۔	بَيْنَهُمَا	هُمَا	جنازتين	دو جنازوں کے درمیان
٤۔	بِوَظِيْفَتِهَا	هَا	جنازة	ہر جنازہ کیلئے اس کے وظیفہ کے مطابق

۵۔	وَ مِثْلُهُ	هُ	اختیار التشریک	دو جنازوں میں تشریک اختیار کرنے کی مانند ہے
٦۔	لَوِ اقْتَصَرَ	هُوَ	المصلی	اگر نمازی اکتفاء کرے
۷۔	فَاِنَّهُ	هُ	المصلی	اس لیے کہ نمازی
۸۔	بَيْنَهُمْ	هُمْ	اموات	متعدد میتوں کے درمیان
۹۔	لَفْظُهُ	هُ	ما الموصولة	جس کے الفاظ
۱۰۔	فِيهِمْ	هُمْ	اموات	میتوں میں

متن 184 :

﴿ اَلْخَامِسُ : دَفْنُهُ ﴾

﴿ وَالْوَاجِبُ : مُوَارَتُهُ فِى الْاَرْضِ ﴾ ، عَلىٰ وَجْهٍ :

- يُحْرَسُ جُثَّتُهُ مِنَ السِّبَاعِ ،
- وَ يُكْتَمُ رَائِحَتُهُ عَنِ الْاِنْتِشَارِ ،

وَاحْتَرَزَ بِالْاَرْضِ عَنْ وَضْعِهٖ فِىْ بِنَآءٍ وَّ نَحْوِهٖ وَ اِنْ حَصَلَ الْوَصْفَانِ ، ﴿ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ﴾ بِوَجْهِهٖ وَ مَقَادِيْمِ بَدَنِهٖ ﴿ عَلىٰ جَانِبِهِ الْاَيْمَنِ ﴾ مَعَ الْاِمْكَانِ .

متن 185 :

﴿ وَ يُسْتَحَبُّ اَنْ يَّكُوْنَ عُمْقُهُ ﴾ اَيِ الدَّفْنِ مَجَازاً ، اَوِ الْقَبْرِ الْمَعْلُوْمِ بِالْمَقَامِ ﴿ نَحْوَ قَامَةٍ ﴾ مُعْتَدِلَةٍ ، وَ اَقَلُّ الْفَضْلِ ـــــــ اِلَى التَّرْقُوَةِ .

﴿ وَ وَضْعُ الْجَنَازَةِ ﴾ عِنْدَ قُرْبِهَا مِنَ الْقَبْرِ بِذِرَاعَيْنِ ، اَوْ بِثَلَاثٍ عِنْدَ رِجْلَيْهِ ﴿ اَوَّلاً ـــــــ وَ نَقْلُ الرَّجُلِ ﴾ بَعْدَ ذٰلِكَ ﴿ فِىْ ثَلاثِ دَفْعَاتٍ ﴾ حَتّٰى يَتَأَهَّبَ لِلْقَبْرِ وَ اِنْزَالُهُ فِى الثَّالِثَةِ ، ﴿ وَ السَّبْقُ بِرَأْسِهٖ ﴾ حَالَ الْاِنْزَالِ .

﴿ وَالْمَرْأَةُ ﴾ تُوْضَعُ مِمَّا يَلِى الْقِبْلَةَ وَ تُنْقَلُ دَفْعَةً وَّاحِدَةً وَّ تُنْزَلُ ﴿عَرْضاً﴾، هٰذَا هُوَ الْمَشْهُوْرُ ، وَالْاَخْبَارُ خَالِيَةٌ عَنِ الدَّفْعَاتِ .

متن 186 :

﴿ وَ نُزُوْلُ الْاَجْنَبِيِّ مَعَهُ ﴾ لَا الرَّحِمِ ، وَ اِنْ كَانَ وَلَداً ، ﴿ اِلَّا فِيْهَا ﴾ فَاِنَّ نُزُوْلَ الرَّحِمِ مَعَهَا اَفْضَلُ ، وَالزَّوْجُ اَوْلىٰ بِهَا مِنْهُ وَ مَعَ تَعَذُّرِهِمَا :

- فَامْرَأَةٌ صَالِحَةٌ ،
- ثُمَّ اَجْنَبِیٌّ صَالِحٌ .

﴿ وَ حَلُّ عُقَدِ الْاَكْفَانِ ﴾ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ وَ رِجْلَيْهِ . ﴿ وَ وَضْعُ خَدِّهِ الْاَيْمَنِ عَلَى التُّرَابِ ﴾ خَارِجَ الْكَفَنِ .

﴿ وَ جَعْلُ ﴾ شَیْءٍ مِّنْ ﴿ تُرْبَةِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَهُ ﴾ تَحْتَ خَدِّهٖ ، اَوْ فِیْ مُطْلَقِ الْكَفَنِ ، اَوْ تِلْقَآءَ وَجْهِهٖ ، وَ لَا يَقْدَحُ ـ فِیْ مُصَاحَبَتِهٖ لَهَا ـ احْتِمَالُ وُصُوْلِ نَجَاسَتِهٖ اِلَيْهَا ، لِاَصَالَةِ عَدَمِهٖ مَعَ ظُهُوْرِ طَهَارَتِهٖ الْآنَ .

❖❖❖❖❖

متن 187 :

﴿ وَ تَلْقِيْنُهُ الشَّهَادَتَيْنِ ﴾ ، وَالْاِقْرَارَ بِالْاَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ،

- وَاحِداً بَعْدَ وَاحِدٍ ،

مِمَّنْ نَّزَلَ مَعَهٗ اِنْ كَانَ وَلِيّاً ـــــــ وَ اِلَّا اسْتَأْذَنَهٗ ،

- مُدْنِياً فَاهُ اِلىٰ اُذُنِهٖ ، قَائِلاً لَهٗ : ((اسْمَعْ)) ثَلَاثاً قَبْلَهٗ .

﴿ وَالدُّعَآءُ لَهٗ ﴾ بِقَوْلِهٖ :

((بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ عَلىٰ مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ ، اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ نَزَلَ بِكَ وَ اَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ ،
اَللّٰهُمَّ افْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ ، وَ اَلْحِقْهُ بِنَبِيِّهٖ ،
اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْراً وَّ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا)) .

متن 188 :

﴿ وَ الْخُرُوْجُ مِنْ قِبَلِ الرِّجْلَيْنِ ﴾ ، لِاَنَّهٗ:

- بَابُ الْقَبرِ ،
- وَ فِيْهِ احْتِرَامٌ لِّلْمَيِّتِ .

﴿ وَ الْإِهَالَةُ ﴾ لِلتُّرَابِ مِنَ الْحَاضِرِيْنَ غَيْرِ الرَّحِمِ ______ ،

﴿ بِظُهُوْرِ الْاَكُفِّ ، مُسْتَرْجِعِيْنَ ﴾ اَیْ قَائِلِيْنَ : ((اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)) حَالَةَ الْاِهَالَةِ ـ يُقَالُ رَجَعَ وَاسْتَرْجَعَ ـ اِذَا قَالَ ذٰلِكَ .

متن 189 :

﴿ وَ رَفْعُ الْقَبرِ ﴾ عَنْ وَّجْهِ الْاَرْضِ مِقْدَارَ ﴿ اَرْبَعِ اَصَابِعَ ﴾ مُفَرَّجَاتٍ اِلىٰ شِبْرٍ لَا اَزْيَدَ ، لِيُعْرَفَ فَيُزَارَ وَ يُحْتَرَمَ .

وَ لَوِ اخْتَلَفَتْ سُطُوحُ الْاَرْضِ ــ اغْتُفِرَ رَفْعُهُ عَنْ اَعْلَاهَا ______ ،

وَ تَأَدَّتِ السُّنَّةُ ______ بِاَدْنَاهَا .

﴿ وَ تَسْطِيْحُهُ ﴾ لَا يُجْعَلُ لَهٗ فِیْ ظَهْرِهٖ سَنَمٌ لِّاَنَّهٗ مِنْ شِعَارِ النَّاصِبِيَّةِ وَ بِدَعِهِمِ الْمُحْدَثَةِ ، مَعَ اعْتِرَافِهِمْ بِاَنَّهٗ خِلَافُ السُّنَّةِ ، مُرَاغَمَةً لِّلْفِرْقَةِ الْمُحِقَّةِ .

متن 190 :

﴿ وَ صَبُّ الْمَآءِ عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ ﴾ اِلىٰ رِجْلَيْهِ ______ ،

﴿ دَوْراً ﴾ اِلىٰ اَنْ يَّنْتَهِیَ اِلَيْهِ .

﴿ وَ ﴾ يُصَبُّ ﴿ الْفَاضِلُ عَلىٰ وَسَطِهٖ ﴾ ، وَلْيَكُنِ الصَّابُّ ﴿ مُسْتَقْبِلًا ﴾ .

متن 191 :

﴿ وَ وَضْعُ الْيَدِ عَلَيْهِ ﴾ بَعْدَ نَضْحِهٖ بِالْمَآءِ ،

- مُؤَثِّرَةً فِی التُّرَابِ ،
- مُفَرَّجَةَ الْاَصَابِعَ .

وَ ظَاهِرُ الْاَخْبَارِ اَنَّ الْحُكْمَ مُخْتَصٌّ بِهٰذِهِ الْحَالَةِ ، فَلَا يُسْتَحَبُّ تَأْثِيْرُهَا بَعْدَهَا .

رَوىٰ زُرَارَةُ عَنْ اَبِىْ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ :

((اِذَا حُثِىَ عَلَيْهِ التُّرَابُ ، وَ سُوِّىَ قَبْرُهُ فَضَعْ كَفَّكَ عَلىٰ قَبْرِهِ عِنْدَ رَأْسِهِ ،

وَ فَرِّجْ اَصَابِعَكَ وَاغْمِزْ كَفَّكَ عَلَيْهِ بَعْدَ مَا يُنْضَحُ الْمَآءُ))

وَالْاَصْلُ عَدَمُ الْاِسْتِحْبَابِ فِىْ غَيْرِهِ .

وَ اَمَّا تَأْثِيْرُ الْيَدِ فِىْ غَيْرِ التُّرَابِ فَلَيْسَ بِسُنَّةٍ مُطْلَقاً ــــــــ ،

بَلِ اعْتِقَادُهُ : "سُنَّةً" ــــــــ بِدْعَةٌ .

﴿ مُتَرَحِّماً ﴾ عَلَيْهِ بِمَا شَآءَ مِنَ الْاَلْفَاظِ ، وَ اَفْضَلُهُ :

((اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ ، وَ اَصْعِدْ اِلَيْكَ رُوْحَهُ ، وَ لَقِّهِ مِنْكَ رِضْوَاناً وَّ اَسْكِنْ قَبْرَهُ مِنْ رَّحْمَتِكَ مَا تُغْنِيْهِ عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ)) .

وَ كَذَا يَقُوْلُهُ ــــــــ كُلَّمَا زَارَهُ ــــــــ مُسْتَقْبِلاً .

متن 192 :

﴿ **وَ تَلْقِيْنُ الْوَلِيِّ** ﴾ ، اَوْ مَنْ يَّأْمُرُهُ ﴿ **بَعْدَ الْاِنْصِرَافِ** ﴾ بِصَوْتٍ عَالٍ اِلَّا مَعَ التَّقِيَّةِ .

﴿ **وَ يَتَخَيَّرُ** ﴾ الْمُلَقِّنُ ﴿ **فِى الْاِسْتِقْبَالِ وَ الْاِسْتِدْبَارِ** ﴾ ، لِعَدَمِ وُرُوْدِ مُعَيَّنٍ .

متن 193 :

﴿ **وَ يُسْتَحَبُّ التَّعْزِيَةُ** ﴾ لِاَهْلِ الْمُصِيْبَةِ وَ هِىَ : تَفْعِلَةٌ مِّنَ الْعَزَآءِ ،

وَ هُوَ : الصَّبْرُ ، وَ مِنْهُ :

((اَحْسَنَ اللّٰهُ عَزَاءَ كَ)) ، اَىْ صَبْرَكَ ، ((وَ سَلْوَكَ)) ــــ يُمَدُّ وَ يُقْصَرُ .

وَالْمُرَادُ بِهَا :

- اَلْحَمْلُ عَلَى الصَّبْرِ وَ التَّسْلِيَةِ عَنِ الْمُصَابِ ـــــــ ،
بِاِسْنَادِ الْاَمْرِ اِلىٰ حِكْمَةِ اللّٰهِ تَعَالىٰ ،
- وَ تَذْكِيْرُهٗ بِمَا وَعَدَ اللّٰهُ الصَّابِرِيْنَ ، وَ مَا فَعَلَهُ الْاَكَابِرُ مِنَ الْمُصَابِيْنَ ،

فَمَنْ عَزّٰى مُصَاباً ، فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ ، وَ مَنْ عَزّٰى ثَكْلىٰ ، كُسِىَ بُرْداً فِى الْجَنَّةِ . وَ هِىَ مَشْرُوْعَةٌ :

- ﴿ قَبْلَ الدَّفْنِ ﴾ ـــــ اِجْمَاعاً ،
- ﴿ وَ بَعْدَهٗ ﴾ ـــــ عِنْدَنَا .

متن 194 :

﴿ وَ كُلُّ اَحْكَامِهٖ ﴾ اَىْ اَحْكَامِ الْمَيِّتِ ﴿ مِنْ فُرُوْضِ الْكِفَايَةِ ﴾ اِنْ كَانَتْ وَاجِبَةً ﴿ اَوْ نَدْبِهَا ﴾ اِنْ كَانَتْ مَنْدُوْبَةً .

وَ مَعْنَى الْفَرْضِ الْكِفَآئِيِّ :

مُخَاطَبَةُ الْكُلِّ بِهٖ ابْتِدَآءً عَلىٰ وَجْهٍ يَّقْتَضِىْ وُقُوْعَهٗ مِنْ اَيِّهِمْ كَانَ ، وَ سُقُوْطَهٗ بِقِيَامِ مَنْ فِيْهِ الْكِفَايَةُ ،

فَمَتىٰ تَلَبَّسَ بِهٖ مَنْ يُّمْكِنُهُ الْقِيَامُ بِهٖ ـــــ سَقَطَ عَنْ غَيْرِهٖ ، سُقُوْطاً مُرَاعِيً بِاِكْمَالِهٖ ،

وَ مَتىٰ لَمْ يَتَّفِقْ ذٰلِكَ ـــــ اَثِمَ الْجَمِيْعُ فِى التَّأَخُّرِ عَنْهُ ، سَوَآءٌ فِىْ ذٰلِكَ الْوَلِىُّ وَ غَيْرُهٗ مِمَّنْ عَلِمَ بِمَوْتِهٖ مِنَ الْمُكَلَّفِيْنَ ، الْقَادِرِيْنَ عَلَيْهِ .

احکامِ میت میں پانچویں چیز : اُسے دفن کرنا ہے

(دفن میں جو چیز) واجب ہے وہ میت کو زمین میں چھپانا ہے ، اس طرح کہ (مندرجہ ذیل دو وصف حاصل ہوجائیں ، یعنی) :

- اس کا جسم درندوں سے محفوظ ہوجائے ،

(یعنی میت کا جسم زمین کی اتنی گہرائی میں دفن ہو کہ درندے زمین کھود کر اُسے باہر نہ نکال سکیں) ،

- اور (میت کے جسم کے متعفن ہونے کے بعد) اُس کی بو (قبر میں ہی) پوشیدہ رہے اور (بیرونی ہوا میں) منتشر نہ ہوسکے ۔

اور مصنفؒ نے 'ارض' کی تعبیر سے یہ سمجھانا چاہا ہے کہ میت کو کسی عمارت وغیرہ میں نہیں رکھا جاسکتا اگرچہ اس طرح رکھ دینے سے (مذکورہ) دونوں وصف حاصل ہوجائیں (یعنی میت کا جسم درندوں سے بھی بچ جائے اور اس کے تعفن کی بو بھی نہ پھیلے۔ مثلاً اسے تہہ خانے میں رکھ دیا جائے یا تابوت میں رکھ کر اُس کے چاروں طرف دیواریں چن دی جائیں تا کہ مذکورہ اوصاف حاصل ہو جائیں)۔

(اور اس حکم کی دلیل قرآن پاک کی یہ آیت مبارکہ ہے : مِنۡهَا خَلَقۡنَاكُمۡ وَ فِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَ مِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرىٰ . سورۂ مبارکہ طٰہ۲۰ :۵۵)

(میت کو زمین میں) دائیں کروٹ پر (اس طرح لٹایا جائے کہ) اس کا چہرہ اور بدن کے آگے کے اعضاء روبقبلہ ہوں ،

(دِقّت فرمائیں کہ دفن میں میت کا روبقبلہ ہونا ، حالتِ احتضار میں روبقبلہ ہونے کی حالت سے مختلف ہے۔ حالتِ احتضار میں فقط پاؤں کے تلوے روبقبلہ تھے ، جبکہ یہاں چہرہ اور آگے کا پورا بدن روبقبلہ ہوگا۔ میت کو اس طرح لٹانا اُسی وقت ممکن ہے

جب اُس کی کمر کو مٹی کا تکیہ دیا جائے)۔

اگر ایسا ممکن ہو،

(لیکن اگر کسی کو روبقبلہ کرنا ممکن نہ ہو تو یہ واجب ساقط ہوجاتا ہے، مثلاً وہ شخص جو کنویں میں گر کر مر جائے اور اسے نکالنا ممکن نہ ہو)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	مُوَارَاتُهُ	هُ	المیت	میت کو چھپانا
۲۔	جُثَّتُهُ	هُ	المیت	میت کا بدن
۳۔	رَائِحَتُهُ	هُ	المیت	میت کی بو
٤۔	عَنْ وَضعِهِ	هِ	المیت	میت کو رکھنے سے
۵۔	وَ نَحوِهِ	هِ	بناء	بلڈنگ/عمارت کی مانند
٦۔	بِوَجْهِهِ	هِ	المیت	میت کو اس کے چہرہ کی طرف سے

متن 185 :

(ہو سکتا ہے مذکورہ دو وصف چند فٹ زمین کھود کر میت کو اس میں دفن کردینے سے حاصل ہوجائیں، لیکن) مستحب ہے کہ اُس کی گہرائی ایک متوسط قد کے شخص کے برابر ہو۔

(عمقہ میں موجود ضمیر کے بارے میں دو احتمال ہیں :)

- یہ کہ اس کا مرجع، دفن ہے، البتہ بطورِ مجاز،

[کیونکہ دفن کا عمق نہیں ہوتا۔ یہاں ایک لفظ کو محذوف ماننا پڑے گا مثلاً 'موضع'، پس عمقہ سے مراد = عمق موضع الدفن، ہوگا۔ جیسا کہ آیتِ قرآنی ہے : **وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ** ۸۲:۱۲ ، یعنی قریہ (بستی) سے سوال کرو، مراد یہ ہے کہ اہلِ قریہ (بستی والوں) سے سوال کرو]۔

- یا اس کا مرجع، قبر ہے جسے قرینۂ مقام سے سمجھا جاسکتا ہے،

(جیسے آیتِ قرآنی ہے : **وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ** ۴ : ۱۱ یہاں بھی

قرینۂ مقام سے سمجھا جاسکتا ہے کہ ابو یہ میں موجود ضمیر کا مرجع میت ہے ، ورنہ پچھلی آیتوں میں کہیں میت کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا)۔

اورقبر کی وہ کم سے کم گہرائی جو فضیلت کی حامل ہے ، قبر کا ترقوہ (یعنی جوفِ حنجرہ یعنی گلے میں موجود گڑھے) تک گہرا ہونا ہے۔

اور نیز مستحب ہے کہ (جب میت کو دفن کرنے کا ارادہ ہو تو دفن سے) پہلے اُس کے جنازے کو قبر کی پائینتی کی طرف سے دو یا تین ہاتھ کے فاصلے پر رکھ دیا جائے ۔

اور اس عمل کے بعد ''مرد کی میت'' کو تین دفعہ میں (تھوڑا تھوڑا کرکے) قبر کے نزدیک لے جائیں ، تاکہ (میت) قبر (میں جانے) کیلئے خود کو آمادہ کر لے ،

(کیونکہ روایت میں ہے کہ جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اُسے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کسی نے اُسے آسمان سے زمین پر پٹخ دیا ہو۔ لہٰذا مناسب ہے کہ کچھ دیر اُسے قبر کے کنارے رکھا جائے ، اور تین دفعوں میں اُسے قبر کے سپرد کیا جائے تاکہ خود کو قبر کے سختیوں کیلئے آمادہ کرلے۔ نیز یہ کہ میت کیلئے دعا کی جائے کہ خدا اُسے قبر کی سختیوں سے اپنی پناہ میں رکھے)۔

(اور پہلی دو دفعہ میں اُسے اٹھا کر زمین پر رکھ دیں) اور تیسری دفعہ میں (جب جنازے کو اٹھائیں تو لمبائی کے رُخ) اُسے قبر میں منتقل کر دیں۔

اور مستحب ہے کہ میت کو قبر میں اُتارتے وقت اُس کا سر آگے کی طرف ہو ،

(یعنی میت کا پہلا جز جو قبر میں داخل ہو وہ 'سر' ہو جیسا کہ انسان جب ماں کے شکم سے دنیا میں آتا ہے تو اُس کے جسم کا پہلا جز جو باہر آتا ہے ، وہ سر ہی ہوتا ہے)۔

اور اگر میت عورت کی ہو تو (قبر میں اُتارنے سے پہلے) اُسے قبر کی اُس سمت رکھا جائے جو قبلہ کے مقابل میں ہو ، اور (پھر) ایک ہی دفعہ میں (اُسے) اُٹھا کر قبر کی طرف لائیں اور چوڑائی میں (یعنی اُسکے پورے جسم کو ایک ساتھ) قبر میں داخل کردیں۔

اور دفن کے یہ مستحبات مشہور ہیں۔ جبکہ روایات میں مرد کی میت کو تین دفعہ میں قبر میں داخل کرنے کے بارے میں کچھ وارد نہیں ہوا۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنی
١۔	عُمُقُهُ	هُ	الدفن/القبر	دفن کی گہرائی یعنی قبر کی گہرائی
٢۔	عِنْدَ قُرْبِهَا	هَا	الجنازة	جب جنازہ قریب ہو قبر سے
٣۔	عِنْدَ رِجْلَيْهِ	هِ	القبر	قبر کی پائینتی کے قریب
٤۔	بَعْدَ ذٰلِکَ	x	x	میت کو قبر کے قریب زمین پر رکھنے کے بعد
٥۔	وَ اِنْزَالُهُ	هُ	الميت	میت کو قبر میں اتارنا
٦۔	بِرَأْسِهِ	هِ	الميت	میت کے سر کی طرف سے

متن 186 :

اور مستحب ہے کہ اگر میت ، مرد کی ہو تو (قبر میں اُسے سنبھالنے اور اُس کے امور کو انجام دینے کیلئے) اجنبی شخص قبر میں داخل ہو ، نہ یہ کہ رشتہ دار قبر میں داخل ہوں ، خواہ رشتہ دار ، میت کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو (کیونکہ رشتہ داروں کا مرد کی قبر میں داخل ہونا مکروہ ہے)۔

مگر یہ کہ میت ، عورت کی ہو ، تو اس کیلئے:

- (محرم) رشتہ داروں کا قبر میں داخل ہونا افضل ہے۔
- اور بیوی کیلئے شوہر باقی (تمام) رشتہ داروں سے اولویت رکھتا ہے ،

اور اگر شوہر اور (محرم) رشتہ دار نہ ہوں تو :

- کوئی بھی نیک عورت قبر میں داخل ہوکر ، میت کے کاموں کو انجام دے گی ،
- اور اگر کوئی نیک عورت بھی میسر نہ ہو تو پھر ایک پرہیزگار مرد کی نوبت آتی ہے۔

اور نیز مستحب ہے کہ میت کو قبر میں اُتارنے کے بعد :

- سر اور پیروں کی طرف سے کفن کو لگائی گئی گرہوں کو کھول دیا جائے۔
- اور اس کے داہنے رخسار کو کفن سے باہر نکال کر مٹی پر رکھ دیا جائے۔
- اور امام حسین علیہ السلام کی تربت کی کچھ مقدار :
  - میت کے رخسار کے نیچے رکھی جائے ،

- یا کفن میں کہیں بھی رکھی جائے ،
- یا اُسکے چہرے کے سامنے رکھی جائے۔

اور یہ احتمال کوئی ضرر نہیں پہنچاتا کہ تربت کو میت کے ہمراہ رکھنے سے وہ نجس ہوجائے گی ، کیونکہ فی الوقت میت کی طہارت کا یقین ہے ، تو اصل یہ ہے کہ (بعد میں بھی) نجاست تربت تک نہیں پہنچے گی۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	مَعَهُ	هُ	المیت	میت کے ہمراہ
۲۔	وَ اِنْ كَانَ	هُوَ	الرحم	اگرچہ رشتہ دار ... ہی کیوں نہ ہو
۳۔	فِيْهَا	هَا	المرأة	عورت کی میت میں
٤۔	مَعَهَا	هَا	المرأة	عورت کی میت کے ہمراہ
٥۔	بِهَا	هَا	المرأة	عورت کی نسبت
٦۔	مِنْهُ	هُ	الرحم	رشتہ داروں سے
۷۔	تَعَذُّرِهِمَا	هُمَا	الزوج+ الرحم	شوہر اور رشتہ دار کی عدم موجودگی میں
۸۔	رَأْسِهِ	هِ	المیت	میت کے سر (اور پاؤں کی طرف سے)
۹۔	خَدِّهِ	هِ	المیت	میت کا رخسار
۱۰۔	وَجْهِهِ	هِ	المیت	میت کے چہرے (کے مقابل)
۱۱۔	فِيْ مُصَاحَبَتِهِ	هِ	المیت	میت کے ہمراہ ہونے میں
۱۲۔	لَهَا	هَا	التربة	تربت کے
۱۳۔	نَجَاسَتِهِ	هِ	المیت	میت کی نجاست
۱٤۔	اِلَيْهَا	هَا	التربة	تربت تک
۱۵۔	عَدَمِهِ	هِ	وصول	عدمِ وصول
۱٦۔	طَهَارَتِهِ	هِ	المیت	میت کا پاک ہونا

متن 187 :

(تلقینِ میت :)

اور نیز مستحب ہے کہ ــــــــــ ،

میت کے ساتھ جو شخص قبر میں اُترا ہو اگر میت کا ولی ہو تو خود ورنہ جسے وہ اجازت دے ،

میت کو (دی گئی ترتیب کے مطابق) ایک ایک کر کے :

- خدا کی وحدانیت ،
- پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ،
- اور ائمہ (اہلبیت) علیہم السلام (کی امامت) کے اقرار کی تلقین کرے ۔

درحالانکہ تلقین کرنے والا :

- اپنے منہ کو میت کے کان کے قریب لے جائے ،
- اور تلقین سے پہلے تین مرتبہ اُسے کہے : اِسْمَعْ : یعنی : سُنو !
- اور یہ کہہ کر میت کیلئے دعا کرے :

((بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ ، اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ نَزَلَ بِكَ وَ اَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ ، اَللّٰهُمَّ افْسَحْ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ ، وَ اَلْحِقْهُ بِنَبِيِّهٖ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْراً وَّ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا)) .

[" یعنی : اللہ اور اُسکے نام سے ، اور خدا کی راہ میں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر، خدایا تیرا بندہ تیرا مہمان ہوا ہے اور تو بہترین میزبان ہے ، خدایا اس کیلئے اسکی قبر کو کشادہ فرما دے ، اور اسے اس کے نبی کے ساتھ ملحق فرما۔ خدایا ہم اس سے سوائے خیر کے اور کچھ نہیں جانتے اور تو اس کے بارے میں ہم سے بہتر جانتا ہے"۔

☜ نوٹ :اس دعا میں خیر سے مراد اہل بیت علیہم السلام ہیں کیونکہ زیارت جامعہ میں اہلبیت علیہم السلام کی شان میں کہا گیا ہے کہ : **اِذَا ذُكِرَ الْخَيْرُ كُنْتُمْ اَصْلُهٗ وَ فَرْعُهٗ وَ مَعْدِنُهٗ وَ مَأْوٰيهُ وَ مُنْتَهَاهُ** یعنی جب کبھی بھی خیر کا ذکر کیا جائے گا تو آپ اس کی اصل بھی ہیں اور فرع بھی۔ اس کی معدن بھی ہیں اور ماً ویٰ اور منتہا بھی۔

پس مطلب یہ ہوا کہ خدایا ہم نے تو اسے مُحبِّ اہلبیتؑ پایا ہے۔ باقی تنہائیوں میں اس نے کیا کچھ کیا ہے وہ تو ہی بہتر جانتا ہے]۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ تَلْقِيْنُهُ	هٗ	المیت	میت کوتلقین کرنا
۲۔	مَعَهٗ	هٗ	المیت	میت کے ہمراہ (قبر میں اترا ہو)
۳۔	اِسْتَأْذَنَهٗ	هٗ	من الموصولة/ الملقن	ولی اجازت دے گا اس شخص کو (جو میت کے ہمراہ قبر میں اترا ہو، تلقین کیلئے)
٤۔	مُدْنِياً فَاهُ	هُ	الملقن	درحالانکہ تلقین کرنیوالا اپنا منہ قریب کیے ہو
٥۔	اِلٰیٰ اُذُنِهٖ	هٖ	المیت	میت کے کان کے
٦۔	قَائِلاً لَهٗ	هٗ	المیت	درحالانکہ تلقین کرنیوالا، میت سے یہ کہنے والا ہو
٧۔	قَبْلَهٗ	هٗ	التلقین	تلقین سے پہلے

متن 188 :

اور مستحب ہے کہ تلقین کرنے والا جب قبر سے باہر آنا چاہے تو میت کی پائینتی کی طرف سے خارج ہو، کیونکہ:

- میت کی پائینتی، قبر کا دروازہ ہے،
- اور پائینتی سے نکلنے میں میت کیلئے احترام بھی ہے۔

اور نیز مستحب ہے کہ رشتہ داروں کے علاوہ جو لوگ میت کو دفن کرنے کیلئے حاضر ہوئے ہوں، ہاتھوں کی پشت سے قبر پر مٹی ڈالیں، درحالانکہ مٹی ڈالتے ہوئے کلمہ استرجاع پڑھ رہے ہوں، یعنی کہہ رہے ہوں: اِنَّـا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. (لغت میں ہے کہ) جب کوئی شخص کلمہ استرجاع (یعنی: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) کہے تو کہا جاتا ہے: رَجَعَ اور اِسْتَرْجَعَ.

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لِاَنَّهٗ	هٗ	قِبَل الرجلین	کیونکہ میت کی پائینتی

۲۔	وَ فِيْهِ	هِ	خروج	میت کی پائینتی کی طرف سے خارج ہونے میں
۳۔	ذٰلِکَ	x	x	کلمہ استرجاع ، یعنی : اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

متن 189 :

اور مستحب ہے کہ قبر کو زمین سے چار کھلی ہوئی انگلیوں سے لے کر ایک بالشت تک بلند کیا جائے، (اور قبر کو اس مقدار سے) زیادہ بلند نہ کیا جائے۔ (اور قبر کو اس مقدار میں اس لیے بلند کیا جاتا ہے) تا کہ اُسے پہچان کر:

- اُس کی زیارت کی جاسکے ،
- اور اس کا احترام کیا جاسکے (اس طرح کہ اُس پر نجاست نہ گرائی جائے)

(جس زمین پر قبر بنائی گئی ہو) اگر اس کی سطح ایک جیسی نہ ہو (یعنی کہیں سے بلند ہو اور کہیں سے پست جیسے پہاڑی کا دامن وغیرہ تو استحباب کو حاصل کرنے کیلئے :) ،

- اُس کی بلندی کی طرف سے قبر کو بلند کرنا ساقط ہوجاتا ہے ،
- اور اس صورت میں پستی کی طرف سے قبر کو بلند کرنے سے استحباب حاصل ہوجاتا ہے۔

اور نیز مستحب ہے کہ قبر کو مسطح (یعنی ہموار) بنایا جائے ، اُس کی پشت پر سنم نہ بنایا جائے (اور سنم سے مراد قبر کا ، اونٹ کی پشت کی مانند اُٹھا ہوا ہونا ہے جسے کوہان بھی کہتے ہیں اور یہ مسطح کا متضاد معنی ہے)، کیونکہ قبروں پر کوہان بنانا ناصبیوں کی روش ہے اور یہ ان کی ایجاد کردہ بدعت ہے۔ باوجود اس کے کہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ یہ عمل پیغمبر ﷺ کی سنت کے خلاف ہے ، تا کہ مذہبِ حقّہ (یعنی شیعوں) سے مخالفت ظاہر کرسکیں۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنى
۱۔	رَفْعُهُ	هُ	القبر	قبر کو بلند کرنا
۲۔	عَنْ اَعْلاَهَا	هَا	سطوح	زمین کی بلند سطح کی جانب سے
۳۔	بِاَدْنَاهَا	هَا	سطوح	زمین کی نشیبی سطح سے

٤۔	تَسْطِیْحُهٗ	ہٗ	القبر	قبر کو مسطح بنانا
٥۔	لَا یُجْعَلُ لَهٗ	ہٗ	القبر	قبر کیلئے قرار نہ دیا جائے
٦۔	فِیْ ظَھْرِہٖ	ہٖ	القبر	پشتِ قبر میں
۷۔	لِاَنَّهٗ	ہٗ	سنم	اس لیے کہ قبر کی پشت کو اونٹ کے کوہان کی مانند بنانا
۸۔	بِاَنَّهٗ	ہٗ	سنم	قبر کی پشت کو اونٹ کے کوہان کی مانند بنانا

متن 190 :

اور نیز مستحب ہے کہ (قبر کو ہموار بنانے کے بعد) اُس پر دائرہ کی صورت میں، سرہانے کی طرف سے شروع کرتے ہوئے پائینتی کی طرف، پانی کا چھڑکاؤ کیا جائے، یہاں تک پانی سرہانے پر آ کر ختم ہو، (کیونکہ دائرہ اُسی وقت بنے گا جب پانی کو سرہانے کی طرف سے شروع کر کے سرہانے پر ہی ختم کیا جائے)۔

اور دائرہ مکمل ہونے کے بعد جو پانی برتن میں بچ جائے اُسے قبر کے درمیان چھڑک دیا جائے۔

اور مستحب ہے کہ قبر پر چھڑکاؤ کرنے والا شخص قبلہ رو ہو کر یہ کام انجام دے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	عَلَيْهِ	ہِ	القبر	قبر پر
۲۔	رَأْسِهٖ	ہٖ	القبر	قبر کے سرہانے
۳۔	اِلَيْهِ	ہِ	الرأس	قبر کے سرہانے کی طرف

متن 191 :

اور مستحب ہے کہ قبر پر پانی کے چھڑکاؤ کے بعد، ہاتھ کو قبر پر اس طرح رکھا جائے کہ:

- مٹی پر انگلیوں کے نشان بن جائیں،
- درحالانکہ انگلیاں کھلی ہوئی (یعنی ایک دوسرے سے فاصلے پر) ہوں۔

اور روایت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ حکم (یعنی یہ کہ انگلیوں کے سرے مٹی میں گڑے

ہوئے ہوں) فقط اسی حالت سے مختص ہے (یعنی جب تازہ قبر بنا کر اُس پر پانی کا چھڑکاؤ کیا جاچکا ہو)۔ پس اس حالت کے بعد (جب کبھی قبر کی زیارت کو آئیں تو اس وقت) انگلیوں کے سروں کا مٹی میں گاڑنا مستحب نہیں ہے۔

زرارہ بن اعین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:

''جب قبر پر مٹی ڈال دی جائے، اور قبر کو ہموار کر دیا جائے تو اپنی ہتھیلی (یعنی ہاتھ) کو قبر کے سرہانے (اس طرح) رکھو (کہ) انگلیاں کھلی ہوئی ہوں اور ہاتھ قبر پر دباؤ ڈالے ہوئے ہو، (یہ حکم اُس وقت کیلئے ہے جب قبر پر) پانی کا چھڑکاؤ کیا جاچکا ہو''۔

(اگر شک کریں کہ اس مخصوص حالت کے بعد بھی ہاتھوں کا اس انداز میں قبر پر رکھنا مستحب ہوگا یا نہیں؟ تو) اصل یہ ہے کہ اس حالت کے علاوہ (کسی اور حالت میں یہ کام) مستحب نہیں ہوگا۔

لیکن ہاتھوں کو مٹی کے علاوہ کسی اور چیز میں گاڑنا، تو یہ مطلقاً سنت نہیں ہے (یعنی نہ دفن کے فوراً بعد اور نہ ہی بعد میں کبھی) بلکہ ایسا اعتقاد رکھنا بھی بدعت ہے۔

(قبر کے سرہانے ہاتھ رکھے) درحالانکہ میت کے لیے جن الفاظ میں چاہے طلبِ رحمت کرے۔ اور ان الفاظ میں طلبِ رحمت کرنا، افضل ہے:

((اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ، وَ اَصْعِدْ اِلَيْكَ رُوْحَهٗ، وَ لَقِّهٖ مِنْكَ رِضْوَاناً وَ اَسْكِنْ قَبْرَهٗ مِنْ رَّحْمَتِكَ مَا تُغْنِيْهِ عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ)).

[یعنی خدایا: زمین کو اس کے پہلوؤں سے کشادہ فرما دے (تاکہ اسے فشارِ قبر نہ ہو)، اور اس کی روح کو اپنی طرف بلندی عطا فرما (یعنی اسے اپنی لقاء عطا فرما)، اور اسے اپنی خوشنودی عطا کر۔ اور اس کی قبر میں اپنی رحمت کو نازل فرما جو اسے تیرے غیر کی رحمت سے بے نیاز کردے]۔

اور جب بھی قبر کی زیارت کو آئے تو روبقبلہ ہو کر انہی الفاظ میں میت کیلئے طلبِ رحمت کرے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	عَلَيْهِ	هِ	القبر	قبر پر

۲۔	بَعْدَ نَضْحِهٖ	ہٖ	القبر	قبر کو (پانی سے) گیلا کرنے کے بعد
۳۔	بِهٰذِهِ الْحَالَةِ	x	x	حالتِ دفن
٤۔	تَاثِيْرُهَا	هَا	التراب	مٹی پر (انگلیوں کے نشان) بنانا
٥۔	بَعْدَهَا	هَا	هذه الحالة	دفن کی حالت کے بعد
٦۔	فِيْ غَيْرِهٖ	ہٖ	التراب	مٹی کے علاوہ کسی چیز میں
۷۔	بَلِ اعْتِقَادُهٗ	ہٗ	تاثير فى غير التراب	ہاتھ کا مٹی کے علاوہ کسی چیز پر انگلیوں کے نشان بنانے کا اعتقاد
۸۔	وَ اَفْضَلُهٗ	ہٗ	الفاظ	ترحم کیلئے بہترین الفاظ
۹۔	يَقُوْلُهٗ	ہٗ	الدعاء المذكور	مذکورہ دعا کو کہے
۱۰۔	كُلَّمَا زَارَهٗ	ہٗ	الميت	جب بھی میت کی زیارت کرے

متن 192 :

اور نیز مستحب ہے کہ خود ولی یا جسے وہ مامور کرے، سب لوگوں کے چلے جانے کے بعد، قبر کے سرہانے بیٹھ کر بلند آواز سے (ایک بار پھر) میت کو عقائدِ حقہ کی تلقین کرے۔

اور تلقین کرنے والے شخص کو اختیار ہے کہ روبقبلہ ہوکر تلقین کرے یا پشت بقبلہ، کیوں کہ اس چیز (یعنی استقبال اور استدبار) کو معین کرنے کیلئے کوئی روایت وارد نہیں ہوئی۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنى
۱۔	يَامُرُهٗ	ہٗ	الولى	جسے ولی مامور کرے

متن 193 :

اور مستحب ہے کہ (میت کے) مصیبت زدہ (یعنی سوگوار رشتہ داروں) کو تعزیت پیش کی جائے۔

اور تعزیہ بروزن تفعلہ، عزاء سے بابِ تفعیل کا مصدر ہے، جو 'صبر' کے معنی میں ہے۔

اور اسی معنی میں ہے، آپ کا یہ کہنا : اَحْسَنَ اللهُ عَزَاءَكَ، یعنی خدا آپ کے صبر اور تسلی کو اچھا کرے۔

اور لفظِ عزاء :

- الف ممدودہ کے ساتھ بھی آتا ہے (یعنی : عزاء) ،
- اور الفِ مقصورہ کے ساتھ بھی ، (یعنی عزا) ،

اور تعزیت سے مراد : مصیبت زدہ شخص کو صبر اور تسلیت (تسلی) پر اُبھارنا ہے ، اس طرح کہ :

- (موت کے) امر کو ، اللہ تعالیٰ کی حکمت سے ارتباط دے ،
- اور اُسے صبر کرنے والوں سے کیا گیا ، خدا کا وعدہ یاد دِلائے ،
- اور یاد دلائے کہ مصیبت زدہ بزرگ ہستیوں نے مصیبت کے وقت کیا روش اختیار کی۔

پس جو شخص :

- کسی مصیبت زدہ شخص کو تعزیت کرے ، تو اس کیلئے اسی مصیبت زدہ شخص کے برابر اجر لکھا جائے گا۔
- اور جو شخص مصیبت زدہ ماں (جس کا بچہ مرگیا ہو) کی تعزیت کرے ، تو اسے جنت میں (جنت کی) چادر پہنائی جائے گی ،

اور تعزیت جائز ہے :

- دفن سے پہلے بھی ، اجماعاً (یعنی تمام مسلمانوں کے نزدیک) ،
- اور دفن کے بعد بھی (امامیہ کے نزدیک)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ هِیَ	هِیَ	التعزية	تعزیت
۲۔	وَ هُوَ	هُوَ	العزاء	عزاء
۳۔	وَ مِنْهُ	هُ	العزاء	عزاء کی مثالوں میں سے ایک مثال
٤۔	الْمُرَادُ بِهَا	هَا	التعزية	تعزیت سے مراد
۵۔	تَذْكِيْرُهُ	هُ	المصاب	مصیبت زدہ شخص کو یاد دلانا
٦۔	فَلَهُ	هُ	من الموصولة	اس کیلئے جو

۷۔	اَجْرِهٖ	هٖ	المصاب	مصیبت زدہ کے ثواب کی مانند
۸۔	وَهِيَ	هِيَ	التعزية	یہ تعزیت
۹۔	وَبَعْدَهٗ	هٗ	الدفن	دفن کے بعد

متن 194 :

اور اس کے یعنی میت کے تمام احکام (جو ذکر کیے جاچکے ہیں) :

- اگر واجبات میں سے ہیں تو واجباتِ کفائی میں سے ہیں ،
- اور مستحبات میں سے ہیں تو مستحباتِ کفائی میں سے ہیں۔

اور فرضِ کفائی کا معنی یہ ہے کہ :

اس فرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں ، ابتداءً سب (مسلمان) مخاطب ہوتے ہیں ، اس طرح کہ یہ حکم :

- خارج میں اپنے وقوع (پذیر ہونے) کو چاہتا ہے خواہ کوئی بھی اسے انجام دے دے۔
- اور اپنے مخاطب لوگوں میں سے کسی کے ہاتھوں انجام پا جانے کی صورت میں ، دوسروں مخاطب لوگوں پر سے ساقط ہوجانے کا تقاضا کرتا ہے۔

پس جب مخاطَب لوگوں میں سے وہ شخص جو اس فرض کو انجام دینے کی قدرت رکھتا ہو ، اِسے انجام دے دے ، تو یہ فرض باقی تمام مخاطَب لوگوں پر سے ساقط ہوجاتا ہے۔

لیکن فرض کا یہ ساقط ہونا اس کے انجام پا جانے پر موقوف ہوتا ہے۔

اور جب فرض کی انجام دہی نہ ہو ، تو مخاطَب لوگوں میں سے سب کے سب اس فرض کی انجام دہی میں تاخیر ڈالنے کی وجہ سے گناہ کے مرتکب قرار پاتے ہیں۔

اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مخاطَب:

- 'ولی' ہو ،
- یا مکلّفین میں سے وہ شخص جو مرنے والے کی موت سے باخبر تھا اور اس کے امور کو انجام دینے پر قدرت بھی رکھتا تھا۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
١۔	اَوْ نَدْبِهَا	هَا	الكفاية	یا مستحب کفائی ہے
٢۔	بِهٖ	هٖ	الفرض	فرض کفائی کی انجام دہی کے سلسلہ میں
٣۔	وُقُوْعَهٗ	هٗ	الفرض	فرض کفائی کا انجام پذیر ہونا
٤۔	مِنْ اَيِّهِمْ	هُمْ	كل	سب مخاطب لوگوں میں سے
٥۔	سُقُوْطُهٗ	هٗ	الفرض الكفائی	فرض کفائی کا ساقط ہونا
٦۔	فِيْهِ	هِ	من الموصولة	جس میں (صلاحیت) ہو
٧۔	بِهٖ	هٖ	الفرض	فرض سے
٨۔	يُمْكِنُهٗ	هٗ	من الموصولة	جو امکان رکھتا ہو
٩۔	بِهٖ	هٖ	الفرض	فرض سے
١٠۔	عَنْ غَيْرِهٖ	هٖ	من يمكنه القيام به	اس سے جس کیلئے فرض کو انجام دینا ممکن نہ ہو
١١۔	بِاِكْمَالِهٖ	هٖ	الفرض	فرض کی تکمیل
١٢۔	ذٰلِكَ	x	x	تلبّس الفرض من يمكنه القيام به یعنی جو افراد فرض کو انجام دے سکتے ہوں اور انجام نہ دیں
١٣۔	عَنْهُ	هٗ	الفرض	
١٤۔	فِيْ ذٰلِكَ	x	x	واجب کفائی کے حکم میں
١٥۔	وَ غَيْرُهٗ	هٗ	الولی	غیر ولی
١٦۔	بِمَوْتِهٖ	هٖ	الميت	میت کی موت سے
١٧۔	عَلَيْهِ	هِ	الفرض الكفائی	فرض کفائی کی انجام دہی پر

متن 195 :

﴿ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ : فِى التَّيَمُّمِ ﴾

﴿ وَ شَرْطُهُ : عَدَمُ الْمَآءِ ﴾ بِاَنْ لَّا يُوْجَدَ مَعَ طَلَبِهٖ عَلَى الْوَجْهِ الْمُعْتَبَرِ.

﴿ اَوْ عَدَمُ الْوُصْلَةِ اِلَيْهِ ﴾ مَعَ كَوْنِهٖ مَوْجُوْداً ، اِمَّا :

- لِلْعَجْزِ عَنِ الْحَرْكَةِ الْمُحْتَاجِ اِلَيْهَا فِىْ تَحْصِيْلِهٖ ،
  - لِكِبَرٍ ،
  - اَوْ مَرَضٍ ،
  - اَوْ ضَعْفِ قُوَّةٍ ،

  وَّ لَمْ يَجِدْ مُعَاوِناً ــــــــــ وَّ لَوْ بِاُجْرَةٍ مَقْدُوْرَةٍ ،
- اَوْ لِضِيْقِ الْوَقْتِ بِحَيْثُ لَا يُدْرِكُ مِنْهُ مَعَهٗ بَعْدَ الطَّهَارَةِ رَكْعَةً.
- اَوْ لِكَوْنِهٖ فِىْ بِئْرٍ ــ بَعِيْدِ الْقَعْرِ ، يَتَعَذَّرُ الْوُصُوْلُ اِلَيْهِ بِدُوْنِ الْآلَةِ ، وَ هُوَ عَاجِزٌ عَنْ تَحْصِيْلِهَا وَ لَوْ بِعِوَضٍ ،
- اَوْ شَقِّ ثَوْبٍ نَفِيْسٍ ،
- اَوْ اِعَارَةٍ .

متن 196 :

- اَوْ لِكَوْنِهٖ مَوْجُوْداً فِىْ مَحَلٍّ يُّخَافُ مِنَ السَّعْيِ اِلَيْهِ عَلىٰ:
  - نَفْسٍ ،
  - اَوْ طَرَفٍ،
  - اَوْ مَالٍ مُّحْتَرَمَةٍ ،

- اَوْ بُضْعٍ ،
- اَوْ عِرْضٍ ،
- اَوْ ذَهَابِ عَقْلٍ ــــــــ وَّ لَوْ بِمُجَرَّدِ الْجُبْنِ ،

■ اَوْ لِوُجُوْدِهٖ بِعِوَضٍ ، يَعْجُزُ عَنْ بَذْلِهٖ ،

- لِعُدْمٍ ،
- اَوْ حَاجَةٍ وَّ لَوْ فِىْ وَقْتٍ مُتَرَقَّبٍ ،

وَ لَا فَرْقَ ــــ ،

❐ فِى الْمَالِ الْمَخُوْفِ ذَهَابُهٗ ،

❐ وَ الْوَاجِبُ بَذْلُهٗ عِوَضاً ،

حَيْثُ يَجِبُ:

❍ حِفْظُ الْاَوَّلِ ،

❍ وَ بَذْلُ الثَّانِىْ ،

ــــــــ بَيْنَ الْقَلِيْلِ وَ الْكَثِيْرِ ،

وَالْفَارِقُ : النَّصُّ ، لَا اَنَّ الْحَاصِلَ ــــــــ ،

- بِالْاَوَّلِ ــــ الْعِوَضُ عَلَى الْغَاصِبِ ــــ وَ هُوَ مُنْقَطِعٌ .
- وَ فِى الثَّانِىْ ــــ الثَّوَابُ ــــــــ وَ هُوَ دَائِمٌ ،

لِتَحَقُّقِ الثَّوَابِ ــــ فِيْهِمَا ،

مَعَ بَذْلِهِمَا ــ اخْتِيَاراً ــــ طَلَباً لِلْعِبَادَةِ ــــ لَوْ أُبِيْحَ ذٰلِكَ ،

بَلْ قَدْ يَجْتَمِعُ فِى الْاَوَّلِ :

❍ الْعِوَضُ ،

- وَ الثَّوَابُ ،

ــــــــ ، بِخِلَافِ الثَّانِیُ .

متن 197 :

■ ﴿ **اَوِ الْخَوْفُ مِنِ اسْتِعْمَالِهِ** ــــــــــ ،

❄ **لِمَرَضٍ** ﴾ حَاصِلٍ ــــ يُّخَافُ :

- زِيَادَتُهٗ ،
- اَوْ بُطُوْءُهٗ ،

❐ اَوْ عُسْرُ عِلَاجِهٖ ،

❄ اَوْ مُتَوَقَّعٍ ،

● اَوْ بَرْدٍ شَدِيْدٍ يَشُقُّ تَحَمُّلُهٗ ،

● اَوْ خَوْفِ عَطْشٍ :

❐ حَاصِلٍ ،

❐ اَوْ مُتَوَقَّعٍ فِیْ زَمَانٍ لَّا يَحْصُلُ فِيْهِ الْمَآءُ

- عَادَةً ،
- اَوْ بِقَرَآئِنِ الْاَحْوَالِ ،

ــــــ لِنَفْسٍ مُحْتَرَمَةٍ وَّ لَوْ حَيْوَاناً .

﴿ **وَ يَجِبُ طَلَبُهٗ** ﴾ مَعَ فَقْدِهٖ فِیْ كُلِّ جَانِبٍ ــــــــــــ ،

﴿ **مِّنَ الْجَوَانِبِ الْاَرْبَعَةِ ، غَلْوَةَ سَهْمٍ** ﴾ ـ بِفَتْحِ الْغَيْنِ ـ وَ هِیَ :

مِقْدَارُ رَمْيَةٍ مِّنَ الرَّامِیُ بِالْآلَةِ ــــــ مُعْتَدِلَيْنِ ،

﴿ **فِیْ** ﴾ الْاَرْضِ ﴿ **الْحَزْنَةِ** ﴾ بِسُكُوْنِ الزَّایِ الْمُعْجَمَةِ ، خِلَافَ السَّهْلَةِ ،

وَ هِىَ : الْمُشْتَمِلَةُ عَلىٰ نَحْوِ :

- الْاَشْجَارِ وَ الْاَحْجَارِ ،
- وَالْعُلُوِّ وَ الْهُبُوْطِ ،

ـــــــ الْمَانِعِ مِنْ رُؤْيَةِ مَا خَلْفَهٗ .

متن 198 :

﴿ وَ ﴾ غَلْوَةَ ﴿ **سَهْمَيْنِ فِى السَّهْلَةِ** ﴾. وَ لَوِ اخْتَلَفَتْ فِى الْحُزُوْنَةِ وَ السُّهُوْلَةِ تُوَزَّعُ بِحَسَبِهِمَا. وَ اِنَّمَا يَجِبُ الطَّلَبُ كَذٰلِكَ مَعَ احْتِمَالِ وُجُوْدِهٖ فِيْهَا، فَلَوْ عَلِمَ عَدَمَهٗ :

- مُطْلَقاً ،
  - اَوْ فِىْ بَعْضِ الْجِهَاتِ ،

سَقَطَ الطَّلَبُ :

- مُطْلَقاً ،
  - اَوْ فِيْهِ ،

كَمَا اَنَّهٗ لَوْ عَلِمَ وُجُوْدَهٗ فِىْ اَزْيَدَ مِنَ النِّصَابِ ، وَجَبَ قَصْدُهٗ مَعَ الْاِمْكَانِ مَا لَمْ يَخْرُجِ الْوَقْتُ.

وَ تَجُوْزُ الْاِسْتِنَابَةُ فِيْهِ ، بَلْ قَدْ تَجِبُ وَ لَوْ بِاُجْرَةٍ مَعَ الْقُدْرَةِ .

وَ يُشْتَرَطُ عَدَالَةُ النَّائِبِ اِنْ كَانَتِ اخْتِيَارِيّاً ، وَ اِلَّا فَمَعَ اِمْكَانِهَا. وَ يُحْتَسَبُ لَهُمَا عَلَى التَّقْدِيْرَيْنِ . وَ يَجِبُ طَلَبُ التُّرَابِ كَذٰلِكَ لَوْ تَعَذَّرَ ، مَعَ وُجُوْبِهٖ .

متن 199 :

﴿ **وَ يَجِبُ** ﴾ التَّيَمُّمُ ﴿ **بِالتُّرَابِ الطَّاهِرِ وَ الْحَجَرِ** ﴾ ،

لِاَنَّهٗ مِنْ جُمْلَةِ الْاَرْضِ اِجْمَاعاً . وَ الصَّعِيْدُ " الْمَأْمُوْرُ بِهٖ " هُوَ : وَجْهُهَا ،
وَ لِاَنَّهٗ تُرَابٌ ــــــ اكْتَسَبَ رَطُوْبَةً لَزِجَةً ــــ وَ عَمِلَتْ فِيْهِ الْحَرَارَةُ ،
فَاَفَادَتْهُ اسْتِمْسَاكاً .

وَ لَا فَرْقَ بَيْنَ اَنْوَاعِهٖ مِنْ :

- رُخَامٍ ،
- وَّ بِرَامٍ ،
- وَّ غَيْرِهِمَا .

خِلَافاً لِلشَّيْخِ حَيْثُ اشْتَرَطَ فِيْ جَوَازِ اسْتِعْمَالِهٖ ـــــــ فَقْدَ التُّرَابِ .
اَمَّا الْمَنْعُ مِنْهُ مُطْلَقاً ـــــــ فَلَا قَائِلَ بِهٖ .

متن 200 :

وَ مِنْ جَوَازِهٖ بِالْحَجَرِ يُسْتَفَادُ جَوَازُهٗ ، بِالْخَزَفِ ، بِطَرِيْقٍ اَوْلٰى ، لِعَدَمِ خُرُوْجِهٖ بِالطَّبْخِ ــــــ عَنِ اسْمِ الْاَرْضِ ، وَ اِنْ خَرَجَ ـــــ عَنِ اسْمِ التُّرَابِ .
كَمَا لَمْ يَخْرُجِ الْحَجَرُ مَعَ اَنَّهٗ اَقْوٰى اسْتِمْسَاكاً مِّنْهُ ـــــــ ،
خِلَافاً لِّلْمُحَقِّقِ فِى الْمُعْتَبَرِ مُحْتَجّاً بِخُرُوْجِهٖ ـــــ مَعَ اعْتِرَافِهٖ :

- بِجَوَازِ السُّجُوْدِ عَلَيْهِ .
- وَ مَا يَخْرُجُ عَنْهَا ـــ بِالْاِسْتِحَالَةِ ، يُمْنَعُ مِنَ السُّجُوْدِ عَلَيْهِ ،

وَ اِنْ كَانَتْ دَآئِرَةُ السُّجُوْدِ ـــــــ اَوْسَعَ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى غَيْرِهٖ .
﴿ **لَا بِالْمَعَادِنِ** ﴾ كَالْكُحْلِ ، وَالزِّرْنِيْخِ ، وَ تُرَابِ الْحَدِيْدِ وَ نَحْوِهٖ ،
﴿**وَ**﴾ لَا ﴿ **النُّوْرَةِ** ﴾ وَ الْجِصِّ بَعْدَ خُرُوْجِهِمَا عَنِ اسْمِ الْاَرْضِ بِالْاِحْرَاقِ ،
اَمَّا قَبْلَهٗ فَلَا .

متن 201 :

﴿ وَ يُكْرَهُ ﴾ التَّيَمُّمُ ﴿ بِالسَّبَخَةِ ﴾ بِالتَّحْرِيْكِ فَتْحاً وَّ كَسْراً وَّ السُّكُوْن .

وَ هِيَ : اْلاَرْضُ الْمَالِحَةُ النَّشَّاشَةُ ــــــــــــ ،

عَلىٰ اَشْهَرِ الْقَوْلَيْنِ ــــ ،

مَا لَمْ يَعْلُهَا مِلْحٌ يَّمْنَعُ اِصَابَةَ بَعْضِ الْكَفِّ لِلْاَرْضِ ــــ فَلَا بُدَّ مِنْ اِزَالَتِهٖ.

﴿ وَ الرَّمْلِ ﴾ ، لِشِبْهِهِمَا بِاَرْضِ الْمَعْدَنِ ،

وَ وَجْهُ الْجَوَازِ ــــــ بَقَآءُ اسْمِ اْلاَرْضِ .

متن 202 :

﴿ وَ يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعَوَالِيْ ﴾ وَ هِيَ : مَا ارْتَفَعَ مِنَ اْلاَرْضِ ،

- لِلنَّصِّ ،
- وَ لِبُعْدِهَا مِنَ النَّجَاسَةِ ،

لِاَنَّ الْـمَهَابِطَ تُقْصَدُ لِلْحَدَثِ . وَ مِنْهُ سُمِّيَ الْغَآئِطَ ، لِاَنَّ اَصْلَهٗ : الْمُنْخَفِضُ، سُمِّيَ الْحَالُّ ــــ بِاسْمِهٖ ــــ لِوُقُوْعِهٖ فِيْهِ كَثِيْراً .

متن 203 :

﴿ وَ الْوَاجِبُ ﴾ فِي التَّيَمُّمِ ﴿ النِّيَّةُ ﴾ وَ هِيَ : الْقَصْدُ اِلىٰ فِعْلِهٖ .

وَ سَيَأْتِيْ بَقِيَّةُ مَا يُعْتَبَرُ فِيْهَا مُقَارِنَةً لِّاَوَّلِ اَفْعَالِهٖ .

﴿ وَ ﴾ هُوَ : ﴿ الضَّرْبُ عَلَى اْلاَرْضِ بِيَدَيْهِ ﴾ مَعاً ــــــــــ ،

وَ هُوَ : وَضْعُهُمَا بِمُسَمَّى اْلِاعْتِمَادِ ، فَلَا يَكْفِيْ مُسَمَّى الْوَضْعِ عَلَى الظَّاهِرِ ، خِلَافاً لِّلْمُصَنِّفِ فِي الذِّكْرىٰ فَاِنَّهٗ جَعَلَ الظَّاهِرَ : اْلِاكْتِفَآءَ بِالْوَضْعِ .

وَ مَنْشَأُ اْلِاخْتِلَافِ :

- تَعۡبِیۡرُ النُّصُوۡصِ بِكُلٍّ مِّنۡهُمَا ،
- وَ كَذَا عِبَارَاتُ الۡاَصۡحَابِ ،

فَمَنۡ جَوَّزَهُمَا ـــــــ جَعَلَهٗ دَالًّا عَلٰى اَنَّ الۡمُؤَدّٰى وَاحِدٌ ،

وَ مَنۡ عَيَّنَ الضَّرۡبَ ـــــــ حَمَلَ الۡمُطۡلَقَ عَلَى الۡمُقَيَّدِ .

متن 204 :

وَ اِنَّمَا يُعۡتَبَرُ الۡيَدَانِ مَعاً مَعَ الۡاِخۡتِيَارِ ، فَلَوۡ تَعَذَّرَتۡ اِحۡدَاهُمَا ـــــــ ،

- لِقَطۡعٍ ،
- اَوۡ مَرَضٍ ،
- اَوۡ رَبۡطٍ ،

اقۡتُصِرَ عَلَى الۡمَيۡسُوۡرِ . وَ مَسَحَ الۡجَبۡهَةَ بِهٖ وَ سَقَطَ مَسۡحُ الۡيَدِ .

وَ يُحۡتَمَلُ قَوِيّاً مَسۡحُهَا بِالۡاَرۡضِ كَمَا يَمۡسَحُ الۡجَبۡهَةَ بِهَا لَوۡ كَانَتَا مَقۡطُوۡعَتَيۡنِ ،

وَ لَيۡسَ كَذٰلِكَ لَوۡ كَانَتَا نَجِسَتَيۡنِ ، بَلۡ يَمۡسَحُ بِهِمَا كَذٰلِكَ مَعَ تَعَذُّرِ التَّطۡهِيۡرِ ـــــــ اِلَّا اَنۡ تَكُوۡنَ :

- مُتَعَدِّيَةً ،
- اَوۡ حَائِلَةً ،

فَيَجِبُ :

- التَّجۡفِيۡفُ ،
- وَاِزَالَةُ الۡحَائِلِ مَعَ الۡاِمۡكَانِ ،

فَاِنۡ تَعَذَّرَ ـــــــ ضَرَبَ بِالظَّهۡرِ اِنۡ خَلَا مِنۡهُمَا ، وَ اِلَّا :

- ضَرَبَ بِالْجَبْهَةِ فِى الْاَوَّلِ ،
- وَ بِالْيَدِ النَّجِسَةِ فِى الثَّانِيَةِ،

كَمَا لَوْ كَانَ عَلَيْهَا ــــــــــــ "جَبِيْرَةٌ" .

متن 205 :

وَالضَّرْبُ ﴿ **مَرَّةً لِلْوُضُوْءِ** ﴾ اَىْ لِتَيَمُّمِهِ الَّذِىْ هُوَ بَدَلٌ مِّنْهُ ﴿ **فَيَمْسَحُ بِهِمَا جَبْهَتَهُ مِنْ قُصَاصِ الشَّعْرِ اِلىٰ طَرَفِ الْاَنْفِ الْاَعْلىٰ** ﴾ بَادِئاً بِالْاَعْلىٰ كَمَا اَشْعَرَ بِهِ ((مِنْ)) وَ ((اِلىٰ)) وَ اِنِ احْتُمِلَ غَيْرُهُ .

وَ هٰذَا الْقَدْرُ مِنَ الْجَبْهَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَ زَادَ بَعْضُهُمْ مَسْحَ الْحَاجِبَيْنِ،

وَ نَفىٰ ــــــ عَنْهُ الْمُصَنِّفُ فِى الذِّكْرىٰ ــــــ الْبَأْسَ .

وَ آخَرُوْنَ ــــــ مَسْحَ الْجَبِيْنَيْنِ ، وَ هُمَا ــــــــ :

الْمُحِيْطَانِ بِالْجَبْهَةِ ــــــ يَتَّصِلَانِ بِالصُّدْغَيْنِ.

وَ فِى الثَّانِىْ قُوَّةٌ ، لِوُرُوْدِهٖ فِىْ بَعْضِ الْاَخْبَارِ الصَّحِيْحَةِ ،

اَمَّا الْاَوَّلُ : فَمَا يَتَوَقَّفُ عَلَيْهِ مِنْهُ مِنْ بَابِ الْمُقَدِّمَةِ لَا اِشْكَالَ فِيْهِ ، وَ اِلَّا فَلَا دَلِيْلَ عَلَيْهِ .

متن 206 :

﴿ **ثُمَّ** ﴾ يَمْسَحُ ﴿ **ظَهْرَ يَدِهِ الْيُمْنىٰ بِبَطْنِ الْيُسْرىٰ مِنَ الزَّنْدِ** ﴾ بِفَتْحِ الزَّاى ،

وَ هُوَ: مَوْصِلُ طَرَفِ الذِّرَاعِ فِى الْكَفِّ ،

﴿ **اِلىٰ اَطْرَافِ الْاَصَابِعِ ، ثُمَّ** ﴾ مَسْحُ ظَهْرِ ﴿ **الْيُسْرىٰ** ﴾ بِبَطْنِ الْيُمْنىٰ ﴿ **كَذٰلِكَ** ﴾ مُبْتَدِئاً بِالزَّنْدِ اِلىٰ الْآخِرِ، كَمَا اَشْعَرَ بِهٖ كَلَامُهٗ .

﴿ **وَ مَرَّتَيْنِ لِلْغُسْلِ** ﴾ اِحْدَاهُمَا يَمْسَحُ بِهَا جَبْهَتَهٗ ، وَ الْاُخْرىٰ يَدَيْهِ.

متن 195 :

(تیسری فصل : تیمّم کے بارے میں ہے)

(تیمم کن شرائط کے تحت جائز ھے :)

اور تیمّم کی شرط یہ ہے کہ :

[1] پانی میسر نہ ہو ـــــــــــ ،

(اور اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ پانی اس کے سامنے یا اس کے آس پاس موجود نہ ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ) ،

پانی کی (اس حد تک) تلاش کے باوجود (پانی) نہ ملے (جو تلاش شرعاً) معتبر (یعنی واجب) ہے۔

[2] یا یہ کہ پانی تو ہے لیکن اس تک پہنچ نہیں سکتا۔ (اور پانی تک نہ پہنچ سکنا یا تو) :

■ حرکت کرنے سے عاجز ہونے کی وجہ سے ہو، (ایسی حرکت) کہ پانی کے حصول کیلئے جس کا محتاج ہوا جاتا ہے ،

(اور حرکت کرنے سے عاجز ہونا یا تو) ،

● بڑھاپے کی وجہ سے ہو ،

● یا بیماری کی وجہ سے ہو ،

● یا کمزوری کی وجہ سے ہو ؛ اور کوئی مددگار بھی نہ ملے جسے اگرچہ اپنی استطاعت کے مطابق اجرت دے کر ہی پانی حاصل کر سکے۔

■ (یا پانی تک نہ پہنچ سکنا نماز کا) وقت تنگ ہونے کی وجہ سے ہو ، اس طرح کہ پانی کے ساتھ طہارت (وضو یا غسل) کے بعد ، وقت میں سے (اتنا وقت بھی باقی نہ رہے کہ) ایک رکعت ہی درک (یعنی ادا) کر سکے۔

■ یا پانی کا ایسے کنویں میں پایا جانا جس کا پیندا بہت دور ہو ، اور بغیر آلہ

(یعنی ڈول اور رسّی وغیرہ) کے اُس تک پہنچنا دشوار ہو۔ اور یہ شخص اُس آلہ کو :

- (میسر نہ ہونے کی وجہ سے) اُجرت دے کر بھی حاصل کرنے سے عاجز ہو،
- یا اپنے قیمتی لباس کو پھاڑ کر،

(اور اسے رسی بنا کر بھی پانی حاصل نہ کر سکے۔ اور اگر ایسا کر کے وضو یا غسل کیلئے پانی حاصل کر سکے تو ایسا کرنا واجب ہوگا)۔

- یا عاریہ لے کر،

(بھی پانی تک پہنچنے کا وسیلہ مہیا نہ کر سکے، کیونکہ عاریہ دینے کیلئے کوئی موجود نہیں ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	وَ شَرْطُهُ	هُ	التيمم	تیمّم کی شرط
۲۔	طَلَبِهِ	هِ	الماء	پانی کی تلاش
۳۔	اِلَيْهِ	هِ	الماء	پانی تک
٤۔	مَعَ كَوْنِهِ	هِ	الماء	پانی کے (موجود ہونے) کے ساتھ
۵۔	اِلَيْهَا	هَا	حركة	حرکت کی طرف (احتیاج)
٦۔	فِیْ تَحْصِيْلِهِ	هِ	الماء	پانی کے حصول میں
۷۔	مِنْهُ	هُ	الوقت	وقت میں سے
۸۔	مَعَهُ	هُ	الماء	پانی کے ہمراہ
۹۔	لِكَوْنِهِ	هِ	الماء	پانی کا ہونا
۱۰۔	اِلَيْهِ	هِ	الماء	پانی کی طرف
۱۱۔	وَ هُوَ	هُوَ	طالب الماء	پانی کو تلاش کرنے والا
۱۲۔	تَحْصِيْلِهَا	هَا	آلة	آلہ کی تلاش

متن 196 :

■ یا پانی ایسی جگہ موجود ہو کہ اگر وہاں جائے تو :

● (اپنی یا کسی قابلِ احترام شخص کی) جان جانے کا خوف ہو ،

● یا (اپنے یا کسی قابلِ احترام شخص کے) عضوِ (بدن کے ضائع ہونے کا خوف ہو ،

● یا (اپنے یا کسی) قابلِ احترام (شخص کے) مال کے چلے جانے (یعنی ضائع ہوجانے) کا خوف ہو،

(پس اگر کافر حربی وہاں موجود ہو تو ضروری ہے کہ پانی لانے کے لیے اسے بھیجے خواہ وہ قتل ہوجائے ، اس کے اعضاءِ بدن ضائع ہوجائیں یا اس کا مال تلف ہوجائے۔ کیونکہ کافر حربی کی نہ جان محترم ہے ، نہ اعضاء اور نہ ہی مال)۔

● یا (وہاں جانے سے) خواتین کے ساتھ جنسی زیادتی کا خوف ہو ،

● یا اپنی عزت اور شرافت (کے لُٹ جانے) کا خوف ہو ،

● یا پاگل ہوجانے کا خوف ہو ، خواہ بزدلی ہی کی وجہ سے کیوں نہ ہو

■ (اور پانی تک نہ پہنچ سکنے کی پانچویں وجہ یہ ہے کہ) پانی خریدنے سے مل سکتا ہے، لیکن اس کی قیمت ادا کرنے سے عاجز ہو :

● عُدم (یعنی ناداری) کی وجہ سے ،

● یا (اس رقم کی) احتیاج رکھتا ہو اگرچہ آنے والے وقت میں ،

(اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر مال ضائع ہونے کا خوف ہو تو پانی کی تلاش میں نہ جائے اور اپنے مال کی حفاظت کرے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر پانی کو مال خرچ کرکے حاصل کرسکتا ہو تو مال خرچ کرکے پانی حاصل کرنا واجب ہے۔ ان دونوں مسئلوں یعنی:)

جس مال کے چلے جانے (یعنی غصب ہوجانے) کا خوف ہو ،

اور جسے (پانی کے حصول کیلئے) عوض کے طور پر خرچ کرنا واجب ہو ،

ـــــــــ، میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ :

پہلے (مسئلہ میں بیان کیے گئے مال) کی حفاظت واجب ہے ، خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ ہو (تا کہ وہ غصب ہونے سے بچ جائے)،

اور دوسرے (مسئلہ میں بیان کیے گئے مال) کو خرچ کرنا واجب ہے خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ (تا کہ طہارت کیلئے پانی حاصل کر سکے)۔

اور ،

(ان دو مسئلوں یعنی جہاں مال کے غصب ہونے کا ڈر ہو ، وہاں اُسکی حفاظت کرتے ہوئے تیمّم کیا جائے ، اور دوسرے مسئلہ میں مال خرچ کرکے وضو یا غسل کرنا واجب ہے ، تو ان دونوں مسئلوں میں) ،

فرق ڈالنے والی چیز (فقط) روایت ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ پہلے مسئلہ میں دلیل یہ ہے کہ :

- مال کے غصب ہونے کی صورت میں جو چیز حاصل ہو ، وہ اس کا عوض ہے جو غاصب کی گردن پر آ جاتا ہے اور غاصب پر واجب ہے کہ اس کے مال کو واپس کرے۔ اور یہ عوض منقطع ہوجانے والی چیز ہے نہ ہمیشہ رہنے والی کیونکہ غاصب اُسی قدر مال واپس کرے گا جس قدر اُس نے غصب کیا ہوگا۔
- اور دوسرے مسئلہ میں (دلیل یہ ہو کہ مال خرچ کرنے کے عوض خدا کی طرف سے اُخروی) ثواب ملے گا جو ہمیشہ رہنے والی چیز ہے ، (اور خرچ کیے گئے مال سے کئی گنا ہوگا)۔ (شارحؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات صحیح نہیں ہے) ،

کیونکہ دونوں (مسئلوں) میں ثواب حاصل ہوتا ہے اگر دونوں مالوں کو اپنے اختیار سے خرچ کیا جائے (اس لیے کہ پہلے مسئلہ میں اگر اپنے اختیار سے مال کو غصب ہونے دے) تا کہ (پانی) حاصل کرکے (وضو کے ساتھ خدا کی) عبادت کر سکے (تو ثوابِ آخرت کا حقدار ہوگا ، البتہ اُس وقت) جب یہ (یعنی مال کو اپنے اختیار کے ساتھ غصب ہونے دینا) جائز ہو۔

بلکہ (اگر روایت سے قطع نظر ہم دلیل ہی دینا چاہیں ، تو کہیں گے کہ) پہلے مسئلہ میں کبھی عوض اور ثواب دونوں جمع ہوجاتے ہیں (ثواب تو ہے ہی ، اگر غاصب ، غصب کردہ مال بھی واپس کردے تو

دونوں جمع ہوجائیں گے، جبکہ) دوسرا مسئلہ اس کے برخلاف ہے،
(جس میں ثوابِ آخرت تو ہے لیکن خرچ کیا ہوا مال تو واپس نہیں ملے گا)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اَوْ لِکَوْنِہٖ	ہٖ	الماء	یا پانی کا ہونا
۲۔	اِلَیْہِ	ہِ	محل	اُس جگہ جانے سے
۳۔	اَوْ لِوُجُوْدِہٖ	ہٖ	الماء	یا پانی کا موجود ہونا
٤۔	عَنْ بَذْلِہٖ	ہٖ	عوض	عوض رمال کو خرچ کرنے سے
٥۔	اَلْمَخُوْفُ ذَھَابُہٗ	ہٗ	المال	جس مال کے چلے جانے کا خوف ہو
٦۔	اَلْوَاجِبُ بَذْلُہٗ	ہٗ	المال	جس مال کو خرچ کرنا واجب ہو
۷۔	وَ ھُوَ مُنْقَطِعٌ	ھُوَ	العوض	یہ عوض، منقطع یعنی دائمی نہیں ہے
۸۔	وَ ھُوَ دَائِمٌ	ھُوَ	الثواب	ثواب دائمی ہے
۹۔	فِیْھِمَا	ھُمَا	الاول+ الثانی	پہلی اور دوسری دونوں صورتوں میں
۱۰۔	مَعَ بَذْلِھِمَا	ھما	☜	مال جس کے چلے جانے کا خوف ہو، اور وہ مال جس کا خوچ کرنا واجب ہو
۱۱۔	ذٰلِکَ	x	x	مال کا خرچ کرنا اور اسے چھوڑ کر پانی کی تلاش میں جانا

متن 197 :

[1] یا پانی کے استعمال سے خوف ہو کہ:

■ موجود بیماری،

● بڑھ جائے گی،

● یا اس کا علاج سُست ہوجائے گا اور اسے ٹھیک ہونے میں زیادہ وقت لگ جائے گا،

● یا اُس کا علاج مشکل ہوجائے گا ،

ــــــــ، یا (پانی کے استعمال کی وجہ سے) متوقع (طور پر بیمار ہوجانے کا خوف ہو)،

■ یا شدید سردی ہو جسے برداشت کرنا اس کیلئے مشکل ہو ،

■ یا (اگر پانی کو وضو یا غسل کیلئے استعمال کرے تو) خوف ہو کہ نفس محترم (خواہ انسان ہو) یا حیوان ہی کیوں نہ ہو ،

● یا موجودہ وقت میں ،

● یا آنے والے ایسے وقت میں پیاسا رہ جائے گا ، جس میں معمولاً یا حالات کے اشاروں کی وجہ سے معلوم ہو کہ پانی میسر نہیں ہوسکے گا۔

(پانی کے تلاش کی کیفیت :)

(جب انسان بیابان میں ہو اور اس کے پاس) پانی موجود نہ ہو (جس سے وہ وضو یا غسل کرکے عبادت انجام دے سکے) تو واجب ہے کہ چار سمتوں (مشرق ، مغرب ، شمال ، جنوب) میں سے ہر سمت **غلوة سهم** (یعنی کمان سے پھینکے گئے تیر کی مسافت) کے اندازہ کے مطابق پانی تلاش کرے ــــــــ ،

(غَلوة) ــــــــ، غین کی فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے ــــــــ، اور یہ : تیرانداز کے تیر اندازی کے آلہ (یعنی کمان) سے پھینکے گئے تیر کی (طے کردہ مسافت کی) مقدار ہے جبکہ تیر انداز اور تیراندازی کا آلہ دونوں معتدل قسم کے ہوں (یعنی تیر انداز نہ بہت طاقتور اور ماہر ہو اور نہ ہی بہت کمزور اور اناڑی ؛ اور کمان بھی نہ بہت اعلیٰ درجہ کی ہو اور نہ ہی بہت معمولی ہو) ،

ــــــــ ، (پانی کی تلاش کیلئے یہ مقدار اس شخص کیلئے ہے جو حزنة یعنی) ناہموار زمین میں ہو ،

(اور حــزنة کو) نکتہ دار زاء کے سکون کے ساتھ پڑھا جائے ، اور (یہ حــزنة) سهـلة (ہموار زمین) کے برعکس ہے۔ اور یہ (حزنة) وہ (زمین) ہے جو درختوں ، پتھروں ، بلندی اور گہرائی جیسی چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے جو مانع ہوتے ہیں اُس چیز کے دیکھنے میں جو ان کے عقب میں ہو۔

	قول	ضمير	مرجع	يعنى
۱۔	مِنِ اسْتِعْمَالِهِ	ہ	الماء	پانی کے استعمال سے

۲۔	زِيَادَتُهٗ	ہٗ	مرض	بیماری کا بڑھ جانا
۳۔	اَوْ بُطُوْءُهٗ	ہٗ	مرض	یا بیماری کا سستی سے ٹھیک ہونا
٤۔	عِلَاجِهٖ	ہٖ	مرض	بیماری کا علاج
٥۔	تَحَمُّلُهٗ	ہٗ	برد شدید	شدید سردی جس کو تحمل کرنا (دشوار ہو)
٦۔	فِيْهِ	ہِ	زمان	اس وقت میں
۷۔	طَلَبُهٗ	ہٗ	الماء	پانی کی تلاش
۸۔	مَعَ فَقْدِهٖ	ہٖ	الماء	جب پانی مفقود (یعنی میسر نہ) ہو

متن 198 :

اور (اگر کوئی شخص) ہموار زمین میں ہو تو (ہر طرف، کمان سے پھینکے گئے) دو تیروں کی مسافت کے اندازہ کے مطابق (پانی تلاش کرے گا)۔

اور اگر زمین (چار اطراف میں ایک جیسی نہ ہو، بلکہ) ناہمواری اور ہمواری میں مختلف ہو تو اس صورت میں (پانی کی تلاش ہر طرف میں، زمین کی) ہمواری اور ناہمواری کے اندازہ کے مطابق تقسیم کی جائے گی۔

اور (چار اطراف میں پانی کی یہ تلاش، بتائی گئی مقدار میں اس وقت) واجب ہے جب پانی کے اس سمت میں پائے جانے کا احتمال موجود ہو۔ پس اگر یقین رکھتا ہو کہ:

- پانی مطلقاً (یعنی کسی بھی سمت میں) موجود نہیں ہے،
- یا (یہ کہ پانی) بعض سمتوں میں موجود نہیں ہے،

تو ایسی صورت میں پانی کی طلب (یعنی تلاش، اُس پر سے):

مطلقاً (یعنی ہر سمت سے)،

یا اُس مخصوص سمت سے ساقط ہو جاتی ہے (جس سمت پانی نہ ہونے کا اسے یقین ہے)۔

جیسا کہ اگر اسے یقین ہو کہ پانی نصاب (کی مقدار) سے زیادہ (فاصلہ) پر موجود ہے تو واجب ہے کہ (قدرت اور توانائی کے) امکان (یعنی موجود ہونے) کے ساتھ اُس جگہ جانے کا قصد کرے (البتہ

شرط یہ ہے کہ اس قصد و تلاش میں نماز کا) وقت (ہاتھوں سے) نہ نکل جائے۔

اور (واجب نہیں ہے کہ پانی کی تلاش میں انسان خود جائے بلکہ) جائز ہے کہ اس (تلاش کے سلسلہ) میں کسی کو نائب بنائے، بلکہ کبھی نائب بنانا واجب ہوجاتا ہے،

(جب انسان پانی کی تلاش کیلئے خود نہ جاسکتا ہو اور نائب بنانا بھی ممکن ہو)،

اگرچہ اُجرت پر ہی نائب بنائے البتہ جب مالی قدرت رکھتا ہو۔

اگر نائب بنانا اختیاری ہو (یعنی جب پانی کی تلاش میں خود بھی جاسکتا ہو) تو نائب کا عادل ہونا شرط ہے۔ اور اگر نائب بنانے پر مجبور ہو تو اس صورت میں عدالت کی شرط اس وقت معتبر ہے جب ایسا ممکن ہو۔

(اختیاری اور اضطراری) دونوں صورتوں میں (جب پانی کی تلاش کیلئے نائب بنائے تو یہ نائب) اپنے لیے بھی اور جس نے اسے نائب بنایا ہے اس کیلئے بھی، نائب شمار ہوگا،

(پس نائب کو اپنے وضو کیلئے پانی کی تلاش کیلئے الگ سے جانے کی ضرورت نہیں ہے)۔

اور (جب انسان کا وظیفہ تیمّم کرنا ہو) تو مٹی میسر نہ ہونے کی صورت میں واجب ہے کہ اسی طرح (یعنی پانی کی تلاش کے سلسلہ میں بیان کی گئی تفصیل کے مطابق) مٹی تلاش کی جائے، جب (تیمّم کے سلسلہ میں) مٹی کی تلاش واجب ہو۔

یعنی	مرجع	ضمیر	قول	
ناہموار اور ہموار زمین	الحزونة+ السهولة	هُمَا	بِحَسَبِهِمَا	۱۔
ایک تیر یا دو تیروں کی مسافت کے مطابق	x	x	كَذٰلِكَ	۲۔
پانی کے موجود ہونے کے احتمال کے ساتھ	الماء	هِ	وُجُوْدِهِ	۳۔
چار اطراف میں	الجوانب الاربعة	هَا	فِيْهَا	٤۔
پانی کے نہ ہونے کا (یقین رکھتا ہو)	الماء	هُ	عَدَمَهُ	۵۔
یا ان بعض اطراف میں	بعض الجهات	هِ	اَوْ فِيْهِ	٦۔
پانی کو تلاش کرنے والا	طالب الماء	هُ	اَنَّهُ	۷۔

۸۔	وُجُوْدَهٗ	ہٗ	الماء	پانی کے موجود ہونے کا (یقین رکھتا ہو)
۹۔	قَصْدُهٗ	ہٗ	ازید	نصاب سے زائد مقدار تک جانے کا قصد
۱۰۔	فِيْهِ	ہِ	طلب الماء	پانی کی تلاش میں
۱۱۔	فَمَعَ اِمْكَانِهَا	هَا	العدالة	نائب میں عدالت کی شرط کے امکان کیساتھ
۱۲۔	لَهُمَا	هُمَا	نائب + منوب عنه	نائب اور جس کی طرف سے نائب بنا ہو
۱۳۔	كَذٰلِكَ	x	x	پانی کی تلاش میں دی گئی شرائط کے مطابق
۱٤۔	لَوْ تَعَذَّرَ	هُوَ	التراب	اگر مٹی کا ملنا دشوار ہو
۱۵۔	مَعَ وُجُوْبِهٖ	ہٖ	التيمم	تیمّم کے واجب ہونے کے ساتھ

متن 199 :

اور واجب ہے کہ تیمّم :

- پاک مٹی ،
- اور پاک پتھر سے کیا جائے ـــــــ ،

اس لیے کہ پتھر بھی زمین کا حصہ ہی ہے۔ کیونکہ :

- اس پر علماء کا اجماع ہے ، اور صعید جس (پر تیمّم کرنے) کا حکم دیا گیا ہے ، وہ زمین کا اوپری پرت ہے (اور پتھر بھی زمین کی اوپری پرت ہی ہے) ،
- اور (اس لیے بھی پتھر) زمین کا حصہ ہے کیونکہ یہ (دراصل) مٹی (ہی ہے)۔ اس کے ساتھ چکنی رطوبت ملی اور (سورج اور زمین کی) حرارت نے اس پر عمل کرکے اسے استحکام بخش دیا۔

اور پتھروں کی مختلف اقسام جیسے رُخام (سفید رنگ کا نرم پتھر) اور بِرام (سیاہ رنگ کا سخت پتھر) یا ان دو کے علاوہ دیگر پتھروں میں کوئی فرق نہیں ہے ، (سب کے سب تیمّم کے لیے استعمال میں لائے جاسکتے ہیں)۔

(مصنفؒ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مٹی اور پتھر ، اگر دونوں موجود ہوں تو کسی

سے بھی تیمّم کیا جاسکتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ مٹی کے ہوتے ہوئے پتھر پر تیمّم جائز نہ ہو، البتہ)،

شیخ طوسیؒ نے پتھر پر تیمّم کو اس شرط کے ساتھ جائز سمجھا ہے جب مٹی موجود نہ ہو۔ لیکن کوئی بھی فقیہ اس بات کا قائل نہیں ہے کہ مطلقاً (یعنی مٹی ہو یا نہ ہو) پتھر پر تیمّم جائز نہیں ہے۔

(مٹی کی غیر موجودگی میں تو سبھی قائل ہیں کہ پتھر پر تیمّم جائز ہے لیکن بعض فقہاء مٹی کی موجودگی میں پتھر پر تیمّم کو جائز نہیں سمجھتے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لِاَنَّهٗ	هٗ	الحجر	اس لیے کہ پتھر
۲۔	بِهٖ	هٖ	الصعید	صعید جس کا حکم دیا گیا ہے
۳۔	وَجْهُهَا	هَا	الارض	زمین کا اوپری پرت ہے
٤۔	لِاَنَّهٗ	هٗ	الحجر	اس لیے کہ پتھر
۵۔	فِيْهِ	هِ	التراب	مٹی میں
٦۔	فَاَفَادَتْهُ	هُ	حرارة + التراب	حرارت نے مٹی کو استحکام بخشا
۷۔	اَنْوَاعِهٖ	هٖ	الحجر	پتھر کی اقسام
۸۔	وَ غَيْرِهِمَا	هُمَا	رخام+ برام	نرم اور سخت پتھر
۹۔	اِسْتِعْمَالِهٖ	هٖ	الحجر	پتھر کے استعمال کے جائز ہونے میں
۱۰۔	مِنْهُ	هُ	الحجر	پتھر سے
۱۱۔	فَلاَ قَائِلَ بِهٖ	هٖ	المنع مطلقاً	پتھر سے تیمّم کے مطلقاً ممنوع ہونے کا کوئی قائل نہیں ہے

متن 200 :

اور پتھر پر تیمّم کے جائز ہونے سے ـــــ، ٹھیکری پر، بطریقِ اولیٰ، تیمّم کے جائز ہونے کا ـــــ، استفادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ پکنے کے باوجود یہ (ٹھیکری اپنے) زمین ہونے سے خارج نہیں ہوتی اگرچہ مٹی

ہونے سے خارج ہوجاتی ہے۔

جیسا کہ پتھر، ٹھیکری سے زیادہ مضبوط ہونے کے باوجود، (زمین ہونے سے) خارج نہیں ہوا۔ برخلاف محقق حلیؒ کے کتابِ معتبر میں، جنہوں نے (ٹھیکری پر تیمّم کو اس لیے جائز نہیں سمجھا اور) اسے زمین سے خارج سمجھا ہے،

(کہ پکنے کی وجہ سے یہ اپنے زمین ہونے سے خارج ہوجاتی ہے۔ شارح تعجب کرتے ہیں کہ جنابِ محققؒ ایک طرف تو مٹی کے استحالہ کی وجہ سے ٹھیکری پر تیمّم کو جائز نہیں سمجھتے)،

جبکہ اس پر سجدہ کے جائز ہونے کا اعتراف کیا ہے، درحالانکہ (محقق خود اور دیگر فقہاء سجدہ کی بحث میں فرماتے ہیں کہ) ہر وہ چیز جو استحالہ کی وجہ سے زمین ہونے سے خارج ہوجائے، اُس پر سجدہ نہیں کیا جاسکتا۔ (پس جنابِ محقق کی بات کا لازمہ یہ ہے کہ ٹھیکری پر سجدہ بھی جائز نہیں ہونا چاہیے)۔

اگرچہ سجود کا دائرہ غیر سجود (مثلاً تیمّم) کی نسبت زیادہ وسیع ہے،

(کیونکہ سجود ایسی چیزوں پر بھی جائز ہے جن پر تیمّم جائز نہیں ہے مثلاً گھاس اور کاغذ وغیرہ۔ لیکن یہ بات بھی جنابِ محققؒ پر وارد اعتراض کو دور نہیں کرتی کیونکہ انہوں نے خود اس قاعدہ کو قبول کیا ہے کہ استحالہ کی وجہ سے جو چیز اپنے زمین ہونے سے خارج ہوجائے، اُس پر سجدہ نہیں کیا جاسکتا۔ پس اگر محقق سجود کے دائرہ کے وسیع ہونے کی وجہ سے ٹھیکری پر سجدہ کو جائز سمجھتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس قاعدہ کو قبول کرنا چھوڑ دیں)۔

صحیح نہیں ہے تیمّم معدنی چیزوں پر جیسے:

- سرمہ کا پتھر،
- آرسینک (Arsenik) کا پتھر،
- آہنی مٹی وغیرہ (کیونکہ یہ تینوں زمین ہونے سے خارج ہیں)۔

اور نہ ہی چونے کے پتھر (Limestone) اور چاک پر (تیمّم کرنا صحیح ہے) جب پکنے کی وجہ سے یہ اپنے زمین ہونے سے خارج ہوجائیں، لیکن پکنے (اور جلنے) سے پہلے ان پر تیمّم ممنوع نہیں ہے۔

	قول	ضمير	مرجع	یعنی
۱۔	وَ مِنْ جَوَازِهٖ	هٖ	التيمم	تیمّم کے جائز ہونے سے
۲۔	جَوَازُهٗ	هٗ	التيمم	تیمّم کا جائز ہونا
۳۔	لِعَدَمِ خُرُوْجِهٖ	هٖ	الخزف	ٹھیکری کا خارج نہ ہونا
٤۔	مَعَ اَنَّهٗ	هٗ	الحجر	باوجود اس کے کہ پتھر
۵۔	اِسْتِمْسَاكاً مِنْهُ	هُ	الخزف	ٹھیکری سے زیادہ مستحکم
٦۔	بِخُرُوْجِهٖ	هٖ	الخزف	ٹھیکری کے خارج ہونے سے
۷۔	مَعَ اعْتِرَافِهٖ	هٖ	المحقق	محققؒ اپنے معترف ہونے کے ساتھ
۸۔	عَلَيْهِ	هِ	الخزف	ٹھیکری پر
۹۔	عَنْهَا	هَا	الارض	زمین ہونے سے
۱۰۔	اِلیٰ غَيْرِهٖ	هٖ	السجود	غیر سجود سے
۱۱۔	وَ نَحْوِهٖ	هٖ	کحل ، زرنیخ...	مثلاً عقیق کا پتھر
۱۲۔	خُرُوْجِهِمَا	هُمَا	النورة+ الجص	چونے کا پتھر اور چاک
۱۳۔	اَمَّا قَبْلَهٗ		الخروج	خارج ہونے سے پہلے

متن 201 :

اورمکروہ ہے تیمّم کرنا سبخه پر ــــــــــ ،

(سَبـخَه) باء کے فتحہ ، کسرہ اورسکون کے ساتھ پڑھا جاتا ہے (یعنی سَبـَخَة ، سَبِخَة اور سَبْـــخَة ، اور ایسی زمین ہے جونمک والی ہوتی ہے اور اندرونی ابال کی وجہ سے نمک کو زمین کی سطح پر پھینکنے والی ہوتی ہے ،

(سبخه پر تیمّم کا مکروہ ہونا) دو اقوال میں سے زیادہ مشہورقول کی بنا پر ہے ،

(ورنہ ابن جنیدؒ، سبخه پر تیمّم کو جائز نہیں سمجھتے) ،

(لیکن ایسا اُس وقت ہے) ــــــــ ، جب نمک ایسی زمین پر ابھی پھیلا نہ ہو ــــــ ، کہ

ہتھیلی کے بعض حصے کو مٹی تک پہنچنے سے روکے ـــــــــ ،

(اور اگر نمک نے زمین کو چھپا رکھا ہو تو زمین پر سے نمک کو ہٹانا ضروری ہے تا کہ ہاتھ مٹی تک پہنچ سکیں ، ورنہ تیمّم کرنا باطل ہوگا)۔

اور (نیز مکروہ ہے تیمّم کرنا) ریت پر ، کیونکہ (نمک والی اور ریتلی زمین) دونوں معدنی زمین سے مشابہت رکھتی ہیں۔ اور (ان پر تیمّم کے) جائز ہونے کی وجہ (یہ ہے کہ اس مشابہت کے باوجود) یہ زمین ہونے سے خارج نہیں ہوئیں اور ان پر زمین ہی کا لفظ بولا جاتا ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لَمْ یَعْلُهَا	هَا	الارض	زمین جس کے اوپر نہ آگیا ہو
۲۔	مِنْ اِزَالَتِهٖ	ہٖ	الملح	نمک کو دور کرنا
۳۔	لِشَبَهِهِمَا	هُمَا	السبخة+ الرمل	نمک والی اور ریتلی زمین کا مشابہ ہونا

متن 202 :

اور مستحب ہے کہ اونچی جگہوں سے تیمّم کیا جائے ، اور یہ زمین کی وہ جگہیں ہیں جو بلندی پر ہوں۔

(اس لیے کہ اس حکم کے بارے میں :)

روایت موجود ہے ،

اور اس لیے بھی کہ یہ اونچی جگہیں ، نجاست سے دور ہوتی ہیں ،

کیونکہ عام طور پر حدث کیلئے نشیبی جگہوں کا قصد کیا جاتا ہے۔

اور اسی وجہ سے (کہ لوگ حدث کیلئے نشیبی جگہوں پر جاتے ہیں) غائط (انسانی فضلہ) کو غائط کہا جاتا ہے کیونکہ غائط کی اصل (یعنی لغت کے اعتبار سے غائط) نشیبی جگہ کو کہتے ہیں ،

(چنانچہ مجازی طور پر) حالّ (یعنی نجاست) کو غائط (یعنی محل) کا نام دے دیا گیا ہے۔، کیونکہ :

عام طور پر نجاست (یعنی حالّ) ، نشیبی جگہ (یعنی محل) پر ہی وقوع پذیر ہوتی ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لِبُعْدِهَا	هَا	العوالی	بلند جگہوں کے دور ہونے کی وجہ سے

٢۔	وَ مِنْهُ	هُ	☜	لِاَنَّ الْمَهَابِطَ تُقْصَدُ لِلْحَدثِ
٣۔	سُمِّيَ	هُوَ	الحدث	نام دیا گیا ہے (حدث کو : غائط)
٤۔	اَصْلَهٗ	هٗ	الغائط	غائط کی اصل
٥۔	بِاسْمِهٖ	هٖ	المحل	محل (یعنی نشیبی جگہ) کا نام
٦۔	لِوُقُوْعِهٖ	هٖ	الحال	حال/نجاست کے واقع ہونے کی وجہ سے
٧۔	فِيْهِ	هِ	المحل	محل (یعنی نشیبی جگہ) میں

متن 203 :

(تیمم کی کیفیت :)

اور تیمّم میں نیت کرنا واجب ہے۔ اور نیت : تیمّم کو انجام دینے کا قصد کرنا ہے۔

اور عنقریب وہ باقی چیزیں بیان کی جائیں گی ، جو (قصد کے علاوہ) نیت میں شرط ہیں ، (اور ضروری ہے کہ نیت) تیمّم کے افعال میں سے پہلا فعل انجام دینے کے ہمراہ ہو (اور تیمّم کے افعال میں ، سب سے پہلا فعل) دونوں ہاتھوں کا ایک ساتھ زمین پر مارنا ہے۔

[فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ کیا تیمّم میں دونوں ہاتھوں کا ایک ساتھ زمین پر :

- رکھنا کافی ہے ،
- یا شدت کے ساتھ رکھنا ضروری ہے جسے ہاتھوں کا زمین پر مارنا کہتے ہیں؟

مصنفؒ نے اس کتاب میں دوسرے قول کو اختیار کیا ہے اور ضرب سے اپنے نظریہ کا اظہار کیا ہے۔ جبکہ اپنی کتاب ذکریٰ میں پہلے قول کو اختیار کیا ہے]۔

اور اس (ضرب سے مراد) دونوں ہاتھوں کا ، زمین پر (زور سے) رکھنا ہے جسے عرف کے نزدیک ''مارنا'' کہا جاتا ہے۔ پس ظاہراً کافی نہیں ہے (ہاتھوں کا زمین پر محض) رکھ دینا جسے (عرف میں) وضع کا نام دیا جاتا ہے۔ برخلاف مصنفؒ کے کتاب ذکریٰ میں ، کیونکہ انہوں نے ظاہراً (تیمّم کے سلسلہ میں ہاتھوں کا زمین پر محض رکھ دینا یعنی) وضع کو کافی سمجھا ہے۔

اور اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ روایات میں (زمین پر رکھنے یا شدت سے رکھنے کے سلسلہ میں

وضع اور ضرب) دونوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہی کیفیت فقہاء کی عبارات کی ہے (جس میں دونوں سے تعبیر کیا گیا ہے)۔

پس جس فقیہ نے (وضع اور ضرب) دونوں کو جائز سمجھا ہے (یعنی یہ کہ ہاتھوں کا زمین پر رکھنا کافی ہے خواہ شدت کے ساتھ ہو یا بغیر شدت کے، اور ضرب کو واجب قرار نہیں دیا، تو) انہوں نے ان روایات کو دالّ (دلالت کرنے والی) قرار دیا ہے اس بات پر کہ دونوں سے مراد ایک ہی چیز ہے، (جو ہاتھوں کا مطلق زمین پر رکھنا ہے، خواہ شدت کے ساتھ ہو یا بغیر شدت کے)۔

اور جس فقیہ نے (تیمّم کے سلسلہ میں دونوں ہاتھوں کے زمین پر) مارنے کو معین کیا ہے، تو انہوں نے مطلق (یعنی وضع) کو مقید (یعنی ضرب) پر حمل کیا ہے،

[اور کہا ہے کہ وضع سے مراد، ضرب ہی ہے، کیونکہ ضرب، وضع ہی کو کہتے ہیں البتہ ایک قید کے اضافہ کے ساتھ یعنی ایسی وضع جو شدت کے ساتھ ہو۔ اس حمل سے دونوں روایات جمع ہوجاتی ہیں۔ لیکن اگر روایت مطلق (جس میں وضع سے تعبیر کیا گیا ہے) پر عمل کریں تو ضروری ہے کہ روایت مقید کو طرح کر دیں (یعنی اسے نظر انداز کردیں)۔ جبکہ علم اصول میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ: "**الجمع مهما امكن اولىٰ من الطرح**" یعنی روایات کو ایک دوسرے میں جمع کرنا اور ان کے اختلاف کو دور کرنا اگر ممکن ہو تو یہ بہتر ہے اس بات سے کہ روایتِ مطلق پر عمل کیا جائے اور روایتِ مقید کو نظر انداز کردیا جائے]۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اِلیٰ فِعْلِهٖ	هٖ	التیمم	تیمّم کی انجام دہی کا
۲۔	فِیْهَا	هَا	النية	نیت میں
۳۔	اَفْعَالِهٖ	هٖ	التیمم	تیمّم کے افعال
٤۔	بِیَدَیْهِ	هِ	مكلّف	مکلّف کا اپنے دونوں ہاتھوں سے
٥۔	وَضْعُهُمَا	هُمَا	يديه	دونوں ہاتھوں کو رکھنا

٦۔	فَاِنَّہٗ	ہٗ	مصنفؒ	اس لیے کہ مصنفؒ
٧۔	مِنْہُمَا	ھُمَا	وضع + ضرب	ہاتھوں کے رکھنے اور مارنے سے متعلق
٨۔	جَوَّزَھُمَا	ھُمَا	وضع + ضرب	جس فقیہ نے وضع اور ضرب کو جائز سمجھا ہے
٩۔	جَعَلَہٗ	ہٗ	تعبیر النصوص	اس فقیہ نے روایت کی تعبیر کو قرار دیا ہے

متن 204 :

اور دونوں ہاتھوں کا ایک ساتھ (زمین پر مارنا اس وقت) شرط ہے جب ایسا کرنا اختیاری (یعنی ممکن) ہو۔ پس اگر دونوں میں سے کوئی ایک معذور ہو :

- مقطوع ہونے کی وجہ سے ،
- بیماری کی وجہ سے ،
- یا زنجیر سے بندھا ہوا ہو ،

تو اس صورت میں میسر ہاتھ پر اقتصار کیا جائے گا ، اسی سے پیشانی کا مسح کرے گا اور (صحیح) ہاتھ کا مسح ساقط ہوجائے گا۔ اور احتمال قوی (یعنی واجب ہے) کہ (صحیح ہاتھ کی پشت کو) زمین پر کھینچے (اور مسح کرے) جیسا کہ اگر دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوتے تو پیشانی کو زمین پر کھینچتا (اور مسح کرتا)۔

اور ایسا نہیں ہے (کہ ہاتھوں سے پیشانی کا مسح کرنا ساقط ہوجائے گا) اگر دونوں ہاتھ نجس ہوں، بلکہ اسی طرح نجس ہاتھوں کے ساتھ (پیشانی اور دونوں ہاتھوں کی پشت کا) مسح کرے گا ، جب ان کا پاک کرنا ممکن نہ ہو (اور نجاست پھیلنے والی بھی نہ ہو)ـــــــــ ، لیکن اگر نجاست :

- پھیلنے والی ہو ،
- یا (ہاتھوں اور زمین کے درمیان) رکاوٹ ہو ،
- تو (ہاتھوں سے نجاست کا) خشک کرنا (تا کہ مٹی نجس نہ ہوجائے) ،
- اور (رکاوٹ بننے والی نجاست کا) دور کرنا واجب ہوگا ، البتہ جب ایسا کرنا ممکن ہو۔

پس اگر (ہتھیلی سے نجاست کا خشک کرنا اور رکاوٹ کا دور کرنا) مشکل ہو تو ہاتھوں کی پشت کو زمین پر مارے (اور مسح کرے) اگر (ہاتھوں کی پشت) نجاست اور رکاوٹ سے خالی ہو۔

اور اگر (ہاتھوں کی پشت بھی نجاست اور رکاوٹ سے)خالی نہ ہو تو :

پہلی صورت میں ،
(جب نجاست تر ہو ، واجب نہیں ہے کہ ہتھیلیوں کو زمین پر مارے اور ہاتھوں کی پشت پر مسح کرے بلکہ فقط) ،
پیشانی کو زمین پر مارے (یعنی پیشانی کو زمین پر کھینچے اور مسح کرے)،
اور دوسری صورت میں ،
(جب رکاوٹ بننے والی نجاست کو دور کرنا ممکن نہ ہو ، تو اسی)
نجس ہاتھ کے ساتھ مسح کرے گا ،
(یعنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارے اور پیشانی اور ہاتھوں کی پشت کا مسح کرے)
جیسا کہ اگر ہاتھ پر جبیرہ ہو (یعنی زخم کی وجہ سے پٹی بندھی ہوئی ہو ، تو اسی طرح پٹی بندھی ہتھیلیوں کو زمین پر مارے اور پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر مسح کرے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	اِحْدَاھُمَا	ھُمَا	الیدان	دونوں ہاتھوں میں سے ایک
۲۔	بِہٖ	ہٖ	المیسور	میسر ہاتھ کے ذریعہ
۳۔	مَسْحُھَا	ھَا	الید	ہاتھ کی پشت کا مسح کریگا
٤۔	بِھَا	ھَا	الارض	زمین سے
٥۔	کَذٰلِکَ	x	x	پیشانی کا ہاتھوں سے مسح کرنا ساقط نہیں ہوگا
٦۔	بِھِمَا	ھُمَا	الیدین النجستین	دونوں نجس ہاتھوں سے
	فَاِنْ تَعَذَّرَ		تجفیف/ازالة	پس اگر نجس ہاتھ کو خشک کرنا یا رکاوٹ کو دور کرنا مشکل ہو
۷۔	مِنْھُمَا	ھُمَا	نجاسة + حائل	اگر ہاتھوں کی پشت نجاست اور رکاوٹ سے خالی ہو
۸۔	عَلَیْھَا	ھَا	الید	ہاتھ پر

متن 205 :

اور (تیمّم کی صورت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو ہتھیلیوں کی طرف سے ، ایک ساتھ) ایک مرتبہ (زمین پر) مارنا ہے ، وضو کیلئے ؛ یعنی اس تیمّم کیلئے جو وضو کے بدلے میں انجام دیا جارہا ہے۔

پھر (جب دونوں ہاتھوں کو ایک ساتھ زمین پر مار چکے تو) دونوں ہاتھوں سے بالوں کے اُگنے کی جگہ سے لے کر ناک کی بلندی تک، اپنی پیشانی کا مسح کرے، درحالانکہ مسح کو اوپر (یعنی پیشانی کے بالوں کے اُگنے کی جگہ) سے شروع کرنے والا ہو ، جیسا کہ مصنفؒ نے اس بات کو من اور الی کے ذریعہ سے سمجھایا ہے ، اگرچہ اس کے غیر کا احتمال بھی موجود ہے ،

(یعنی یہ کہ من اور الی ، ابتداء اور انتہاء کیلئے استعمال نہ کیے گئے ہوں بلکہ مسح کی واجب مقدار کو سمجھانا مقصود ہو)۔

اور پیشانی کی یہ مقدار متفق علیہ ہے (اور تمام فقہاء اس مقدار کو مسح میں واجب سمجھتے ہیں ، اگرچہ) بعض فقہاء نے اس مقدار میں ابروؤں کا اضافہ کیا ہے (کہ انہیں بھی مسح میں شامل کیا جائے) ،

- اور مصنفؒ نے اپنی کتاب ذکریٰ میں اس (قول) کے حارج ہونے کی نفی کی ہے (اور کہا کہ کوئی حرج نہیں ہے اگر ابروؤں کو بھی مسح میں داخل سمجھا جائے)۔
- اور بعض دوسرے فقہاء نے (مسح کی اس مقدار میں) دو جبینوں کے مسح کو بھی شامل کیا ہے۔ اور یہ دو جبینیں (وہ دو جگہیں ہیں جو) پیشانی کو گھیرے ہوئے ہیں (یعنی پیشانی ان دونوں کے وسط میں ہوتی ہے) اور کنپٹیوں سے متصل ہوتی ہیں۔

(شارحؒ فرماتے ہیں کہ) دوسرا قول قوت سے خالی نہیں ہے کیونکہ یہ بعض صحیح روایات میں وارد ہوا ہے۔ جبکہ پہلا قول : تو ابروؤں کی وہ مقدار جس پر تیمّم متوقف ہے ، مقدمہ علمی کے اعتبار سے اس کے مسح میں کوئی حرج تو نہیں ہے ، لیکن اس پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	لِتَيَمُّمِهِ	ہِ	المتيمم	تیمّم کرنے والا اپنے تیمّم کیلئے
۲۔	هُوَ	هُوَ	تيمم	تیمّم

۳۔	مِنْهُ	ہُ	الوضوء	وضو سے
٤۔	بِهِمَا	هُمَا	يدين	دونوں ہاتھوں کے ساتھ
٥۔	الْاَعْلٰى	x	x	طرف کی صفت ہے
٦۔	بِهٖ	ہٖ	بادئا بالاعلى	درحالانکہ تیمّم کرنیوالا اوپر سے شروع کرنیوالا ہو
۷۔	غَيْرُهٗ	ہٗ	ما اشعر به	مصنفؒ کی عبارت کے غیر کا احتمال بھی ممکن ہے یعنی یہ کہ من اور الی ابتدا اور انتہاء کیلئے نہ ہوں
۸۔	عَلَيْهِ	ہِ	هٰذا القدر	اس مقدار پر
۹۔	عَنْهُ	ہُ	مسح الحاجبين	ابروؤں کو مسح کرنے کے وجوب سے
۱۰۔	وَ هُمَا	هما	الجبينين	پیشانی کی دو اطراف
۱۱۔	لِوُرُوْدِهٖ	ہٖ	الثانی/ مسح الجبينين	دوسرے قول کا وارد ہونا، یعنی پیشانی کی دو اطراف کا، مسح میں شامل ہونا
۱۲۔	عَلَيْهِ	ہِ	ما الموصولة	وہ مقدار جس پر (متوقف ہو)
۱۳۔	مِنْهُ	ہُ	مسح الحاجبين	ابروؤں کے مسح سے
١٤۔	لَا اِشْكَالَ فِيْهِ	ہِ	ما الموصولة	اس مقدار کے مسح میں کوئی حرج نہیں
۱٥۔	فَلاَ دَلِيْلَ عَلَيْهِ	ہِ	مسح الحاجبين	پیشانی کی دو اطراف کے مسح کے واجب ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے

متن 206 :

(جب پیشانی کا جبینین سمیت مسح کر چکے تو) پھر بائیں ہاتھ کے اندرونی حصے (مثلاً ہتھیلی) سے، دائیں ہاتھ کی پشت کا ''گٹے سے لیکر انگلیوں کے سروں تک'' مسح کرے۔

''زَنْد'' کو زاء کی فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے ، اور اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں بازو کا سرا ہتھیلی میں ملتا ہے۔

(دائیں ہاتھ کا مسح کرلینے کے بعد) پھر دائیں ہاتھ کے اندرونی حصے سے ، بائیں ہاتھ کی پشت

کا اسی طرح (یعنی دائیں ہاتھ کے مسح کی طرح) گٹے سے شروع کرتے ہوئے ہاتھ کے آخر (یعنی انگلیوں کے سروں) تک مسح کرے جیسا کہ مصنفؒ کا کلام اس بات کو سمجھا رہا ہے۔

[''من اور الی'' کی تعبیر سے :

''گٹے سے انگلیوں کے سروں تک'' ـــــــــــــــــــــــ، دائیں ہاتھ کا مسح ،

اور کذلک کی تعبیر سے :

بائیں ہاتھ کا مسح ـــــــــ ،''دائیں ہاتھ کی مانند'' انجام دینے ، کو سمجھا رہا ہے]۔

اورغسل (کے بدلے انجام دیئے جانے والے تیمّم) کیلیئے ، دو مرتبہ ، (دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارے :)

- ایک مرتبہ (دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر) اس (مرتبہ) سے اپنی پیشانی کا مسح کرے۔
- اور دوسری مرتبہ (دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر) اپنے دونوں ہاتھوں کا مسح کرے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	كَذٰلِكَ	x	x	من الزند الی اطراف الاصابع ، یعنی کلائی سے لیکر انگلیوں کے سروں تک
۲۔	بِهٖ	هٖ	مبتدئاً بالزند الی الآخر	کلائی سے شروع کرتے ہوئے انگلیوں کے سروں تک
۳۔	كَلَامُهٗ	هٗ	مصنفؒ	مصنفؒ کی عبارت
٤۔	اِحْدَاهُمَا	هُمَا	مرتین	دو مرتبہ میں سے ایک
٥۔	بِهَا	هَا	مرة	ایک مرتبہ ہاتھوں کو زمین پر مارنے کے ذریعہ سے

متن 207 :

﴿ وَ يَتَيَـمَّمُ غَيْرُ الْجُنُبِ ﴾ مِـمَّـنْ عَلَيْهِ حَدَثٌ يُوْجِبُ الْغُسْلَ ، عِنْدَ تَعَذُّرِ اسْتِعْمَالِ الْمَآءِ مُطْلَقاً ﴿ مَرَّتَيْنِ ﴾ :

- اِحْدَاهُمَا ـــــ بَدَلاً مِّنَ الْغُسْلِ ، بِضَرْبَتَيْنِ ،
- وَالْاُخْرىٰ ـــــ بَدَلاً مِّنَ الْوُضُوْءِ ، بِضَرْبَةٍ .

وَ لَوْ قَدَرَ عَلَى الْوُضُوْءِ خَاصَّةً ـــــــــــــ وَ جَبَ ،
وَ تَيَمَّمَ عَنِ الْغُسْلِ ــــــــــ كَالْعَكْسِ ،
مَعَ اَنَّهٗ يَصْدُقُ عَلَيْهِ ـــــ اَنَّهٗ مُحْدِثٌ غَيْرُ جُنُبٍ ،
فَلَا بُدَّ ـــــــ فِيْ اِخْرَاجِه ـــــ مِنْ قَيْدٍ ،
وَ كَاَنَّهٗ : تَرَكَهٗ ـــــــــــــــ اعْتِمَاداً عَلىٰ ظُهُوْرِهٖ .

متن 208 :

﴿ وَ يَجِبُ فِي النِّيَّةِ ﴾ قَصْدُ ﴿ الْبَدَلِيَّةِ ﴾ مِنَ :

- الْوُضُوْءِ ،
- اَوِ الْغُسْلِ ،

اِنْ كَانَ التَّيَمُّمُ بَدَلاً عَنْ اَحَدِهِمَا كَمَا هُوَ الْغَالِبُ ،
فَلَوْ كَانَ تَيَمُّمُهٗ :

- لِصَلَاةِ الْجَنَازَةِ ،
- اَوْ لِلنَّوْمِ عَلىٰ طَهَارَةٍ ،
- اَوْ لِخُرُوْجِهٖ جُنُباً مِّنْ اَحَدِ الْمَسْجِدَيْنِ ـــــ ،

"عَلىَ الْقَوْلِ بِاخْتِصَاصِ التَّيَمُّمِ بِذٰلِكَ كَمَا هُوَ اَحَدُ قَوْلَيِ الْمُصَنِّفُ"،

ــــــ لَمْ يَكُنْ ــــــ بَدَلاً مِّنْ اَحَدِهِمَا ،

مَعَ احْتِمَالِ : بَقَآءِ الْعُمُوْمِ ــــ بِجَعْلِهِ فِيْهَا ــــ بَدَلاً اخْتِيَارِيّاً .

متن 209 :

﴿ وَ ﴾ يَجِبُ فِيْهِ ــــــ نِيَّةُ ﴿ **الْاِسْتِبَاحَةُ** ﴾ لِمَشْرُوْطٍ بِالطَّهَارَةِ ،

﴿ **وَ الْوَجْهُ** ﴾ مِنْ وُجُوْبٍ ، اَوْ نَدْبٍ ، وَالْكَلَامُ فِيْهِمَا كَالْمَآئِيَّةِ .

﴿ **وَ الْقُرْبَةُ** ﴾ وَ لَا رَيْبَ فِى اعْتِبَارِهَا فِىْ كُلِّ عِبَادَةٍ مُّفْتَقِرَةٍ اِلىٰ نِيَّةٍ ــــ، لِّيَتَحَقَّقَ الْاِخْلَاصُ الْمَأْمُوْرُ بِهٖ فِىْ كُلِّ عِبَادَةٍ .

متن 210 :

﴿ وَ ﴾ تَجِبُ فِيْهِ ﴿ **الْمُوَالَاةُ** ﴾ بِمَعْنىٰ الْمُتَابَعَةِ بَيْنَ اَفْعَالِهٖ بِحَيْثُ لَا يُعَدُّ مُفَرَّقاً عُرْفاً . وَ ظَاهِرُ الْاَصْحَابِ : الْاِتِّفَاقُ عَلىٰ وُجُوْبِهَا .

وَ هَلْ يَبْطُلُ بِالْاِخْلَالِ بِهَا اَوْ يَأْثَمُ خَاصَّةً ــــــ؟ وَجْهَانِ .

وَ عَلَى الْقَوْلِ : بِمُرَاعَاةِ الضِّيْقِ فِيْهِ مُطْلَقاً ــــــــ يَظْهَرُ قُوَّةُ الْاَوَّلُ وَ اِلَّا فَالْاَصْلُ يَقْتَضِىْ الصِّحَّةَ .

متن 211 :

﴿ **وَ يُسْتَحَبُّ نَفْضُ الْيَدَيْنِ** ﴾ بَعْدَ كُلِّ ضَرْبَةٍ :

- بِنَفْخِ مَّا عَلَيْهِمَا مِنْ اَثَرِ الصَّعِيْدِ ،
- اَوْ مَسْحِهِمَا ،
- اَوْ ضَرْبِ اِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرىٰ .

﴿ **وَلْيَكُنِ** ﴾ التَّيَمُّمُ ﴿ **عِنْدَ آخِرِ الْوَقْتِ** ﴾ بِحَيْثُ يَكُوْنُ قَدْ بَقِىَ مِنْهُ :

بِـقْدَارُ فِعْلِهِ ـــــ مَعَ بَاقِیْ شَرَائِطِ ـــــ الصَّلَاةِ ـــــ الْمَفْقُوْدَةِ ،
وَ الصَّلَاةِ تَامَّةِ الْاَفْعَالِ .

- عِلْماً ،
- اَوْ ظَنّاً ،

وَّ لَا يُؤَثِّرُ فِيْهِ ـــــ ظُهُوْرُ الْخِلَافِ ،
﴿ وُجُوْباً مَعَ الطَّمَعِ فِی الْمَآءِ ﴾ وَ رَجَآءِ حُصُوْلِهٖ وَ لَوْ بِالْاِحْتِمَالِ الْبَعِيْدِ ،
﴿ وَ اِلَّا اسْتِحْبَاباً ﴾ عَلٰی اَشْهَرِ الْاَقْوَالِ بَيْنَ الْمُتَأَخِّرِيْنَ .
وَ الثَّانِیْ : وَ هُوَ الَّذِیْ اخْتَارَهُ الْمُصَنِّفُ فِی الذِّكْرٰی ، وَ ادَّعٰی عَلَيْهِ الْمُرْتَضٰی وَ الشَّيْخُ "الْاِجْمَاعَ" : مُرَاعَاةُ الضِّيْقِ ـــــ مُطْلَقاً .
وَ الثَّالِثُ : جَوَازُهٗ ـــــ مَعَ السَّعَةِ مُطْلَقاً ، وَ هُوَ قَوْلُ الصَّدُوْقِ .

متن 212 :

وَ الْاَخْبَارُ بَعْضُهَا دَالٌّ ـــــ عَلَی اعْتِبَارِ الضِّيْقِ مُطْلَقاً ،
وَ بَعْضُهَا : غَيْرُ مُنَافٍ لَّهٗ ، فَلَا وَجْهَ لِلْجَمْعِ بَيْنَهَا بِالتَّفْصِيْلِ ،
هٰذَا فِی التَّيَمُّمِ ـــــ الْمُبْتَدَإِ .
اَمَّا الْمُسْتَدَامُ ـــــ ،
كَمَا لَوْ تَيَمَّمَ:

- لِعِبَادَةٍ عِنْدَ ضِيْقِ وَقْتِهَا وَ لَوْ بِنَذْرِ رَكْعَتَيْنِ فِیْ وَقْتٍ مُعَيَّنٍ، يَتَعَذَّرُ فِيْهِ الْمَآءُ ،
- اَوْ عِبَادَةٍ رَاجِحَةٍ ـــــ بِالطَّهَارَةِ ـــــ وَ لَوْ ذِكْراً ،

ـــــ جَازَ فِعْلُ غَيْرِهَا بِهٖ مَعَ السَّعَةِ .

متن 213 :

﴿ **وَ لَوْ تَمَكَّنَ مِنِ** ﴾ اسْتِعْمَالِ ﴿ **الْمَآءِ** ـــــــ ،

انْتَقَضَ ﴾ تَيَمُّمُهُ ـــــ عَنِ الطَّهَارَةِ الَّتِیْ تَمَكَّنَ مِنْهَا ،

فَلَوْ تَمَكَّنَ "مَنْ عَلَيْهِ غَيْرُ غُسْلِ الْجَنَابَةِ" مِنَ الْوُضُوْءِ خَاصَّةً ـــــــ ،
انْتَقَضَ تَيَمُّمُهُ خَاصَّةً ـــــــ وَ كَذَا الْغُسْلُ .

وَ الْحُكْمُ بِانْتِقَاضِهٖ بِمُجَرَّدِ التَّمَكُّنِ ـــــــ مَبْنِيٌّ عَلَى الظَّاهِرِ .

وَ اَمَّا انْتِقَاضُهُ مُطْلَقاً ـــــ فَمَشْرُوْطٌ بِمُضِيِّ زَمَانٍ ـــــ يَسَعُ فِعْلَ الْمَآئِيَّةِ
مُتَمَكِّناً مِّنْهَا ،

فَلَوْ طَرَأَ ـــــ بَعْدَ التَّمَكُّنِ ـــــ مَانِعٌ قَبْلَهُ ، كَشَفَ عَنْ عَدَمِ انْتِقَاضِهٖ ،
سَوَآءٌ شَرَعَ فِيْهَا اَمْ لَا ،

- كَوُجُوْبِ الصَّلَاةِ بِاَوَّلِ الْوَقْتِ ،
- وَالْحَجِّ لِلْمُسْتَطِيْعِ بِسَيْرِ الْقَافِلَةِ مَعَ اشْتِرَاطِ اسْتِقْرَارِ الْوُجُوْبِ ،
  بِمُضِيِّ زَمَانٍ ـــــ يَّسَعُ الْفِعْلَ ،

لِاسْتِحَالَةِ التَّكْلِيْفِ بِعِبَادَةٍ فِیْ وَقْتٍ ـــــــــــ لَّا يَسَعُهَا ،
مَعَ احْتِمَالِ انْتِقَاضِهٖ مُطْلَقاً، كَمَا يَقْتَضِيْهِ ظَاهِرُ الْاَخْبَارِ وَ كَلَامُ الْاَصْحَابِ .

متن 214 :

وَ حَيْثُ كَانَ التَّمَكُّنُ مِنَ الْمَآءِ نَاقِضاً ، فَاِنِ اتَّفَقَ قَبْلَ دُخُوْلِهٖ فِی الصَّلَاةِ:
انْتَقَضَ اِجْمَاعاً ، عَلَى الْوَجْهِ الْمَذْكُوْرِ ، وَ اِنْ وَجَدَهُ بَعْدَ الْفَرَاغِ : صَحَّتْ ،
وانْتَقَضَ بِالنِّسْبَةِ اِلیٰ غَيْرِهَا .

﴿ **وَ لَوْ وَجَدَ فِیْ اَثْنَاءِ الصَّلَاةِ** ﴾ وَ لَوْ بَعْدَ التَّكْبِيْرِ ﴿ **اَتَمَّهَا** ﴾ مُطْلَقاً ﴿ **عَلَى**

الْاَصَحِّ﴾ عَمَلاً بِاَشْهَرِ الرِّوَايَاتِ وَ اَرْجَحِهَا سَنَداً وَ اعْتِضَاداً بِالنَّهْيِ الْوَارِدِ عَنْ قَطْعِ الْاِعْمَالِ . وَ لَا فَرْقَ فِيْ ذٰلِكَ بَيْنَ الْفَرِيْضَةِ وَ النَّافِلَةِ .

وَ حَيْثُ حُكِمَ بِالْاِتْمَامِ ـــــــ فَهُوَ لِلْوُجُوْبِ عَلٰى تَقْدِيْرِ وُجُوْبِهَا ، فَيَحْرُمُ :

- قَطْعُهَا ،
- وَ الْعُدُوْلُ بِهَا اِلَى النَّافِلَةِ ،

لِاَنَّ ذٰلِكَ مَشْرُوْطٌ بِاَسْبَابٍ مُسَوِّغَةٍ وَ الْحَمْلُ عَلٰى نَاسِى الْاَذَانِ قِيَاسٌ .

وَ لَوْ ضَاقَ الْوَقْتُ ، فَلَا اِشْكَالَ فِى التَّحْرِيْمِ .

وَ هَلْ يَنْتَقِضُ التَّيَمُّمُ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى غَيْرِ هٰذِهِ الصَّلَاةِ عَلٰى تَقْدِيْرِ عَدَمِ التَّمَكُّنِ مِنْهُ بَعْدَهَا ؟

اَلْاَقْرَبُ : الْعَدَمُ ، لِمَا تَقَدَّمَ مِنْ اَنَّهٗ مَشْرُوْطٌ بِالتَّمَكُّنِ وَ لَمْ يَحْصُلْ ؛ وَ الْمَانِعُ الشَّرْعِيّ كَالْعَقْلِيّ .

وَ مُقَابِلُ الْاَصَحّ : اَقْوَالٌ .

- مِنْهَا ـــــــ الرُّجُوْعُ مَا لَمْ يَرْكَعْ ،
- وَ مِنْهَا ـــــــ الرُّجُوْعُ مَا لَمْ يَقْرَأْ .
- وَ مِنْهَا ـــــــ التَّفْصِيْلُ بِسَعَةِ الْوَقْتِ وَضِيْقِهٖ .

وَالْاَخِيْرَانِ ـــــــ لَا شَاهِدَ لَهُمَا ،

وَ الْاَوَّلُ ـــــــ مُسْتَنِدٌ اِلٰى رِوَايَةٍ مُّعَارِضَةٍ بِمَا هُوَ اَقْوٰى مِنْهَا .

متن 207 :

(تیمم سے متعلق چند مسائل :)

[بتایا جا چکا ہے کہ اگر کسی کی گردن پر غسل جنابت ہو، تو غسل کر لینے کے بعد نماز کیلئے وضو کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ حکم تیمّم میں بھی لاگو ہے۔ پس اگر جنب شخص کا وظیفہ تیمّم ہو تو جنابت کیلئے کیے گئے تیمّم کے بعد، نماز کیلئے ایک اور تیمّم کی ضرورت نہیں رہتی جو وضو کے بدلے میں ہو۔

لیکن وہ غسل جو مبیح نماز نہیں ہیں جیسے غسل حیض و نفاس و استحاضہ وغیرہ ، اور انکے بعد نماز کیلئے وضو ضروری ہوتا ہے، کیا ان غسلوں کے بدلے میں ایک تیمّم کافی ہے یا ایک اور تیمّم بھی ضروری ہے جو وضو کے بدلے میں ہو؟ چنانچہ مصنفؒ فرماتے ہیں :]

اور جنب شخص کے علاوہ ہر وہ شخص جس پر ایسا حدث ہو جو موجب غسل ہو، پانی کے استعمال سے مطلقاً معذور ہونے کی صورت میں (یعنی نہ غسل کر سکتا ہو اور نہ ہی وضو، تو ایسا شخص) دو مرتبہ تیمّم کرے گا :

- ایک مرتبہ غسل کے بدلے میں ، دو مرتبہ (زمین پر دونوں ہاتھوں کو) مارنے سے، (پہلی مرتبہ دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر، پیشانی اور جبینین کا مسح کرے گا، ناک کی نوک تک ، اور دوسری مرتبہ دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر دونوں ہاتھوں کی پشت کا مسح مرے گا)،
- اور دوسری مرتبہ وضو کے بدلے میں (دونوں ہاتھوں کو) ایک مرتبہ (زمین پر) مارنے سے (جس میں پیشانی اور جبینین کا مسح کرنے کے بعد، دونوں ہاتھوں کا بھی مسح کریگا)۔

❍ اور اگر (پانی اتنی مقدار میں ہو کہ اُس سے) صرف وضو کرنے پر قادر ہو، تو واجب ہے (کہ اُس پانی سے وضو کرے) اور غسل کے بدلے میں تیمّم کرے۔

❍ (اس مسئلہ کی) برعکس (صورت) کی مانند،

(یعنی اگر صرف غسل کیلئے پانی رکھتا ہو، تو ضروری ہے کہ غسل کرے اور وضو

کے بدلے میں تیمّم کرے)۔

(شارحؒ، مصنفؒ پر اشکال کرتے ہیں کہ آپ نے جو یہ کہا ہے کہ غیر جنب شخص دو مرتبہ تیمّم کرے، تو ہم نے جو مذکورہ دو صورتیں پیش کی ہیں، ان دونوں صورتوں میں)،

یہ بات (مثلاً) اُس (حائض عورت) پر صادق آتی ہے کہ وہ غیر جنب ہے،

(جو صرف وضو یا صرف غسل کیلئے پانی رکھتی ہو۔ اس صورت میں اس عورت پر صرف ایک تیمّم واجب ہوگا)،

پس ضروری تھا کہ (مصنفؒ، کوئی) قید لگا کر ان (دو مسئلوں) کو خارج کر دیتے۔

(جیسے شارحؒ نے "**عند تعذر استعمال الماء مطلقاً**" کی قید لگا کر ان دو مسئلوں کو خارج کر دیا ہے)۔

(پھر شارحؒ، مصنفؒ کی طرف سے عذر پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:) ایسا لگتا ہے کہ مصنفؒ (نے ان دو مسئلوں کے واضح اور) ظاہر ہونے پر، اعتماد کرتے ہوئے، ایسی کسی قید کو ذکر نہیں کیا۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	عَلَيْهِ	ہِ	من الموصولة	جس پر
۲۔	اِحْدَاهُمَا	هُمَا	مرتين	دو مرتبہ میں سے ایک مرتبہ
۳۔	مَعَ اَنَّهٗ	ہٗ	شأن	ضمیر شان ہے
٤۔	عَلَيْهِ	ہِ	غير الجنب	القادر على الوضوء او الغسل خاصة
۵۔	اَنَّهٗ مُحْدِثٌ	ہٗ	غير الجنب	القادر على الوضوء او الغسل خاصة
٦۔	فِيْ اِخْرَاجِهٖ	ہٖ	غير الجنب	صرف وضو یا غسل پر قدرت رکھنے والا غیر جنب شخص کے خارج ہونے میں
۷۔	وَ كَاَنَّهٗ	ہٗ	مصنفؒ	گویا مصنفؒ نے
۸۔	تَرَكَهٗ	ہٗ	غير الجنب	القادر على الوضوء او الغسل خاصة

۹۔	عَلىٰ طُهُوْرِهٖ	ہٖ	غير الجنب	القادر على الوضوء او الغسل خاصة

متن 208 :

اور نیت میں (تیمّم کا):

- وضو کے بدلے،
- یا غسل کے بدلے،

ہونے کا قصد کرنا واجب ہے۔ اگر تیمّم ان دو کے بدلے میں (کیا جارہا) ہو۔ جیسا کہ اکثر اوقات ایسا ہی ہوتا ہے (کہ تیمّم وضو کے بدلے میں کیا جاتا ہے یا غسل کے بدلے میں)۔

پس اگر اس کا تیمّم ـــــــــــــ :

- نمازِ جنازہ (پڑھنے) کیلئے ہو،
- یا باطہارت سونے کی خاطر ہو،
- یا دو مسجدوں میں سے کسی ایک (مسجد) سے جنابت کی حالت میں خارج ہونے کیلئے

ہو، (اور دو مسجدوں سے مراد مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ ہیں)،

(مثلاً اگر کوئی شخص ان دو مسجدوں میں سے کسی مسجد میں جا کر سوجائے اور نیند کی حالت میں احتلام ہونے کی وجہ سے غسل جنابت اس کی گردن پر آجائے۔ تو ایسے شخص کیلئے بعض فقہاء کہتے ہیں کہ واجب ہے کہ یہ شخص تیمّم کرے اور مسجد سے خارج ہوجائے، اور اس کیلئے جائز نہیں ہے کہ مسجد سے خارج ہونے کیلئے غسل کرے۔ پس اس صورت میں یہ شخص جو تیمّم کرے گا وہ غسل کے بدلے میں نہیں ہوگا)،

اُس وقت جب ہم اس صورت میں (یعنی ان دو مسجدوں سے خارج ہونے میں) ایسے شخص کیلئے (غسل کی بجائے صرف) تیمّم کو مختص کرنے والے قول کو قبول کریں، جیسا کہ یہ مصنفؒ کے دو اقوال میں سے ایک قول ہے (یعنی یہ کہ ایسا شخص غسل کی بجائے صرف تیمّم کرے گا اور مسجد سے خارج ہوجائے گا)۔

ـــــــــ ، تو (ان تین صورتوں میں) ایسے شخص کا تیمّم ان دو (یعنی وضو یا غسل) میں سے کسی کے بھی بدلے میں نہیں ہوگا،

(پس ان تین صورتوں میں، وضو یا غسل کے بدلے تیمّم انجام دینے کا قصد کرنا واجب نہیں ہوگا)۔

(شارحؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے نیت میں جن تین موارد کی بدلیت کے قصد کے واجب نہ ہونے کا استثناء کیا ہے)،

احتمال ہے کہ (مصنفؒ کی عبارت اپنے) عام ہونے پر باقی ہو (اور ان تین موارد کو بھی شامل ہو)۔ اس طرح کہ ان (تین موارد) میں بدلیت (کے قصد) کو اختیاری قرار دیں۔

[یہاں بدل اختیاری سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص ان تین موارد میں پانی کے استعمال میں مضطر نہیں ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ اس کے پاس پانی موجود نہ ہو، بلکہ پانی اس شخص کے اختیار میں ہے۔ برخلاف اس تیمّم کے جو وضو یا غسل کے بدلے میں انجام دیا جائے، جو اس وقت انجام دیا جاتا ہے جب انسان پانی کے استعمال میں مضطر ہو، پانی نہ ہونے کی وجہ سے، ..... یا .....،

پہلے دو موارد میں انسان کو اختیار ہے کہ چاہے تو تیمّم کرے اور چاہے تو وضو یا غسل، سوائے تیسرے مورد کے جس میں اگرچہ پانی اس شخص کے اختیار میں ہو، تب بھی اس کیلئے واجب ہے کہ تیمّم کرے، (مصنفؒ کے دو اقوال میں سے ایک قول کی بنیاد پر)، اور غسل کرنا جائز نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ ان تین موارد میں بھی بدلیت کا قصد ضروری ہے، لیکن بدلیتِ اختیاری کے عنوان سے]۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	عَنْ اَحَدِهِمَا	هُمَا	الوضوء + الغسل	وضو یا غسل میں سے کسی ایک سے
۲۔	كَمَا هُوَ	هُوَ	التيمم	جیسا کہ اکثر تیمّم
۳۔	تَيَمُّمُهُ	هُ	المتيمم	اگر تیمّم کرنے والے کا تیمّم
٤۔	لِخُرُوْجِهِ	هِ	المتيمم	تیمّم کرنے والا شخص اپنے خارج ہونے کیلئے
۵۔	بِذٰلِکَ	x	x	مسجد الحرام اور مسجدِ نبویؐ سے خارج ہونے کیلئے

۶۔	کَمَا هُوَ	هُوَ	☜	اختصاص التیمم للخارج من المسجدین جنبا
۷۔	لَمْ یَکُنْ	هُوَ	التیمم	تیمّم نہیں ہوگا (وضو یا غسل کے عوض)
۸۔	مِنْ اَحَدِهِمَا	هُمَا	الوضوء + الغسل	وضو یا غسل میں سے کسی ایک (کے بدلہ میں)
۹۔	بِجَعْلِهٖ	هٖ	التیمم	تیمّم کو قرار دینے سے
۱۰۔	فِیْهَا	هَا	☜	مذکورہ تین موارد میں یعنی : نمازِ جنازہ ، باطہارت نیند اور مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ میں جنب ہونے والے شخص کا ان سے خارج ہونے کیلئے تیمّم کرنا

متن 209 :

اور تیمّم میں واجب ہے :

- (ہر اُس عبادت) کیلئے مباح ہونے کی نیت کرنا ، جس کا طہارت (وضو یا غسل) کے ساتھ انجام دیا جانا شرط ہو۔
- اور (نیز) وجہ (کا قصد کرنا) یعنی وجوب یا استحباب (کا قصد) ،

(شارحؒ فرماتے ہیں کہ مصنفؒ ، استباحت اور وجہ کے قصد کو وضو میں بھی واجب سمجھتے ہیں ، ہم نے وہاں بھی ان دونوں کے واجب ہونے پر اعتراض کیا تھا) ،

اور (تیمّم میں بھی) ان دونوں ،

(یعنی استباحت اور وجہ کے قصد کے واجب ہونے کے بارے)

میں ہمارا کلام (یعنی اعتراض) وہی ہے جو (ہم نے طہارتِ) مائیہ ، (یعنی پانی والی طہارت یعنی وضو) میں (پیش کیا) تھا۔

- اور (نیز) قربت (کا قصد بھی تیمّم میں واجب ہے)۔ اور شک نہیں ہے کہ قربت کا قصد (تیمّم سے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ) ہر اُس عبادت میں معتبر ہے جو نیت کی محتاج ہو ، تا کہ (قصدِ قربت کے ذریعہ) ہر عبادت میں اخلاص کے بارے میں دیا گیا حکم متحقق ہوجائے۔

[جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے :

وَ مَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْن ، یعنی انہیں صرف اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ دین اسلام میں مکمل اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ اور واضح ہے کہ قصدِ قربت کے بغیر مکمل اخلاص حاصل نہیں ہوسکتا]۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فِيْهِ	ہِ	التیمم	تیمّم میں
۲۔	فِيْهِمَا	هُمَا	الاستباحة+ الوجه	استباحت اور قصدِ وجہ میں
۳۔	فِي اعْتِبَارِهَا	هَا	القربة	قربت کے شرط ہونے میں
٤۔	الْمَامُوْرِ بِهٖ	ہٖ	الاخلاص	جس اخلاص کے بارے میں حکم دیا گیا ہے

متن 210 :

(تیمم میں موالات کی حیثیت:)

اور تیمّم میں موالات واجب ہے ، یعنی یہ کہ تیمّم کے افعال کو پے در پے انجام دے ، اس طرح کہ عرف کی نظر میں تیمّم کے افعال جدا جدا شمار نہ ہوں ،

(یعنی ان افعال میں اتنا فاصلہ نہ دیا جائے کہ مثلاً یہ کہیں کہ ان افعال کے درمیان کافی فاصلہ آ گیا ہے)۔

اور ظاہراً فقہاء (کے فتاویٰ سے) یہ معلوم ہوتا ہے کہ موالات کا وجوب (سب کے نزدیک) اتفاقی ہے۔

اور موالات میں خلل ڈالنے کی صورت میں :

- تیمّم کے باطل ہونے ،
- یا (ایک واجب عمل کو ترک کر کے) صرف گناہگار ہونے ،

کے بارے میں دو احتمال ہیں۔

(آگے ایک مسئلہ زیرِ بحث آنے والا ہے کہ :

- کیا ضروری ہے کہ تیمّم کو آخری وقت میں انجام دیا جائے ، خواہ عذر کے

برطرف ہونے کی اُمید رکھتا ہو یا نہ؟

- یا وقت کے وسیع ہونے کی صورت میں بھی تیمّم کو انجام دے سکتا ہے خواہ عذر کے برطرف ہونے کی اُمید رکھتا ہو یا نہ؟)

(ان دو مسئلوں کو موجودہ مسئلہ ، یعنی موالات میں خلل ڈالنے کی صورت میں تیمّم کے باطل ہونے یا ایک واجب فعل کو ترک کرنے کی وجہ سے انسان کے صرف گناہگار ہونے ، سے ربط دیتے ہوئے شہید ثانیؒ فرماتے ہیں:) ،

اگر ہم قائل ہوجائیں کہ تیمّم کرنے والا شخص، تیمّم میں وقت کی تنگی کی رعایت کرے مطلقاً ،

(یعنی یہ کہ تیمّم کو آخری وقت میں انجام دے خواہ پانی ملنے یا عذر کے برطرف ہونے کی اُمید رکھتا ہے یا نہیں) ،

تو پہلے قول کا قوی ہونا ظاہر ہوجاتا ہے ،

[یعنی یہ کہ موالات میں خلل ڈالنے کی صورت میں ، تیمّم باطل ہوجائے گا ، کیونکہ وقت کی تنگی کی صورت میں ـــــ، موالات ، تیمّم کے صحیح ہونے کی شرط قرار پائے گا تا کہ نماز کو اس کے وقت میں پڑھ سکے۔ اس لیے کہ اگر نماز کا وقت تنگ ہو (کیونکہ ہم نے فرض یہ کیا ہے کہ نماز کو آخری وقت میں انجام دے) ، اور تیمّم کے افعال میں فاصلہ ڈال دے ، تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نماز کی کچھ مقدار کو ، اس کا وقت تمام ہونے کے بعد انجام دے]۔

اور اگر (ہم تیمّم کرنے والے شخص کیلئے وقت میں تنگی کی رعایت کرنے کے) قائل نہ ہوں ، تو اصل ، تیمّم کے صحیح ہونے کا تقاضا کرتی ہے۔

(کیونکہ وقت کے وسیع ہونے کی صورت میں ، ہم شک کرتے ہیں کہ کیا موالات تیمّم کے صحیح ہونے میں شرط ہے یا شرط نہیں ہے؟ تو اس صورت میں اصل ، موالات کا شرط نہ ہونا ہے۔ پس اس شرط کی وجہ سے تیمّم ، موالات کے بغیر بھی صحیح ہوگا)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	فِیْهِ	هِ	التیمم	تیمّم میں

۲۔	اَفْعَالِهِ	ہٖ	التيمم	تیمّم کے افعال
۳۔	عَلیٰ وُجُوْبِهَا	هَا	موالاة	موالات کے واجب ہونے پر
٤۔	بِهَا	هَا	موالاة	موالات کے ذریعہ سے
٥۔	فِيْهِ	ہِ	تیمم	تیمّم میں

متن 211 :

اور مستحب ہے کہ (تیمّم میں) ہر بار زمین پر ہاتھوں کو (مارنے کے بعد) ہلایا جائے، تا کہ ان پر صعید کا جو اثر (یعنی غبار) ہو وہ دور کیا جاسکے،

(ہاتھوں کے نفض سے مراد، انہیں حرکت دینا ہے تا کہ ان پر موجود غبار کو زائل کیا جاسکے۔ اور چونکہ ہاتھوں کو حرکت دے کر غبار کو زائل کرنا مقصود ہے لہٰذا فرماتے ہیں کہ اس مقصد کو مندرجہ ذیل طریقوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے :)

- نفخ یعنی ہاتھوں کو پھونک مارنے سے،
- یا دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملنے سے،
- یا ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارنے سے،

☆☆☆

(کیا انسان پانی سے معذوری کی صورت میں، کسی بھی وقت تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے، یا ضروری ہے انسان آخری وقت تک صبر کرے، تا کہ معلوم ہوسکے کہ اس کا عذر آخری وقت تک باقی رہتا ہے یا برطرف ہوجاتا ہے؟ اس مسئلہ کی تفصیل درج ذیل ہے:)

■ اور واجب ہے کہ (نمازی صبر کرے اور) تیمّم کو آخری وقت میں انجام دے، (اور آخری وقت سے مراد یہ ہے کہ) وقت میں سے صرف اس قدر وقت باقی بچا ہو کہ جس میں :

- تیمّم کرسکے،
- نماز کی مفقود (یعنی غیر موجود) شرائط کو مہیا کرسکے،

(مثلاً جسم ڈھانپنے کیلئے مناسب لباس مہیا کرنا، یا اگر لباس اور بدن نجس ہیں تو انہیں پاک کرنا، یا نماز کیلئے مباح جگہ تک رسائی حاصل کرنا وغیرہ)،

- اور نماز کو اس کے تمام افعال کے ساتھ انجام دے سکے۔

خواہ :

- یقین رکھتا ہو (کہ آخری وقت ہوگیا ہے) ،
- یا گمان رکھتا ہو (کہ آخری وقت ہوگیا ہے) ،

(اور اگر آخری وقت کا گمان کرتے ہوئے تیمّم کرکے نماز پڑھ لے ، تو) ،

اس گمان میں خلاف کا ظاہر ہونا کوئی اثر نہیں رکھتا ،

(مثلاً اگر معلوم ہوجائے کہ اس کا گمان غلط تھا اور جب اس نے تیمّم کیا تو ابھی آخری وقت نہیں ہوا تھا تو اس صورت میں اس کا تیمّم اور نماز دونوں صحیح ہوں گے ، کیونکہ اس نے اپنے وظیفہ کو انجام دیا ہے اور آخری وقت کا گمان کرتے ہوئے نماز پڑھی ہے)۔

(اور تیمّم کو آخری وقت میں انجام دینا ، اس شرط کے ساتھ واجب ہے جب)

پانی کے حصول کی اُمید رکھتا ہو ، اگرچہ یہ امید احتمال بعید کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو۔

اور اگر (احتمالِ بعید کے طور پر بھی) پانی کے حصول کی اُمید نہ رکھتا ہو تو ایسی صورت میں تیمّم کو آخری وقت میں انجام دینا ، مستحب ہوگا۔ علماءِ متاخرین کے اقوال (فتاویٰ) میں سے مشہور ترین قول (فتویٰ) کی بنیاد پر۔

■ اور (مسئلہ کے بارے میں) دوسرا قول وہ ہے جسے مصنفؒ نے اپنی کتاب ذکریٰ میں اختیار کیا ہے اور سید مرتضٰی عَلَم الھُدیٰؒ اور شیخ طوسیؒ نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے ، اور وہ قول یہ ہے :

''ضروری ہے کہ (نمازی) وقت کے تنگ ہونے (یعنی آخری وقت) کی رعایت کرے مطلقاً ''۔

(یعنی خواہ آخری وقت میں پانی کے حصول کی اُمید رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو ، ہر صورت میں واجب ہے کہ آخری وقت میں تیمّم کرے)۔

■ اور تیسرا قول یہ ہے :

''وقت کے وسیع ہونے کے باوجود ، تیمّم کرنا مطلقاً جائز ہے''۔

(یعنی اگرچہ آخری وقت میں پانی کے حصول کی اُمید رکھتا ہو تب بھی اوّلِ وقت میں تیمّم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے)۔

اور (مسئلہ کے بارے میں) یہ (تیسرا) قول، شیخ صدوقؒ کا ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
١۔	عَلَيْهِمَا	هُمَا	اليدين	ہاتھوں پر
٢۔	اَوْ مَسْحِهِمَا	هُمَا	اليدين	یا دونوں ہاتھوں کو مَل کر
٣۔	مِنْهُ	هُ	الوقت	آخری وقت میں سے
٤۔	فِعْلِهِ	هِ	التيمم	تیمّم کی انجام دہی
٥۔	فِيْهِ	هِ	العمل بالعلم او الظن	یقین یا گمان پر عمل کرنے میں
٦۔	حُصُوْلِهِ	هِ	الماء	پانی کا حصول
٧۔	اخْتَارَهُ	هُ	الثاني	دوسرا قول جسے مصنفؒ نے اختیار کیا ہے
٨۔	عَلَيْهِ	هِ	الثاني	دوسرا قول جس پر
٩۔	جَوَازُهُ	هُ	التيمم	تیمّم کا جائز ہونا ہے
١٠۔	وَ هُوَ	هُوَ	الثالث	اور یہ تیسرا قول

متن 212 :

اور روایات میں سے :

- بعض اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ (تیمّم کیلئے) وقت کا تنگ ہونا شرط ہے، مطلقاً، (یعنی ضروری ہے کہ خواہ آخری وقت میں پانی ملنے کی اُمید رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو، ہرصورت میں وقت کے تنگ ہونے کی رعایت کی جائے)۔
- اور بعض (دوسری روایات) منافی (یعنی مخالف) نہیں ہیں ان روایات کی جن میں وقت کے تنگ ہونے تک تیمّم کو مؤخر کرنا، شرط قرار دیا گیا ہے۔

(شہید ثانیؒ فرماتے ہیں کہ جب روایات کا دوسرا گروہ، پہلے گروہ کے مخالف نہیں ہے تو) کوئی وجہ نہیں ہے کہ ان (دوقسم کی) روایات کو جمع کرکے تفصیل کا قائل ہوا جائے،

(یعنی کہا جائے کہ پہلی قسم کی روایات اُس وقت سے مخصوص ہیں جب پانی ملنے

کی اُمید ہو اور دوسری قسم کی روایات اُس وقت سے مخصوص ہیں جب پانی ملنے کی اُمید نہ ہو۔ جیسا کہ مصنفؒ اس بات کے قائل ہوئے ہیں۔ شارحؒ کہتے ہیں کہ روایات کے دوسرے گروہ کی ایسی توجیہ پیش کی جاسکتی ہے جس سے یہ پہلے گروہ کی مخالف نہ رہیں)۔

(مسئلہ کے بارے میں) یہ (اختلاف) اس تیمّم کیلئے ہے جو ابتدائی ہو۔

لیکن وہ تیمّم جو متدام (یعنی ایک عبادت کیلئے کیا ہو اور دوسری عبادت کے وقت تک باقی) ہو،

(تو ایسے تیمّم کے ساتھ اوّلِ وقت میں بھی دوسری عبادت کو انجام دیا جاسکتا ہے۔ مثلاً ظہر وعصر کی نماز کیلئے کیے گئے تیمّم کے ساتھ نمازِ مغرب وعشاء کو ان کے اوّلِ وقت میں بھی انجام دیا جاسکتا ہے)۔

جیسے:

● اگر کسی عبادت کیلئے اُس کے وقت کے تنگ ہونے کے موقع (یعنی آخری وقت میں) تیمّم کرے، اگرچہ (وہ عبادت) کسی مخصوص وقت میں دو رکعت نماز پڑھنے کی نذر کی وجہ سے (واجب ہوگئی ہو)، اور اس وقت میں پانی ملنا (بھی) مشکل ہوجائے،

(مثلاً نذر کرے کہ مغرب کا وقت داخل ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے گا اور اس وقت میں پانی بھی میسر نہ ہو، پس اگر نذر کی اس نماز کی خاطر تیمّم کرے تو نمازِ مغرب کا وقت داخل ہونے کے بعد، اسی تیمّم سے اوّلِ وقت میں نمازِ مغرب کو ادا کرسکتا ہے)۔

● یا ایک ایسی عبادت کیلئے تیمّم کرے جسے طہارت (وضو، غسل، تیمّم) کے ساتھ انجام دینے کا رجحان پایا جاتا ہو اگرچہ وہ عبادت، ذکر (خدا) ہی کیوں نہ ہو،

تو ایسی صورت میں، اس تیمّم سے اس عبادت کے علاوہ دوسری عبادات کو ان کے وقت کے وسیع ہونے کے باوجود، انجام دینا جائز ہے۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	بَعْضُهَا	هَا	الاخبار	روایات میں سے بعض
۲۔	لَهُ	هُ	اعتبار الضيق مطلقا	وقت کی تنگی کے بطور مطلق (مخالف نہیں ہیں)

۳۔	بَيْنَهَا	هَا	الاخبار المختلفة	دو مختلف قسم کی روایات کے درمیان
٤۔	هٰذَا	x	x	فقہاء کے درمیان مذکورہ اختلاف
٥۔	وَقْتِهَا	هَا	العبادة	عبادت کا وقت
٦۔	فِيْهِ	هِ	الوقت	اس وقت میں
۷۔	غَيْرِهَا	هَا	العبادات	غیر مرجوح عبادات (کا انجام دینا)
۸۔	بِهٖ	هٖ	التيمم	تیمّم سے

متن 213 :

اور اگر تیمّم کرنے والا شخص، (اس سے پہلے کہ نماز شروع کرے، وضو یا غسل کیلئے) پانی کے استعمال پر قادر ہوجائے،

(مثلاً پانی تک اس کی رسائی ہوجائے، یا وہ موانع جن کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، اُس سے برطرف ہوجائیں)،

تو ایسی صورت میں اُس طہارت (وضو یا غسل) کیلئے اُس کا تیمّم باطل ہوجائے گا جس کو (پانی سے) انجام دینے پر وہ قادر ہوا ہے، پس:

- وہ شخص جس پر غسل جنابت کے علاوہ کوئی اور غسل واجب ہو، اگر صرف وضو کرنے پر قادر ہوا ہو، تو اس صورت میں اُسکا فقط وہ تیمّم باطل ہوگا جسے اس نے وضو کے بدلے میں انجام دیا تھا۔
- اور یہی حال غسل کا ہے،

(یعنی اگر صرف غسل کرنے پر قادر ہوا ہو تو غسل کے بدلے میں انجام دیا جانے والا تیمّم باطل ہوگا)۔

اور محض (پانی کے استعمال پر) قدرت پیدا کرتے ہی تیمّم کے باطل ہونے کا حکم، ظاہر پر مبنی ہے۔

(یعنی یہ حکم حقیقت اور واقعیت پر مبنی نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے یہ شخص پانی کے استعمال پر قادر نہ رہے مثلاً پانی اس کے ہاتھ سے گر کر بہہ جائے اور یہ شخص وضو یا غسل نہ کرسکے۔ پس اگر کہا جائے کہ محض قدرت پیدا کرتے ہی تیمّم ظاہری اور باطنی

طور پر باطل ہوجاتا ہے، تو یہ بات مذکورہ مثال کو بھی شامل ہوگی جس میں پانی کے استعمال کی قدرت انسان سے حادثاتی طور پر چھن جائے۔ در حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ ایسی صورت میں تیمّم باقی رہتا ہے)۔

لیکن تیمّم کا مطلقاً (یعنی ظاہراً اور باطناً) باطل ہونا، اس بات سے مشروط ہے کہ اتنا وقت گذر جائے جس میں پانی کے ساتھ طہارت (وضو یا غسل) انجام دے سکے درحالانکہ بغیر کسی مانع کے اس پانی والی طہارت کو انجام دے سکتا ہو۔

پس:

- اگر قدرت کے بعد ________،
- اور (مخصوص) وقت (کے گذرنے) سے پہلے،

کوئی مانع طاری/عارض ہوجائے، تو اس صورت میں اُس مانع کا پیش آنا، تیمّم کے باطل نہ ہونے کو کشف/روشن کریگا۔

اور اس بات سے فرق نہیں پڑتا کہ:

- اس نے طہارت انجام دینا شروع کی تھی،
- یا شروع نہیں کی تھی۔

جیسے:

- اوّل وقت آجانے سے (ظاہراً مکلّف پر) نماز کا واجب ہوجانا،
- اور قافلے کے حرکت کرنے کی وجہ سے (ظاہراً) صاحبِ استطاعت شخص پر حج کا واجب ہوجانا،

اس شرط کے ساتھ (ان عبادات کا) وجوب مستقر ہوتا ہے (یعنی انسان کی گردن پر آجاتا ہے) جب اتنا وقت گذر جائے جس میں ان عبادات کو بغیر کسی مانع کے انجام دیا جاسکے، کیونکہ کسی عبادت کی اتنے وقت کیلئے تکلیف دیا جانا محال ہے جو اس عبادت کیلئے وسعت نہ رکھتا ہو،

(مثلاً اگر کوئی شخص حج پر جانے کیلئے مالی استطاعت رکھتا ہو، اور حج پر جانے کیلئے اسے ایک مناسب قافلہ بھی میسر ہو، تب بھی جب تک یہ شخص مکہ نہ پہنچ جائے حج کا

وجوب اس پر مستقر نہیں ہوتا ، لیکن اگر مکہ پہنچنے اور حج کے اعمال شروع ہونے تک وجوب کی شرائط اس میں باقی رہیں ، تو ان شرائط کا اعمال شروع ہونے تک باقی رہنا اس بات کو کشف کرے گا کہ اس شخص پر حج واجب تھا اور اگر اعمال شروع ہونے تک شرائط باقی نہ رہیں مثلاً راستے میں ہی لُٹ جائے یا مریض ہوجائے تو یہ اس چیز کو کشف کرے گا کہ حج اس پر واجب نہیں تھا)۔

اس کے باوجود یہ احتمال ہے کہ وضو یا غسل پر قدرت پیدا کرتے ہی تیمّم باطل ہوجائے ، مطلقاً ، (یعنی خواہ طہارت کو کسی مانع کے پیش آنے سے پہلے انجام دینے کیلئے وقت وسعت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو)

جیسا کہ روایات اور فقہاء کے فتاویٰ ظاہراً اسی بات کا تقاضا کرتے ہیں۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	تَيَمُّمُهُ	هُ	المكلّف/المتيمم	مکلّف/تیمّم کیے ہوئے شخص کا تیمّم
۲۔	مِنْهَا	هَا	طهارة	طہارت سے
۳۔	بِانْتِقَاضِهِ	هِ	التيمم	تیمّم کے باطل ہوجانے سے
٤۔	مِنْهَا	هَا	طهارة مائية	پانی والی طہارت سے
٥۔	عَدَمِ انْتِقَاضِهِ	هِ	التيمم	تیمّم کے باطل نہ ہونے سے
٦۔	قَبْلَهُ	هُ	فعل المائية	پانی سے طہارت کو انجام دینے سے پہلے
۷۔	فِيْهَا	هَا	المائية	پانی والی طہارت میں
۸۔	لَا يَسَعُهَا	هَا	وقت + عبادة	وقت اس عبادت کیلئے وسعت نہ رکھتا ہو
۹۔	يَقْتَضِيْهِ	هِ		پانی پر محض قدرت پیدا کرتے ہی تیمّم کا باطل ہوجانا

متن 214 :

اور اب جبکہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ پانی کے استعمال پر قادر ہونا، تیمّم کو باطل کر دیتا ہے (تو مسئلہ کی تین صورتیں بنتی ہیں :)

[1] پس اگر پانی کے استعمال پر قادر ہونے کا اتفاق، نماز میں داخل ہونے سے پہلے ہوا ہو، تو (سب فقہاء کے نزدیک) اجماعی طور پر تیمّم باطل ہوجاتا ہے، مذکورہ صورت کی بنیاد پر،

(یعنی محض پانی کے استعمال پر قادر ہوتے ہی، یا مذکورہ مقدار میں وقت کے گذرتے ہی تیمّم باطل ہوجاتا ہے)۔

[2] اور اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد پانی (کے استعمال پر قدرت) حاصل ہو، تو (تیمّم کے ساتھ پڑھی گئی) نماز صحیح ہے۔ اور بعد والی نمازوں کی نسبت سے تیمّم باطل ہوجائے گا،

(پس ضروری ہے کہ بعد والی نمازوں کو وضو کے ساتھ انجام دے)۔

[3] اور اگر دورانِ نماز پانی حاصل ہوجائے، اگرچہ ابھی صرف (پہلی) تکبیر (یعنی تکبیرۃ الاحرام) ہی کہی ہو، تو ایسی صورت میں صحیح ترین قول کی بنیاد پر (تیمّم باطل نہیں ہوتا، پس) نماز کو مکمل کرے مطلقاً،

[یعنی :

- خواہ رکوع میں جا چکا ہو یا رکوع میں نہ گیا ہو،
- سورۂ حمد کی قرأت سے پہلے ہو یا بعد میں،
- نماز کا وقت تنگ ہو چکا ہو یا ابھی وسعت رکھتا ہو]،

❄ سند کے اعتبار سے مشہور ترین اور بہترین روایت پر عمل کرتے ہوئے،

❄ اور مدد لیتے ہوئے اعمال کو قطع کرنے کے سلسلہ میں وارد ہونے والی نہی سے۔

اور نماز کے واجب اور مستحب ہونے سے، مذکورہ حکم پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(اگر کوئی فرق ہے بھی تو وہ یہ ہے کہ اگر مستحب نماز کے دوران پانی حاصل ہوجائے تو اس کیلئے جائز ہے کہ نماز کو مکمل کرے۔ لیکن اگر واجب نماز کے دوران پانی حاصل ہوجائے تو اس صورت میں نماز کو مکمل کرنا جائز نہیں بلکہ واجب ہے اور نماز کا توڑنا

حرام ہے۔ جس طرح واجب نماز کو توڑنا حرام ہے اسی طرح اسے نافلہ نماز کی طرف موڑنا بھی حرام ہے، کیونکہ :)

نماز کے واجب ہونے کی صورت میں، جس مقام پر نماز کے مکمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے،

تو یہ حکم (نماز کے مکمل کرنے کے) واجب ہونے کی وجہ سے ہے، پس نماز کو توڑ دینا،

اور نیت کو واجب نماز سے نافلہ کی طرف موڑ لینا، حرام ہوگا،

(جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے : لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ، سورۂ مبارکہ محمد:۳۳)

اس لیے کہ یہ (عدول، اس کام کیلئے) جائز اسباب کے ساتھ مشروط ہے،

[جن کے جواز پر شرعی دلیل موجود ہے۔ جیسے وہ شخص جو فرادیٰ نماز پڑھ رہا ہو اور نماز باجماعت شروع ہوجائے تو باجماعت نماز کا ثواب حاصل کرنے کیلئے، رکوع میں جانے سے پہلے، نماز کو نافلہ کی طرف موڑ سکتا ہے۔ یا وہ شخص جو نماز کیلئے اذان کہنا بھول گیا ہو اور چاہتا ہو کہ اذان والی نماز کا ثواب حاصل کرلے تو نماز کو نافلہ کی طرف موڑ سکتا ہے اور بعد میں اذان کہہ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ اشکال کرے کہ موجودہ مسئلہ بھی اس شخص کی مانند ہے جو اذان بھول گیا ہو، اور جیسا کہ اذان بھول جانے والا شخص رکوع میں جانے سے پہلے نماز کو نافلہ کی طرف موڑ سکتا ہے، تاکہ نماز کو کامل ثواب کے ساتھ ادا کرے، اسی طرح تیمّم کیے ہوئے شخص واجب نماز سے نافلہ کی طرف عدول کرلے تاکہ نماز کو وضو یا غسل کرکے کامل ثواب کے ساتھ ادا کرسکے کیونکہ تیمّم والے شخص میں بھی وہی علت پائی جاتی ہے جو اذان بھول جانے والے شخص میں پائی جات ہے یعنی ''نماز کو کامل ثواب کے ساتھ ادا کرنا''۔ تو جواب یہ ہے کہ یہ عمل قیاس ہے جو مذہب اہلبیتؑ میں حرام ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو :]،

اور اگر اس مسئلہ کو حمل کریں اس شخص پر جو اذان کو بھول گیا ہو :

- تو یہ عمل، قیاس ہوگا،
- اور اگر واجب نماز کا وقت تنگ ہو، تو بے شک نافلہ کی طرف عدول حرام ہوگا۔

اگر یہ فرض کریں کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد، پانی (کے استعمال پر) قادر نہ رہے،
(مثلاً پانی ضائع ہوجائے، یا کوئی مانع پیش آجائے جس کی وجہ سے وضو یا غسل نہ کرسکے)
تو کیا بعد والی نمازوں کی نسبت سے اس کا تیمّم باطل ہوجائے گا؟

جو بات (ہماری نظر میں) اقرب ہے، اُس کے مطابق، تیمّم باطل نہیں ہوگا، کیونکہ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ تیمّم کا باطل ہونا (پانی کے استعمال پر) قدرت حاصل کرلینے کے ساتھ مشروط ہے جو کہ اس مثال میں حاصل نہیں ہے،

[کیونکہ اس مثال میں فرض یہ ہے کہ پانی کے استعمال پر قدرت نہیں رکھتا، یا پانی کے استعمال میں کوئی مانع پیش آگیا ہے۔ بعض فقہاء اس سلسلہ میں کہتے ہیں کہ چونکہ دورانِ نماز عقلاً پانی پر قدرت حاصل ہوگئی تھی لہٰذا بعد والی نمازوں کی نسبت تیمّم باطل ہوجائے گا۔ شارحؒ فرماتے ہیں کہ ٹھیک ہے کہ عقلاً قدرت حاصل ہوگئی تھی لیکن نماز میں مشغول ہونے کی وجہ سے، شرعاً تو قدرت پیدا نہیں ہوئی تھی۔ پس پانی کے استعمال کے سلسلہ میں مانعِ شرعی رکھتا تھا]،

اور مانعِ شرعی، مانعِ عقلی کی مانند ہے،

(اور عقلی مانع یہ ہے کہ قدرت کے بعد پانی ضائع ہوجائے یا کوئی ظالم شخص رکاوٹ بن جائے تو پہلے کہا جاچکا ہے کہ ان موانع کے باوجود تیمّم باطل نہیں ہوگا)۔

اور صحیح ترین قول (جسے مصنفؒ نے پیش کیا ہے کہ نماز کو مکمل کرے مطلقاً) کے مقابلہ میں چند اقوال ہیں:

جن میں سے ایک یہ ہے:

- اگر رکوع میں نہیں گیا، تو نماز کو توڑ دے اور وضو کے ساتھ نماز پڑھے۔

ایک اور قول یہ ہے:

- اگر قرأت (یعنی حمد اور سورت کی تلاوت) مکمل نہیں کی، تو نماز کو توڑ دے اور باوضو ہوکر نماز پڑھے۔

ایک اور قول یہ ہے:

- اگر وقت وسیع ہے تو نماز کو توڑ دے اور باوضو ہوکر نماز پڑھے، اور اگر وقت تنگ ہے تو نماز کو اسی طرح مکمل کرے۔

(شارحؒ فرماتے ہیں کہ:)

آخری دو اقوال کے بارے میں کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ اور پہلے قول کی دلیل وہ روایت ہے جو (ایک ایسی) روایت سے معارض ہے جو اس سے زیادہ قوی ہے،

(لہٰذا آخری دو اقوال کی طرح، پہلا قول بھی صحیح نہیں ہے)۔

	قول	ضمیر	مرجع	یعنی
۱۔	قَبْلَ دُخُوْلِهٖ	ہٖ	المكلف	مکلّف کے (نماز میں) داخل ہونے سے پہلے
۲۔	وَ اِنْ وَجَدَهٗ	ہٗ	الماء	اگر مکلّف پانی حاصل کرلے
۳۔	صَحَّتْ	هِيَ	الصلاة	نماز صحیح ہوگی
٤۔	غَيْرِهَا	هَا	صلاة	موجودہ نماز کے علاوہ دوسری نماز
٥۔	اَتَمَّهَا	هَا	صلاة	نماز کو مکمل کرے گا
٦۔	اَرْجَحِهَا	هَا	الروايات	روایات میں سے جو زیادہ رجحان رکھتی ہے
٧۔	فِيْ ذٰلِكَ	x	x	نماز کو جاری رکھنا اور اسے مکمل کرنا
٨۔	فَهُوَ	هُوَ	الاتمام	تو یہ اتمام
٩۔	وُجُوْبِهَا	هَا	صلاة	نماز کے واجب ہونے کے فرض پر
١٠۔	قَطْعُهَا	هَا	صلاة	نماز کو توڑنا/باطل کرنا
١١۔	لِاَنَّ ذٰلِكَ	x	x	اس لیے کہ نافلہ کی طرف عدول کرکے نماز کو توڑ دینا
١٢۔	مِنْهُ	ہٗ	الماء	پانی سے
١٣۔	بَعْدَهَا	هَا	صلاة	نماز کے بعد
١٤۔	مِنْ اَنَّهٗ	ہٗ	الانتقاض	یہ کہ تیمّم کا ٹوٹ جانا/باطل ہوجانا

۱۵۔	وَ لَمْ يَحْصُلْ	هُوَ	التمکن	اور وہ تمکن حاصل نہیں ہوا
۱۶۔	مِنْهَا	هَا	الاقوال	قول اصح کے مقابلہ میں جو اقوال موجود ہیں ان میں سے (ایک یہ ہے)
۱۷۔	لَا شَاهِدَ لَهُمَا	هُمَا	الاخیران	آخری دو قول کے بارے میں کوئی دلیل موجود نہیں ہے
۱۸۔	اَقْوىٰ مِنْهَا	هَا	الروایة	پہلے قول کی دلیل ایک ایسی روایت سے معارض ہے جو اس روایت سے زیادہ قوی ہے

خدایا! تیرے شکرگزار ہیں کہ تو نے ہمیں شرحِ لُمعہ کی کتابِ طہارت کی اُردو زبان میں شرح لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ خدایا تجھ سے التجا ہے کہ شرحِ لُمعہ کی باقی کتابوں کی بھی اُردو زبان میں شرح لکھنے کی توفیق عنایت فرما!

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلىٰ نَعْمَآئِهِ وَ آلَائِهِ

وَالصَّلاَةُ وَالسَّلَامُ عَلىٰ نَبِيِّهِ وَ اَوْلِيَآئِهِ

وقت: شام چھ بج کر پچاس منٹ : تاریخ: عید زہرا سلام اللہ علیہا = 9 / اپریل 2006 ء

حوزۂ علمیہ قم، ایران